

مکتبوں کا معصوم
اردو ترجمہ

۱۶۷

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی قدس سرہ کے
صحابہ کرام اور جانشین حضرت غرورۃ الثقی خواجہ محمد معصوم فاروقی قدس سرہ کے
مکتبہ اہل سنت قدسی آیات کے

اردو ترجمہ کا اردو ترجمہ

از

حضرت مولانا سید زوار حسین شاہ صاحب رح

الحمد للہ والمنعہ کہ کتاب مستطاب

مکتوبات معصوم

جلد اول

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرسیدی قدس سرہ کے
صاحبزادے اور جانشین حضرت عروۃ الوثقی خواجہ محمد معصوم فاروقی قدس سرہ کے
مکتوبات قدسی آیات کے

مقسوم کا اردو ترجمہ

از

حضرت مولانا پیر زوار حسین شاہ صاحب مدظلہ العالی
مؤلف: عمرة الفقه، زبدة الفقه، عمرة السلوک اور حضرت مجدد الف ثانی وغیرہ

بانتھام

ادارہ مجددیہ

۲۰۱۵ء ایچ، ناظم آباد ۳، کراچی ۷۴

مطبوعہ: احمد برادرین پرنٹرس، ناظم آباد کراچی

قیمت

فہستہ رضائین

- ۱۹ مقدمہ : از مترجم
- ۲۱ ویساچہ : از جامع مکتوبات حصہ سوم
- ۲۵ مکتوب : اپنے برادر بزرگ پیشوائے کاملین امام عارفین زیدۃ علمائے راسخین وارث کامل، تسبیح اکمل، منظر اسرار رب جمید، حضرت شیخ محمد سعید قدس اللہ سرہ الاقدس کے نام حدیث شریف من آحبت آخاہ فلیعلمہ ایاتہ [جو شخص اپنے کسی (مسلمان) بھائی سے محبت کرتا ہو تو اس کو چاہئے کہ اسے بتادے] کے بموجب شوق و محبت کے لوازم اور حقیقت وصل کی طرف اجمالی اشارہ کے بیان میں تحریر فرمایا۔
- ۲۶ مکتوب : مخدوم زادہ گرامی شیخ عبدالاحد کے نام اس بارے میں کہ افضلیت عالم خلق و عالم امر کے درمیان دائرے (بھرتی رہتی ہے) لیکن کلی فضیلت عالم خلق کیلئے ہے اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بعثت کی شرح میں جو ایک مکتوب میں آئی ہے کہ تکمیل و دعوت میں آنسو و علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت حق صل و علا کی محبت پر غالب ہو جاتی ہے اور اس بارے میں کہ یہ جو حضرت خواجہ بزرگ (خواجہ بہاؤ الدین نقشبند) قدس سرہ فرمایا ہے کہ سیر و سلوک سے مقصود یہ ہے کہ ایمان (استدلالی کشفی) ہو جائے اور اجمالی تفصیلی بن جائے (یہ) ارباب جہل کی نسبت کس طرح درست ہوگا اور اس بیان میں کہ حقیقت محمدی کا اپنے مقام سے عروج اور اس کا حقیقت احمدی تک پہنچنا کس معنی میں ہے اور اس کے مناسب بیان میں تحریر فرمایا۔
- ۳۱ مکتوب : مخدوم زادہ گرامی شیخ محمد خلیل اللہ کے نام اپنے برادر کلاں امام العارفین قدوۃ المواصلین واقف اسرار کلام مجید حضرت شیخ محمد سعید کے بعض مناقب و محاسن کے بیان میں تحریر فرمایا جو کسی تقریب سے لکھا گیا۔
- ۳۳ مکتوب : ان مکتوبات قدسی آیات کے جامع فقیر حقیر محمد عاشور بخاری کے نام اہل اللہ کا طریقہ اور ان کے سیر سلوک کا خلاصہ اور لطائف عالم امر کی فائدہ اور ان کی بقا کو مفصل طور پر بیان کرنے اور عالم خلق کے اطائف کی ان لطائف عالم امر میں سے ہر ایک کے ساتھ تناسب کے بارے میں تحریر فرمایا۔
- ۳۵ مکتوب : قاضی عارف کشمیری کے نام حدیث از و اعمہ آی الشہداء فی آجواف طبرہ حضرت ابو کی عملا و صوفیہ کے طریقہ پر شرح اور اس پر وارد ہونے والے شہادت کو دور کرنے کے بارے میں تحریر فرمایا۔
- ۳۹ مکتوب : سلطان وقت (حضرت اورنگ زیب عالمگیر) کے نام بعض عتوں کے بیان اور من لہ شکر الناس لویشکر اللہ [جس شخص نے لوگوں کا شکر ادا نہیں کیا اس نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا نہیں کیا] کے بموجب امن و امان کی نعمت کا شکر ادا کرنے کے بارے میں تحریر فرمایا۔

- ۴۱ { مکتوب: شیخ محمد صدیق سرمدی کے نام اُس خبیہ کو دور کرنے کے بیان میں کہ انھوں نے کلمہ طیبہ کے اس معنی پر وارد کیا تھا جو صوفیہ کے نزدیک لاموجود الا اللہ سے عبارت ہے۔
- ۴۳ { مکتوب: خواجہ عبداللہ اسلام خانی کے نام مشائخ کے اس قول لا یدکر اللہ الا اللہ جو کہ سالک کے وجود کی نفی کرنے والا ہے کے معنی اور آیت کریمہ کی تفسیر لَتَثِيرًا وَتَذَكُّرًا لَتَثِيرًا، جو کہ ذکر کے وجود کو ثابت کرنے والی ہے کے معنی میں تطبیق دینے کے متعلق ان کے سوال کے حل میں تحریر فرمایا۔
- ۴۲ { مکتوب: ۹: قاضی عثمان اللہ کے نام ضروری نصیحتوں اور طریقہ عالیہ کی تعلیم میں تحریر فرمایا جو کہ انھوں نے حضرت والا سے غائبانہ طلب کیا تھا۔
- ۴۵ { مکتوب: مرزا الطیف بخاری کے نام ذکر کی مداومت پر ترغیب دینے اور فائدے قلبی حاصل کرنے پر تخلص دلانے کے بارے میں تحریر فرمایا۔
- ۴۶ { مکتوب: محمد باقر لاہوری کے نام بعض ضروری نصائح کے بیان میں اور اس بارے میں تحریر فرمایا کہ اجازت کی بعض اقسام مجازہ کے کمال پر موقوف نہیں ہیں۔
- ۴۷ { مکتوب: ۱۲: حافظ محمد شریف لاہوری کے نام نصیحت کے بارے میں تحریر فرمایا۔
- ۴۸ { مکتوب: ۱۳: نیز حافظ محمد شریف لاہوری کے نام نصیحت کے بارے میں تحریر فرمایا۔
- ۴۸ { مکتوب: ۱۴: اسلام خاں کے نام عشق کے اسرار اور اس کے خواص کے بیان میں تحریر فرمایا
- ۴۹ { مکتوب: ۱۵: نیز اسلام خاں کے نام اس بیان میں تحریر فرمایا کہ آدمی کے لئے یہ غور کرنا ناگزیر ہے کہ کل (قیامت) کے لئے کیا تیار کیا ہے۔
- ۵۰ { مکتوب: ۱۶: محمد صادق پسر نصیر خاں کے نام اُن کے سوالوں کے جواب اور اُن لوگوں کے رد میں جو کہ مستہذبت پر بیٹھ گئے اور گمراہی کے جہلک جنگل میں پھنس گئے ہیں اور ان کے اعتقادات شریعت منورہ کے موافق نہیں ہیں اور حدت و جدی تحقیق اور کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ کے فوائد اور اس کے مناسب بیان میں تحریر فرمایا۔
- ۵۸ { مکتوب: ۱۷: مرزا ابو المعالی کے نام بعض ضروری نصائح کے بارے میں اور اس بیان میں تحریر فرمایا کہ ترقی و حوصل کا مدار بدرجہ غالب صحت پر ہے۔
- ۶۰ { مکتوب: ۱۸: صوفی پائندہ محمد کابلی کے نام ان کے لئے نصائح کے بیان میں تحریر فرمایا۔
- ۶۱ { مکتوب: ۱۹: ملا پائندہ محمد کابلی کے نام اُن سوالوں کے جواب میں تحریر فرمایا جو کہ انھوں نے کئے تھے۔
- ۶۲ { مکتوب: ۲۰: شیخ محمد سعید فاروقی کے نام اُن کی بعض کیفیات کے بیان میں تحریر فرمایا۔
- ۶۳ { مکتوب: ۲۱: صوفی نور بیگ کے نام اُن کو نصیحت کے بارے میں تحریر فرمایا۔
- ۶۴ { مکتوب: ۲۲: حافظ ابو اسحاق کے نام صوفیہ عالیہ کی تعریف کے بیان میں تحریر فرمایا۔
- ۶۵ { مکتوب: ۲۳: مرزا غضنفر کے نام کیفیات کی شرح اور اُن وادعات کی تعبیر میں جو کہ انھوں نے لکھے تھے تحریر فرمایا۔
- ۶۶ { مکتوب: ۲۴: ملا خستاق برکی کے نام اس خبیہ کے حل میں جو کہ آئے کریمہ و اتم ملت ابراہیم حنیفا سے پیدا ہوتا ہے اور حدیث الافضلوانی علی یونس بن مثنیٰ کی تحقیق میں اور لایمان لایزید ولا ینقص کی شرح میں

- ۶۶ { اور عوام کے ایمان کی انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ مساوات کا توہم دور کرنے اور شہداء جو کہ بعض فضائل کے ساتھ مخصوص ہیں ان کی انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام پر فضیلت کے توہم کو دور کرنے کے بارے میں تحریر فرمایا۔
- ۷۱ { مکتوب ۲۵: میر عبد الفتاح ولد خفاق آگاہ میر محمد نعمان کے نام طلبگاری کے لوازم لدا کرنے کے بارے میں تحریر فرمایا۔
- ۷۲ { مکتوب ۲۶: صوفی سعادت کابلی کے نام ان کے وقت کی تعمیر اور احوال کی شرح کے بیان میں تحریر فرمایا۔
- ۷۳ { مکتوب ۲۷: ملا عطاء اللہ سوئی کے نام نصیحت کے بیان میں تحریر فرمایا۔
- ۷۳ { مکتوب ۲۸: شیخ نور محمد سوئی کے نام نصیحت کے بیان میں تحریر فرمایا۔
- ۷۴ { مکتوب ۲۹: میر محمد امین بخاری کے نام آیہ کریمہ وما خلقت الجن والانس الا ليعبدون اور آیہ کریمہ انما عرضنا الامانة على السموات والارض والارض والارض کی شرح و تفسیر میں تحریر فرمایا۔
- ۷۶ { مکتوب ۳۰: شیخ حسین منصور ہالندری کے نام فائے کامل کے حصول کے متعلق ان کے احوال کی شرح میں تحریر فرمایا۔
- ۷۷ { مکتوب ۳۱: خواجہ عبد الصمد کابلی کے نام اپنے اطوار پر افسوس کرنے کے بارے میں تحریر فرمایا۔
- ۷۸ { مکتوب ۳۲: قاضی حیدر لاہوری کے نام معرفت و ایمان حقیقی حاصل کرنے پر ترغیب لانے کے بارے میں تحریر فرمایا۔
- ۷۹ { مکتوب ۳۳: خواجہ عبدالستار کولابی کے نام اس بارے میں کہ کثرت کے آئینہ میں وحدت حقیقی مشہود نہیں بلکہ اس کے ظلال میں سایہ ظل ہے اور اس بیان میں تحریر فرمایا کہ ارواح کا شہود کمال میں داخل نہیں ہے۔
- ۸۱ { مکتوب ۳۴: شیخ امان اللہ نیرہ شیخ حمید بنگالی کے نام ان کو نصیحت کرنے اور حصول معرفت پر ترغیب دینے کے بارے میں تحریر فرمایا۔
- ۸۲ { مکتوب ۳۵: شیخ حسین منصور ہالندری کے نام فاد و بقا اور اطیبات نفس کی حقیقت اور تجدید امثال کے فضا کی طرف اشارہ کے بیان میں اور اس بارے میں کہ کجلی ذات کا آنسو و علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ خاص ہونا کس معنی میں ہے اور کیا زوال عین و اثر (حقیقت) مہجری کے ساتھ مخصوص ہے اور عالم امر و نفس مطمئنہ و عناصر رجبہ کے منہائے عروج کے بیان میں تحریر فرمایا۔
- ۸۵ { مکتوب ۳۶: ملا مشتاق برکی کے نام اس بارے میں کہ محبت باطنی کیفیات کو جذب کرتی ہے اور معمولات عبادت اور گوشہ نشینی قطع تعلق پر ترغیب دینے میں اور اس بارے میں تحریر فرمایا کہ سیر و صلوات مقصود شیخ سیر بننا اور سیر بنانا نہیں بلکہ قائمیت و محبت کا حاصل ہونا ہے۔
- ۸۶ { مکتوب ۳۷: میر عبدالستار بختی کابلی کے نام طلب حقیقی محل و علا پر ترغیب لانے کے بارے میں تحریر فرمایا۔
- ۸۷ { مکتوب ۳۸: غلام محمد افغان کے نام ایک حال کی تعمیر جو انہوں نے دیکھا تھا کہ فانی احمد موعا اور قبا نام تھے اور اس بارے میں تحریر فرمایا کہ اس عالم فانی میں مطلوب یہی درود و شوق ہے۔
- ۸۹ { مکتوب ۳۹: صوفی سعادت کابلی کے نام ان کی کیفیات و احوال کی شرح میں جو کتابوں نے لکھے تھے اور اس بیان میں تحریر فرمایا کہ جو کچھ قوم صوفیہ لگا کے نزدیک مسلم ہے یہ کہ مطلوب کی یافت نفس میں تحریر اور ہائے حضرت عالی (مجدد ثانی) قدس اللہ روحہ سابعہ کے نزدیک یافت کی کیفیت انہیں جو باہر ہے۔

- ۹۰ { مکتوب ۴۱: ملا ابو محمد لاہوری کے نام انسان کی عدمیت ذاتیہ کی تحقیق میں تحریر فرمایا۔
- ۹۱ { مکتوب ۴۲: سلطان عبدالرحمن کے نام حق جل و علا کی خوشنویاں حاصل کرنے پر ترغیب دینے کے بیان میں تحریر فرمایا۔
- ۹۲ { مکتوب ۴۳: صوفی سعد اشرف کابلی کے نام ان کے روشن احوال کے جواب میں اور اس بارے میں تحریر فرمایا کہ نسبت جس جگہ سے بھی پیچھے (اس کو) اپنے پیر (کی جانب) سے جانا چاہئے۔
- ۹۳ { مکتوب ۴۴: خواجہ محمد حنیف کابلی کے نام حوادث کو اللہ تعالیٰ کے ارادہ (وشیئت) کی طرف لوٹانے اور ان کے متلون نہ ہونے کے بارے میں تحریر فرمایا۔
- ۹۴ { مکتوب ۴۵: خواجہ عبداللہ کولابی کے نام کمالاتِ فتاویٰ کی شرح میں اور اس بارے میں تحریر فرمایا کہ کام کا مدار فضل پر ہے لیکن عمل سے چارہ نہیں ہے۔
- ۹۵ { مکتوب ۴۶: سید نور محمد بابر مسک کے نام نصیحت کے بارے میں تحریر فرمایا۔
- ۹۶ { مکتوب ۴۷: جان محمد بیگ کولابی کے نام اس بارے میں تحریر فرمایا کہ ہستی حقیقی کو نیستی (فنائیت) کے حال کے بغیر شکار نہیں کر سکتے۔
- ۹۷ { مکتوب ۴۸: میرزا محمود صادق پسر نصیر خاں کے نام طریقہ خواجگان کے حقائق و خصائص اور جس چیز کے ساتھ ہمارے حضرت عالی (مجدد الف ثانی) ہم متاثر ہیں اس کی طرف اشارہ اور طریقہ نفی اثبات کی کیفیت کے بیان میں تحریر فرمایا۔
- ۹۸ { مکتوب ۴۹: شیخ عبدالرحمن برادر شیخ عرب بخاری کے نام زمین ہند کی برکات اور نسبت کی حفاظت کی ہمیشگی پر ترغیب دہانے کے بارے میں تحریر فرمایا۔
- ۹۹ { مکتوب ۵۰: محمد میرک بیگ بخشی کے نام اس بارے میں تحریر فرمایا کہ چونکہ مظلوم حقیقی آفاق و انفس سے ماوراء ہے (اس لئے) اس کے طالب کو چاہئے کہ آفاق و انفس سے گزر جائے اور اس کے ماوراء وجود چہد کرے۔
- ۱۰۰ { مکتوب ۵۱: حاجی مصطفیٰ بنگالی کے نام نصیحت اور دریافتِ احوال کے بارے میں تحریر فرمایا۔
- ۱۰۱ { مکتوب ۵۲: میرزا محمد ہادی کے نام اس بیان میں کہ وحدت کے طالب کیلئے کثرت کا ترک کرنا ناگزیر ہے اور سنت کے ابتلاع اور بدعت سے اجتناب پر ترغیب دینے کے بارے میں تحریر فرمایا۔
- ۱۰۲ { مکتوب ۵۳: رفعت بیگ کے نام اپنے آپ سے اعراض کرنے اور اصل کی طرف توجہ ہونے اور فنا و نیستی کے حصول پر ترغیب دینے کے بارے میں تحریر فرمایا تاکہ بقائے کامل اس پر مرتب ہو۔
- ۱۰۳ { مکتوب ۵۴: حضرت والا (عروة الوثقی) سلمہ اللہ تعالیٰ کے خواہر زادہ (بھانجی) شیخ عبداللطیف کے نام لایذکر اللہ الا اللہ کی تشریح میں اور اس بیان میں تحریر فرمایا کہ کلام مجید کے ساتھ متصف ہونا اس دیک کے آثار سے ہے۔
- ۱۰۴ { مکتوب ۵۵: شیخ مظفر علی شہیدی کے نام اس بیان میں کہ جب تک سالک کا واسطہ صفات و اعتبارات سے ہے علم و تمیز کی مخالفت ہے (اور) جب معاملہ غیب ذات سے پڑتا ہے تو جہل و عدم تمیز بڑھ جاتا ہے اور بعض نصوص کے بیان میں تحریر فرمایا۔

- مکتوب ۵۵: شیخ پناہ شیخ درویش محرابی کی جائزہ گیری کے نام کفار کے ساتھ محبت و دوستی کے احکام اور تقیہ کے احکام اور اللہ تعالیٰ کے لئے محبت و دشمنی کی فضیلت اور اس جماعت کے اعتقادات کے رد میں تحریر فرمایا جو کہتے ہیں کہ فقیری کسی شخص کے ساتھ برائے ہونا ہے۔
- مکتوب ۵۶: مرزا ابوالعالی کے نام ان کے خط کے جواب میں کہ (جس میں) انہوں نے شوق و محبت کی طلب کا اظہار کیا تھا اور شیخ عبدالحق کے بعض احوال کے بیان میں تحریر فرمایا جو کہ اجاب میں سے ہیں اور اس مکتوب کو ایک جلیل القدر حدیث کے ساتھ ختم فرمایا۔
- مکتوب ۵۷: حاجی حبیب اللہ حصاری کے نام ان کے احوال کی تعبیر میں تحریر فرمایا جو کہ انہوں نے دیکھے اور لکھے تھے۔
- مکتوب ۵۸: ملا قاسم روٹری کے نام اس بیان میں کہ فنا و بقا ظہور و اصالت کے تعلق سے ہر جب معاملہ غیب سے پڑتا ہے اور یہ تعلق نہیں رہتا تو فنا و بقا کا معاملہ ختم ہو جاتا ہے اور اس بیان میں کہ وجہ کو وجہ کی طرف راستہ ہے کہ ذات تعالیٰ کی طرف اور نماز سے متعلق بعض کمالات کے بیان میں تحریر فرمایا۔
- مکتوب ۵۹: صوفی سدا اللہ کابلی کے نام ان کے احوال کی تعبیر اور ان کی کیفیات کی تعریف کے بارے میں اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے متبعین کے بعض فضائل کے بیان میں تحریر فرمایا۔
- مکتوب ۶۰: محمد میرک بیگ بدخشی کے نام اس بیان میں کہ فرع جو کچھ کہتی ہے وہ اصل سے ماخوذ ہے تحریر فرمایا۔
- مکتوب ۶۱: صوفی زاہد برق انداز کے نام اس حال کی تعبیر میں جو انہوں نے دیکھا تھا تحریر فرمایا۔
- مکتوب ۶۲: خواجہ میرزائے گل بہاری کے نام ایک شبہ کے حل کے جواب میں جو کہ انہوں نے ہمارے حضرت عالی (مجدد الف ثانی) قدس اللہ سبحانہ بصرہ کے کلام پر کیا تھا اور معتزلہ کے استدلال کے جواب میں جو کہ انہوں نے نفی روایت کے بارے میں کیلئے نیز اس اعتراض کے جواب میں جو انہوں نے لمعات کی عبارت پر کیا تھا تحریر فرمایا۔
- مکتوب ۶۳: محمد یار خادم حضرت خواجہ محمد نقشبند (قدس سرہ) کے نام ان کے خط کے جواب میں تحریر فرمایا جو کہ فنا و بقا کے نام کی خبر دینے والا تھا۔
- مکتوب ۶۴: خواجہ محمد صادق بخاری مدنی کے نام رسالت پناہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے روضہ مقدس پر افلاس و انکسار کے اظہار کے بارے میں اور ان اذکار و اعمال کے بیان میں جو کہ ولایات ثلاثہ میں سے ہر ایک ولایت اور کمالات نبوت اور اس سے اوپر کے مقامات کے ساتھ مناسبت رکھتے ہیں اور ان مقامات کی طرف اشارہ کے بیان میں تحریر فرمایا کہ جہاں ترقی اعمال سے وابستہ نہیں ہے بلکہ فضل یا صرف محبت پر موقوف ہے۔
- مکتوب ۶۵: فضائل نایب شیخ بدرالدین سلطان پوری کے نام شوق ملاقات کے اظہار اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے روضہ منورہ کے فیوض و بہکات کی طرف اشارہ کے بارے میں تحریر فرمایا۔
- مکتوب ۶۶: اگر اسی قدر قدوة کاملین امام العارفین زبیر الراغبین مظهر اسرار رب محمد حضرت شیخ محمد سعید برادر کلاں خود کے نام شوق کے بیان و غم دوری کے اظہار میں تحریر فرمایا۔

- مکتوب ۶: خواجہ صنیائی مودودی کے نام ارادوں کی نفی پر ترغیب دینے کے بارے میں جو کہ صفت ارادہ کے زائل ہونے پر موقوف ہے اور ان احوال کی تعبیر میں جو انھوں نے دیکھے تھے اور کمال فنا کے حصول اور اخلاقِ رذیلیہ کے زائل ہونے کے بارے میں تحریر فرمایا۔
- ۱۲۹ {
- مکتوب ۷: خواجہ احمد بخاری کے نام اس بیان میں کہ عبادات میں ظاہری جمعیت باطنی نسبت کا اثر ہے اور خود پستی و خود بینی سے بیزاری پر ترغیب دینے کے بارے میں تحریر فرمایا۔
- ۱۳۰ {
- مکتوب ۸: خواجہ محمد شریف بخاری کے نام ان کے لئے نصیحتوں کے بارے میں تحریر فرمایا۔
- ۱۳۱ {
- مکتوب ۹: مخدوم زادہ عالی تبار شیخ محمد صدیق کے نام حقائق آگاہ میرزا انان اللہ بریلوی کے بعض احوال کے بیان میں اور حضرت (خواجہ محمد مصوم) سلمہ اللہ سبحانہ کی برکات سے ان کے استقادات کی شرح میں اس کے متعلق حکمت و مصلحت کے لئے تحریر فرمایا۔
- ۱۳۲ {
- مکتوب ۱۰: سید علی بارہہ کے نام کمالاتِ محبت اور اس کے دقائق کے بیان میں تحریر فرمایا۔
- ۱۳۵ {
- مکتوب ۱۱: میان معقول کے نام حرمین شریفین کی زیارت پر رغبت و شوق دلانے کے بارے میں تحریر فرمایا۔
- ۱۳۶ {
- مکتوب ۱۲: سید ابوالخیر شاہ آبادی کے نام لطائفِ عالم امر کی فنا اور ان کی بقا اور فنا و فناء کے درمیان فرق اور وحدت و وجود کے معنی کے بیان میں اور اس بارے میں کہ توحید شہودی و جودی سالک کے وجود کی نفی پر یا نہیں؟ اور تجلی ذات و صفات کے بیان میں اور اس بارے میں تحریر فرمایا کہ تجلی توری ذات تعالیٰ کی تجلی نہیں ہے بلکہ تجلی صوری ہے جو کہ تجلیات میں سب کے سب کی تجلی ہے۔
- ۱۳۷ {
- مکتوب ۱۳: محمد سعید سارنگپوری کے نام ان کے حال کی تعبیر میں اور اس بیان میں کہ مطلوب کی یافت آفاق و انفس کے ماوراء ہے۔
- ۱۴۰ {
- مکتوب ۱۴: خواجہ محمد صدیق پشاوری کے نام آیہ کریمہ و ذروا ظاہرا لاسمہا منہا منہا کے بیان میں تحریر فرمایا
- ۱۴۲ {
- مکتوب ۱۵: رفعت بیگ کے نام ان کے احوال کی تعریف اور کلمہ لا الہ الا اللہ کے فوائد کے بیان میں تحریر فرمایا
- ۱۴۱ {
- مکتوب ۱۶: خواجہ محمد حنیف کابلی کے نام عمرِ رقتہ پر افسوس کے اظہار میں تحریر فرمایا۔
- ۱۴۳ {
- مکتوب ۱۷: خان محمد بیگ کولابی کے نام اس بیان میں تحریر فرمایا کہ اس مرتبہ علیا و نصیب بخیر و عدم یافت ہے۔
- ۱۴۴ {
- مکتوب ۱۸: ملا فیض محمد فتح آبادی کے نام ان کے احوال کی تعبیر اور مقام شرح صدر اور مقام قبض و بسط کی تحقیق میں تحریر فرمایا۔
- ۱۴۵ {
- مکتوب ۱۹: ملا فضل کابلی کے نام ان کے احوال کی تعریف اور بلند ہمت پر ترغیب دینے کے بارے میں تحریر فرمایا
- ۱۴۶ {
- مکتوب ۲۰: شیخ امان اللہ سپر شیخ حمید بگالی کے نام بعض دوستوں کے احوال اور حضرت سید سید شکر (مجدد الف ثانی) قدس اللہ سبحانہ سے رسد کے روضہ منورہ کے مناقب فضائل کے بیان میں تحریر فرمایا۔
- ۱۴۷ {
- مکتوب ۲۱: تیموریگ کولابی کے نام سلطان ذکر کے بیان میں اور عدمیت اور جو معاملہ کہ اس کے اوپر ہے اس کے حصول اور ارادوں کی نفی کرنے پر ترغیب دینے کے بارے میں تحریر فرمایا۔
- ۱۴۸ {
- مکتوب ۲۲: خواجہ بادشاہ بلخی کے نام اہل دنیا کی بیوفائی کے متعلق احوال و اوقات کو موردِ کئے پر ترغیب دینے کے بارے میں تحریر فرمایا
- ۱۴۹ {

- ۱۴۹ { مکتوب ۸۲: سید محمد سبک لہی کے نام عبادت اور تحصیلِ فنا کی ترغیب میں تحریر فرمایا۔
- ۱۵۰ { مکتوب ۸۵: میرزا محمد زباں پسر رعایت خاں کے نام اس بارے میں تحریر فرمایا کہ ظاہری پریشانیوں باطنی ترقیات کا سبب ہیں۔
- ۱۵۱ { مکتوب ۸۶: میرزا محمد رضا پسر رعایت خاں کے نام محبتِ شیخ پر ترغیب دینے اور یادِ کرد و یادداشت کے معنی کی طرف اشارہ کے بارے میں تحریر فرمایا۔
- ۱۵۲ { مکتوب ۸۷: رعایت خاں کے نام قصا پر راضی رہنے کے بیان میں اور اس بارے میں تحریر فرمایا کہ حوادث کا پھیر دینا اس سچا ہے و تعالیٰ کے ارادہ کے ساتھ ہے نہ کہ عقلِ فعال کے ساتھ۔
- ۱۵۳ { مکتوب ۸۸: ملا عطار اللہ سورتی کے نام سلوک کے بعض درجات کے بیان میں اور اس بارے میں تحریر فرمایا کہ نیتِ صالحہ کے ساتھ حلال روزی کما ناذ کریں داخل ہے۔
- ۱۵۴ { مکتوب ۸۹: ایک صالحہ عورت کے نام جو کہ اہلِ حقوق میں سے ہے نصیحتوں اور اس کے حال کی تعبیر میں تحریر فرمایا۔
- ۱۵۵ { مکتوب ۹۰: شیخ ابوالمظفر بہا پوری کے نام صحبت کے فوائد اور حضرت عالی (مجدد الف ثانی) قدس اللہ سبحانہ بصرہ الغریبہ الاقدس کے روضہ منورہ کی برکات کے بارے میں تحریر فرمایا۔
- ۱۵۶ { مکتوب ۹۱: حقائق و معارف آگاہ خواجہ محمد صدیق بدخشی بلقب بہ ہدایت کے نام حضرت مجدد الف ثانی کے فراق کے اظہار اور حضرت موصوف کے کچھ کمالات کے بیان میں تحریر فرمایا۔ یہ مکتوب بہت طویل تھا اس کے بعض اوراق گم ہو گئے ان اوراق میں جو باقی رہ گئے تھے ان کو نقل کر لیا گیا۔
- ۱۵۸ { مکتوب ۹۲: شیخ امام الدین بیجانی کے نام نصیحت کے بیان میں اور معرفت حاصل کرنے پر ترغیب دینے اور حاجی محمد شریف خادم کے بعض احوال کے بارے میں تحریر فرمایا۔
- ۱۵۹ { مکتوب ۹۳: خواجہ امان اللہ قاضی زادہ بہا پوری کے نام ان کے حال کی شرح اور کمالاتِ نماز کے بیان میں تحریر فرمایا۔
- ۱۶۱ { مکتوب ۹۴: خواجہ بکی جعفر خاں کے نام قصو کی دید اور معرفت حاصل کرنے پر رغبت دلانے کے بارے میں تحریر فرمایا۔
- ۱۶۳ { مکتوب ۹۵: شیخ علیم جلال آبادی کے نام ظاہری و باطنی نعمتوں کا شکر ادا کرنے پر ترغیب دینے کے بارے میں تحریر فرمایا۔
- ۱۶۴ { مکتوب ۹۶: بدر بگ سمرقندی کے نام ان کی کیفیات کی وضاحت اور احوال کی شرح میں تحریر فرمایا۔
- ۱۶۵ { مکتوب ۹۷: شیخ فقیر اللہ بنگالی کے نام نصیحت کے بارے میں تحریر فرمایا۔
- ۱۶۶ { مکتوب ۹۸: خواجہ بکی کے نام قنایت کے حاصل کرنے اور وقت کو معمور رکھنے پر ترغیب دینے کے بارے میں تحریر فرمایا۔
- ۱۶۶ { مکتوب ۹۹: شیخ حسین منصور جالندھری کے نام ان کے احوال کی شرح میں مع بشارتِ عالی کے تحریر فرمایا۔
- ۱۶۷ { مکتوب ۱۰۰: ملا محمد باقر لاموری کے نام ان کے خطوط کے جواب میں تحریر فرمایا جو کہ ان کے اور ان کے اجاب کے بلند احوال اور مبارک کیفیات پر مشتمل تھے۔
- ۱۶۹ { مکتوب ۱۰۱: نیز ملا محمد باقر لاموری کے نام ان احوال کی شرح میں جو کہ انہوں نے لکھے تھے تحریر فرمایا۔
- ۱۷۰ { مکتوب ۱۰۲: ملا محمد امین حافظ آبادی کے نام ان کے خط کے جواب میں مع بشارت کے تحریر فرمایا۔

- ۱۷۰ { مکتوب ۱۱۰: محمد صدیق ولد شیخ محمد صلح تھا میسری کے نام ان کے خواب کی تعبیر میں تحریر فرمایا۔
- ۱۷۱ { مکتوب ۱۱۲: شیخ محمد انور کھاسر سہدی کے نام نصیحت کے بارے میں تحریر فرمایا۔
- ۱۷۱ { مکتوب ۱۱۵: میر شرف الدین حسین اندھانی کے نام اس معاملہ کے بارے میں جو کہ ظلال و اصول سے ماورا ہے مع آیہ کریمہ یسقون من رحیق مختوم الآیہ کی تاویل کے تحریر فرمایا۔
- ۱۷۲ { مکتوب ۱۱۶: مرزا محمد تقی کے نام بلند مسمیٰ اور محبوب حقیقی جلت عظمتہ کے نامو کی طرف متوجہ نہ ہونے کے بارے میں تحریر فرمایا۔
- ۱۷۳ { مکتوب ۱۱۷: سیادت ناب سید اسرائیل کے نام مطلب کی بندی اور طالب کے عجز کے بارے میں تحریر فرمایا۔
- ۱۷۴ { مکتوب ۱۱۸: شیخ یازید بہار پوری کے نام لایذ کر اللہ الا اللہ کی حقیقت اور اس چیز کے بارے میں تحریر فرمایا جو مقام نفی و اثبات سے تعلق رکھتی ہے۔
- ۱۷۶ { مکتوب ۱۱۹: خواجہ احمد بخاری کے نام ایمان غیب کو ایمان شہودی پر ترجیح دینے کے بارے میں تحریر فرمایا۔
- ۱۷۷ { مکتوب ۱۲۰: خواجہ محمد صادق البخاری ثم المدنی کے نام لایذ کر اللہ الا اللہ کی حقیقت کے بیان میں تحریر فرمایا۔
- ۱۷۸ { مکتوب ۱۲۱: خواجہ کی جعفر خاں کے نام محبت کے اسرار اور مخلوق خدا کے ساتھ نیکی کرنے کے فضائل میں تحریر فرمایا۔
- ۱۷۹ { مکتوب ۱۲۲: شیخ عبد العظیم جلال آبادی کے نام ان کے عریضے کے جواب میں تحریر فرمایا جو کہ انھوں نے اپنے حالات کی وضاحت میں لکھا تھا۔
- ۱۸۰ { مکتوب ۱۲۳: سید علی باریہ کے نام ایمان غیب کی ایمان شہودی پر ترجیح کے بیان میں تحریر فرمایا۔
- ۱۸۱ { مکتوب ۱۲۴: خاں محمد بیگ کولابی کے نام اس بیان میں تحریر فرمایا کہ تمام احوال پر اعتبار نہیں کرنا چاہئے
- = { مکتوب ۱۲۵: ملا حسن پشاوری کے نام استقامت کی فضیلت کے بیان میں تحریر فرمایا۔
- ۱۸۲ { مکتوب ۱۲۶: فضیلت ناب سید اسرائیل کے نام فنائے اتم اور شرک خفی کے دقائق سے پوری طرح رہائی پانے کی حقیقت کے بیان میں تحریر فرمایا۔
- ۱۸۳ { مکتوب ۱۲۷: مخدوم زادہ عالی مرتب جامع علوم ظاہری باطنی صاحب کمالات اعلیٰ مخدوم و مخدوم زادہ عالی جاہ خواجہ محمد عبد اللہ کے نام اگلی صحبت طالبان کفویوں پر کمالات فیضیاب کرنے کے بارے میں تحریر فرمایا۔
- ۱۸۴ { مکتوب ۱۲۸: نیز مخدوم زادہ بلند درجہ صاحب کمالات اعلیٰ اسرار علی مع اللہ حضرت خواجہ عبد اللہ کے نام دید قصور اور ان کمالات کی شرح میں جو کہ کمالات ولایت نبوت سے اوپر ہیں اور صفت علم کے کچھ کمالات کے بیان میں تحریر فرمایا۔
- ۱۸۶ { مکتوب ۱۲۹: حافظ ابوسحاق کے نام تصانح اور تعبیر احوال کے بیان میں تحریر فرمایا۔
- ۱۸۷ { مکتوب ۱۳۰: مولانا محمد صدیق پشاوری کے نام کمال فناء و نیلی اور حضرت صدیق اکبر (رضی اللہ عنہ) میں اس معنی کے کمال کے حصول اور اس کمال کے باعث ان کے ایمان سے اس امت کے ایمان پر فضیلت رکھنے اور اس (فناء و نیستی) سے اوپر کے معاملات کی طرف اشارہ کے بیان میں تحریر فرمایا۔

- مکتوب ۱۲۱: شیخ عبد العظیم جلال آبادی کے نام محبت ذاتیہ کی علامت اور قبض و بسط کی شرح اور سالک کے کام میں رکاوٹ اور اس کے باطن کی بے رونقی اور اس کا علاج اور سیر کی صحبت اور مرید کی محبت کے فوائد اور اس طریقے کے دوسرے طریقوں سے اقرب ہونے کے بیان میں اور نیز اس بیان میں کہ یہ طریقہ ضرور موصل ہے اور اس طریقہ عالیہ نقشبندیہ کی تعریف میں تحریر فرمایا۔
- ۱۸۸ { مکتوب ۱۲۲: سلطان وقت مدظلہ کے نام سجدہ کے فضائل اور ذکر سے مذکور کی طرف ترقی کرنے پر ترغیب دینے اور اس تعالیٰ شانہ کی تنزیہ و تقدیس کے بیان میں اور اس بارے میں تحریر فرمایا کہ اس تعالیٰ سبحا کو تجلیات و مشاہدات اور اسماء و صفات کے ماوراء مڈھونڈنا چاہئے۔
- ۱۹۳ { مکتوب ۱۲۳: خواجہ بکی جعفر خاں کے نام بیعت در معشوق کے راز اور عارف کے قلب کی جامعیت کے بیان میں تحریر فرمایا۔
- ۱۹۵ { مکتوب ۱۲۴: خواجہ احمد بخاری کے نام ان کے دوست کے حال کی شرح اور واقعہ کی تعبیر میں تحریر فرمایا۔
- ۱۹۶ { مکتوب ۱۲۵: شیخ ابوالمظفر بہا پوری کے نام نماز کے بعض خاص اسرار اور احوال کی تعبیر میں تحریر فرمایا۔
- ۱۹۷ { مکتوب ۱۲۶: خواجہ امان اللہ قاضی زادہ بہا پوری کے نام حال کی تعبیر اور حدیث معراج یا محمد انا وانت الحدیث کی شرح میں تحریر فرمایا۔
- ۱۹۸ { مکتوب ۱۲۷: خواجہ مومن قاضی زادہ بہا پوری کے نام نماز کی خصوصیات کے بارے میں اور آثار بشریت کے دور ہونے اور محبت کے اسرار اور ان کے احوال کی شرح میں تحریر فرمایا کیونکہ انھوں نے لکھا تھا کہ قرآن مجید کی تلاوت میں جو الفاظ کہ زبان سے نکلتے ہیں وہ بعینہ تمام اعضاء نکلتے ہیں گویا رُوں رُوں ایک زبان ہے اور بہت لذت پیدا ہوتی ہے اور حرکات و سکنات اکثر اوقات اس بارگاہ اقدس کی جانب راجع ہو جاتی ہیں۔
- ۲۰۰ { مکتوب ۱۲۸: محمد باقر لاہوری کے نام ان کے احوال کی شرح اور ان کو بلند مقامات اور روشن اسرار کے حصول کی بشارت دینے کے بارے میں اور اس بیان میں کہ لطائف عالم امر کا عروج کھاننگ ہے اور عناصر راجعہ کا حصہ کہاں سے ہے اور اس شبہ کے حل میں جو کہ حقیقت قرآنی کے کمالات نبوت پر فوقیت رکھنے کے بارے میں کیا تھا اور اس بیان میں کہ جو شخص صاحب قیومیت نہ ہو اس کو ذات سے حصہ اور غیر محمدی المشرب کا حقیقتہ الحقائق سے حقوق شیخ کی ضمیمت سے ممکن بلکہ واقع ہے اور ان کے دوستوں کے احوال کی شرح اور حق جل و علا کے طالبین کی خدمت پر ترغیب دینے کے بارے میں تحریر فرمایا۔
- ۲۰۲ { مکتوب ۱۲۹: خواجہ محمد باہ سپر خواجہ عبدالرحمن نقشبندی کے نام تعزیت و نصیحت کرنے اور شریعت عالیہ و سنت منورہ اور دوام ذکر پر ترغیب دینے کے بارے میں تحریر فرمایا۔
- ۲۰۵ { مکتوب ۱۳۰: شیخ حسین منصور جالندھری کے نام ان کے بلند و روشن احوال کی تعریف میں مع بعض بشارات عالیہ کے اور اس بارے میں کہ غیر قطب قطب کے مددگاروں میں سے ہوتا ہے اگر وہ اپنے آپ کو فیض کا واسطہ پائے تو گنجائش رکھتا ہے اور اس شبہ کے حل میں تحریر فرمایا جو
- ۲۰۶ {

- انہوں نے لکھا تھا کہ حقیقت قرآنی مرتبہ صفات میں ہے اس کا تفوق کمالات نبوت پر جو کہ مرتبہ ذات ہے کس طرح ہوگا؟
- ۲۰۹ { مکتوب ۱۳۱: شیخ انور اور سرائی کے نام اُن کے احوال و کیفیات کی تعریف میں اور اس بارے میں تحریر فرمایا کہ تجلی ذات کے لئے دوام ناگزیر ہے۔
- ۲۱۰ { مکتوب ۱۳۲: خواجہ احمد بخاری کے نام اس بیان میں کہ جو کچھ محبوب حقیقی سے پہنچتا ہے وہ محبوب مرغوب ہے، اور رزق کی تنگی و فراخی اس تعالیٰ شانہ کا خاص فعل ہے اور ان کے دوستوں کے احوال کی شرح میں تحریر فرمایا۔
- ۲۱۳ { مکتوب ۱۳۳: شیخ شرف الدین سلطانی پوری کے نام مریدوں کے احوال میں مشغول ہونے پر ترغیب دینے اور صحیح نیت پر تاکید کرنے کے بارے میں تحریر فرمایا۔
- ۲۱۴ { مکتوب ۱۳۴: سید نعمت اللہ بنگالی کے نام ان کے احوال کی شرح اور واقعہ کی تعبیر میں تحریر فرمایا۔
- ۲۱۴ { مکتوب ۱۳۵: عادل بیگ پسر کابل بیگ کے نام آخرت کی تعمیر اور کینی دنیا کی مذمت کے بارے میں تحریر فرمایا۔
- ۲۱۵ { مکتوب ۱۳۶: محمد حسین کابلی کے نام ان کے خط کے جواب میں تحریر فرمایا۔
- ۲۱۵ { مکتوب ۱۳۷: حاجی محمد شریف خادم کے نام اُن کے خط کے جواب میں تحریر فرمایا جو کہ عجیب معارف اور نادر تحقیقات پر مشتمل ہے۔
- ۲۲۰ { مکتوب ۱۳۸: خان محمد بیگ کولابی کے نام ان کے احوال کی شرح میں اور اس بیان میں تحریر فرمایا کہ مطلوب کے بے نہایت ہونے کے بلوغت (سالک کی) منتہی کہنا کس معنی میں ہے۔
- ۲۲۱ { مکتوب ۱۳۹: سلطان عبدالرحمن بلخی کے نام قلب انسانی کے کمالات کے بیان میں تحریر فرمایا۔
- ۲۲۲ { مکتوب ۱۴۰: حضرت موصوف (خواجہ محمد معصوم قدس سرہ) کے برادرزادہ مخدوم زادہ عالی مرتبہ شیخ عبدللاحد سلمہ اللہ تعالیٰ کے نام حقیقت صلوة کے حقیقت قرآنی پر فوقیت رکھنے اور اس شبہ کے حل میں جو کہ اس جگہ وارد ہوتا ہے اور یہ کہ حقانیت ثلاثہ کا معاملہ فصل الہی میں داخل ہے اور حقیقت حقانیت کے ساتھ انطباق کی تحقیق کے بارے میں اور اس بیان میں کہ قطب مدار قطب ارشاد اور صاحب نسبت قیومیت کے علاوہ ہوتا ہے اور اس بارے میں تحریر فرمایا کہ ذات محبوب کے عطا ہونے کے بعد غالباً معاملہ نزول کے ساتھ ہوتا ہے۔
- ۲۲۳ { مکتوب ۱۴۱: مشیخت مآب حافظ عبدالجلیل دہلوی کے نام اس بیان میں تحریر فرمایا کہ ممکن خیر و کمال کی جنس جو کچھ رکھتا ہے وہ سب مرتبہ و جوہر سے مستفاد و مستعار ہے۔
- ۲۲۴ { مکتوب ۱۴۲: حقانیت و معارف آگاہ جامع علوم ظاہری و باطنی شیخ محمد سعیدی دامت برکاتہ کی خدمت میں جہانی کے غم و الم کے اظہار اور حضرت پیر شگیر (عبدالغنی ثانی) رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مؤرخ کے

- فیوض و برکات سے متعلق اشارہ کے بارے میں تحریر فرمایا۔
- ۲۲۶ { مکتوب ۱۴۳: محمد صادق بیٹی کے نام ان کے سوال کے حل میں کہ فنا و بقا کس معنی میں ہے آیا وجود کا زائل ہونا ہے یا کوئی اور چیز ہے؟ اور فنا کے اسرار و دقائق کے بیان میں تحریر فرمایا۔
- ۲۲۷ { مکتوب ۱۴۴: شیخ محمد مومن گیلانی ثم برہانپوری کے نام ان کے احوال کی تعبیر اور بعض مقامات عالیہ کے حصول کی بشارت اور اس سوال کے حل میں جو انھوں نے کیا تھا مع اشارات عالیہ کے تحریر فرمایا۔
- ۲۲۹ [مکتوب ۱۴۵: سلطان عبدالرحمن بلخی کے نام ذکر کی فضیلت اور ان کے احوال کی شرح میں تحریر فرمایا۔
- ۲۳۰ { مکتوب ۱۴۶: شیخ میر دلہوی کے نام ان کے احوال کی شرح اور بشارت کی طرف ایک اشارہ کے بیان میں تحریر فرمایا۔
- ۲۳۱ [مکتوب ۱۴۷: شیخ عبدالعلیم جلال آبادی کے نام ان کے خط کے جواب میں تحریر فرمایا۔
- ۲۳۲ { مکتوب ۱۴۸: خان محمد بیگ کولابی کے نام ان کے احوال کی شرح میں تحریر فرمایا۔
- ۲۳۳ { مکتوب ۱۴۹: میر بیگ کولابی کے نام عدمیت ذاتیہ کے ظہور اور عدم کی ذات میں شرف و نقص ہونے کے باوجود اس کے کمال ہونے کی تحقیق میں تحریر فرمایا۔
- ۲۳۴ [مکتوب ۱۵۰: شیخ محمد باقر لاہوری کے نام ان کے احوال کے دوستوں کے احوال کی شرح میں تحریر فرمایا۔
- ۲۳۵ [مکتوب ۱۵۱: خواجہ محمد شریف بخاری کے نام ان کے احوال کی شرح میں تحریر فرمایا۔
- ۲۳۶ { مکتوب ۱۵۲: شیخ یازید سہارنپوری کے نام اس حال کی تعبیر میں جو انھوں نے دیکھا تھا اور ایک دست کے احوال کی شرح میں جو کہا انھوں نے لکھا تھا تحریر فرمایا۔
- ۲۳۷ [مکتوب ۱۵۳: شیخ ابوالکارم کے نام مطلب پر ترغیب اور صحت کے فوائد کے بارے میں تحریر فرمایا۔
- ۲۳۸ { مکتوب ۱۵۴: حقائق و معارف آگاہ خواجہ محمد صنیف کابلی کے صاحبزادگان کے نام خواجہ مرحوم کی تعزیت اور ضروری تصائح کے بیان میں تحریر فرمایا۔
- ۲۳۹ [مکتوب ۱۵۵: شیخ انور نورسراہی کے نام ان کے حال کی تعبیر میں جو انھوں نے دیکھا تھا اور حقائق ثلاثہ کی طرف اشارہ کے بیان میں تحریر فرمایا۔
- ۲۴۰ { مکتوب ۱۵۶: شرافت و نجابت پناہ خواجہ عبدالصمد کابلی کے نام دینی نصیحتوں اور دیکھنے دینی کی بیوقوفی کے بارے میں تحریر فرمایا۔
- ۲۴۱ [مکتوب ۱۵۷: شیخ محمد باقر لاہوری کے نام ان کے احوال کی شرح میں تحریر فرمایا جو کہ بعض اسرار پر مشتمل تھے۔
- ۲۴۲ [مکتوب ۱۵۸: ملا محمد خان وردگی کے نام ان کے خط کے جواب میں جو بعض کیفیات عالیہ پر مشتمل تھا تحریر فرمایا۔
- ۲۴۳ [مکتوب ۱۵۹: سیادت پناہاں میر محمد ہاشم و میر محمد اسحاق کے نام ان کے احوال کی شرح میں تحریر فرمایا۔
- ۲۴۴ [مکتوب ۱۶۰: حاجی حبیب اللہ حصاری کے نام ان کے احوال کی تعبیر میں تحریر فرمایا۔

- ۲۴۳ { مکتوب ۱۶۱: میرزا لطیف بخاری کا اول کے نام فتاویٰ نبیستی کی حقیقت کے بیان میں تحریر فرمایا۔
- ۲۴۴ { مکتوب ۱۶۲: شیخ محمد یوسف گردیزی پیرزادہ ملتان کے نام ان عبارات کے بیان میں جو کسر نفسی کی خبر دینے والی ہیں اور افادہ کے معانی میں خود کو نہ دیکھنے اور ممکن کی حقیقت اور اس کی فنا کے بارے میں اور اس بیان میں کفارہ و استفادہ کا مدار صحبت پر ہے تحریر فرمایا۔
- ۲۴۶ { مکتوب ۱۶۳: میر عثمان کولابی کے نام فناے قلب کی حقیقت اور فناے نفس پر ترغیب دینے کے بارے میں تحریر فرمایا۔
- ۲۴۷ { مکتوب ۱۶۴: شیخ حسین منصور جالندھری کے نام ان کے واردات و کیفیات کی شرح اور احوال کی تعبیر میں جو کہ انہوں نے لکھے تھے اور استفسارات کے جواب میں تحریر فرمایا۔
- ۲۴۹ { مکتوب ۱۶۵: سیادت پناہ میر محمد اسحاق کے نام صحبت کے اسرار میں تحریر فرمایا۔
- " { مکتوب ۱۶۶: سید نور محمد (بارہم) کے نام ان کے استفسارات کے جواب میں تحریر فرمایا۔
- ۲۵۰ { مکتوب ۱۶۷: امان بیگ بدخشی کے نام ان کے حال کی تعبیر و شرح میں تحریر فرمایا۔
- ۲۵۱ { مکتوب ۱۶۸: حضرت صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ کے برادرزادہ حقائق و معارف آگاہ شیخ عبدالاحد کے نام اس بارے میں تحریر فرمایا کہ بعد ازیں فیض کا آنا دائمی ہے اگر کمی و نقصان ہے تو وہ اس (مخلوق) کی جانب سے ہے۔
- " { مکتوب ۱۶۹: محمد یحییٰ پسر قاضی چوکی کابلی کے نام ان کے احوال کی شرح میں تحریر فرمایا۔
- ۲۵۲ { مکتوب ۱۷۰: میرزا محمد امین بخاری کے نام اس سوال کے جواب میں تحریر فرمایا جو انہوں نے کیا تھا کہ انبیا علیہم الصلوٰت والبرکات مقام رضا میں تھے تو پھر آیہ کریمہ ولسوف یعطیک ربک فترضی کس معنی میں ہے۔
- ۲۵۴ { مکتوب ۱۷۱: حافظ عبداللہ مندکی کے نام نصیحت کرنے اور حال کی تعبیر کے بیان میں تحریر فرمایا۔
- " { مکتوب ۱۷۲: سید نعمت اللہ بنگالی کے نام ان کے واردات کی شرح اور حال کی تعبیر میں تحریر فرمایا۔
- ۲۵۵ { مکتوب ۱۷۳: سیادت پناہ میر محمد ابراہیم کے نام کمالات صحبت اور ان پر شوق دلانے کے بارے میں تحریر فرمایا۔
- ۲۵۶ { مکتوب ۱۷۴: میر شرف الدین حسین اندھانی ثم لاہوری کے نام فقہ و استقامت کی فضیلت میں مع جلیل القدر حدیث کے ذکر کے تحریر فرمایا۔
- ۲۵۷ { مکتوب ۱۷۵: سرانداغان کے نام نصیحت اور ان کے احوال کی تعبیر میں تحریر فرمایا۔
- ۲۵۸ { مکتوب ۱۷۶: میر عبداللہ شاوری کے نام نصیحت اور شیخ طریقت کے طریقے کی حفاظت اور اہل حقوق کی خدمت کے بارے میں تحریر فرمایا۔

- مکتوب ۱۷۷: خواجہ عبدالسلام کابلی کے نام طریقہ پسندیدہ کی تعلیم اور اس شبہ کے حل میں جو انہوں نے آئیہ کریمہ
 ۲۵۹ { و ما خلقت الجن والانس الا ليعبدون لکریا ہے اور حال کی تعبیر میں تحریر فرمایا۔
- مکتوب ۱۷۸: ملا پایندہ محمد کابلی کے نام خواجہ مرحوم (خواجہ محمد صیف) کی تعزیت اور اہل حقوق کی خدمت
 ۲۶۰ { کی ترغیب دینے کے بارے میں تحریر فرمایا۔
- مکتوب ۱۷۹: شیخ میر محمد موسیٰ کے نام ان کے احوال کی شرح اور ان کے فناء نفس کی حقیقت کے بیان میں تحریر فرمایا۔
 ۲۶۱ {
- مکتوب ۱۸۰: میر عزیز کے نام طلبہ اضطراب پر ترغیب دینے کے بارے میں تحریر فرمایا۔
 ۲۶۲ {
- مکتوب ۱۸۱: خواجہ محمد صدیق بلقہب خواجہ ماہ سپر خواجہ عبدالرحمن نقشبندی کے نام ان کے احوال کی شرح
 { اور فناء جذبہ جو کہ مقام حیرت ہے اور فناء حقیقی کے درمیان فرق کے بارے میں تحریر فرمایا۔
- مکتوب ۱۸۲: میر نوروز بختیار اوشی کے نام اس بات کے بیان میں کہ اصل کو ظل کی مانند چھپے چھپور دینا چاہیے
 ۲۶۳ { تاکہ ذات تک وصول میسر آجائے۔
- مکتوب ۱۸۳: محمد یحییٰ پسر قاضی چوکی کابلی کے نام ان کے حال کی ستائش اور آئیہ کریمہ و فضلنا ہمد علی اکثر
 { ممن خلقنا تقصیرا کے متعلق ان کے سوال کے جواب غیرہ امور کے بارے میں تحریر فرمایا۔
- مکتوب ۱۸۴: حاجی بیگم کے نام جو کہ اہل حقوق میں سے ایک ہیں فنا و عدمیت ذاتی کے حاصل کرنے پر
 ۲۶۴ { ترغیب دینے کے بارے میں تحریر فرمایا۔
- مکتوب ۱۸۵: خواجہ امان اللہ و خواجہ مومن برہنپوری کے نام مطلب کی بلندی کے بارے میں اور اس بیان میں
 { تحریر فرمایا کہ تجلیات ظہورات ظلال سے وابستہ ہیں کامل طور پر وصال کا وعدہ آخرت کیلئے ہے۔
- مکتوب ۱۸۶: تیمور بیگ کولابی کے نام حالت عدمیت کے دوام کے حصول پر ترغیب دینے اور کوتاہی
 ۲۶۸ { اعمال کی دید کی تعریف میں تحریر فرمایا۔
- مکتوب ۱۸۷: ایک صالحہ عورت کی طرف وعظ و نصیحت کے بارے میں تحریر کیا گیا۔
 ۲۶۸ {
- مکتوب ۱۸۸: سیادت پناہ شیخ محمد یوسف گردیزی کے نام ان کے خط کے جواب میں جو کہ انہوں نے
 ۲۶۹ { مجلس کی رونق کے بارے میں لکھا تھا تحریر فرمایا۔
- مکتوب ۱۸۹: محب علی ملتانی کے نام ان کے احوال کی شرح میں اور خود پسندی و ریاکی باریکیوں کی
 ۲۷۰ { حاصل کرنے پر ترغیب دینے اور قرآن مجید کی تلاوت کے کچھ کمالات اور ذکر و ذکر کے مذکور
 میں موجود جانے کے بارے میں تحریر فرمایا۔
- مکتوب ۱۹۰: دوست محمد بیگ کے نام نصیحت اور بعض کمالات نماز کے بیان میں تحریر فرمایا۔
 ۲۷۱ {
- مکتوب ۱۹۱: شیخ تائب حافظ عبدالجلیل کے نام ان کے خط کے جواب میں اور بے مثل مطلوب
 ۲۷۲ { کی طلب پر ترغیب دینے کے بارے میں تحریر فرمایا۔

- مکتوب ۱۹۲: سیادت پناہ میر محمد ابراہیم کے نام ان کے خط کے جواب میں جو کہ انھوں نے نماز میں لذت حاصل ہونے کے بارے میں لکھا تھا اور محبت و اخلاص کے بارے میں تحریر فرمایا۔ ۲۷۳ {
- مکتوب ۱۹۳: سیادت پناہ میر محمد یعقوب کے نام ذکر و طاعات پر ترغیب دینے کے بارے میں تحریر فرمایا۔ ۲۷۴ {
- مکتوب ۱۹۴: شیخ محمد باقر لاہوری کے نام اس بارے میں تحریر فرمایا کہ مکان کو صاحب مکان کے ساتھ نسبت ہوتی ہے۔ " {
- مکتوب ۱۹۵: مخدوم زادہ عالی جاہ شیخ محمد خلیل اللہ کے نام ان کے احوال کی شرح میں تحریر فرمایا۔ ۲۷۵ {
- مکتوب ۱۹۶: ملا محمد امین حافظ آبادی کے نام بعض کمالات نماز کے بیان میں تحریر فرمایا۔ ۲۷۶ {
- مکتوب ۱۹۷: حافظ ابوالسبحی تہ آئی کے نام خواب کی تعبیر اور فناء قلب و نفس کی حقیقت کے بیان میں تحریر فرمایا۔ " {
- مکتوب ۱۹۸: مرزا محمد صادق پسر نصیر خاں کے نام فناء قلب کی علامت اور صفات کے بدل جانے کی حقیقت اور اس واقعہ کی تعریف میں تحریر فرمایا جو کہ انھوں نے دیکھا تھا۔ ۲۷۷ {
- مکتوب ۱۹۹: شیخ عبدالخالق بنگالی کے نام طالبین کے آنے سے ڈرنے اور کانپتے رہنے اور اللہ تعالیٰ جل شانہ کی تدبیر سے غافل نہ رہنے اور بعض کمالات محبت کے بارے میں تحریر فرمایا۔ ۲۷۸ {
- مکتوب ۲۰۰: شیخ منصور خالد صہری کے نام ان کے احوال کی شرح میں تحریر فرمایا جو کہ بعض اسرار پر مشتمل ہیں۔ ۲۷۹ {
- مکتوب ۲۰۱: سعادت پناہ سید ابوالخیر شاہ آبادی کے نام حضرت پیر دستگیر (مجدد الف ثانی) رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت کی بعض خصوصیات کے بیان میں تحریر فرمایا۔ ۲۸۰ {
- مکتوب ۲۰۲: صلح آثار صوفی پایندہ محمد کابلی کے نام ان کے احوال کی شرح میں تحریر فرمایا۔ ۲۸۱ {
- مکتوب ۲۰۳: میر سید اسرائیل کے نام اس بیان میں کہ حقیقی دیدار کا آخرت میں وعدہ کیا گیا اور دنیاوی مشاہدات سب ظلال و وابستہ ہیں اور نماز کے بعض کمالات کے بیان میں تحریر فرمایا۔ " {
- مکتوب ۲۰۴: شیخ انور نورسراہی کے نام ان کے احوال کی تعبیر میں تحریر فرمایا۔ ۲۸۳ {
- مکتوب ۲۰۵: مخدوم زادہ عالی منقہت شیخ عبدالاحد کے نام ان امور کے بارے میں تحریر فرمایا جو کہ ولایت احمدی و تعین جنتی سے تعلق رکھتے ہیں۔ " {
- مکتوب ۲۰۶: حاجی محمد شریف خادم کے نام اس بات کے حل میں تحریر فرمایا کہ صاحب قضا طلب دعا کے منافی ہے۔ ۲۸۴ {
- مکتوب ۲۰۷: خواجہ سہیل خواجہ عبدالرحمن نقشبندی کے نام قوم (صوفیہ) کے بعض اصطلاحی کلمات کی شرح میں تحریر فرمایا۔ ۲۸۵ {
- مکتوب ۲۰۸: شیخ خالد سلطان پوری کے نام رضا بقصا پر ترغیب دینے اور فقر کی فضیلت میں تحریر فرمایا۔ ۲۸۷ {
- مکتوب ۲۰۹: ملا شاہ مراد قلی پشاوری کے نام طالبین کے احوال میں مشغول ہونے پر رغبت دلانے اور تدبیر خداوندی جل شانہ سے ڈرانے کے بارے میں تحریر فرمایا۔ ۲۸۸ {

- ۲۸۸ { مکتوب ۲۱۰: صوفی محمد حسین کابلی کے نام ان کے احوال کی شرح میں تحریر فرمایا۔
- ۲۸۹ { مکتوب ۲۱۱: نصیر خاں کے نام پندرہ نصیحت کے بارے میں تحریر فرمایا۔
- ۲۹۰ { مکتوب ۲۱۲: صلاح آثار صوفی پابندہ محمد کابلی کے نام ان کے خط کے جواب میں جو کہ بلند درویشی احوال پر مشتمل تھا اور فناء نفس و فناء قلب کے درمیان فرق کے بارے میں تحریر فرمایا۔
- ۲۹۱ { مکتوب ۲۱۳: خواجہ قاسم پٹنہ گی کے نام ان کے احوال کی شرح اور کمالات کے اصل کے ساتھ ملحق ہوئے کے بعد عدم کے عدم مطلق کے ساتھ ملحق ہو جانے کے سزا اور ایک حقوق کے دو حقوق سے جدا ہونے کے بارے میں تحریر فرمایا۔
- ۲۹۲ { مکتوب ۲۱۴: خواجہ عبدالصمد کابلی کے نام ان کے خط کے جواب میں جو کہ بعض کیفیات اور قصور کی دید پر مشتمل تھا اور بشارت کی طرف اشارہ کے بیان میں تحریر فرمایا۔
- ۲۹۳ { مکتوب ۲۱۵: میرزا محمد صادق پسر نصیر خاں کے نام نصیحت کے بارے میں تحریر فرمایا۔
- ۲۹۴ { مکتوب ۲۱۶: مخدوم زادہ عالی جاہ شیخ خلیل اللہ کے نام گوشتی پر ترغیب دینے کے بارے میں تحریر فرمایا۔
- ۲۹۵ { مکتوب ۲۱۷: سیادت پناہ سید محمد شریف کے نام ان کے سوالوں کے جواب میں جو کہ انھوں نے چھپے ہوئے تحریر فرمایا۔
- ۲۹۶ { مکتوب ۲۱۸: محمد باقر لاہوری کے نام ان کے احوال کی تعریف اور کمالاتِ محبت کے بیان میں تحریر فرمایا۔
- ۲۹۸ { مکتوب ۲۱۹: ملا فیض الدین کے نام حال کی تعبیر اور حضرت شیخ عبدالقادر قدس سرہ کے قول کی توجیہ میں تحریر فرمایا کہ انھوں نے فرمایا ہے مغرب مشرق تک اولیاء اللہ ہیں ان کے سوا کوئی ولی حنفی مذہب نہیں ہے۔
- ۲۹۹ { مکتوب ۲۲۰: مخدوم زادہ عالی درجات صاحب تکمیل و ارشاد صاحب وقار و تمکین شیخ سیف الدین محمد کے نام عروج و نزول کے احکام اور سیر مری و مرادی کے دقائق کے بیان اور بادشاہ دین شاہ سلمہ ریہ کے کچھ احوال کے بارے میں تحریر فرمایا۔
- ۳۰۱ { مکتوب ۲۲۱: سلطان وقت (اورنگ زیب عالمگیر) سلمہ ریہ کے نام محبتوں اور باطنی رابطوں کے اظہار میں اس بارے میں تحریر فرمایا کہ جب نایافت کی باعث دل رونا ہوتا ہے تو روح یافت کے باعث ہنستی ہے۔
- ۳۰۳ { مکتوب ۲۲۲: ملا شرف الدین سلطان پوری کے نام سالک کے کسی مقام میں رک جانے کے سزا اس کے علاج کے بیان میں تحریر فرمایا۔
- ۳۰۴ { مکتوب ۲۲۳: شیخ تائب محمد یوسف گردیزی کے نام ان کے احوال کی تعبیر اور حلقہ ذکر اور طالبین کے ساتھ صحبت رکھنے پر ترغیب دینے کے بارے میں تحریر فرمایا۔
- ۳۰۵ { مکتوب ۲۲۴: محب علی ملتانی کے نام ان کے عمرہ احوال کی شرح میں تحریر فرمایا۔
- ۳۰۶ { مکتوب ۲۲۵: سیادت پناہ میر محمد ابراہیم ولد شیخ میر کے نام ان کے احوال کی شرح میں تحریر فرمایا۔
- ۳۰۷ { مکتوب ۲۲۶: سیادت پناہ میر محمد اسحاق ولد شیخ میر کے نام بشارت کے بارے میں تحریر فرمایا۔
- ۳۰۸ { مکتوب ۲۲۷: سلطان وقت (عالمگیر) ظلہ العالی کے نام ان معارف کے بیان میں تحریر فرمایا جو کہ غلام تعلق رکھتے ہیں۔

- ۳۱۰ { مکتوب ۲۲۸: دوست محمد بیگ کے نام نماز کے فضائل اور اس بارے میں تحریر فرمایا کہ جو لذت فرض نماز کے ادا کرنے میں پیش آتی ہے اصل ہے۔
- ۳۱۱ { مکتوب ۲۲۹: خواجہ کلاں خواجہ فراری نقشبندی پسر خواجہ عوض فراری بخاری کے نام اس بارے میں کہ نقل جو کچھ رکھتا ہے اصل سے رکھتا ہے لیکن کمال نادانی کے باعث اس نے اپنی اصل کو فراموش کر دیا اور ان کے حال کی شرح میں تحریر فرمایا۔
- ۳۱۲ { مکتوب ۲۳۰: حاجی حبیب اللہ حصاری کے نام ان کے احوال اور خوابوں کی تعبیر اور ان کے دوستوں کے احوال کی شرح اور اس کے مناسب امور کے بیان میں تحریر فرمایا۔
- ۳۱۳ { مکتوب ۲۳۱: میرزا الطیف بخاری کے نام اس بارے میں کہ سلطان ذکر اختراعات ہیں سب سے بزرگوں سے ہوتا آیا ہے اور کس نفسی کے مقدمات اور قصور کی دید کے بیان میں تحریر فرمایا۔
- ۳۱۴ { مکتوب ۲۳۲: مخدوم زاہد عالی مرتبہ شیخ سیف الملتہ والدین کے تحریر کردہ احوال کی شرح (کے ضمن میں بعض اسرار کے بیان میں تحریر فرمایا۔
- ۳۱۷ { مکتوب ۲۳۳: ملا شاہ مراد پشاوری کے نام فیضیابا لہین پر توجیحات قائم رکھنے کی ترغیب بارے میں تحریر فرمایا۔
- ۳۱۸ { مکتوب ۲۳۴: خواجہ محمد وقاص حصاری کے نام حوادث کو اللہ تعالیٰ کے ارادہ کی طرف لوٹانے اور حال کی تعبیر کے بارے میں تحریر فرمایا۔
- ۳۱۹ { مکتوب ۲۳۵: ملا قائم پسر صوفی مغربی کے نام ان کے حال کی شرح میں تحریر فرمایا۔
- ۳۲۰ { مکتوب ۲۳۶: میر عثمان کولابی کے نام ان کے اس سوال کے حل میں تحریر فرمایا کہ ابتدا میں ظاہر (بھی) باطن کی مانند مشغول ہے اس کے بعد رفتہ رفتہ پہلے والی سرگرمی ظاہر میں نہیں رہتی۔
- ۳۲۱ { مکتوب ۲۳۷: امان بیگ کے نام اس بارے میں کہ ظاہری پریشانیوں کی وجہ سے اس بارگاہ مقدسہ محبوب نہیں ہونا چاہئے اور اس حال کی تعبیر میں تحریر فرمایا جو انھوں نے دیکھا تھا۔
- ۳۲۲ { مکتوب ۲۳۸: شیخ محمد باقر لاہوری کے نام ان کے احوال کی شرح میں تحریر فرمایا تھا۔
- ۳۲۳ { مکتوب ۲۳۹: شیخ ابو المظفر ہانپوری کے نام ان کے خط کے جواب اور وضو منورہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسرار و اتوار کے بیان اور حضرت موصوف کے دوستوں کے مختصر احوال مقامات کے ذکر اور اپنے مخصوص کمالات پر مطلع کرنے کے بارے میں تحریر فرمایا۔
- ۳۲۴ { مکتوب ۲۴۰: محمد بیگ بدخشی گزیر ہار کے نام حافظ محمد صادق کابلی کے احوال کے بیان میں تحریر فرمایا۔
- ۳۲۵ { مکتوب ۲۴۱: حافظ محمد صادق کابلی کے نام ان کے خط کے جواب میں اور اس بارے میں تحریر فرمایا کہ لوگوں کی مغربہ تعداد کو جمعیت کرنے کی محدود اجازت خلافت میں داخل نہیں ہے۔

- ۳۲۵ { مکتوب ۲۲۲: مخدوم زادہ عالی مرتبہ شیخ سیف الدین سلمہ اشروایقاہ کے نام سلطان وقت (ادنگ زیب عالمگیر) سلمہ ربیہ کے احوال کی شرح میں مع ان کے مناسب بعض معارف کے بیان کے تحریر فرمایا۔
- ۳۲۶ { مکتوب ۲۲۳: نیز مخدوم زادہ بابا استحقاق شیخ سیف الدین سلمہ اشروایقاہ کے نام تحریر فرمایا۔
- ۳۲۷ { مکتوب ۲۲۴: بخاورقان کے نام کلمہ ما عندکم بینفد وما عند اللہ باقی کے بعض ہر ایک کے بیان میں تحریر فرمایا۔
- ۳۲۸ { مکتوب ۲۲۵: مخدوم زادہ عالی درجہ صاحب کمالات صلیہ واصل اسرار و معاملات عالیہ حضرت خواجہ محمد نقشبند کے نام آن مخدوم زادہ کے بعض احوال و اذواق کے جواب میں جو کما انھوں نے زبان قلم سے انتخاب (خواجہ محمد معصوم قدس) کی خدمت میں عرض کے مجمع ان ہر ارعالیہ کے حصول کی بشارت کے تحریر فرمایا۔
- ۳۲۹ { مکتوب ۲۲۶: نیز راہ طریقت پر مستقیم مخدوم زادہ حضرت خواجہ محمد نقشبند کے بعض اسرار کی تصدیق میں تحریر فرمایا جو کما انھوں نے زبان قلم سے عرض کئے تھے۔
- ۳۳۰ { مکتوب ۲۲۷: نیز مخدوم زادہ برگزیدہ صاحب مقامات عالیہ حضرت خواجہ نقشبند سلمہ اشروایقاہ کے نام حصول صحت کی بشارت کے بارے میں تحریر فرمایا۔
- ۳۳۱ { مکتوب ۲۲۸: راہ طریقت پر مستقیم مخدوم زادہ شیخ عبد الاصد کے نام بعض اسرار اور معاملات سے مناسب حاصل ہونے کی بشارت کے بارے میں تحریر فرمایا۔
- ۳۳۲ { مکتوب ۲۲۹: شیخ محمد باقر لاہوری کے نام ان کے عرضیہ کے جواب میں تحریر فرمایا۔
- ۳۳۳ { مکتوب ۲۳۰: حاجی شیخ محمد فضل اللہ کے نام ان کے اس عرضیہ کے جواب میں تحریر فرمایا جو ان کے اور ان کے دوستوں کے احوال پر مشتمل تھا۔
- ۳۳۴ { مکتوب ۲۳۱: ان مکتوبات تشریف کے جامع فقیر حقیر حاجی محمد عاشور بخاری احمدی معصومی نقشبندی کے نام توجہ کے طریقہ اور بصحت کے بارے میں تحریر فرمایا۔
- ۳۳۵ { مکتوب ۲۳۲: شیخ عمر حضری کے نام بشارت کے طور پر بصحت و دعا کے بارے میں تحریر فرمایا۔
- ۳۳۶ { مکتوب ۲۳۳: مخدوم زادہ عالی درجہ، جامع کمالات صوری و معنوی، بہترین قلف محمد اشرف کے نام، مفید پند و نصائح کے بارے میں اور شرب محمدیہ علی صاحبہ الصلوٰۃ و التعمیہ میں بشارت عالیہ کے بارے میں تحریر فرمایا۔
- ۳۳۷ { مکتوب ۲۳۴: راہ طریقت پر مستقیم مخدوم زادہ عارف باللہ شیخ صبغتہ اللہ کے نام طالبین کی تربیت کی ترغیب اور اہل دران طریقت کی رضامندی کے بارے میں تحریر فرمایا۔
- ۳۳۸ { مکتوب ۲۳۵: مکتوب الیہ کا نام درج نہیں۔

تتمت

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مقدمہ

الحمد لله العلی العلام ذی الانعام والصلوة والسلام علی رسولہ وجیب سید الانام و علی آلہ الکرام وصحبہ العظام الی یوم القیام اما بعد اللہ تعالیٰ کا انعام واحسان ہے کہ ان ایام فرخندہ فرجام میں کتاب مستطاب مکتوبات عروۃ الوثقی حضرت خواجہ محمد معصوم فاروقی مجددی سرمنہدی قدس سرہ کے دفتر سوم کا ترجمہ بھی دفتر اول و دوم کے ترجمہ کی طرح سہل و سلیس اردو زبان میں ادارہ مجددیہ کی جانب سے طبع ہو کر مدینہ ناظرین ہے۔ اس دفتر کے ترجمہ میں بھی پہلے دونوں دفتروں کے ترجمہ کی طرح زبان کی سلاست عمدگی اور سہیل کا اہتمام قائم رہا ہے اور مطبوعہ امرتسری فارسی نسخہ کے صفحات بھی حسب سابق حاشیہ پر دیدیے گئے ہیں تاکہ مطابقت کے لئے فارسی نسخہ سے رجوع کرنے میں سہولت ہو۔ ان مکتوبات میں آئی ہوئی آیات مبارکہ کا سورت و آیت نمبر بھی حاشیہ پر لکھ دیا گیا ہے، نیز جن احادیث شریفہ کا حوالہ مل سکا وہ بھی حاشیہ پر درج کر دیا گیا ہے، اسی طرح مکتوبات امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ العزیز سے ان مکتوبات معصومیہ میں جہاں کہیں عجاہز میں مذکور ہیں ان میں سے جن کا حوالہ مل سکا وہ بھی حاشیہ پر درج کر دیا گیا ہے تاکہ اصل کی طرف رجوع کرنے میں سہولت ہو۔ آیات و اشعار کا ترجمہ متن ہی میں آسان و سلیس اور دقتوں میں لکھ دیا گیا ہے غرضیکہ جن محاسن کا پہلے اور دوسرے دفتر کے ترجمے میں اہتمام کیا گیا تھا ان سب کا دفتر سوم کے ترجمہ میں بھی پورا لحاظ رکھا گیا ہے اس طرح اب حضرت عروۃ الوثقی قدس سرہ کے مکتوبات شریفہ کے کامل ہر سہ دفتر کا ترجمہ پہلی مرتبہ طبع ہو کر مدینہ ناظرین ہے۔ امید ہے کہ جس طرح عوام و خواص نے ترجمہ دفتر اول و دوم کو پسند فرمایا اور ترجمہ و ناشر کی حوصلہ افزائی فرمائی تھی ترجمہ دفتر سوم کو بھی اسی طرح حسن قبول سے سرفراز فرمائیں گے۔ دفتر اول و دوم کی طرح دفتر سوم بھی بے شمار مسائل شریعت و طریقت، حقیقت و معرفت اور ہند و نسلح کا ایک بے بہا خزانہ اور ادب و انشا کا ایک اعلیٰ شاہکار ہے۔

اس دفتر کو مقدم و مخدوم زادہ ارجمند حضرت خواجہ محمد نقشبند صاحبزادہ حضرت خواجہ محمد معصوم قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم کے ارشاد کے مطابق جناب حاجی محمد عاشور بن حاجی محمد البخاری قدس سرہ خلیفہ مجاز حضرت عروۃ الوثقی قدس سرہ نے سن ہجری ایک ہزار تہتر (۱۷۳۳ء) میں جمع کرنا شروع کیا شکر اللہ تعالیٰ سعیم مشکوراً مکاتبات قطب زماں سے دفتر سوم کے جمع کی تاریخ نکلتی ہے

جیسا کہ جامع مکتوبات کے فارسی دیباچہ سے ظاہر ہے، اور تاریخ تکیل مکاتبات رقطب زماں ہے۔

اس دفتر کو حتی الامکان لفظی ترجمہ کے قریب رکھتے ہوئے سلیس و بامحاورہ اردو زبان میں ترجمہ کرنے کی کوشش کی گئی ہے اور نہایت غرض و غرض کے ساتھ صحیح مفہوم تک پہنچنے اور دوسروں کو بھی صحیح مفہوم ذہن نشین کرانے کی سعی کرتے ہوئے خطوط و حدانی میں بعض الفاظ کا اضافہ کر کے مطلب کو واضح کر دیا گیا ہے۔ فارسی نسخہ میں کتابت کی غلطیوں اور نقل میں تصحیف و تسامح کے باعث اس دفتر کے ترجمہ میں بھی دقت کا سامنا رہا ہے تاہم حتی الوسع ان کو حل کرنے میں کافی حد تک کامیاب کوشش کی گئی ہے، اس کے باوجود بعض کتابت کی غلطیوں کے حل نہ ہو سکے اور کچھ اپنی کم علمی، کم فہمی اور بے بصاعتی کے باعث غلطیوں اور خامیوں کا رہ جانا ایک قطری امر ہے یہ عاجز قارئین کرام سے معذرت خواہ اور رب کریم سے عفو و کرم کا امیدوار ہے اور ناظرین سے درخواست ہے کہ جہاں کہیں غلطی پائیں اس عاجز کی کم علمی و بے بصاعتی پر محمول فرماتے ہوئے صفحہ و سطر وغیرہ کے ساتھ اس کی تصحیح کی نشاندہی فرمائیں تاکہ آئندہ اشاعت میں اس کی اصلاح کی جاسکے، یہ عاجز ممنون اور وہ حضرات ثواب دارین کے مستحق ہوں گے۔

آخر میں یہ عاجز معاونین حضرات کا بے حد ممنون ہے کہ انھوں نے اپنے قیمتی وقت اور قیمتی مشوروں سے اس عاجز کی رہنمائی و امداد فرمائی ہے اور دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سب حضرات کو جزائے خیر فی الدارین سے نوازے اور اس عاجز اور ادارہ مجددیہ کی ان ناچیز سعی کو شرف قبولیت عطا فرما کر سب مسلمانان عالم کو حضرت عروۃ الوثقیٰ خواجہ محمد معصوم قدس سرہ العزیز کی تعلیمات سمجھنے اور ان پر عمل کرنے کی سعادت سے بہرہ ور فرمائے آمین بجاہ سید المرسلین وآلہ واصحابہ المتقین علیہم الصلوٰت والتقیات والتسلیمات والبرکات العالیہ۔

ربنا تقبل منا انک انت السميع العليم وتب علينا انک انت التواب الرحيم سبحان ربک رب العزۃ عما یصفون وسلام علی المرسلین والحمد لله رب العلمین

الراجی الی عفو ربہ الکریم

احقر العباد فاکسار سید زوار حسین عفا اللہ عنہ وغفر لہ ولوالدہ

جمعہ ۱۲ محرم الحرام ۱۴۰۰ھ مطابق ۲۲ نومبر ۱۹۷۹ء

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

دیباچہ

سب تعریف اللہ تعالیٰ کیلئے ہے جو تمام جانوں کا پروردگار ہے، ایسی تعریف جو سر کجاو سے اکمل ہے اور سید المرسلین و خاتم النبیین پر اتم و اکمل صلوة و سلام ہو جس تک کہ ذکر کرنے والے اس (تعالیٰ شانہ) کا ذکر کرتے رہیں اور جب بھی غافل لوگ اس کے ذکر سے غفلت کریں، اے اللہ! ان (صلی اللہ علیہ وسلم) پر اور ان کی آل اور تمام انبیاء اور ان سب کی آل اور تمام صالحین پر ایسی رحمت بھیج جو کہ سوال کرنے والوں کے سوال کرنے کی انتہائی حد تک ہو اس کے بعد اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سب سے ضعیف بندہ حاجی محمد عاشور بن حاجی مرزا محمد بخاری حسینی اللہ تعالیٰ ان دونوں کی عاقبت بہت اچھی کرے، عرض کرتا ہے کہ یہ متفرق ہوتی ہیں جو کہ فضل و کرم کے ایر سے سچائی کے باطن کے سیپ میں ٹپک کر جمع ہوئے ہیں اور منتشر ہوا ہر ہیں جو کہ حکمت ہدایت کے سمندر کی تہ سے گویائی کے ساحل پر اترے ہیں نظم

- | | | |
|------|-------------------------------|-----------------------------|
| (۱) | بنام ایزد چہ خورم تو بہارے ست | کز و باغ ارم را خار خارے ست |
| (۲) | ہزاراں تازہ گل و روے شگفتہ | دو صد نرگس بخواب ناز خفتہ |
| (۳) | خط مشکین او بر لوح کا نور | چو در پائے درختاں سایہ نور |
| (۴) | ہر آل حرفے کہ دروے چشم و است | زمعنی موج زن صد چشمہ سارست |
| (۵) | رونش ہجو غنچہ از ورق پُر | بقیمت ہر ورق تاں یک طبق دُر |
| (۶) | زیک رنگی ہمہ ہم روئے وہم پشت | گر ایشان تازہ کس برب انگشت |
| (۷) | بقریر لطافت لب کشا بند | ہزاراں گوہر معنی نمایند |
| (۸) | گے اسرار قرآن باز گویند | گے از قول پیمبر راز گویند |
| (۹) | گے باشند چوں صافی درونان | با نوار حقائق رہنمونان |
| (۱۰) | گے آرنند در کئے عبارت | ز رحمتہائے ربانی بشارت |

[۱] اللہ تعالیٰ کے اسم مبارک کی قسم کہ (یہ متفرق ہوتی و منتشر ہوا ہر بات یعنی مکتوبات معصومیہ) کیسے عمرہ و نو بہار ہیں کہ ارم (مشاد کی جنت) کا باغ سوچ اور فکر میں ہے۔ (۲) اس کتاب میں تازہ سچول کھلے ہوئے ہیں، دو سو دگل، نرگس خواب ناز میں سوئے ہوئے ہیں۔ (۳) کافور کی نختی پر اس کا مشکین خط ایسا ہے جیسا کہ درختوں کے

نیچے نور کا سایہ ہو۔ (۴) ہر حرف جو کہ اس (کتاب) میں ہے وہ آنکھ کی مانند ہے اور معنی (کے اعتبار) سے سینکڑوں چشموں کی مانند جو جرن ہے۔ (۵) اس (کتاب) کا اندرونی حصہ غچہ کی مانند ورق سے پُر ہے، اس (کتاب) کا ہر ورق قیمت میں موتیوں کا ایک طشت ہے۔ (۶) یکرنگی کے اعتبار سے سب (اوراق) ہم رُو و ہم پشت (کیساں چہرے اور پیٹھ والے یعنی نہایت خوبی و کمال والے) ہیں اگر کوئی ان کے لئے اگلی ہونٹ پر رکھے تو (۷) یہ (اوراق) پاکیزہ تفسیر کے ساتھ لب کشائی کریں (اور) معنی کے ہزاروں موتی ظاہر کریں، (۸) کبھی قرآن (مجید) کے اسرار سنائیں اور کبھی پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) کی حدیث کا راز بیان کریں (۹) کبھی صاف باطن لوگوں کی مانند خفاقی کے انوار کی طرف رہنمائی کرنے والے ہوں (اور) کبھی مختصر عبارت میں پروردگار کی رحمتوں کی بشارت لائیں۔ [

یہ (موتی و جواہرات) امام بزرگ، ہادی مخلوق، قبلہ ابدال و اوتاد، مرجع اقطاب و افراد، سلطان عارفین، سند محققین، تمام جہانوں کی جائے پناہ، برگزیدہ عابدین، برہان ملت و دین، قدوہ علمائے راسخین، واقف اسرار و تشابہات، مظہر رموز و مقطعات، نسا فاروقی، حبیب محمدی، شیخ الاسلام و المسلمین ہمارے شیخ و امام شیخ محمد معصوم، اللہ تعالیٰ ان کی ہدایت کا سایہ تمام جہانوں کے سروں پر دراز فرمائے اور ان کی برکات کے سمندروں سے قیامت تک مسلمانوں کی مدد فرمائے۔ قطعہ

- | | | |
|-----|--------------------------|-----------------------------|
| (۱) | بخت نشانے ز سر افگندگی | تاج سرش خاکِ در بندگی |
| (۲) | جیب دلش مشرقِ انوارِ غیب | نور بکف کردہ چو موسیٰ ز جیب |
| (۳) | زندگی دل چو مسیح از دمش | سنہرہ جان چوں خضر از مقدمش |
| (۴) | طلعت او نورِ سعادت فشاں | خلعت او دامن دولت کشاں |
| (۵) | صحتش اکسیرِ مسِ ہر وجود | ہمتش ایثار کن بحرِ جود |

(۱) وہ ایک ایسا خوش نصیبی کے نشان والا ہے کہ بندگی کے دروازے کی خاک جس کے سر کا تاج ہے (۲) اس کے دل کا گریبان انوارِ غیب کے طلوع ہونے کی جگہ ہے، وہ گریبان سے (حضرت) موسیٰ (علیہ السلام) کی طرح پتیلی میں نور لئے ہوئے ہے۔ (۳) اس کی پھونک مسیح (علیہ السلام) کی مانند دل کی زندگی ہے خضر (علیہ السلام) کی مانند اس کے قدم رکھنے کی جگہ سے جان کا سنہرہ ہے (۴) اس کے چہرے کا دیکھنا سعادت کا نور بکیرنے والا ہے، اس کا خلعت و لت کشوں کا دامن ہے۔ (۵) اس کی صحت ہر وجود کیلئے تانبے کو سونا بنانے والی اکسیر ہے اور اس کی ہمت (توجہ) سخاوت کے سمندر کی (طرح) ایثار کرنے والی ہے [

آپ امام ربانی مجدد الف ثانی کا شرف اسرار سبع ثانی، ہدایت کے خزانوں کے خزانچی، رحمت کی کان کے تقسیم کرنے والے، معراج و وصول، مہلج قبول، اسرار محبت و محبوبیت ذاتیہ سے متصف،

خلافت و قومیت کے مناصب سے سعادتمند ہمارے سردار و قبلہ شیخ احمد بن شیخ عبدالاحد
قدس اللہ تعالیٰ سرہما و افاض علینا و علی العالین برکاتہما کے فرزند ہیں۔ قطعہ

- | | |
|---------------------------------|-------------------------------|
| (۱) رخ او مطلع صبح صباحت | لب او گو ہر کان ملاحظت |
| (۲) جمال نیکو او در پیش او گم | چناں کز پر تو غور شید انجم |
| (۳) مجھے بود از سپہ آشنائی | وزد کون و مکان را روشنائی |
| (۴) نہ مہمہات روشن آفتابے | کہ ازوے بر فلک افتادہ تابے |
| (۵) چہ می گویم چہ جائے آفتاب ست | کہ رخشاں چشمہ اش آنجا مراب ست |
| (۶) مقدس نورے از قید چہ و چوں | سراز جلیباپ چون آوردہ بیرون |

[ان (حضرت مجدد الف ثانی) کا چہرہ صباحت (حسن و جمال) کی صبح کے طلوع ہونے کی جگہ ہے اور ان کے لب
ملاحظت (خوبصورتی) کی کان کے موتی ہیں، جینوں کے جمال ان کے سامنے گم ہیں جس طرح سورج کے سایہ سے
ستارے گم ہو جاتے ہیں۔ (۳) وہ آشنائی کے آسمان گلچاند تھے اور ان سے دونوں جہان کی نورانیت ہے
(۴) حیرت ہے کہ وہ چاند نہیں بلکہ ایک روشن آفتاب ہیں کہ جن سے آسمان پر روشنی پڑی ہے۔
(۵) میں کیا کہہ رہا ہوں آفتاب کہنے کا بھی کیا موقع ہے کیونکہ آفتاب کا چمکنا ہوا چشمہ بھی وہاں مراب ہے۔
(۶) کیا اور کیوں (کمیت و کیفیت) کی قید سے پاک ایک نور ہے انھوں نے چوں (کیفیت) کی چادر سے مراب ہر نکالا ہے]

اگرچہ اس ذرہ احقر کو اس خورشید انور کے انوار کو جمع کرنے کی قابلیت نہیں تھی لیکن اس
انتہائی گرم و عنایت کے باعث جو کہ وہ قبلہ روحاں اس غریب کے بارے میں قہاتے تھے اور اکثر ان
آیات ظاہرہ و منورہ کی نقل سے کسان میں سے ہر ایک دریائے ہوتیت کا موتی ہے سرفراز فرماتے تھے رباعی
من بے تودے قرار نتوانم کرد احسان ترا شمار نتوانم کرد
گر برتین من زبان شود ہر موئے یک شکر تواز ہزار نتوانم کرد
[میں تیرے بغیر ذرا دیر بھی قرار نہیں پاسکتا ہوں اور تیرے احسان کو شمار نہیں کرسکتا ہوں۔ اگر میرے بدن کا
ہر بال زبان بن جائے تو میں تیرے شکر کا ہزارواں حصہ بھی ادا نہیں کرسکتا۔]

دیگر مخدوم زادہ و صاحبزادہ جہاں شیخ بکر عرفاں، نور جدیقہ انس و جان، مقلد آیات
رحمن من عرف اللہ طال لسانہ کے مقام کے واصل، اسرار مقطعات قرآن کے واقف، جنت میں داخل
ہونے کی شفاعت کرنے والے مخدوم و مخدوم زادہ ارجمند حضرت خواجہ محمد نقشبند قدس سرہ قطعہ
لے قید و سر و جبین دل جوئی از سر تا بقدم لطافت و نیکوئی
از رشتہ جان دوختہ استاد ازل بر سر و قد تو جامہ نیکوئی

[لے وہ ذات کہ جس کا قد لکھوئی کے چمن کا سو ہے اور جو سر سے قدم تک خوبصورتی و خوبصورتی ہے، استاد ازل
رحمن تعالیٰ نے تیرے سر و قد پر جان کے دھاگے سے خوبصورتی کا لباس ہی دیا ہے]
ان کے ارشاد کے مطابق سنہ ایک ہزار ہتر جو کہ مکاتبات قطب زماں کے لفظ سے ظاہر ہونا یا ہے

ان کو جمع کرنے کے درپے ہوا۔ بیت

زہے خجستہ کتابے کزاں سپہریدا
 بسالک رہ حق نخم رہنما آمد
 کتاب نے کہ زلالے زلف سجانے
 چو آب خضر بقا بخش و جانفرا آمد
 چو خواستم ز دل خود حساب تاریخش
 مکاتبات قطب زباں "ندا آمد"

[یہ ایک مبارک کتاب ہے جو اس آسمانِ بریت کی جانب راہِ حق کے سالک کیلئے راستہ بتانے والا ستارہ بن کر آئی ہے۔ ایک کتابی

نہیں بلکہ حق سبحانہ کی مہربانی سے بقا بخشے اور زندگی بڑھانے والے آبِ خضر (آبِ حیات) کی مانند صاف و شیریں

پانی بن گیا ہے۔ جب میں نے اپنے دل سے اس کی تاریخ کا حساب چاہا تو مکاتباتِ قطبِ زباں "کی آواز آئی۔] بیت

اگر ہر موئے من گردد زبانی
 ز تو را نخم بہر یک داستانی
 نیارم گو ہر شکر تو سفتن
 سرموئے ز احسان تو گفتن

[اگر میرا ہر بال ایک زبان ہو جائے تو میں تجھ کو ہر ایک سے کوئی داستان بیان کروں۔ میں تیرے شکر کے

موتی میں سوراخ نہیں کر سکتا اور تیرے احسان کا ایک بال کی برابر بھی شکر ادا نہیں کر سکتا۔]

شاید کہ واحد بے مثل (اللہ جل و علا کی عنایت سے یہ فائدہ کامل اور خوانِ نعمت

عام اہل دل حضرات کے منظور نظر اور مقبولانِ بارگاہِ الہی کے مقبول خاطر ہو جائے اور یہ حضرات

اچھے وقت میں جامع کے حق میں دعا فرمائیں، اللہ تبارک و تعالیٰ نبی امی اور ان کی آلِ امجاد

علیہم و علیہم الصلوٰات والتسلیمات والبرکات والتحیات العلیٰ کے طفیل طالبانِ صادق کو ان

قوائد کے دسترخوانوں سے بہرہ مند فرمائے اور اس حقیر کو اس جلیل القدر خدمت کے وسیلے سے

سعادت مند بنائے (آمین)

۱۔ اس مصرع کا وزن صحیح نہیں ہے جیسا کہ فارسی نسخہ کے حاشیہ میں بھی لکھا ہوا ہے، شاید کہ یہ سن تکمیل کے لحاظ سے

یوں ہو "مکاتبات زقطب زباں ندا آمد" (مترجم)

۱۰۸۰ھ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مکتوبات

۱۰

اپنے برادر بزرگ، پیشوائے کابلین، امام عارفین، زیدہ علمائے راسخین، وارثِ کامل، متبعِ اکمل، مظہرِ امرا رب جمید حضرت شیخ محمد سعید قدس اشرفہ الاقدس کے نام حدیث شریف ^{علہ} مِنْ أَحَبِّ أَخَاهُ فُلَيْعِلْمٍ اِيَّاهُ [جو شخص اپنے کسی (مسلمان) بھائی سے محبت کرتا ہو تو اس کو چاہئے کہ اسے بتائے] کے بموجب شوق و محبت کے لوازم اور حقیقتِ وصل کی طرف اجمالی اشارے کے بیان میں تحریر فرمایا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ [شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے] ع

آدرازاں جناب صحیفہ بسوئے من [اس بارگاہ سے میری جانب مکتوب آیا]

اللّٰهُ الَّذِي اَذْهَبَ عَنَّا الْحَزْنَ [سب تعریف اللہ تعالیٰ کے لئے ہے جس نے ہم سے غم کو دور کر دیا] مرا ہم عقیدت و

نیازمندی کی ادائیگی کے بعد عرض ہے کہ عنایت نامہ نامی و مکتوب گرامی جو کہ آپ نے نہایت لطف و مہربانی سے ملاحظہ ہر کے ہمراہ اس مسکین بے تسکین کے نام ارسال فرمایا تھا اس کے موصول ہونے سے سعادت مند ہوا جس میں مہربانی و بندہ پروردی کے باعث شوق آمیز واردات اور عشق انگیز فقرے درج تھے اس کے مطالعہ نے اہل اشتیاق کی آگ کو دو چند اور ان کے شعلہ شوق کو سر بلند کیا۔ ع

آبِ آتَشٍ رَامِدٍ شَدِيدٍ يَجْوِي نَفْطًا [پانی روغنِ نطفہ (ایک قسم کا تیل) کی مانند آگ کا درد گار ہو گیا]

بیشک لطفِ محبوب اس کی بے نیازی کی طرح عشق افزا اور آتش انگیز ہے ہشتاقوں کی حالتِ سوختہ کو یہ

ہندی مصرع واضح کرتا ہے، ع

چونے کی سی کانگری جب چھڑکوں تباہگ [یعنی عاشق بن مجھے چونے کی کانگری کی مانند ہے کہ جب

اس پر پانی چھڑکا جائے اسی وقت آگ کی طرح ہو جاتا ہے]

عاشقِ مسکین کو نہ ناراضگی کی تاب ہے، نہ عنایت کی طاقت اور نہ غصے کی برداشت ہے، نہ مہربانی کا حوصلہ، ع

کہ وصل از ہجر باشد جان ستاں تر [کیونکہ وصل ہجر سے زیادہ جان لیوا ہے]

علاہ مشکوٰۃ شریف میں ابوداؤد و ترمذی سے اس طرح روایت ہے: المقدام بن معدی کرب عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا احب لرجل اخاه فليعلم انہ يحبہ، اور حسن حصین میں اس طرح ہے: واذا احب اخاه فليعلم ذلك۔

حدیث شریف کو کشفہ لا حرقہ بسحبات و جہہ ما انتھی الیہ بصرہ من خلقہ اگر وہ اس پر وہ کو
کھول دے تو اس کی مخلوق میں جہا تک اس تعالیٰ شانہ کی صفت بصر پہنچے اس کی ہر چیز کو جلا دے (اس معنی کی شاہد ہے۔

سے گیرم کہ بغم خانہ ما یا رخسار اند کو حوصلہ و طاقت دیدار کہ دارد

[میں مانتا ہوں کہ ہمارے غم خانہ دل میں یا رخسار خرام ہے لیکن اس کے دیدار کا حوصلہ و طاقت کس کو ہے]

بیشک لا یجیل عطایا الملیک الامطایا کا [بادشاہ کی بخششوں کو اس کی بار بردار سواریاں ہی اٹھا سکتی ہیں] عاشق
کی ہستی جب تک درمیان میں ہے سینکڑوں آزمائشوں کی مورد ہے، اس کی بھلائی نیست ہونے میں ہے
اور اس کی کامیابی ہستی کو ترک کرنے میں ہے، ممکن سے زیادہ بے مراد معلوم نہیں کہ کوئی ہو، کمال کی نفی کرنا
اس کے حق میں کمال ہے اور اچھائی کی نفی کرنے میں اس کی اچھائی ہے، جس شخص کا کمال (اپنے) کمال کی نفی
کرنے میں ہو اور اس کی بھلائی (اس کی) نیستی میں ہو وہ اپنے مولد (جل شانہ) کے کمال کی کیا خبر رکھتا ہوگا اور اس
تعالیٰ شانہ کی ہستی کے جمال کو کس طرح معلوم کرے گا مگر وہ شخص جو کہ (اپنی) نیستی کے جال میں (اس کی) ہستی کا
شکار کرے اور وجودِ موہوب کے ساتھ موجود ہو جائے پس (اس اعتبار سے) عارف ہی معروف ہوگا اور
واجد ہی موجود ہوگا۔ بات طویل ہو گئی

بندہ باید کہ حدّ خود داند [بندہ کو چاہئے کہ اپنی حد کو پہچانے]

آپ نے اس مسکین کی آمد کا انتظار ظاہر فرمایا ہے

از دوست یک اشارہ از باب سردویدن [دوست کا ایک اشارہ ہمارے لئے سر کے بل دوڑنے کا باعث ہے]
فقیر کیلئے سعادت ہے کہ (آپ کی) خدمت میں پہنچے اور بچی فرحت شادمانی والی صحبت کی برکات سے مستفید و سعادتمند ہو سکے

مکتوب

مخدوم زارہ گرامی شیخ عبدالاصد کے نام اس بارے میں کہ افضلیت عالم خلق و عالم امر کے درمیان
دائرے (پھرتی رہتی ہے) لیکن کلی افضلیت عالم خلق کے لئے ہے، اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کی عبارت کی شرح میں جو ایک مکتوب میں آئی ہے کہ تکمیل و دعوت میں آتسرو علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت
حق جل و علا کی محبت پر غالب ہو جاتی ہے اور اس بارے میں کہ یہ جو حضرت خواجہ بزرگ (خواجہ
بہاؤ الدین نقشبند) قدس سرہ نے فرمایا ہے کہ سیر و سلوک سے مقصود یہ ہے کہ (ایمان) استدلالی کشفی

علم یہ ایک طویل حدیث کا ٹکڑا ہے جس کو امام مسلم نے روایت کیا ہے اور اسی ٹکڑے سے پہلے حجابہ النور ہے۔

ہو جائے اور اجالی تفصیلی بن جائے (یہ) اریابِ چہل کی نسبت کس طرح درست ہوگا اور اس بیان میں کہ حقیقت
مہری کا اپنے مقام سے عروج اور اس کا حقیقت احمدی تک پہنچا کس معنی میں ہے اور اس کے مناسب بیان میں تحریر فرمایا۔
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ طرہ و صلوة اور ارسالِ دعوات کے بعد عرض ہے کہ آپ کا مکتوب مرغوب
پہنچ کر مسرت کا باعث ہوا، اللہ تعالیٰ عافیت و استقامت کے ساتھ رکھے اور اس کے احسانِ کمالِ کرم
سے کامیابیوں کے دروازے ہمیشہ کھلے رہیں۔ آپ نے لکھا تھا کہ حضرت مجدد الف ثانی (رضی اللہ عنہ)
کے مکتوبات میں آیا ہے کہ عالمِ خلق عالمِ امر سے افضل ہے، اور کسی دوسری جگہ لکھا ہے کہ ولایتِ احمدی
ولایتِ محمدی سے اوپر ہے کیونکہ ایم احمدی میں عبدیت کا ایک طوق ہے اور ایم محمدی میں دو طوق ہیں،
پس اول (یعنی ایم احمدی دوسرے یعنی ایم محمدی سے فضیلت میں) حضرت اطلاق (ذاتِ صل و علا) سے
ایک قدم زیادہ نزدیک ہے اور نیز مکتوبات شریف میں آیا ہے کہ ولایتِ احمدی عالمِ امر سے تعلق رکھتی ہے اور
ولایتِ محمدی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام والتحیۃ عالمِ خلق سے تعلق رکھتی ہے، یہاں سے عالمِ امر کی عالم
خلق پر فوقیت مفہوم ہوتی ہے، ان دونوں اقوال میں تطبیق کی کیا صورت ہے؟

۹

۹
لے سعادت آثار! تفوقِ افضل ہونے کی دلیل نہیں ہے اور جائز ہے کہ کسی ایک شخص کا مکانِ طبیعی
کسی دوسرے شخص سے اوپر ہو اور وہ دوسرا شخص اپنے مکانِ طبیعی کے نیچا ہونے کے باوجود افضل ہو جیسا کہ فرشتہ
جو کہ مکانِ طبیعی کے اعتبار سے انسان سے اوپر ہے یہ (انسان) زمین پر ہے اور وہ (فرشتہ) آسمان پر، یہ ولایتِ
صغریٰ و کبریٰ میں ہے اور وہ ولایتِ علیا میں، اس کے باوجود فضیلتِ انسان کو ہے۔ پس (حضرت مجدد
کے ہر دو اقوال میں) کوئی تضاد نہیں ہے۔ حقیقتِ معاملہ یہ ہے کہ عالمِ امر کو عالمِ خلق پر فوقیت ہے اور وہ بالذات
عالمِ قدس کے زیادہ قریب ہے، اور عالمِ خلق جب مزی و مطہر ہو جاتا ہے اور اپنے کمال کو پہنچ جاتا ہے تو عالمِ امر
سے اوپر چلا جاتا ہے اور اس جگہ پہنچ جاتا ہے کہ عالمِ امر کا عروج بھی وہاں نہیں پہنچتا، پس حال اور مکانِ
طبیعی کے اعتبار سے فوقیت عالمِ امر کے لئے ہے اور عروج و انجام کے اعتبار سے فضیلت عالمِ خلق ہی
کے لئے ہے، ان دونوں اعتبارات کے لحاظ سے تفوق و فضیلت کا حکم ان ہر دو عالم کے درمیان کسی تضاد و
تکرار کے بغیر دائر ہوتا ہے (اور ان سے باہر نہیں جاتا) لیکن کئی فضیلت عالمِ خلق کے لئے ہے کیونکہ فضیلت کا
ملا قرب پر ہے اور جو قرب عالمِ خلق کو کمال (حاصل ہونے) کے بعد ہے وہ عالمِ امر کو نہیں ہے اگر چہ وہ (عالمِ امر)
اپنے کمال کو پہنچ جائے، اگر یہ کہا جائے کہ عالمِ امر کی مُرتبی (ترتیب کرنے والی) ولایتِ احمدی ہے اور اس ولایت
کو ولایتِ محمدی پر فضیلت ہے جو کہ آنحضرت علیہ و آلہ الصلوٰۃ والسلام کے عالمِ خلق کی مرتبی ہے کیونکہ اس کو
تفوق اور حضرت ذاتِ تعالیٰ کے ساتھ اقربیت ہے پس مُرتبی کی فضیلت کے اعتبار سے عالمِ امر کو فضیلت ہوئی۔

(اس کے جواب میں) ہم کہتے ہیں کہ تفوقِ افضلیت کی دلیل نہیں ہے جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے اور اسے تسلیم کر لینے کی صورت میں جو فضیلت کہ مڑتی کے واسطے سے ہوئی ہے اس سے فضیلتِ کلی لازم نہیں آتی، بعض وجوہ سے فضیلت ہونے کے لئے بھی کافی ہے اور شک نہیں ہے کہ عالمِ امر کوئی وجوہ سے عالمِ خلق پر فضیلت ہے اگرچہ فضلِ کلی کا معاملہ برعکس ہے۔

آپ نے دریافت کیا تھا کہ (مکتوباتِ مجدد الفِ ثانی قدس سرہ کی) جلد اول کے مکتوبات میں سے ایک مکتوب میں آیا ہے کہ تکمیل و دعوت (کے مرتبہ) میں آنسور علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت حقِ جل و علا کی محبت پر غالب ہو جاتی ہے، یہ کس معنی میں ہے؟ (جواب) آپ جان لیں کہ یہ بات اس بات کی مانند ہے جو حضرتِ عالی (مجدد الفِ ثانی قدس سرہ) نے رسالہ مبدا و معاد میں لکھی ہے اور انھوں نے آنسور علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت کے غلبہ کی خبر دی ہے کہ ”میں حق سبحانہ و تعالیٰ کو اس لئے دوست رکھتا ہوں کہ وہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رب ہے“ اور انھوں نے اس کا حل اسی جگہ فرما دیا ہے آپ اس رسالہ کی طرف رجوع فرمائیں۔ انھوں (حضرتِ مجدد علیہ الرحمہ) نے (اس رسالہ میں) لکھا ہے کہ محبت و معرفت مرتبہ صفات میں ہے اور بس، مرتبہ ذاتِ تعالیٰ میں اس قسم کی محبت کی گنجائش نہیں ہے اگر کہا جائے کہ مغلوبیت اصل محبت کا تقاضا کرتی ہے اور مرتبہ ذات میں جو کہ نسبتوں اور اعتبارات کے ساقط ہونے کا مرتبہ ہے جس وقت محبت کی نسبت ساقط ہو جائے گی تو چاہے کہ مغلوب محبت بھی نہ ہو، (اس کے جواب میں) ہم کہتے ہیں کہ عروج کے وقت میں جو کہ استہلاک (فنائیت) کا وقت ہے محبت کی نسبت دیگر تمام نسبتوں کی مانند ساقط ہے لیکن نزول کے وقت جو کہ شعور کا زمانہ ہے اور (سالک) و روحِ خلق ہے اگر نسبتی محبت کسی تعلق کے واسطے پیدا ہو جائے تو گنجائش ہے جیسا کہ مثلاً اس تعلق سے کہ (حق سبحانہ) محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رب ہے وغیرہ۔

تیز آپ نے پوچھا تھا کہ حضرتِ عالی (مجدد علیہ الرحمہ) نے لکھا ہے اور حضرتِ خواجہ بزرگ (بہار الدین نقشبند قدس سرہ) سے بھی منقول ہے کہ سیر و سلوک سے مقصود یہ ہے کہ استدلالی (ایمان) کشفی اور اجالی (ایمان) تفصیلی ہو جائے، یہ قول اہل کشف اور اربابِ علم کے حق میں درست ہے لیکن اربابِ جہل جو کہ تفصیلی کشف و فہم سے بہرہ ور نہیں ہیں ان کے بارے میں کس طرح درست ہوگا اور یہ لوگ کیا چیز طلب کریں گے۔ (جواب) آپ جان لیں کہ یہ قول سب کے بارے میں درست اور حقیقت کے مطابق ہے لیکن اگر کوئی شخص مفہوم تک نہ پہنچے تو قول کا کیا قصور ہے، یا یہ کہ ہم کہتے ہیں یہ حکم لگانا کہ اربابِ جہل مطلق طور پر کشف و تفصیل سے بہرہ ور نہیں ہیں ناقابلِ تسلیم ہے کیونکہ ان میں سے جو شخص کمال کو پہنچ گیا اس کا باطن حجابات سے

منا

لے مبدا و معاد منہا ہے

جن کو کشف کا علم نہ ہو۔

نکل چکا ہے اور اس نے حجاب اٹھا دیا اور لاراک بسیط حاصل کر لیا ہے کیونکہ وہ غیر اللہ کی غلامی سے آزاد ہو چکا ہے اور فنا و بقا کی پہنچ گیا ہے۔ بزرگوں نے کہا ہے کہ جب تک نہ پائے رہائی نہیں پاتا اور یافت (پالینا) عین کشف و شہود، اور وہ استدلالی و اجمال کی تنگی سے نکل چکا ہے اور اس بات کو تسلیم کرنے کی صورت میں کہ کشف و شہود معرفت اور یافت (پانا) سے ماوراء ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ یہ قول حصر (تحدید) کا موجب نہیں ہے کہ سیر و سلوک سے اس کے سوا اور کوئی مقصد نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی معرفت سیر و سلوک کا اعلیٰ مقصد ہے اور جو کچھ اس قول (قول مجرد و نقشبند قدس سرہما) میں مذکور ہے وہ بھی مقاصد میں سے ہے بعض کو حاصل ہوتا ہے اور بعض کو نہیں لیکن معرفت کا حصول سب کے لئے ضروری ہے کیونکہ ولایت خاصہ اس کے بغیر واقع نہیں ہوتی اور اس تقدیر پر اگر ہم حصر کہیں تو وہ اس چیز کی نسبت سے حصر اضافی ہوگا جو کہ عوام کے ذہنوں میں منقش ہوگئی ہے کہ طریقہ صوفیہ کے سیر و سلوک سے مقصود غیبی الوان و اتوار کا مشاہدہ اور مخلوقات کے احوال کا کشف اور خوارق و کرامات کا ظہور ہے، اسی بنا پر فرمایا ہے کہ اس سے مقصود ایمان کی تکمیل ہے نہ کہ غیبی صورتوں کی سیر کرنا جو کہ عبت میں داخل ہے، کسی نے خوب کہا ہے سہ

کرامات تو اندر حق پرستی ست جزاں کبر و ریا و عجب و مستی ست

[نیری کلامت حق تعالیٰ کی عبادت میں ہے، اس کے سوا تکبر و ریا و خود بینی اور مستی (اپنا وجود سمجھنا) ہے] یعنی کشف و خوارق عادات میں جس چیز کو تو نے کرامت خیال کیا ہے وہ کرامت نہیں ہے کرامت حقیقی اس پر موقوف ہے کہ تو حق پرست بنے اور شرک کے دقائق سے باہر ہو جائے اور معرفت کی طرف راستہ پالے اور فنا و نیستی حاصل کرے کہ انسان کا کمال اس میں منحصر ہے اور جب تو یہ چاہے کہ کرامت و خرق عادت کا اظہار کرے اور مخلوق کو اپنا معتقد بنائے اور اس کے ذریعہ لوگوں سے ممتاز ہو جائے تو لازماً تکبر و ریا و عجب ہستی ظاہر ہوگا اور قرب سے بعد کے سوا (اور کچھ) اضافہ ہوگا اور معرفت سے بے نصیبی حاصل ہوگی۔

تَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّ رِيَا نَفْسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا [ہم اپنے نفسوں کے شر اور اپنے اعمال کی برائیوں سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہیں]۔

آپ نے لکھا تھا کہ یہ قول تینوں گروہوں کی نسبت سے ہے یا خاص بتدی و متوسط کی نسبت

سے ہے: "لے سعادت اطوار" یہ قول غیبی کی نسبت سے ہے استدلالی (ایمان) کا کشفی اور اجالی (ایمان)

کا تفصیلی ہوجانا غیبی کا معاملہ ہے بتدی و متوسط اس کمال سے دور ہیں۔ آپ نے لکھا تھا کہ جب حقیقت محمدی اپنے مقام سے عروج کر کے حقیقت احمدی کے ساتھ متحد ہوگئی اور وہ مقام حقیقت محمدی کا مقام خالی رہ گیا تو چاہے کہ ان ایام میں قیامت کے دن تک حقیقت محمدی کے (اپنے مقام) میں معدوم ہونے کی وجہ

اُس تک پہنچا محال ہو اور حقیقت موسوی جو کہ محبتِ صرف ہے اور حقیقتِ احمدی جو کہ محبوبیتِ محض ہے کا حائل کوئی مقام نہیں ہوگا (کیونکہ حقیقتِ محمدی حائل تھی اور وہ معدوم و منتقل ہو چکی ہے) اور محبتِ خالص و محبوبیتِ خالص کے سوا نہیں ہے اور چاہئے کہ دائرہ کے بغیر مرکز موجود ہو اور یہ باعتبارِ ظاہر محال ہے (اس لئے کہ مرکز دائرے کے عین و وسط کے نقطہ کو کہتے ہیں) اور چاہئے کہ محمدی لٹریچر دنیا میں پیدا نہ ہو کیونکہ ولایتِ محمدی موجود نہیں ہے کہ اُس تک پہنچا جاسکے۔ (جواب) آپ جان لیں کہ حضرت عالی (مجدد الف ثانی) قدس اللہ تعالیٰ سرہ نے جلد اول کے مکتوب عنین میں وضاحت فرمائی ہے کہ اس جگہ حقیقتِ احمدی و حقیقتِ محمدی سے مراد آنحضرت علیہ وعلیٰ آله الصلوٰۃ والسلام کے عالمِ خلق و عالمِ امر کا تعین امکانی ہے نہ کہ تعینِ وجوبی کہ آپ کا تعین امکانی جس کا ظل ہے کیونکہ تعینِ وجوبی کے عروج کے کوئی معنی نہیں ہیں اور اس تعین کے ساتھ متحرک ہونا معقول نہیں ہو تم کلام (آپ کا کلام ختم ہوا)۔ اس صورت میں تمام شبہات نیست و نابود ہو جاتے ہیں کیونکہ شبہات کی جائے پیدائش تعینِ وجوبی کا عروج اور اس کے ساتھ متحرک ہونا ہے جیسا کہ (اہل عقل پر) پوشیدہ نہیں ہے، اور جب ایسا نہیں ہے تو ویسا بھی نہیں ہے۔ تعجب ہے کہ آپ نے (حضرت مجدد علیہ الرحمہ کے) بعض کلام کا مطالعہ کیا ہے اور بعض کلام کو نہ دیکھتے ہوئے شبہات وارد کئے ہیں، تسلیم کر لینے کی صورت میں ہم کہتے ہیں کہ ظل کا آل کے ساتھ مل جانا ظل کے معدوم ہوجانے کا باعث نہیں ہے اس جگہ (یعنی اس لحوق میں) صفات کا تبدیل ہونا ہے (نہ کہ حقیقت و ذات کا تبدیل ہونا) فتاویٰ جو کہ ولایت کے دور کن ہیں وہاں بھی صفات کا تبدیل ہونا ہے (کیونکہ) سالک فنا کے ساتھ معدوم نہیں ہو جاتا، حقیقت کا تبدیل ہونا محال ہے آپ نے خَلْقْتُمْ لِلْآبِدِ (تم ہمیشہ ہمیشہ کے لئے پیدا کئے گئے ہو) سنا ہوگا۔ تعجب ہے کہ آپ نے حقیقت کا معدوم ہونا کہاں سے سمجھ لیا ہے اور شبہات کی بنیاد اس پر رکھی ہے، اس سے زیادہ نہیں ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس حقیقت سے عروج فرما کر اوپر والی حقیقت تک پہنچے اور اُس کے اوصاف سے بھی متصف ہوئے ہیں، سابقہ حقیقت اپنی جگہ پر قائم ہے اور اس تک وصول و ارتقا ہے اور اُس (حقیقتِ محمدی) کا ان دونوں حقیقتوں (حقیقتِ موسوی و حقیقتِ احمدی) کے درمیان حائل ہونا اپنے حال پر موجود ہے اور مرکز و دائرہ قائم ہے بلکہ اس کو حقیقتِ محمدیہ کہنا مآکان (اول حال) کے اعتبار سے جائز ہے اور یہ جو حضرت عالی (مجدد الف ثانی) قدس سرہ نے لکھا ہے کہ "مقام حقیقتِ محمدی عالی رہ گیا" یہ بھی اس پر دلالت کرتا ہے کہ وہ مقام آنسرد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عروج کے بعد اپنے لئے یعنی جب تعینِ وجوبی مراد نہیں ہے جو کہ شبہات سابقہ کی جائے پیدائش ہے تو شبہات کا وجود بھی نیست نابود ہو گیا۔

حال پر ہے پس جو کچھ اس کے لوازم ہیں یعنی محبوبیت و محبت اور کرمیت و عدم کرمیت وہ بھی اپنے حال پر ہوں گے، اور جو شخص کا استعداد کے باعث اس مقام کے ساتھ مناسبت رکھتا ہے وہ محمدی لٹریچر ہے کیونکہ یہ مقام حقیقتاً مقلاً محمدی کا مقام ہے۔ والسلام علیکم وعلیٰ سائر من اتبع الہدی۔

مکتوب

مخدوم زادہ گرامی شیخ محمد ظیل اللہ کے نام اپنے برادر کلاں امام العارفین قدوة الواصلین واقف

اسرار کلام مجید حضرت شیخ محمد سعید کے بعض مناقب محاسن کے بیان میں تحریر فرمایا جو کسی تقریب سے لکھا گیا۔

نجدہ و نصلی علیٰ جیبہ والموئسلہ، شیخ محمد سعید سے بچپن ہی سے قبول و کرامت کے آثار ظاہر تھے اور لڑکپن ہی سے ولایت و بزرگی کے اطوار نمایاں تھے حضرت قطب الولاہی خواجہ محمد باقی رضی اللہ عنہ کے زمانہ حیات میں آپ کم عمر تھے اور حضرت خواجہ کی ظاہری قدمت میں نہیں پہنچے تھے لیکن حضرت خواجہ نے ان کے حق میں فرمایا تھا کہ محمد سعید ہمارا ہم پیشہ و ہم کار ہے اس نے ہم سے غائبانہ نسبت حاصل کر لی ہے۔ ع

فی الہدٰی نطق عن سعادة جدہ [بچپن گوارا میں اپنی سعادت بخت کو بیان کرنا یعنی اس میں نیک بختی کے آثار موجود ہیں]۔ اور انھوں نے ظاہری و باطنی کمالات اپنے والد بزرگوار (مجدد علیہ الرحمہ) کی خدمت میں حاصل کئے ہیں اور سترہ سال کی عمر میں معقولہ و منقولہ ظاہری علوم کو کمال کے درجے تک پہنچایا ہے اور وہ اپنے والد بزرگوار کی مانند کمال درجہ کی پابندی شریعت و تقویٰ سے آراستہ اور سنت کی متابعت اور عزیمت پر عمل کے ساتھ مزین ہیں، نرم کلامی، کامل تواضع، مہمانوں کی خبر گیری کا اہتمام، حاضر چیز کو خرچ کرنا، اپنے وجود کی نفی کرنا ان کا پسندیدہ طریقہ ہے، قرآن مجید کو سید عالی کے ساتھ تجوید سے سکھا ہے اور حدیث نبوی علیٰ مصدرہا الصلوٰۃ والسلام میں جید سند اور انتہائی اعلیٰ مرتبہ اور فقہی مسائل میں اعلیٰ درجہ کی استعداد رکھتے ہیں، حضرت عالی (مجدد علیہ الرحمہ) کو جب کسی فقہی مسئلہ کی تحقیق کی ضرورت پیش آتی تو اکثر اوقات ان (محمد سعید) سے اس کی وضاحت طلب کرتے تھے اور جس وقت کہ وہ مسائل کی مشکلات حاصل کر دیتے تھے اور بعض دشوار مقامات سے رہائی کی راہ نکال دیتے تھے تو حضرت عالی (مجدد علیہ الرحمہ) بہت خوش ہوتے اور ان کے حق میں دعا فرماتے تھے، اور وہ حضرت والا کی زندگی ہی میں کمال و تکمیل کے مراتب کو پہنچ گئے تھے اور نیز ان کی زندگی ہی میں ان سے خلافت حاصل کر کے طریقہ کی

تعلیم دینے اور طالبین کو راہِ حقِ جل و علا کی رہنمائی کرنے لگے تھے اور عقلِ معاد (معاملاتِ آخرت کی سمجھ) کے کمال کے ساتھ ساتھ عقلِ معاش (دنیاوی کاموں کی سمجھ) میں بھی درجہ کمال رکھتے تھے چنانچہ حضرت والا اکثر امور میں ان سے صلاح و مشورہ لیا کرتے اور ان کی رائے کو پسند فرماتے تھے اور باطنی امور میں بھی یہ حضرت عالی کے رازدار تھے، حضرت والا جو اسرار ان سے بیان فرماتے تھے ان میں کوئی دوسرا شخص کم ہی شریک ہوتا تھا اور ان کو حضرت، ای کے پوشیدہ اسرار اور خاص معاملات کی بشارت دی گئی ہے اور وہ ان میں موجود ہیں، ظاہری اور خفیہ والے لوگ ان کی توجہ سے شفا طلب کرتے ہیں اور باطنی امراض والے حضرات ان کے تصرف سے جمعیت (قلب) کی راہ اختیار کرتے ہیں، مختصر یہ ہے کہ قطب المتعین وارث المرسلین حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہ کے قول کا مصداق ہیں جیسا کہ انھوں نے فرمایا ہے کہ ہم فضلی ہیں، یہ نقل ان کی بزرگی کے بارے میں کافی ہے جو کہ بیان کی گئی ہے کہ وہ مکاشفہ میں دیکھتے ہیں کہ اصحاب کرام رضی اللہ عنہم اور سہارے پیغمبر آنحضرت علیہ علی الصلوٰۃ والسلام جمع ہیں اور وہ (خواجہ محمد سعید قدس سرہ) بھی حضرت عالی (مجدد الفیثانی قدس سرہ) کے چند اصحاب کے ساتھ اس مجلس میں حاضر ہیں، اسی شانہ میں اصحاب کرام (رضی اللہ عنہم) ایک کاغذ طلب کرتے ہیں تاکہ آنسور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قدمت میں عرضیہ لکھیں کاغذ حاضر کیا گیا اور انھوں (اصحاب کرام) نے اس مضمون کا عرضہ لکھا کہ یہ لوگ (یعنی یہ جماعت جس میں خواجہ محمد سعید شامل ہیں) اور ہم (صحابہ کرام) اللہ جل سلطانہ کی عنایت میں برابر ہیں اور (حالانکہ) ہم نے یہ سب محنتیں اور سخت مشقتیں (آپ کی معیت میں) اٹھائی ہیں اور انھوں نے نہیں اٹھائیں اس کی کیا وجہ ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے جواب میں یہ آیت قرآنی تحریر فرمائی ہے: ذَلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ ^{۱۵} یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جس کو چاہتا ہے دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ بہت بڑے فضل والا ہے اور خواجہ محمد سعید معارف و حقائق کی ترویج اور اسرار و دقائق کی تشریح میں اعلیٰ درجہ کی زبان اور اطمینان بخش بیان رکھتے ہیں اور چونکہ اہل معنی (اہل حقیقت) کے نزدیک سب سے اعلیٰ کمال اور سب سے بین کرامت ذات تعالیٰ و تقدست کے دقائق اور صفات تعالیٰ و تقدست کے حقائق میں گفتگو کرنا ہے جو کہ ان ہی جوشِ ذوق و نعرہ شوق

۱۵ اس کی تائید اس حدیث سے ہوتی ہے جس کو زین نے ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انھوں نے کہا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کیا ہم سے بہتر کوئی شخص ہے ہم اسلام لائے اور ہم نے آپ کی معیت میں جہاد کیا ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں ایک قوم ہے جو تم سے بعد میں ہوگی وہ مجھ پر ایمان لائیں گے حالانکہ انھوں نے مجھ کو نہیں دیکھا ہوگا اور ایک حدیث میں ہے جس کو امام احمد نے روایت کیا ہے کہ اس شخص کے لئے خوشی ہے جس نے مجھ کو دیکھا اور اس شخص کے لئے سات مرتبہ خوشی ہے جس نے مجھ کو نہیں دیکھا اور مجھ پر ایمان لایا (المشکوٰۃ) ۵۷ سورت ۷۷ آیت ۷۷

سے صادر ہوئی ہے اس لئے اُن کے کمالات کی شرح اور ان کی کرامات کی وضاحت سے لب بند کر کے اُن کے ملفوظات و مکتوبات کے حوالہ کرتا ہے تاکہ لوگ اس سے اس کی طرف سراغ لگائیں اور معنی سے صورت کی طرف مائل ہوں، کسی نے خوب کہا ہے

قیاس کن زگلستان من بہار ہرا [میرے گلستان میری بہار کا انزاہ کر لیں]

مکتوب

ان مکتوبات قدسی آیات کے جامع فقیر فقیر محمد عاشور بخاری کے نام اہل اللہ کا طریقہ اور اُن کے سیر سلوک کا خلاصہ اور لطائف عالم امر کی فنا اور اُن کی بقا کو مفصل طور پر بیان کرنے اور عالم خلق کے لطائف کی ان لطائف عالم امر میں سے ہر ایک کے ساتھ مناسبت کے بارے میں تحریر فرمایا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ مُحَمَّدٌ كَا تَصَلٰی عَلٰی جَبِيْبَةَ الْاَلِہِ وَنَسَلِہِمْ، آپ جان لیں کہ فنائے قلب اس سبحانہ و تعالیٰ کے ماسولہ کے نسیان اور غیر اللہ کا خیال دل میں نہ آنے سے عبارت ہے یہاں تک کہ اگر تکلف کے ساتھ بھی غیر اللہ کا خیال دل میں لئے تو وہ دل میں نہ آئے، اُس (قلب) کی بقا اس چیز کے ساتھ ہے کہ جس کے ظہور سے اس (قلب) کی فنا حاصل ہوئی ہے اور وہ چیز دل پر حق سبحانہ کی تجلی، فعل کا ظہور ہے، اگر کہا جائے کہ فنا کے بعد اُس تجلی کا ظہور ہوتا ہے یا اُس تجلی کے بعد فنا (حاصل ہوتی) ہے تو ہم کہتے ہیں کہ یہ دونوں لازم و ملزوم بھی ہیں، وہی شیخ الاسلام انصاری (قدس سرہ) کا قول ہے کہ "جتک تو اس کو نہیں پلئے گا رہائی نہیں پلئے گا اور جتک رہائی نہیں پلئے گا (اس کو) نہیں پلئے گا میں نہیں جانتا کہ (ان دونوں میں) کون مقدم ہے توڑنا یا جوڑنا"

جب تجلی فعل کے ظہور سے قلب فانی ہو جاتا ہے اور اس فنا میں سالک کے فعل کی نفی ہو جاتی ہے اور وہ اپنے آپ کو مسلوب الفعل پاتا ہے اس کے بعد حق سبحانہ کے فعل کے ساتھ باقی ہو جاتا ہے اور اپنے فعل کو حق سبحانہ کا فعل پاتا ہے، اُس کے بعد فنائے روح ہے اور فنائے روح اس تعالیٰ شانہ کی تجلی صفات کے ظہور سے حاصل ہوتی ہے اور بقائے روح بھی انہی صفات قدس کے ساتھ ہوتی ہے، اُس کے بعد فنائے سر ہے کہ جس کو فنا کرنے والے شیونات و اعتبارات صفات ہیں اور اس کی بقا ان شیونات و

شہ یعنی ابو اسمعیل، حضرت ابویوب انصاری رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے اور اکابر محدثین میں سے ہوتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ میں نے تین موصوٰات ازہ سے حدیث لکھی ہے جو سب سستی تھے۔

اعتبارات میں اس کی فنا کے بعد حاصل ہوتی ہے، اس کے بعد فنائے خفی ہے جس کو فنا کرنے والی صفاتِ سلبیہ تنزیہیہ ہیں اور اس کی بقائے (صفاتِ سلبیہ) کے ساتھ ہے، اس کے بعد فنائے اخفی ہے اور اس کو فنا کرنے والا وہ مرتبہ ہے جو کہ مرتبہ تنزیہی و (مرتبہ) احدیت مجرہ کے درمیان برزخ (حد فاصل) واسطہ کی مانند ہے اور بقائے اخفی اس مرتبہ مقدسہ میں فنا کے بعد ہے، جب سیر پہا تک پہنچ جاتی ہے تو ولایتِ عالمِ امر کے درجات اپنی انتہا کو پہنچ جاتے ہیں کہ یہ لطائفِ خمسہ مرتبہ ولایت میں ہیں، اس کے بعد اللہ تعالیٰ کا فضل مدد فرماتے تو عالمِ خلق کے لطائفِ خمسہ کے کمالات میں سیر شروع ہو جائیگی جو کہ نفسِ انسانی اور عناصرِ اربعہ میں اور عالمِ خلق کے یہ لطائفِ خمسہ عالمِ امر کے لطائفِ خمسہ کی اصل ہیں

لطیفہٴ نفس کا معاملہ قلب کے معاملہ کی اصل ہے اور لطیفہٴ باد (ہوا) کا معاملہ لطیفہٴ روح کے معاملہ کی اصل ہے اور لطیفہٴ آب (پانی) کا معاملہ لطیفہٴ سر کے معاملہ کی اصل ہے اور لطیفہٴ نار (آگ) کا معاملہ لطیفہٴ خفی کے معاملہ کی اصل ہے اور لطیفہٴ خاک کا معاملہ لطیفہٴ اخفی کے معاملہ کی اصل ہے۔ جاننا چاہئے

کہ فنا کا فائدہ صفاتِ بشریہ کا زائل اور شرکِ خفی کا رفع ہونا ہے اگرچہ ستر، خفی اور اخفی شرعی احکام کے ساتھ مکلف نہیں ہوئے ہیں اور ان کے شرک کا اسلام میں کوئی اعتبار نہیں کیا گیا ہے لیکن ولایتِ خاصہ کے مرتبہ میں اس شرکِ خفی کے رفع سے چارہ نہیں ہے اور جس قدر یہ (لطائف) زیادہ لطیف و نورانی ہوں گے ان کا شرک اسی قدر زیادہ خفی ہوگا اور اس شرک کا رفع کرنا اسی قدر زیادہ دقیق ہوگا اور ہو سکتا ہے کہ بعض اشخاص کو فنائے قلب و روح حاصل ہو جائے اور فنائے ستر حاصل نہ ہو اور بعض کو فنائے ستر حاصل ہو جائے اور ان دونوں لطیفوں (خفی و اخفی) کی فنا حاصل نہ ہو جو کہ اس کے بعد ہیں اور اس کو اپنی (بین لطیفوں) لطیفہٴ قلب، روح اور ستر پر اکتفا ہوا اور وہ شخص اولیاء اللہ میں سے ہو، لیکن جب کل (قیامت کے روز) ان لطائف میں سے ہر ایک لطیف کے حقائق جلوہ گر ہوں گے تو جو لطائف کہ اس دنیا میں فنا و بقا کی دولت سے مشرف نہیں ہوئے ہوں گے وہ (ویاں پر) اس فنا و بقاء کے مناسب ثمرات و نتائج سے کامل فائدہ حاصل نہیں کریں گے وَمَنْ كَانَ فِي هَذِهِ أَعْمَى فَهُوَ فِي الْآخِرَةِ أَعْمَى وَأَصْمَى سَيَلَامًا [جو شخص اس دنیا میں اندھا رہا تو وہ آخرت میں بھی اندھا اور راستہ سے بہت بھٹکا ہوا ہوگا] والسلام

بیان قلمروہ فنا

مکتوب

قاضی عارف کشمیری کے نام، حدیثاً ازواضحہ امی الشہداء آء فی اجواف طیر خضر الخ
کی علماء صوفیہ کے طریقہ پر شرح اور اس پر وارد ہونے والے شبہات کو دور کرنے کے بارے میں تحریر فرمایا۔

بسم الله الرحمن الرحيم والحسن لله ما اسبغ من فضاله والصلوة والسلام على نبى
الرحمة وقائد الخيروالموعلى جميع الانبياء والكل وسائر الصالحين فهايتة سؤال السائلين
وغاية امل الاملين، الله سبحانه وتعالى آپ جیسی صاحب کمالات وفضائل واوصاف فاضلہ مستی کو
اپنی غایات میں شامل فرما کر درجات قرب میں بے اندازہ ترقیات مرحمت فرمائے، آپ نے دریافت کیا
تھا کہ یہ جو حدیث شریف میں آیا ہے کہ شہداء کی ارواح سبز پرندوں کے پوٹوں میں رہتی ہیں، یہ کس معنی
میں ہے اور یہ کونسی بزرگی ہے کہ کابلین کی ارواح جانوروں کے پوٹوں میں رہیں۔

(جواب) میرے مخدوم! پہلے ہم حدیث کو اس کی شرح کے ساتھ بیان کرتے ہیں اس کے بعد

ان شبہات کو جو آپ نے وارد کئے ہیں لکھتے ہیں اور ہر ایک شبہ کا جواب بیان کرتے ہیں:۔ حضرت مسروق

رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جو کہ جلیل القدر تابعی ہیں انہوں نے فرمایا کہ ہم نے (حضرت) عبداللہ بن مسعود
(رضی اللہ عنہ) سے اس آیت **وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْواتًا بَلْ أحياءٌ وَعندَ رَبِّهِمْ يُرزقون**

[جو لوگ اللہ تعالیٰ کی راہ میں قتل کر دیئے گئے ہیں تم ان کو مردہ گمان نہ کرو بلکہ وہ اپنے پروردگار کے نزدیک زندہ ہیں ان کو روزی

دی جاتی ہے] کے بارے میں دریافت کیا، ابن مسعود (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا کہ البتہ ہم نے (اس کے بارے میں)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ان یعنی اللہ تعالیٰ

کے راستے میں قتل (شہید) ہو جانے والوں کی ارواح سبز پرندوں کے پوٹوں میں رہتی ہیں۔ حدیث شریف

میں جو لفظ طیر ہے وہ طائر کی جمع ہے اور واحد کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے اور خضر الخ کی پیش

اور ص کی جرم سے اخضر کی جمع ہے یعنی ان (شہداء) کی ارواح جب اپنے بدنوں سے جدا ہو جاتی ہیں

تو ان کیلئے اس ہیئت (سبز پرندوں کی شکل) کے جسم پیدا کر دیئے جاتے ہیں وہ روحیں ان جسموں سے

تعلق حاصل کر لیتی ہیں اور یہ جسم ان (سابقہ) بدنوں کے نائب و قائم مقام و بدل ہو جاتے ہیں اور

اللہ تعالیٰ کے ارشاد **بَلْ أحياءٌ وَعندَ رَبِّهِمْ** میں اسی کی طرف اشارہ ہے پس شہداء کی ارواح ان

۱۸ یہ حدیث مشکوٰۃ شریف کتاب الجہاد میں ابوداؤد سے مروی ہے مشکوٰۃ شریف کتاب الجہاد میں سورۃ آہل

اجسام کے ویسے سے لذاتِ حسیہ میں سے اس چیز کے حصول کی طرف پہنچتی ہیں جس کی وہ خواہش کرتی ہیں، اور
 ﴿حَقُّ جَلِّ وَعَلَاكَ ارْتَادٌ مِزْرَقُونَ فَرِحِينَ بِمَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ﴾ ان کو ذوق دیا جاتا ہے وہ اس چیز کے
 ساتھ خوش و خرم ہیں جو اللہ تعالیٰ ان کو اپنے فضل سے دیتا ہے الخ اس معنی کی طرف رہنمائی کرتا ہے، ان پرندوں یا ان
 ارواحِ شہداء کے لئے عرش کے ساتھ قندیلیں لٹکی ہوئی ہیں جو کہ پرندوں کے گھونسلوں کی مانند ہیں وہ پرندے
 سیر کرنے اور چلنے ہیں اور جنت سے اس کے پھل اور اس کی لذتیں جہاں سے چاہتے ہیں کھاتے اور چکھتے ہیں
 پھر انہی قندیلوں کی طرف واپس آجاتے ہیں پھر ان کا پروردگار ان کی طرف ایک خاص غایت اور مخصوص
 تجلی کے ساتھ نظر فرماتا ہے اور فرماتا ہے کیا تم کو کسی چیز کی خواہش ہے؟ تو وہ کہتے ہیں ہم اب کس چیز کی خواہش
 کریں جبکہ ہم جنت میں جہاں چاہیں سیر کرتے اور کھاتے پیتے ہیں پس اللہ تعالیٰ ان سے تین دفعہ یہی دریافت
 فرمائے گا، جب وہ دیکھیں گے اور جان لیں گے کہ ان کو سوال کرنے سے چھوڑا نہیں جائے گا تو وہ کہیں گے کہ
 لے ہمارے پروردگار! ہم چاہتے ہیں کہ ہماری ارواح کو ہمارے (سابقہ) اجسام میں لوٹا دیا جائے اور ہمیں دنیا
 میں واپس بھیج دیا جائے) حتیٰ کہ ہم آپ کے راستہ میں دوسری مرتبہ قتل (شہید) کر دیئے جائیں پس جب اللہ تعالیٰ
 دیکھ لیکے گا کہ ان کو جنت میں) اور کوئی حاجت نہیں ہے تو ان کو چھوڑ دیا جائیگا۔ اس کو مسلم نے روایت کیا ہے۔
 آپ نے اس جگہ (حدیث) میں دو شبہ وارد کئے ہیں، پہلا شبہ یہ کہ یہ تو ارواح کا درجہ کم کرنا اور ان کا
 مرتبہ گھٹانا ہے کہ انسانی اجسام سے نکال کر حیوانی اجسام میں داخل کیا جائے، دوسرا شبہ یہ ہے کہ جو لوگ
 تنازع (آواگون) اور روح کے تبدیل ہونے کے قائل ہیں وہ اس حدیث کو سند بنا لیتے ہیں۔ ان شبہات کا
 جواب چند وجہ سے ہے، پہلی وجہ یہ ہے کہ ان ارواح کو پرندوں کے پوٹوں میں رکھنا ان پرندوں کے بدلوں کو زندہ کر
 کے لئے نہیں ہے کہ تنازع کا وہم پیدا ہو بلکہ اس طرح پر ہے جیسا کہ موتی یا قیمتی چیز کو اس کی قدر و قیمت کے
 باعث صندوق میں رکھتے ہیں، اگرچہ یہ ارواح ان اجسام کو زندہ کرنے والی نہیں ہوں گی لیکن جائز ہے کہ ان
 اجسام کے واسطے سے نعمتیں اور لذتیں حاصل کریں حتیٰ کہ کسی انسان کے بدن میں (بھی) تصرف کرتی ہیں اگرچہ وہ انسا
 کو زندہ کرنے والی نہیں ہیں لیکن انسان کے غم و لذت کے ساتھ لذت یاب اور غمزدہ ہوتی ہیں، پس پرندوں
 کے یا اجسام ان ارواح کے لئے آلات اور سواروں کی مانند ہیں یہاں تک کہ ان اجسام کے ذریعے بہشت میں
 جہاں چاہتی ہیں جاتی ہیں اور سیر و تفریح کرتی ہیں اور سچول اور خوشبوئیں وغیرہ جو کچھ بہشت میں ہیں ان کا
 مشاہدہ کرتی ہیں اور حق جلی و علا کے قرب اور قرب فرشتوں کی ہمسائیگی سے خوش و خرم اور لذت یاب ہوتی ہیں
 دوسری وجہ یہ ہے کہ کہا گیا ہے کہ ہو سکتا ہے یہ ارواح سبز پرندوں کی صورتوں میں مشکل ہو جائیں جیسا
 کہ فرشتہ آدمی کی صورت میں مشکل ہو جاتا ہے پس وہ اجسام ارواح کے ماسوا نہیں ہیں بلکہ جسم اختیار کی ہوئی

ارواح ہیں اور یہ جو صحیح احادیث میں آیا ہے کہ شہداء کی ارواح سفید پرندے ہیں اور بعض طرق میں آیا ہے کہ پرندوں کی صورتیں ہیں اور بعض طرق میں ہے کہ شہداء کی ارواح اللہ تعالیٰ کے نزدیک سبز پرندوں کی مانند ہیں، ان سب سے بھی اس توجیہ کی تائید ہوتی ہے، اور وجہ تائید یہ ہے کہ بظاہر یہ حدیثیں ان ارواح کے پرندوں کی صورت میں تشکل ہونے سے مطابقت رکھتی ہیں، پس ہم جس حدیث کی تشریح کر رہے ہیں وہ بھی اسی پر محمول ہوگی، کیونکہ بعض حدیثیں بعض حدیثوں کی تفسیر کرتی ہیں۔

تیسری وجہ یہ ہے کہ یہ اجسام انسانی اجسام کی صفت پر ہیں اور اگرچہ پرندوں کی شکل میں ہیں لیکن پرندوں کی صفات پر نہیں ہیں اور قابل اعتبار صفات و معانی ہیں نہ کہ صورت و ظاہر۔ جعفر طیار رضی اللہ عنہ ^ص دو بار ذکر کرتے ہیں اور اڑتے ہیں (ان کے متعلق) یہ نہیں کہہ سکتے کہ وہ انسانی بدن سے نکل کر پرندوں کے بدن میں آگے ہیں اور بعد نہیں ہے کمان (ارواح) کا نام پرندے اس لئے ہو کہ وہ ایک جگہ سے دوسری جگہ پرندوں کی ہیئت پر منتقل ہوتی ہوں نہ کہ قدروں پر چل کر جیسا کہ آدمی دنیا میں پھرتا ہے پس ان کے درجہ میں کوئی پستی و کمی لازم نہیں آتی، اور تناسخ کا گمان بھی باطل ہے کیونکہ یہ اجسام ارواح کا دائمی ٹھکانا نہیں ہیں کہ جس سے حشر و نشر کی نفی لازم آئے جیسا کہ اہل تناسخ اس کے قائل ہیں بلکہ (ان کے) یہ اجسام حشر کے دن تک کیلئے ہیں جیسا کہ دوسری حدیث میں آیا ہے "یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اجساد کو اٹھانے کے لئے اس (شہید کی روح) کو اس کے جسم کی طرف لوٹا دے گا" بعض (اہل علم) کہتے ہیں کہ تناسخ اہل تناسخ کے نزدیک اس دنیا میں ارواح کا دوسرے اجسام میں لوٹنا ہے نہ کہ آخرت میں، کیونکہ یہ جماعت (قائلین تناسخ) آخرت اور بہشت و دوزخ کی منکر ہے۔

چوتھی وجہ وہ ہے جو قاضی بیضاوی نے کہی ہے چنانچہ وہ فرماتے ہیں کہ حدیث ان کے حال کی اور اس فرحت و سعادت کی تمثیل ہے جو ان پر وارد ہوگی ان کی شادمانی و ترو تازگی و قرار و اطمینان کو طرح طرح کی خواہشات سے لذت یاب ہونے اور جنت میں جہاں چاہیں قیام کرنے اور اللہ تعالیٰ سے ان کے قرب اور عرش رحمن کے ارد گرد ملا راعلیٰ کو آباد کرنے والے فرشتوں کی جماعت میں منسلک ہونے کو اس چیز سے تشبیہ کی گئی ہے

لہذا اس کی تائید اس حدیث سے بھی ہوتی ہے جو مشکوٰۃ شریف کی کتاب الجہانز میں مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بلاشبہ مومن کی روح پرندہ بن کر جنت کے درخت میں معلق رہتی ہے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن اس کے جسم میں لوٹا دے گا۔ اس کو امام مالک و نسائی و بیہقی نے روایت کیا ہے۔

۳۷ حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ ابن ابی طالب ان کی کنیت ابو عبد اللہ ہے، حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے بڑے بھائی تھے جنگ موتہ میں علم بردار تھے ان کے دونوں ہاتھ . . . کافروں نے کاٹ دیے اور شہید کر دیا تھا۔ ان کے حق میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک اللہ تعالیٰ نے ان کے دونوں ہاتھوں کو دو بازوؤں میں تبدیل کر دیا ہے وہ ان کے ذریعہ جنت میں جہاں چاہیں اڑ کر جا سکتے ہیں اس لئے ان کو جعفر زواجنا میں کہا گیا ہے۔

کہ جب وہ سبز پرندوں کے پوٹوں میں ہوں گی تو جنت میں جہاں چاہیں گی گھومیں پھریں گی اور کھائیں
پئیں گی اور ان قندیلوں میں واپس آجائیں گی جو عرش کے ساتھ لٹکی ہوئی ہوں گی۔

پانچویں وجہ جو کہ اس مسکین کے خیال ناقص میں (اپنے ذوق کے مطابق) آئی وہ یہ ہے کہ ہو سکتا
ہے کہ سبز پرندہ لطائفِ خمسہ عالمِ امر میں سے جو کہ قلبِ روح و سرخونی و اخفی ہیں، لطیفہ اخفی سے کتایہ ہو،
اخفی لطائفِ عالمِ امر میں سب سے اعلیٰ اور ان سب سے اوپر ہے اور حدیثِ قدسی میں کہ جس کو (صوفیہ) نقل
کرتے ہیں اس کے بارے میں آیلہ ہے وَفِي الْأَخْفَى أَنَا [اور لطیفہ اخفی میں میں خود موجود ہوں] اور اس لطیفہ کی تعبیر
پرندہ کے ساتھ اس لئے ہے کہ یہ عالمِ قدس کی طرف پرواز کرتا ہے اور ان تمام لطائف سے اوپر جانا ہے کیونکہ
اس کی اصل مراتب و حجب میں لطائفِ عالمِ امر کے اصول کے اوپر ہے سبز کے ساتھ (اس کی تعبیر) اسلئے ہے
کہ حضراتِ صوفیہ نے اخفی کا نور سبز قرار دیا ہے جو کہ بہترین رنگ ہے اور روح کا مقام اخفی میں پہنچا جو کہ
اس سے چند (یعنی دو) مرتبہ اوپر ہے پہنچا اور اخفی کے ضمن میں اس کی پرواز اس کا کمال ہے اور وہ اس پرواز
کے ذریعہ ایک ایسی جگہ پہنچ جاتی ہے کہ اپنی اصل سے گزر جاتی ہے اور اپنی استعداد سے (اوپر) ترقی کر لیتی ہے
اور ان تمام لطائف سے اوپر چلی جاتی ہے اور یَعْنِي فِي الْأَخْفَى [جو اخفی میں ہے] کی ہمسائیگی کا حق پیدا کر لیتی
ہے اور فِي الْأَخْفَى أَنَا [اخفی میں میں ہوں] وارد ہوا ہے، کسی نے خوب کہا ہے

مورِ مسکین ہو سے داشت کہ در کعبہ رسد دست در پائے کبوتر زرد و ناگاہ رسید

[ایک مسکین چوٹی خواہش رکھتی تھی کہ کعبہ میں پہنچ جائے اس نے کبوتر کے پنجے کو پکڑ لیا اور اچانک پہنچ گئی]

اور جب اخفی کے لئے یہ قرب و مرتبہ ہو کہ اس کے حق میں عرش کے ساتھ لٹکی ہوئی قندیلیں کہا جاسکے اور روح
اخفی کے پوٹے میں پہنچنے کے بعد قرب و وصال کی جنت میں جہاں چلے سیر کرتی اور کھاتی پیتی ہے پھر ان قنادیل
کی طرف واپس آجاتی ہے اور جزئی مقامِ کلی کی طرف عروج کرتی ہے اور آثار کو مٹانے والے اطلاق میں قندیل
مٹا دیتی ہے پس وہ قرب کے آخری درجہ اور وصال کے انتہائی مقام میں پہنچ جاتی ہے گویا کہ اول (یعنی جنت
میں کھانا پینا) قَابِ تَوْسِينِ کی طرف اشارہ ہے اور دوم (قنادیل کی طرف لوٹنا) اَوْ آذُنِي کی طرف اشارہ
ہے اور روح کو یہ حالت اخفی کی مصاحبت سے حاصل ہوتی ہے اور عین و اثر کا زائل ہونا اخفی کے آثار میں
سے ہے اور بلاشبہ ہم نے بعض ایسے سالکین میں جن کی ولایت غیر ولایتِ اخفی ہو مشاہدہ کیا ہے کہ ان کو
ایسے شیخ کی صحبت میں جو کمالاتِ اخفی سے متحقق ہو اور ولایتِ محمدیہ تک جو کہ ولایتِ اخفی ہے واصل ہو
کمالاتِ اخفی حاصل ہو جاتے ہیں اور وہ شیخ کی صحبت کے جاذبہ سے اس ولایت کے ساتھ متحقق ہو جاتا ہے
اور اپنے شیخ کی برکت سے اپنی استعداد سے اوپر عروج کرتا ہے، کسی نے خوب کہا ہے

اگر اس لحظہ ممکن کارِ شب نیست ز نختِ مقبالاں این ہم عجب نیست
 [اگرچہ اس وقت رات کا کام ممکن نہیں ہے لیکن اقبال مندوں کے نصیب سے یہ بھی عجب نہیں ہے]
 اور جن امور کا جاننا ضروری ہے ان میں سے ایک یہ ہے کہ ان ارواحِ اخفی کے پوٹوں میں ہونے اور ان کے
 درجہ عالیہ تک ترقی کرنے کو اس کے ظاہر پر اور اس کی حقیقت پر محمول کرنا جائز ہے اور اس بنا پر کہ اخفی
 حدیث شریف کے مطابق محلِ قرب و مقام وصل ہے یہ جائز ہے کہ یہ اس کے لئے مراتبِ قرب کے
 حصول اور درجاتِ وصل تک وصول سے کناہ ہو خواہ اس کو یہ بات مقامِ اخفی تک وصول اور اس کے
 کمالات کے ساتھ متحقق ہونے کے ذریعہ سے حاصل ہو یا کسی اور طریقے سے حاصل ہو یکساں ہے
 کمالِ اخفی علیٰ اربابہ [جیسا کہ اس کے بل پر مخفی نہیں ہے] پس بیشک ہر ایک لطیفہ مطلوب کی طرف پہنچانے والا
 طریقہ ہے اگرچہ وہ طریقے اس بلندی و پستی کے مختلف ہونے کے باعث جو ان کے درمیان ہے پہنچنے اور
 پہنچانے میں مختلف ہوں پس اگر (یہ) کہا جائے کہ اس (تعالیٰ شانہ) کے قول فی الاخفی انا کا مقتضی ہے
 کہ سب طریقے اخفی تک منتہی ہوتے ہیں (جواب میں) ہم کہتے ہیں کہ اس (تعالیٰ شانہ) کے قول فی الاخفی انا
 سے بظاہر مراد اور انا اخفی انا [اخفی کے ماوراء میں ہوں] ہے اس طرح پر کہ اخفی اور مطلوب کے درمیان کوئی
 حائل نہیں ہوگا بخلاف دوسرے طریقوں کے جو دوسرے لطائف سے تعلق رکھتے ہیں کیونکہ ان کے اور مطلوب کے
 درمیان حائل اور واسطے موجود ہیں جیسا کہ ذوق و وجدان اس کی شہادت دیتا ہے۔

مکتوبات

سلطانِ وقت (حضرت اونگ زیب عالمگیر) کے نام نصیحتوں کے بیان اور من لم یشکر
 الناس لم یشکر اللہ [جس شخص نے لوگوں کا شکر ادا نہیں کیا اس نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا نہیں کیا]
 کے بموجب امن و امان کی نعمت کا شکر ادا کرنے کے بارے میں تحریر فرمایا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم لے اللہ! تو پاک ہے تیری شان تہایت بلند ہے اور تیری برہان
 تہایت واضح ہے تو آنکھ میں موجود ہے اور آنکھ تجھ کو مشاہدہ نہیں کرتی پس تو ہر چیز کے اس کی ذات سے
 زیادہ قریب ہے اور درمیان میں پردے حائل ہیں، (لے اللہ!) اپنی طرف ہدایت کرنے والے پر کہ جس کی
 ہدایت سے جہالت کی تاریکی چھٹ گئی اور گمراہی کے اندھیرے دور ہو گئے یعنی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور

لے یہ حدیث شریف میں وارد ہے۔

ان کی آل اور ان کے اصحاب پر جو کہ پاکیزہ نفوس والے ہیں رحمت نازل فرما جب تک زمانے گردش کرتے رہیں اور اسباب اور چہانوں کے معاملے جاری رہیں۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑا اور کچھ دور چلے پھر فرمایا اے معاذ! میں تجھ کو اللہ تعالیٰ سے تقویٰ اختیار کرنے (ڈرنے) سے بولنے، عہد کو پورا کرنے، امانت ادا کرنے، خیانت نہ کرنے، یتیم پر رحم کرنے، سہمیہ کی خبر گیری کرنے، غصہ کو ضبط کرنے، نرمی سے بات کرنے، سلام کی کثرت، امام کو لازم پکڑنے، قرآن مجید میں غور و فکر کرنے، آخرت کی محبت، حساب آخرت سے ڈرنے، آرزو میں کمی کرنے اور حسن عمل کی وصیت کرتا ہوں اور اس بات سے منع کرتا ہوں کہ تو کسی مسلمان کو برا بھلا کہے، یا کسی جھوٹے کی تصدیق کرے، یا کسی سچے کی تکذیب کرے، یا امام عادل کی نافرمانی کرے اور یہ کہ زمین میں فساد پھیلانے۔ اے معاذ! ہر شجر و حجر کے قریب اللہ تعالیٰ کا ذکر کر، ہر گناہ کے لئے توبہ کر، پوشیدہ گناہ کے لئے پوشیدہ طور پر اور علانیہ گناہ کے لئے علانیہ طور پر، اس کو بہتقی نے کتاب الزہد میں روایت کیا ہے۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ! میں خادم کو کتنی بار معاف کروں؟ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے سکوت فرمایا، اس شخص نے پھر عرض کیا میں خادم کو کتنی بار معاف کروں؟ آپ نے فرمایا ہر دن میں ستر بار اس حدیث کو مسلم نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔

کترین دعا گویان نیاز مند حضرت سلطان الاسلام امیر المؤمنین امار اللہ ربانہ کی خدمت اشرف میں جو کہ مخلوق پر اللہ تعالیٰ کا سایا اور عدل و انصاف کا گہوارہ اور ظلم و ستم کی بنیاد کو اکھیرنے والے ہیں عرض کرتا ہے

خَلِيفَةُ مَلِكِ اَلْاَفَاقِ سَطْوَتُهُ
يَعُوْمُ حَوْلَ رِزَاةِ الْعَالَمِيْنَ مَكَا
وَ الْحَقِّ كَانِ مَدَاةُ اَيَّةٍ سَلَكَا
تَرَى الْجَحِيْمَ يَبِيْتِ اللّٰهَ مُعْتَرِكَا

[وہ ایسا فیلہ (بادشاہ) ہے جس کا غلبہ و حملہ تمام آفاق کا مالک ہے اور وہ جس طرف جالتہ حق اس کا شہائے مقصد ہوتا ہے، اہل علم اس کی چوکھٹ کے گرد گھومتے ہیں جیسا کہ بیت اللہ کا حج کرنے والوں کو دیکھنا ہے کہ وہ ہجوم کرتے ہیں۔ اور نیاز مندی و خاکساری کا اظہار اور امن و امان کی نعمت اور اسلام کی رونق اور اس کے شعائر کی قوت کا شکر و ثنا ادا کرتا ہے اور گوشہ نامرادی و شکستگی میں درویشوں کی ایک جماعت کے ساتھ آپ کی

لہ یہ علانیہ توبہ کرنے کا امر استجابی ہے وہو المختار عند ربابہ۔

عروشان و شوکت اور فتح و نصرت کی زیادتی کے وظیفہ دعائیں جس کے ساتھ مدتِ دراز سے انس و الفت میسر ہے مشغول رہتا ہے۔ چونکہ یہ دعا خلوصِ دل سے ہے اور پس پشت ہے اس لئے امید ہے کہ قبولیت کے قریب ہوگی، نبی امی اور ان کی آل اجداد علیہم وعلیہم الصلوٰت والتسلیمات و المتحیات والبرکات العالی کے طفیل آپ کی حکومت و سلطنت کا آفتاب بزرگی و بلندی کے اُفق پر چلکار ہے۔

مکتوب

شیخ محمد صدیق سرسندی کے نام اُس شبہ کو دور کرنے کے بیان میں جو کہ انھوں نے کلمہ طیبہ کے اس معنی پر وارد کیا تھا جو صوفیہ کے نزدیک لا موجودا لا اللہ سے عبارت ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ مُحَمَّدٌ اَعْبَدَهُ الَّذِیْنَ اصْطَفٰہِ، گرامی نامہ پہنچ کر باعث مسرت ہوا چونکہ جناب کی سلامتی و طمانیت پر مشتمل تھا اس لئے مزید خوشی کا باعث ہوا، امید ہے کہ اسی طریق پر احوال خیر انجام ارسال فرما کر محفوظ و مسرور کرتے رہیں گے۔

۲۵

آپ نے لکھا تھا کہ کلمہ لا الہ الا اللہ دو جزو پر مشتمل ہے ایک نفی دوسرے اثبات، کیا اس نفی سے ماسویٰ اللہ کی نفی مراد ہے یا باطل خداؤں کی نفی مراد ہے؟ میرے مخدوم دونوں معنی جائز و درست ہیں اس راستہ کے سالکین زیادہ تر پہلے معنی کا تکرار کرتے ہیں اور وہ اس کلمہ طیبہ کے ذریعہ اپنے آپ سے وجود او اس کے تابع کمالات کی نفی کرتے ہیں اور مستی موبہوم سے خالی ہو کر نیستی و عدمیت ذاتی کے ساتھ متصف ہو جاتے ہیں اور فنا کو جو کہ ولایت کا رکنِ اعظم ہے حاصل کر لیتے ہیں۔ آپ نے لکھا تھا کہ اگر ماسویٰ اللہ کی نفی مراد ہو تو کوئی مضائقہ نہیں ہے؟ میرے مخدوم باوجود شبہ کہ آپ نے دوسری شق پر وارد کیا ہے وہ یہاں بھی وارد ہونا ہے اور محلِ مضائقہ ہو جانا ہے کیونکہ اگر ماسویٰ اللہ موجود ہے تو ہمارے نفی کرنے سے اس کی نفی نہیں ہوگی اور اگر موجود نہیں ہے تو اس کی نفی کرنا تحصیلِ حاصل ہے۔ ہم جواب میں کہتے ہیں کہ سالک اس کلمہ کا تکرار لا مقصودا لا اللہ کے عنوان سے کرتا ہے اور اس تکرار کے ساتھ اپنے مقاصد اور ابادوں کی نفی کرتا ہے (کیونکہ ہر مراد و مقصود اس راستہ کے لئے سدِ سکندری (بڑی رکاوٹ) ہے، سالک جب تک اپنی مرادوں سے باہر نہ آجائے اور حق سبحانہ کے ماسوا کوئی مقصود اس کی وسعتِ سینہ میں نہ رہے اور اشیاء سے اس کا حقیقی و علمی تعلق منقطع نہ ہو جائے بارگاہِ عزت (جل شائے) کے گرد راستہ نہیں پاتا۔ مع در تو یک یک آرزو ابلیس نست [تیرے اندر ہر ایک آرزو تیرا ابلیس ہے]

اور اس صورت میں کوئی اشکال نہیں ہے (اور) اگر ہم لاموجود کے عنوان سے کہیں تب بھی اشکال (تذکون) دور ہو جاتا ہے کیونکہ اس صورت میں ہم کہتے ہیں کہ ماسوی اللہ موجود نہیں ہے معدوم ہے لیکن موجود تھا ہے۔

ع ماعدہا یمہستہا منسا [ہم ہستی نہا عدم ہیں]

جیسا کہ دائرہ مومومہ جو کہ نقطہ جو الہ کی گردش سے پیدا ہوتا ہے اس (موجود نہا ہونے کی) بنا پر عوام کے ذہن اور سالک کے خیال میں موجود کے عنوان سے قرار پایا ہے، سالک اس کلمہ کی تکرار سے اس کے وجود کی نفی کرتا ہے تاکہ حس کی غلطی سے نکل جائے اور جہل مرکب (اپنی جہالت کو نہ جاننا) سے رہائی پالے اور اس کی بصیرت کی نگاہ میں ایک موجود (حق تعالیٰ) کے سوا نہ رہے اور اس تعالیٰ شانہ کی صفت خاص ہیں جو کہ وجود ہے کسی دوسرے کی شرکت نہ رہے۔ آپ نے لکھا تھا کہ اگر (نفی سے) مراد ان معبودوں

کی نفی ہے جن پر کفار کا اعتقاد ہے پس جبکہ باطل معبود نہ ہمارے ذہن میں ہیں اور نہ خارج میں تو ہمارے لئے یہ نفی اثبات کہتا کیا فائدہ رکھتا ہے؟ میرے مخدوم! اس کا فائدہ کفر سے برأت اور شرک سے بیزاری اور

ایمان کی تجدید اور توحید کا اثبات ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ لا الہ الا اللہ کہنے کے ساتھ اپنے ایمانوں کی تجدید کیا کرو۔ اس کے ہر دفعہ کہنے پر بہت سی نیکیاں اس کے نامہ اعمال میں لکھ دی جاتی ہیں اور اس کے بہت سے گناہ مٹا دیے جاتے ہیں اور حدیث شریف میں ہے کہ جس شخص نے لا الہ الا اللہ کہا اور اس (کے مد) کو کھینچا اور دراز کیا تو اس کے چار ہزار کبیرہ گناہ مٹا دیئے جاتے ہیں۔ اور اوپر گزر چکا ہے کہ اس راستہ کے سالکین زیادہ تر یہی معنی (یعنی لاموجود) کے ساتھ تکرار کرتے ہیں۔ آپ نے لکھا تھا "اگر واقع

میں باطل معبود موجود نہیں ہیں تو ان کی نفی کرنا تحصیل حاصل ہے (جو کہ جائز نہیں ہے) اور اگر موجود ہیں تو اس کے نفی کرنے سے نفی نہیں ہوتے اور جو نفس الامر (حقیقت) میں موجود ہو وہ معدوم نہیں ہوتا اور

اسی طرح جو نفس الامر میں معدوم ہو وہ موجود نہیں ہوتا۔ میرے مخدوم! یہ شبہ اس صورت میں (ہو سکتا) ہے جبکہ ہم لا الہ سے لاموجود مراد لیں اور معبودوں کے وجود کی نفی کریں لیکن اگر ان کے عبادت کا مستحق ہونے کی نفی کریں اور کلمہ بطیبہ کے معنی لامستحق للعبادة ولا معبود بالمحق الا اللہ [عبادت کا مستحق اور

معبود بحق اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں] کہیں جیسا کہ علمائے کہا ہے تو کوئی شبہ وارد نہیں ہوتا۔

اور یہ جو آپ نے لکھا ہے کہ "نفس الامر میں جو موجود ہے وہ معدوم نہیں ہوتا اور جو معدوم ہے وہ موجود نہیں ہوتا" یہ دونوں مقدمے قابل تسلیم نہیں ہیں اور اسلامی اصول پر درست نہیں آتے، یہ حکم کا مذہب ہے جیسا کہ اس کے مقام میں تحقیق کی گئی ہے، والسلام علی من اتبع الهدی والترمذی متابعتا لمصطفیٰ علیہ وعلیٰ الہ من الصلوات والتسلیمات افضلها واکملها

مکتوب

خواجہ عبدالسلام خانی کے نامہ شائع کے اس قول لایذکر اللہ الا اللہ جو کہ سالک کے وجود کی نفی کرنے والا ہے کے معنی اور آیت کریمہ کی نسبت کثیرا و نذرا کثیرا اور جو کہ ذکر کے وجود کو ثابت کرنے والی ہے کے معنی میں تطبیق دینے کے متعلق ان کے سوال کے حل میں تخریر فرمایا۔

۳۳/۳۳

بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد لله وسلام علی عباده الذین اصطفیٰ، آپ نے لکھا تھا کہ "اکابر کے کلمات میں آیا ہے مَا قَالَ اللهُ اِلَّا اللهُ [اللہ نہیں کہتا مگر اللہ] اور لایذکر اللہ الا اللہ [اللہ کا ذکر نہیں کرتا مگر اللہ] وغیرہ سے ذکر کے وجود کی نفی مفہوم ہوتی ہے اور آیت کریمہ وَاذْکُرْ رَبَّكَ اِذَا نَسِيتَ [اور اپنے رب کو یاد کر جب تو مجھول جائے] اور آیت کریمہ کَثِيْرًا وَاَنْذِرْكَ كَثِيْرًا [تاکہ ہم بکثرت تیری پاکی بیان کریں اور بکثرت تجھے یاد کریں] سے ذکر کا وجود ثابت (ہوتا) ہے (ان دونوں میں تطبیق کس طرح ہوگی)۔ آپ جان لیں کہ بندہ سیر و سلوک کے ذریعہ حق (تعالیٰ) ہرگز نہیں ہو جاتا اور کسی وقت میں (بھی) وہ قید مکانی سر رہائی نہیں پاتا سبہ روئی زممکن درد و عالم جدا ہرگز نہ شد و اللہ اعلم

۳۳/۳۳

[ممکن سے اس کی رو سیاہی دونوں جہان میں ہرگز جدا ہونے والی نہیں واللہ اعلم] لیکن سالک محویت و فنایت کے وقت میں اپنے تعین مکانی کو وجود حقانی کے ساتھ متحقق اور اس تعالیٰ شانہ کے اخلاق کے ساتھ منصف پاتا ہے اور عبادات و اذکار وغیرہ میں اپنے وجود کو درمیان میں نہیں دیکھتا اور لایذکر اللہ الا اللہ وغیرہ (کلمات) کو زبان پر لاتا ہے پس یہ معاملہ سالک کے شہود میں ہے اور بس مع

کے کو درخدا گم شد خدا نیست [جو شخص کہ خدا میں گم ہوا وہ خدا نہیں ہے]

پس جو کچھ (محولہ بالا) آیت کریمہ سے معلوم (ہوتا) ہے حقیقت اور نفس الامر ہے اور یہ جو اکابر کے کلام میں آیا ہے مَا قَالَ اللهُ اِلَّا اللهُ یہاں اللہ سے مراد مرتبہ و چوب ہے جو کہ اسماء و صفات اور شیون اعتبارات کا جامع ہے کیونکہ فنا و بقا ان مراتب میں ہے اور جو کچھ آیات قرآنی میں آیا ہے اس سے مراد مرتبہ ذات ہے پس مرتبہ صفات و اعتبارات میں چونکہ سالک کے وجود کی نفی (ہوتی) ہے (اس لئے) فنا و استہلاک کے اعتبار سے مَا قَالَ اللهُ اِلَّا اللهُ صحیح و درست ہے اور مرتبہ ذات میں اعتبارات میں سے کسی اعتبار کا لحاظ کئے بغیر فنا و بقا متصور نہیں ہے اس لئے فا کر کو اس مقام میں مذکور کے ساتھ دوئی کی نسبت (ہوتی) ہے اگرچہ وہ اپنے اصول کے ساتھ فنا و بقا پا چکا ہو پس یہاں وَاذْکُرْ رَبَّكَ اور کَثِيْرًا وَاَنْذِرْكَ كَثِيْرًا صادق آئے گا۔

۳۳/۳۳

مکتوب

قاضی عنایت اللہ کے نام ضروری نصیحتوں اور طریقہ عالیہ کی تعلیم میں تحریر فرمایا جو کما حقہ نے حضرت والا سے غائبانہ طلب کیا تھا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الْعَلِیِّ الْاَعْلٰی وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِهِ مُحَمَّدٍ وَّآلِهِ كَمَا یُھْرٰی
 اب بعد گرامی نامہ جو آپ نے اس مسکین کے نام ارسال کیا تھا اس کے صادر ہونے سے مسرور و مشرف ہوا،
 میرے مخدوم اجتنابِ جل و علا کے ماسوا کی محبت شدید ترین امراضِ قلبیہ میں سے ہے اس کے ازالہ کی فکر کرنا
 اہم ضروریات میں سے ہے۔ ع

درخانہ اگر کس است یک حرف بس است [اگر گھر میں کوئی ہے تو اس کے لئے ایک حرف کافی ہے]

(آپ کا) مکتوب شریف پہنچے اور مطالعہ کرنے کے بعد گم ہو گیا اس کے جواب میں توقف ماسی لئے ہوا کہ
 جس وقت بھی مل جائے دوبارہ نظر ڈالنے کے بعد اس کا جواب لکھا جائے ابھی تک نہیں ملا ہے اس لئے
 مجبوراً چند کلمات کے ساتھ تکلیف دی جا رہی ہے۔ آپ نے شوق کا اظہار کیا تھا اور درخواست کی خبری
 تھی، اس شوق کو نعمتِ عظمیٰ جانیں اور اس درد کو سرمایہٴ سعادت تصور فرمائیں۔ کسی بزرگ نے کہا ہے کہ
 اگر وہ (اللہ تعالیٰ) دیتا نہ چاہتا تو طلب نہ دیتا۔ حق سبحانہ اس شوق کی آگ کو بجھ کر کائے اور شعلہٴ طلب کو
 سر بلند کرے تاکہ ماسوی اللہ سے بالکل بیگانہ کر دے اور بے فائدہ غم و الم سے پوری طرح رہائی دلا دے۔
 آپ نے طریقہ کی خواہش کی تھی۔ میرے مخدوم! کام کا مدار ہمارے طریقہ میں صحبت پر ہے پیر کا مل کی
 صحبت و توجہ سے طالبِ صادق ترقیات حاصل کرتا ہے اور مدارِ چُرب میں عروج کرتا ہے یہ معاملہ
 نامہ و پیام سے درست نہیں ہوتا، بہر حال طریقہ لکھا جاتا ہے عمل میں لائیں خالی رہنے سے بہتر ہے، سے

گرداوم از شکر جز نام بہر زی بسے بہتر کہ اندر کام زہر

[اگر میں شکر سے سوائے نام کے کچھ حصہ نہیں رکھتا تو اس سے کہیں زیادہ بہتر ہے کہ میرے حلق میں زہر ہو]

آپ جان لیں کہ اس راستہ کی پہلی شرط توبہ ہے توبہ کریں اور کہیں، لے اللہ جو گناہ و قصور مجھ سے سرزد ہوئے
 ہیں دانستہ طور پر ہوئے ہوں یا نادانستہ طور پر، میں نے ان سب سے توبہ کی اور (آپ کی طرف) رجوع کیا اور
 تین بار یہ استغفار پڑھیں اَللّٰهُ الْعَظِیْمُ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَوْحٰی اِلَیْہِ

لے حدیث شریف میں ہے کہ جس نے یہ کلمہ پڑھا اس کے گناہ بخش دیے جاتے ہیں اگرچہ اس کے گناہ سزہ کے جہاں کی مانند ہوں، جس میں ملنا

اس کے بعد زبان کو تالو سے لگالیں اور ہونٹوں کو بند کر لیں اور قلبِ صنوبری کی طرف جو کہ قلب کی حقیقت جامعہ کا آشیانہ ہے اور اس کا مقام بائیں پہلو میں بائیں پستان کے نیچے ہے متوجہ ہو جائیں اور دل کی زبان سے لفظ مبارک اللہ اللہ کی تکرار کریں جس طرح کہ دل میں کوئی بات گزارتے ہیں اس ذکر میں سانس نہ روکیں اور نہ ذکر میں سانس کا دخل ہوتے دیں اور سانس اپنے طور پر آتا رہے اور زبان کو ہرگز حرکت نہ دیں اور اس ذکر پر پیشگی کریں، بیٹھے اٹھنے، کھانے، سونے کی حالت میں (اور) وضو ہویا نہ ہو، ہر وقت ذکر کرتے رہیں، بزرگوں نے کہا ہے "دست بکار دل بیار" (ہاتھ کام میں اور دل یار میں ہی) مولیٰ (جل شانہ) کا محل نظر دل ہے، دل کو پاک رکھنا چاہئے اور حق سبحانہ کے ماسوا کی طرف متوجہ ہونے سے بے تعلق کر دینا چاہئے۔

۲۹

ذکر گو ذکر تا ترا جان ست پاکئی دل ز ذکر رحمان ست

[جتک تیری زندگی ہے ہر وقت ذکر کرتا رہ، دل کی پاکیزگی رحمن (اللہ تعالیٰ) کے ذکر سے (حاصل ہوتی) ہے]

والسلام علیکم وعلیٰ سائرین اتبع الہدیٰ۔



مرزا الطیف بخاری کے نام ذکر کی مداومت پر زغیب دینے اور فائے قلبی حاصل کرنے پر تحریریں
دلانے کے بارے میں تحریر فرمایا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم والحمد لله العلی الاعلیٰ والصلوة والسلام علی رسولہ محمد
سید الوری وعلیٰ الروح صبح البررة التقی، اس نوح کے فقراء کے احوال واطوار حمد کے لائق ہیں امید ہے
کہ ان عزیز گرامی بھی سلامت و عافیت سے رہ کر شریعت عالیہ و سنت منورہ کے راستہ پر استقامت و
مداومت رکھتے ہوں گے اور پوست سے مغز کی طرف آرہے ہوں گے اور لفظ سے معنی کی طرف مائل ہوں گے
کسی نے خوب کہا ہے۔

قومے ز وجود خویش فانی رفتہ ز حروف در معانی

[ایک قوم اپنے وجود سے فانی (بخیر) ہے وہ حروف سے معانی کے اندر چلی گئی ہے]

اوقات کو ذکر و فکر سے معمور رکھیں اور مولائے حقیقی جل شانہ کی خوشنودیوں کو حاصل کرنے میں جان
لگا کر کوشش کریں اور فرصت کو غنیمت جاتیں اور آخرت کا تارا دیلاہ تیار کریں، قلبی ذکر پر استقدر مداومت

کریں کہ ذکر و حضور دل کا ملکہ اور اس کی لازمی صفت ہو جائے کہ نفی کرتے سے اس کی نفی نہ ہو جیسا کہ سنتا قوتِ سامعہ کی صفت ہے اور دیکھنا قوتِ باصرہ کی صفت ہے اور دل کو ماسوا کا ملکہ بے تعلق حاصل ہو جائے اور اس تعالیٰ شانہ کے ماسوا کو اس حد تک بھلا دیں کہ اگر تکلف کے ساتھ بھی ماسوئی اس کو یاد دلائیں تو یاد نہ آئے اس حالت کو فناءِ قلبی سے تعبیر کیا جاتا ہے اور (یہ) منازلِ وصول کی پہلی منزل ہے۔
 این کار دولت مست کتوں تا کراد ہند [یہ نصیب کی بات ہے دیکھئے اب کس کو دیتے ہیں]
 میر محمد دمادم اصلاح آثار و تقویٰ شعار شیخ عبدالرحمن عزیزوں اور دلی دوستوں میں سے ہر مشارک الیہ کے حال پر جس قدر رعایت و عنایت فرمائیں گے (اسی قدر ہم) فقرہ کی خوشی کا سبب ہوگا۔

مکتوبات

میر باقر لاہوری کے نام بعض ضروری نصائح کے بیان میں اور اس بارے میں تحریر فرمایا کہ اجازت کی بعض اقسام مجازہ کے کمال پر موقوف نہیں ہیں۔

۳

بسم اللہ الرحمن الرحیم والحمد لله رب العالمین احمداً علی کل حال والصلوة والسلام
 الامتان الاکملان علی سید المرسلین وخاتم النبیین والکل وسائر الصالحین، گرامی نامہ جو آپ نے محبت کے باعث ارسال فرمایا تھا اس نے پہنچ کر مسرور کیا، اسی طرح اپنے حالات لکھتے رہا کریں کہ یہ غائبانہ توجہ کا ذریعہ ہے، آپ نے اپنی سرگذشت و مقدماتِ طلب اور اولاد ساوس کا ہجوم اور کچھ ہجوم میں کمی ہو جانے اور ذکر کی حلاوت اور شوق و ذوق کے ظہور کے بارے میں جو کچھ لکھا تھا یہ سب امور واضح ہوئے، کسی نے خوب کہا ہے۔

بوصلت تارسم صدبارازیا فگند شوقم کہ نوپروازم و شلخ بلندے آشیان ارم

[اس کے وصل تک رسائی سے پہلے میرا شوق مجھ کو سینکڑوں بار پاؤں پر اڑاتا ہے کیونکہ میں نیانیا اڑنے والا ہوں اور ایک بلند جب آپ اس راستہ میں آئے ہیں تو مردانہ و آرائیں اور طلبگاری کے لازم کو بجالائیں اور شریعتِ منورہ کے مضبوط حلقے کو ہاتھ سے نہ دیں، سننِ نبویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام والتمیہ کو خوب مضبوط پکڑیں، بدعت اور بدعتی کی صحبت سے بچتے رہیں اور کمرِ محبت کو مولائے حقیقی جلِ سلطنت کی اطاعت میں کس میں اور اس تعالیٰ شانہ کی بارگاہِ قدس کی جانب دائمی توجہ و پیش قدمی کو بہت بڑی نعمت جانیں و سعادتِ مطلقہ میں فانی و مضمحل ہونے کو سب سے بڑا مقصد شمار کریں اور جو کچھ اس نعمت کا مانع و منافی ہو اس سے

سینکڑوں کو سُدور بھاگیں اور شیوخ (پیروں) کی محبت و اطاعت پر استقامت رکھیں کیونکہ اس راستہ کا مدار اسی پر ہے، بزرگوں نے کہا ہے کہ قناتی الشیخ قناتی اللہ کی تمہید ہے جس قسم کی اجازت آپ کو دی گئی ہے اُس کے موافق عمل کریں، اس قسم کی اجازت اس لئے (دی گئی) ہے تاکہ چند اشخاص ایک جگہ بیٹھ کر ذکر میں مشغول رہیں ہمارے طریقہ میں تنہا بیٹھنے سے یہ روش بہتر ہے تاکہ ایک دوسرے کا فیض آپس میں ایک دوسرے پر منعکس ہو (اس قسم کی اجازت) مجازلہ (جس کو اجازت دی گئی ہے) کے کمال پر موقوف نہیں ہے، صرف اس قدر ہے کہ وہ سہل ہو جانا ہی، اس ضمن میں خود اس کی تربیت بھی ہے اور اس کے مریدوں کی تربیت بھی۔ حق سبحانہ کمال رکامل ہونے والا کمال رکامل کرنے کے درجات میں ترقیاں عطا فرمائے اور خود بینی و غرور سے رہائی عطا کرے والسلام علیکم وعلیٰ سائر من اتبع الہدیٰ والتمم متابعتہ المصطفیٰ علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والتسلیمات البرکات العلیٰ

مکتوبات

حافظ محمد شریف لاہوری کے نام نصیحت کے بارے میں تحریر فرمایا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم حمد و صلوة اور تبلیغ دعوات کے بعد عرض ہے کہ اس نوح کے احوال و اطوار حمد کے لائق ہیں اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ سے آپ کی عافیت اور حضور انور علیہ الصلوٰۃ والسلام والتحیۃ کی شریعت عالیہ سنت منورہ کے طریقے پر استقامت کے لئے دعا کی گئی ہے پس بیشک یہ (شریعت و سنت کا طریقہ) ہی کام کی اصل اور نجات کا مدار ہے اور اس کے علاوہ بیفائدہ رنج و تکلیف اٹھانا ہے، حالات لکھتے رہا کریں اور آخرت کا نازیدہ تیار کریں اصدق کی گریہ و زاری کو غنیمت جانیں اور سہو بیترہیں، مین استوی یوفاء فہو مغبون، [جن شخص کے بدن یکساں حالت میں گدیں و خارے میں ہے] دوستوں کو سلامتی خاتمہ کی دعا کے ساتھ یاد کریں۔ والسلام علیکم وعلیٰ سائر من اتبع الہدیٰ والتمم متابعتہ المصطفیٰ علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والتسلیمات البرکات العلیٰ۔

مکتوبات

تو حافظ محمد شریف لاہوری کے نام نصیحت کے بارے میں تحریر فرمایا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم حمد و صلوة اور تبلیغ دعوات کے بعد عرض ہے کہ مکتوب شریف جو آپ نے ان دنوں ارسال کیا تھا پہنچ کر مست کا باعث ہوا، دل جمعی کے ساتھ میں اور ہمیشہ ترقی میں رہیں

مِنْ اسْتَوَى يَوْمَآ فَهُوَ مَعْبُودٌ [جس شخص کے دہن یکساں حالت میں گزریں وہ خسارے میں ہے] چونکہ ان اکابر کے ساتھ آپ کی نسبت مضبوط ہے اس لئے بہت سی امیدیں ہیں۔ مختصر یہ ہے کہ جو اس وقت حاصل ہو اس کو فخر کے ساتھ قائم رکھیں اور اس کا شکر بھی لائیں، لَيْتَ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ (اگر تم شکر کرو گے تو ضرور میں تمہیں اور زیادہ دوں گا) اور جو کچھ ادھار ہے اس کے حاصل ہونے کے منتظر رہیں فَإِنَّ الْمَرْءَ مَعَ مَنْ أَحَبَّ [پس بیشک آدمی اس کے ساتھ ہے جس کے ساتھ وہ محبت کرتا ہے] صبح کے وقت کی گریہ وزاری کو عنایت جائیں اور آخرت کے لئے زاد راہ تیار کریں، جَاءَتِ الرَّاجِفَةُ تَتَّبِعُنَّهَا السَّيِّدَاتُ فَأَمَّ اللَّوْطُ بِمَعْدَانِ فَإِذٍ جَاءَ الْمَوْتُ بِمَا فِيهِ [ہلادینے والی چیز صور اسرافیل کی پی پھونک) آگئی جس کے بعد ایک پیچھے آنے والی چیز (دوسری پھونک) آجائی تو پوری طرح آگئی موت ان چیزوں کے ساتھ آگئی جو کما میں ہیں] دوستوں سے سلامتی خاتمہ کی دعا کی امید کی جاتی ہے۔ والسلام

مکتوبات

۳۲

اسلام خاں کے نام عشق کے اسرار اور اس کے خواص کے بیان میں تحریر فرمایا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الْعَلِیِّ الْاَعْلٰی وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْمَحْتَبِیْ
 وَعَلٰی سَائِرِ عِبَادِهِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰٓءُ، التفات نامہ گرامی جو آپ نے بذریعہ ڈاک چوکی ارسال کیا تھا پہنچا چونکہ
 آن مشفق (آپ) اور آپ کے متعلقین کی سلامتی کی اطلاع دینے والا تھا بہت زیادہ خوشی کا باعث ہوا،
 آپ نے (میری طرف سے) کم خطوط بھیجے جانے کی شکایت کا اظہار کیا تھا، میرے مکرم! فقیر اس معاملے
 میں بہت کاہل ہے، اس کے علاوہ اس توارح کی طرف جانے والے بھی کم ہیں (امید ہے کہ) معذور رکھیں
 اللہ جل شانہ ایسا نہ کرے کہ تعلقات میں کوئی کوتاہی اور محبتوں میں کوئی کمی آئی ہو بلکہ جس قدر زمانہ
 طویل ہوتا جائے گا امید ہے کہ باطنی تعلق بڑھتا جائے گا اور محبتوں کے گزرنے کے ساتھ شوق کی آگ
 مشتعل ہوتی جائے گی اور محبت کی شراب جوش میں آتی جائے گی

شراب کہنہ مالذت دگر دارد [ہماری پرانی شراب اور ہی لذت رکھتی ہے]

اگرچہ کل جدید لذیذ [ہر نئی چیز لذیذ ہوتی ہے] (مشہور مقولہ ہے) لیکن شوق و محبت جس قدر پرانا اور حقیقتاً
 زیادہ دیرینہ ہوتا ہے وہ کچھ اور ہی نشہ لاتا ہے اور بے اندازہ ثمرات بخشا ہے، حب قدیم ہی ہے کہ جس نے
 وجود و ایجاد کی سلسلہ جنباتی کی ہے اور عشق دیرینہ ہی ہے کہ جس نے عاشق کو معشوق سے جدا کر دیا

۱۔ یہ ایک حدیث کا ٹکڑا ہے جو مشکوٰۃ شریف باب البکایں بروایت ترمذی عن ابی بن کعب رضی اللہ عنہ مروی ہے۔

اور شوق ازلی ہی ہے کہ جس نے اشد شوق کو معشوق کی طرف منسوب کر دیا ہے اور حادث کے شوق پر غالب آ گیا ہے، عجیب معاملہ ہے عشق اگرچہ ظہور و اظہار کا سبب ہو گیا ہے اور (اس نے) کثرت کو وحدت سے نمایاں کر دیا ہے، کثرت کے نیست ہونے کا ذریعہ اور عاشق کے معشوق میں مستہلک و فنا ہونے کا وسیلہ بھی عشق ہی ہے، عَرَفْتُ رَبِّي بِمَجْمِيعِ الْأَصْدَادِ [میں نے اپنے رب کو اصدا کے جمع ہونے سے پہچانا] ع

در عشق چنین بود العجیبها باشد [عشق میں ایسی عجیب باتیں ہوتی ہیں] دونی کا ظہور ذات عشق کا مقتضی ہے کیونکہ (عشق نسبت ہے اور) نسبت کو دو (منتسب و منتسب) کے وجود سے مفرد نہیں ہوتا اور محبت و محبت اور محبوب کے بغیر صورت پذیر نہیں ہوتی اور دونی کا مٹانا صنعت عشق کا تقاضا ہے کہ منتسب میں سے ایک (یعنی عاشق) کے ساتھ قائم ہے یا ہم کہتے ہیں کہ معشوق کا عشق دونی کو ثابت کرنے والا ہے اور عاشق کے وجود کو چاہتا ہے اور عاشق کا عشق عاشق کی محویت (مٹ جانے) کا سبب اور دونی کی نفعی کرنے والا ہے، عاشق کی کمال درجے کی فنا و محویت معشوق کے جذب کے بغیر صورت پذیر نہیں ہوتی پس اس بارے میں بھی عمرہ چیز معشوق کا عشق آیا ہے، کسی نے خوب کہا ہے

اولے حق محبت علیتے ست دوست و گرنہ عاشق مسکین بیچ خور سندرست
[دوست کی مہربانی ہو کہ وہ محبت کا حق ادا کرتا ہو ورنہ اگر وہ کچھ بھی (محبت کا حق ادا) نہ کرے تو عاشق مسکین پھر بھی خوش ہے]
والسلام علیکم وعلیٰ سائرین اتبع البدر والتمیز ما بقنا المصطفیٰ علیہ علیٰ آلہ الصاوات والتسلیمات البرکات النجات العلیٰ۔

مکتوب ۱۵

نیز اسلام خاں کے نام اس بیان میں تحریر فرمایا کہ آدھی کے لئے غور کرنا ناگزیر ہے کہ کل (قیامت) کے لئے کیا تیار کیا ہے۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَنْعَمَ عَلَيْنَا مِنْ خَلْقِهِ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى
جِبْرِئِيلَ خَيْرِ خَلْقِهِ وَعَلَى الْمُرْسَلِينَ الَّذِينَ أَقَامُوا الدِّينَ وَأَجْرُوا السُّنَّةَ مِنْ خَلْفِهِ إِسْرَاحَ كَيْ
فَقَرَّكَ الْإِسْرَاحُ وَالْإِسْرَاحُ وَالْإِسْرَاحُ وَالْإِسْرَاحُ وَالْإِسْرَاحُ وَالْإِسْرَاحُ وَالْإِسْرَاحُ وَالْإِسْرَاحُ
کی گئی ہے ہاں شریک و تعالیٰ نے فرمایا ہے يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مِمَّا
لَمْ يَكُنْ لِهَا إِيمَانٌ وَاللَّهُ يَعْلَمُ مَا فِي قُلُوبِكُمْ وَاللَّهُ يَعْلَمُ مَا تَكْتُمُونَ وَاللَّهُ يَعْلَمُ مَا تَكْتُمُونَ
بر شخص کیلئے ضروری ہے کہ پہلے انجام کا اندازہ لگائے گا کہ اس میں غور کرے اور خوب اچھی طرح دیکھے کہ روزِ موعود

(قیامت کے دن) کے لئے کہ جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہے اس نے کیا (سامان) تیار کیا ہے اور یہ بھی دیکھے کہ اس کی نیکیوں میں سے کونسی قبولیت کے قابل اور کونسی رد و ملامت کے لائق ہیں، حق سبحانہ و تعالیٰ نے آدمی کو عبث و بیکار نہیں پیدا کیا ہے اور اس کو اس کی مرضی پر نہیں چھوڑ دیا ہے کہ جو سمجھے کرے اور جس طرح چاہے زندگی گزارے، اس کی پیدائش کا مقصد وظائف بندگی کی ادائیگی اور فنا و نیستی کا حاصل کرنا ہے جو کہ معرفت کا حاصل ہے جس عبادت کے درمیان میں عابد کا وجود ہے وہ عبادت بارگاہِ قدس کے لائق نہیں ہے وہاں (اس بارگاہ میں) بالکل خالص دین چاہتے ہیں اور شرکت پر راضی نہیں ہیں اور نفس کی دشمنی و مخالفت طلب کرتے ہیں اور ہم بوالہوس خواہشاتِ نفس کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں اور لذاتِ عاجلہ (دنیاوی مزوں) کی تکمیل میں کوتاہاں ہیں افسوس پھر افسوس، وَمَا ظَلَمَهُمُ اللَّهُ وَلَكِنْ كَانُوا أَنفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ اور اللہ تعالیٰ نے ان پر ظلم نہیں کیا بلکہ وہ خود اپنی جانوں پر ظلم کرتے تھے [دوستوں سے دعائے سلامتی فاتمہ کی امید کی جاتی ہے، والسلام علیکم وعلیٰ سائر من اتبع الہدی۔

مکتوبات

محمد صادق پسر نصیر خاں کے نام ان کے سوالوں کے جواب اور ان لوگوں کے رد میں کہ جو سنیہ شخصیت پر بیٹھ گئے اور گمراہی کے ہلک جگہ میں چس گئے ہیں اور ان کے اعتقادات شریعتِ منورہ کے موافق نہیں ہیں اور وحدت و جود کی تحقیق اور کلمہ کلیمہ لا الہ الا اللہ کے قواعد اور اس کے مناسب بیان میں تخریر فرمایا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد لله اصناف ما حمدہ جميع خلقه والصلوة والسلام علی افضل الرسل وخیر خلقه محمد وعلیٰ الو اصحابہ الذین اقلوا الدین وحافظوا علیہ من خلفہ، انا بعد مکتوب مرغوب جو آپ نے محبت کے باعث بھیجا تھا اس نے ہنچ کر مسرور کیا اور چونکہ وہ اجاب کی عافیت و استقامت پر مشتمل تھا اس لئے اس نے خوشی میں اضافہ کیا اللہ سبحانہ کی حمد ہے کہ آپ پر ہم فقرا کی محبت سے خالی نہیں ہیں اور کسی نہ کسی طریقے سے یاد کر لیتے ہیں۔ آپ نے اس علاقے کے رہنے والے بعض لوگوں کے حالات لکھے تھے اور ان کے کچھ اعتقادات بیان کئے تھے واضح ہوئے، آپ نے لکھا تھا کہ اس علاقے میں توحید کا بہت جرح چاہے وہ لوگ ہمہ اوست کہتے ہیں اور اسم ذات (لفظ اللہ) کہتے ہیں کہ اسم کل ہے

۱۔ سورہ مبارکہ کی آیت فی یوم یکان وعدہ الخ خیرین الف سنۃ کطرف اشارہ ہے۔ ۲۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد اَلْحَسْبُ لَنَا
 ۳۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اللہ اعلم بالصواب والذین لا یجدون
 ۴۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اَلَا لِلَّهِ الدِّینُ الْخَالِصُ ۝ ۱۷ سورت ۲۱ آیت ۳۳

یعنی تمام موجودات اور تمام عوالم کا اسم ہے) جیسا کہ اسم زید کہ جو کچھ زید میں ہے اور جو زید کا وجود ہے (یہ) سب علیحدہ اسم رکھتا ہے، پس زید کہاں ہے ہر عضو کا اسم (نام) جدا ہے اور زید کسی جگہ نہیں ہے اسی طرح یہاں بھی کہتے ہیں کہ حق سبحانہ و تعالیٰ اسی طرح پر تمام اشیاء میں ظاہر ہوا ہے اور ہمیشہ اسی طرح سے ہوا ہے اور ہوتا رہے گا پس اگر ہم ہر چیز کو اللہ کہیں تو جائز ہوگا کیونکہ فناء مطلق نہیں ہے مگر وجود مہوم کے ظاہر کے اعتبار سے ہے۔ "میرے مخدوم! ان عبارات کا حاصل وحدت کی نفی اور کثرت کا اثبات ہے جو کہ صوفیائے محققین کے مذہب کے خلاف ہے اور وجود مطلق کا وجود ^{۳۵} مقیدات میں منحصر ہونا (لازم آتا ہے یعنی حق جل و علا کے وجود کا ممکنات کے وجود میں منحصر ہونا ہے اور وجود مقیدات میں ہونے کے علاوہ مطلق کا کوئی وجود نہیں ہے اور اس کا باطل ہونا اظہر من الشمس ہے کیونکہ (اس سے) لازم آتا ہے کہ حق سبحانہ وجود اور تمام کمالات میں ممکن کا محتاج ہو، جیسا کہ کلی طبعی کہ وہ افراد میں منحصر ہے اور اپنے وجود میں ان (افراد) کی محتاج ہے بلکہ اس ضمن میں واجب تعالیٰ کی نفی ہے اور یہ صریح کفر ہے پس البتہ وجود واجب تعالیٰ کو ممکنات کے وجود سے علیحدہ جاننا اور ثابت کرنا چاہئے اور مطلق کو مقیدات کے ماوراء سمجھنا چاہئے اور جاننا چاہئے کہ اس صورت میں وجود واجب وجود ممکن میں دوئی کی نسبت پیدا ہو جاتی ہے اور الا نشان متغایران [روحیں مختلف ہوتی ہیں] قضیہ مقررہ ہے، اور جب مختلف ہوتا ثابت ہو گیا تو واجب و ممکن میں اتحاد ذاتی ممکن نہ ہوا، یہ ایک سخت اشکال ہے جو کہ مسئلہ وحدت وجود پر وارد ہوتا ہے کیونکہ اگر مطلق کو مقیدات میں منحصر کہتے ہیں تو کفر لازم آتا ہے جیسا کہ گذر چکا ہے اور اگر منحصر نہیں ہے اور علیحدہ وجود رکھتا ہے تو وجود اتحاد نہ ہوا اور اگر یہ کہا جائے کہ دوئی اس وقت ہوگی جبکہ عالم موجود ہو، عالم ان کے نزدیک وہم میں ہونے کے سوا نہیں ہے وہ لوگ کہتے ہیں کہ اعیان نے وجود کی پوچھی نہیں سونگھی۔ (جواب) ہم کہتے ہیں کہ اس صورت میں اتحاد ذاتی نہ ہوا اور ہمہ اوست نہیں کہہ سکتے (کیونکہ) مہوم کو موجود کے ساتھ کہا اتحاد اور کوئی عینیت ہے اور (اگر) ہمہ اوست اس معنی میں کہا جائے کہ سب نیست ہیں (اور) موجودہ تعالیٰ خدا ہے تو درست و صحیح ہے لیکن اس صورت میں ہمہ اوست کہنا مجاز کے طور پر ہوگا نہ کہ حقیقت کے طور پر، جیسا کہ زید کی صورت کو جو کہ آئینہ میں منعکس ہوتی ہے مجاز کے طریق پر کہتے ہیں کہ یہ صورت عین زید ہے (یہ ایہ کہا جائے کہ میں نے زید کو آئینے میں دیکھا۔ مختصر یہ ہے کہ کسی شے کے ظہور و عکس کو تشبیہ و تمطیر کے طریق پر عین شئی کہہ سکتے ہیں نہ کہ حقیقت نفس الامر کے طریق پر مگر، کہ اصطلاح اس معنی پر مقرر کی ہے جو کہ بحث و مفارقت جیسا کہ شیر کو گدھا کہیں اور اصطلاح مقرر کر لیں حقیقت میں شیر شیر ہے اور گدھا گدھا ہے، اصطلاح کے ساتھ

شیر گدھا نہیں ہو جانا۔ اور یہ جو بعض اکابر نے کہا ہے کہ ہمدوست اس معنی میں نہیں ہے کہ مطلق نزول کر کے مقدمات میں منحصر ہو گیا ہے اور تنزیہ (نزول کر کے) تشبیہ ہو گیا ہے اور مرتبہ تنزیہ نہیں رہا ہے ایسا ہرگز نہیں ہے کہ اکابر کی مراد یہ ہو، تعالیٰ اللہ سبحانہ ذلک علو اکبراً (اللہ تعالیٰ کی شان) اس بات سے بہت ہی زیادہ بلند ہے) بلکہ اس معنی میں ہے کہ تمام اس کے ظہورات ہیں جیسا کہ شیخ محی الدین ابن عربیؒ جو کہ توحید و جود والوں کے سردار ہیں اور ان کے متبعین کی کتابوں اور رسالوں میں یہ معنی واضح و نمایاں ہیں اور اس معنی پر اشکال وارد نہیں ہوتا، اور یہ جو ان (اس علاقے کے) لوگوں نے کہا ہے کہ ہمیشہ اسی طرح سے ہوا ہے اور ہوتا رہے گا یہ بات عالم کے قدیم ہونے کا قول ہے اور یہ کفر ہے اور اشیاء کے فنا ہونے کا انکار ہے کہ جس کے بارے میں قرآن مجید کہتا ہے: **كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ** [ہر چیز ناک (فنا) ہونے والی ہے سوائے اُس (تعالیٰ شانہ) کی ذات کے] **وَنُفُوحٌ فِي الصُّورِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ** [اور ہور پھونکا جائیگا پس جو آسمانوں اور زمین میں وہ سب بیہوش ہو جائیں گے]

اور آپ نے لکھا تھا کہ یہ (اس علاقے کے) لوگ (بعث بعد الموت اور قیامت کا انکار کرتے ہیں البتہ) بعث (مرنے کے بعد اٹھائے جانے) کو اس طرح کہتے ہیں کہ یہ وجود خاک سے (پیدا ہوا) ہے پھر خاک ہو جائے گا اور خاک سے گھاس اُگے گی اور گھاس کو حیوانات کھائیں گے اور ان (حیوانات) کا گوشت کوئی شخص کھائے گا اس سے نطفہ بنے گا اور نطفے سے پھر آدمی پیدا ہوگا اور وہ لوگ قیامت اسی کو کہتے ہیں، آپ جان لیں کہ یہ حشر و نشر اور روز قیامت کا انکار ہے جو کہ کفر و الحاد و زندقہ ہے اور ان احادیث و نصوص قرآنی کا انکار ہے جن میں یہ آیا ہے کہ قیامت ضرور آنے والی ہے اور مرنے والی ہے اور مرنے والی ہے اور اگلے کچھلے سب لوگ ایک معین جگہ پر جمع ہوں گے اور حساب و کتاب پیش آئے گا، میزان (ترازو) قائم ہوگی پل صراط نصب کیا جائے گا، پر سبز گار مومنین اس سے گزریں گے اور بہشت میں جائیں گے اور کافروں کا سفر دوزخ میں گریں گے اور دائمی عذاب میں گرفتار ہوں گے اس دن کا انکار صریح کفر ہے، اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا ہے: **فَإِذَا نُفِخَ فِي الصُّورِ نَفْخَةٌ وَاحِدَةٌ وَالْحِمْلُ وَالْأَرْضُ وَالْجِبَالُ فَدُثَّرَتِ وَأَحْدَاثًا قِيَوْمَئِذٍ وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ وَانْشَقَّتِ السَّمَاءُ فَسُيُوفٌ يَوْمَئِذٍ وَأَهْبَتْ وَالْمَلَكُ عَلَى أَرْجَائِهِمْ** [پھر جب صور میں ایک بار بھونک ماری جائے گی اور زمین اور پہاڑ اٹھائے جائیں گے پھر دونوں ایک ہی دھند میں ریزہ ریزہ کر کے جائیں گے تو اس دن وہ ہونے والی چیز ہو جائیگی اور آسمان پھٹ جائے گا اور اس روز بالکل کمزور ہوگا اور فرشتے اس کے کناروں پر آجائیں گے اور آپ کے پروردگار کے عرش کو اس روز آٹھ فرشتے اٹھائے ہوتے ہوں گے]۔

آپ نے لکھا تھا کہ یہ (اُس علاقے کے) لوگ کہتے ہیں کہ نماز ظاہر میں لوگوں کے لئے ہر اور ذکر قلبی اور دیگر عبادات پاکیزہ وجود والوں (خواص) کے لئے ہے ورنہ انسان اور تمام اشیاء ایسی عبادت میں مشغول ہیں جو ظاہری عبادت کے علاوہ ہے اگرچہ وہ خود واقف نہ ہوں (کہ وہ عبادت کر رہے ہیں) اور شریعت کو آنسور صلی اللہ علیہ وسلم نے ناقص عقل والوں کے لئے رولج دیا ہے تاکہ کوئی فساد برپا نہ ہونے پائے (نعوذ باللہ) میرے مخدوم جو شخص کہ نماز اور باقی تمام احکام شرعیہ کو ایسا کہتا ہے یہ اس کی جہالت اور عقل کی کمی سے ہے، نماز وہ ہے کہ جس کو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے دین کا ستون فرمایا ہے جس شخص نے اس کو قائم کیا اس نے دین کو قائم کیا اور جس شخص نے نماز کو ڈھایا (چھوڑا) اس نے اپنے دین کو ڈھایا اور حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کو مومن کی معراج فرمایا ہے جیسا کہ ارشاد ہے:

الصَّلَاةُ مِعْرَاجُ الْمُؤْمِنِ، اور آپ نے اپنی راحت نماز میں سمجھی ہے اور (اپنی) آنکھ کی ٹھنڈک نماز میں فرمائی ہے جیسا کہ فرمایا ہے اِرْحَمْنِي يَا بَدَلًا [اے بلال! (اذان دیکر) مجھ راحت دو] اور قُرْآنٌ عَجَبِيٌّ فِي الصَّلَاةِ [میری آنکھ کی ٹھنڈک نماز میں ہے] جو قُرْب (حق) نماز ادا کرنے کے وقت ہوتا ہے وہ نماز کے باہر نہیں ہے جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے اَقْرَبُ مَا يَكُونُ الْعَبْدُ إِلَى الرَّبِّ فِي الصَّلَاةِ [بندہ اپنے رب سے سب سے زیادہ قریب نماز میں ہوتا ہے] اور نیز حدیث شریف میں آیا ہے کہ بندہ اور خدا اجل و علا کے درمیان جو حجاب ہے وہ نماز میں اٹھا دیا جاتا ہے، نیر وارد ہوا ہے، السَّاجِدُ يَسْجُدُ عَلَى قَدَمِي اللَّهُ قَلْبًا سَجْدًا وَلِيَرْحَبَ [سجدہ کرنے والا اللہ تعالیٰ کے قدموں پر سجدہ کرتا ہے پس چاہئے کہ سجدہ کرے اور رغبت کے ساتھ سجدہ کرے] الغرض جو کمال بھی ہے احکام شرعیہ کی ادائیگی سے وابستہ ہے اس کے علاوہ ضلالت و گمراہی ہے فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ إِلَّا الضَّلَالُ [پس حق کے علاوہ جو کچھ ہے وہ گمراہی ہے] قرآن مجید و احادیث نبوی علی مصدرها الصلوة والسلام سب کے سب شرعی احکام ادا کرنے کی دعوت دیتے ہیں۔ صراطِ مستقیم ہی ہے اس کے علاوہ تمام راستے شیطان کے راستے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ایک دن) ہم لوگوں (کو سمجھانے) کیلئے ایک خط کھینچا پھر فرمایا یہ اللہ تعالیٰ کا راستہ ہے پھر کئی خطوط اس خط کے دائیں اور بائیں کھینچے اور فرمایا یہ شیطان کے راستے ہیں ان میں سے ہر ایک راستہ پر شیطان بیٹھا ہوا ہے جو اپنی طرف بلاتا ہے اور آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی وَأَنْ هَذَا صِرَاطٌ مُسْتَقِيمٌ مَا يَنْعَوِدُ وَاللَّيْلُ [اور یہ میرا راستہ سیدھا ہے پس اس کی پیروی کرو] اس کو احمد، نسائی اور دارمی نے روایت کیا ہے۔ تمام انبیاء کے متفقہ اور تمام علماء کے مجمع علیہ قول کو غیر معقول لوگوں کے خیالات (باطلہ) کی بنا پر چھوڑا نہیں جاسکتا، شریعت کو ناقص عقل والے

لوگوں کے لئے کہنا عین کفر و کفار ہے اعادنا اللہ سبحانہ و ایاکم عن هذا الاعتقاد [اللہ سبحانہ ہم اور آپ کو اس (بڑے) اعتقاد سے بچائے]۔

آپ نے لکھا تھا کہ ”بعض کتابوں اور رسالوں سے اس قدر معلوم ہوا ہے کہ (عالم) نہ وہ (حق تعالیٰ) ہے اور نہ اُس (حق تعالیٰ) کا غیر ہے اس بارے میں بھی حیرانی ہے کہ جب (عالم) نہ وہ ہے اور نہ اس کا غیر ہے تو پھر کیا ہے حیرانی کا مقام ہے؟ آپ جان لیں کہ اگر عالم کو اسماء الہی تعالیٰ کے مظاہر کہا جائے تو وہ اس کی عین ذات نہیں ہے اور یہ ظاہر ہے، اور مباین و مستقل کے معنی میں اس کا غیر بھی نہیں (یعنی عالم حق سے مباین (جدا) بھی نہیں ہے اور وجود مستقل بھی نہیں رکھتا) اس لئے کہ اسماء و صفات چونکہ ذات کے ساتھ قائم ہیں (اس لئے) مباین نہیں ہیں اور اپنا مستقل وجود بھی نہیں رکھتے جیسا کہ زید ^{۳۸} کی صورت جو آئینہ میں منعکس ہوتی ہے اس کو کہہ سکتے ہیں کہ یہ صورت نہ عین زید ہے اور نہ غیر زید (پس حیرانی کا کیا مقام ہے)۔

آپ نے لکھا تھا کہ حدیث شریف میں **إِنَّ اللَّهَ خَلَقَ آدَمَ عَلَى صُورَتِهِ** [بیشک اللہ تعالیٰ نے آدم (علیہ السلام) کو اپنی صورت پر پیدا فرمایا ہے] وارد ہوا ہے پھر (اللہ تعالیٰ کو) بے چون و بے نظیر اور بے نمونہ بھی کہتے ہیں، حیرانی کا مقام ہے۔ (جواب) میرے مخدوم! کوئی حیرانی کا مقام نہیں ہے، دین کی جو بات یقین و ثواب کے ساتھ ثابت ہو چکی ہے اس پر سختہ اعتقاد رکھنا چاہئے اور اس قسم کے الفاظ کو ظاہری معنی سے پھیر دینا چاہئے یا اس کے علم کو حق سبحانہ کے حوالے کر دینا چاہئے اور جس اعتقاد پر اجماع ہو چکا ہو اس میں شبہ کو داخل نہیں کرنا چاہئے (درحقیقت) حق تعالیٰ نے حضرت آدم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنے کمالات سے آراستہ اور اپنی صفات سے متصف فرمایا ہے اور ان کو ایک کامل تر آئینہ بنایا ہے پس کچھ مشارکت و مشابہت آدم علیہ السلام کو حضرت حق سبحانہ کے ساتھ پیدا ہوگی اگرچہ وہ مشابہت آدم میں ہوگی اور وہ مشارکت صورت میں ہوگی نہ کہ حقیقت میں مثلاً ممکن کے علم کی واجب تعالیٰ کے علم کے سامنے کیا حقیقت ہے اور اس کی قدرت کی اس تعالیٰ شانہ کی قدرت کے بالمقابل کیا حیثیت ہے اور اسی پر دوسری تمام صفات کو قیاس کر لیا جائے، پس اس صورتی مشابہت اور اسمی مناسبت کے اعتبار سے مجاز اور تشبیہ کے طور پر **إِنَّ اللَّهَ خَلَقَ آدَمَ عَلَى صُورَتِهِ** [بیشک اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو اپنی صورت پر پیدا کیا] کہہ سکتے ہیں۔ یہاں لفظ **عَلَى صُورَتِهِ** میں ایک دقیق نکتہ ہے گویا اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ یہ مشارکت و مناسبت صورت و اسم میں ہے نہ کہ حقیقت میں، کیونکہ یہ کمالات و اوصاف جو کہ ممکن ہیں ^{۳۹} لے بخاری و مسلم میں یہ روایت ان الفاظ سے ہے: **خَلَقَ اللَّهُ آدَمَ عَلَى صُورَتِهِ**۔

واجب تعالیٰ کی صفات و کمالات کے مقابلے میں اختلافِ آثار کے اعتبار سے گویا ایک اور ہی حقیقت اور مختلف ماہیت رکھتے ہیں، سوائے نام اور صورت کے اور کوئی شرکت نہیں ہے مَا لِلشَّرَابِ وَرَبِّ الْاَرْيَابِ (چہ نسبت خاک ربا عالم پاک)۔

آپ نے لکھا تھا کہ ”(اس علاقہ کے لوگ) قرآن کو کہتے ہیں کہ معجزہ ہے۔“ (جواب) اگر ان کی مراد یہ ہے کہ قرآن کے نازل کرنے سے مقصود معجزہ ہے نہ کہ اس کے سوا اور دوسری چیزیں کہ قرآن جن پر مشتمل ہے یعنی امر و نہی اور اخبار تو یہ حقیقت میں احکامِ الہی کو نہ ماننا اور آیاتِ قرآنی کے ساتھ استہزا و تمسخر ہے، تعجب ہے کہ یہ لوگ قرآن کے معجزہ ہونے کے قائل ہیں اور اس میں شک نہیں ہے کہ قرآن کا معجزہ ہونا اس وجہ سے ہے کہ یہ حق تعالیٰ کا کلام ہے نہ کہ انسان کا کلام، جبکہ ان لوگوں کے نزدیک ممکنات میں ہونے کے سوا حق تعالیٰ کا کوئی وجود نہیں ہے جیسا کہ وہ خود کہتے ہیں کہ زید کہاں ہے زید کسی جگہ نہیں ہے تو پھر قرآن کو کس نے نازل کیا اور رسولوں کو کس نے بھیجا قُلْ مَنْ أَنْزَلَ الْكِتَابَ الَّذِي جَاءَ بِهِ مُوسَىٰ (آپ کہہ دیجئے اس کتاب کو کس نے اتارا جس کو موسیٰ (علیہ السلام) لیکرائے)۔

آپ نے لکھا تھا کہ قرآن مجید میں آیا ہے: **الْاِنَّةُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطَةٌ** (آگاہ رہو بیشک وہ (اللہ تعالیٰ) ہر چیز کو احاطہ کئے ہوئے ہے) پس وہ کس طرح اور کس طور پر محیط ہے؟ آپ جان لیں کہ احاطہ دو قسم پر ہے، اگر احاطہ کو احاطہ علمی قرار دیں جیسا کہ محققین کی ایک جماعت اس طرف گئی ہے اور قرآن مجید بھی اس کو بیان کر رہا ہے: **وَ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا** (اور بیشک اللہ تعالیٰ نے ہر ایک چیز کا علم کے ساتھ احاطہ کیا ہوا ہے) تو کوئی حیرت کا مقام اور شک کا محل نہیں ہے اور اگر ہم احاطہ علمی کے علاوہ کوئی اور احاطہ ثابت کریں تو ہم کہتے ہیں کہ حق جل و علا کا احاطہ و معیت جسم کا جسم کے ساتھ احاطہ کی قسم سے ہے جو کہ تنزیہ و تقدیس کے منافی ہے، (لہذا) یہ احاطہ تشابہات میں سے ہے جیسا کہ (قرآن مجید میں) **يَدٌ اَوْ وَجْهٌ** (اللہ تعالیٰ کے لئے) آیا ہے، ہم اس بات پر ایمان لائیں کہ وہ تعالیٰ شانہ محیط ہے اور ہمارے ساتھ ہے اور اس احاطہ کی کیفیت (معلوم کرنے) میں مشغول نہ ہوں اور جو کچھ ادراک اور کشف میں آئے اللہ تعالیٰ کو اس سے منزہ و متبرجائیں۔ تشابہات کے بارے میں یہی طریقہ آلم ہے اگر آپ یہاں حاضر ہوتے اور مرضی الہی ہوتی تو اس سے اندازہ بیان کیا جاتا، فی الحال اسی قدر پر اکتفا کریں۔

آپ نے لکھا تھا کہ **اَلرَّحْمٰنُ اِلَـٰهٌ اَحَدٌ** (اللہ کو اس معنی میں کہیں کہ کافر لوگ بتوں کو اپنے) معبود کہتے ہیں (اس لئے) ان کی نفی کرنی اور اللہ تعالیٰ کا اثبات کرنا چاہئے تو درست ہے اور اگر **اَلْمَعْبُوْدُ اِلَـٰهٌ** (اللہ کے معنی میں کہا جائے تو پھر محمد رسول اللہ کس لئے کہتے ہیں اور **اِلَـٰهٌ** بھی کس لئے کہتے ہیں اس میں بھی

راشد تعالیٰ کا ثانی ہو جانا اور یہی اسم ذات اللہ کافی ہے، اس بارے میں کیا حکمت ہے؟۔ آپ جان لیں کہ کافر لوگ جو بتوں کو آلہ (بہت سے معبود) کہتے ہیں نہ کہ اللہ بمعنی خالق و واجب الوجود کیونکہ ان میں سے اکثر مشرک فی العبادۃ (عبادت میں شرک کرنے والے) ہیں پس دونوں صورتوں کا نتیجہ ایک ہی ہوا جس تک باطل معبودوں کی نفی نہ کریں حق کے معبود ہونے کا اثبات صورت پذیر نہیں ہوتا اور لا الہ الا اللہ کلمہ توحید ہے اور توحید شریکوں کی نفی کرنے پر موقوف ہے اس لئے پہلے شریکوں کی نفی کرنا ضروری ہوتا کہ حق تعالیٰ کو وحدانیت کے ساتھ پہچانیں پس اس جگہ دوسرے جزو کا لانا نفی کے لئے ہے نہ کہ اثبات کے لئے، جس تک ثانی و ثالث اور رابع کو الی ماشاء اللہ (جہا تک اللہ چاہے) نفی نہ کرے واحد کا اثبات کس طرح کرے گا، مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰهِ جو کہتے ہیں یہ ان کی معبودیت کے اثبات کے لئے نہیں ہے بلکہ (اس لئے ہے) تاکہ توحید کی تصدیق کے بعد ان صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی تصدیق کریں کیونکہ ایمان ان دو تصدیقوں پر موقوف ہے، جانا چاہئے کہ جس طرح ایمان کی صورت آفاقی معبودوں کی نفی پر موقوف ہے جو کہ بت اور کافروں کے سارے معبود ہیں اسی طرح ایمان کی حقیقت نفسی معبودوں کی نفی پر موقوف ہے جن کو خواہشات نفسانی اور اسوائے حق جل و علا کی گرفتاری سے تعبیر کیا جاتا ہے، آیہ کریمہ اَفْرَأَیْتُمْ مِّنْ اتَّخَذَ الْاِلٰهَھُۗوَاھُ (کیا آپ نے دیکھا اس شخص کو جس نے اپنی خواہشات کو اپنا خدا بنا لیا ہے) اس معنی کی شاہد ہے۔ بزرگوں نے کہا ہے کہ جو کچھ تیرا مقصود ہے وہ تیرا معبود ہے، پس حق جل و علا کے طالب کو اس (کلمہ لا الہ الا اللہ) کے تکرار سے چارہ نہیں ہے، اس لئے اہل اللہ نے اس کلمہ بطیبہ کو سلوک تسلیم کے لئے اختیار فرمایا ہے تاکہ سالک اس کلمہ کی تکرار سے خواہشات نفسانی اور وساوس شیطانی اور مقاصد انسانی سے پوری طرح نکل جائے اور اس کا مقصود معبود و محبوب ذات مقدس (اللہ تعالیٰ) کے ہوا کچھ نہ رہے اور اس کو فنا حاصل ہو جائے۔

بیچ کس رات تا نگر درد او فنا نیست رہ در بارگاہ کبریا

[جب تک کوئی شخص (مقام) فنا حاصل نہ کر لے اس کیلئے بارگاہ الہی میں باریابی نہیں ہے]

پس لا الہ کو معبود کے اثبات کے لئے نہیں کہتے کہ جو آپ لکھتے ہیں کہ یہ (اللہ کا) ثانی ہو جانا ہے بلکہ ثانی کی نفی کے لئے کہتے ہیں کہ جس کے ساتھ وہ گرفتار ہے اور وہ اس گرفتاری کے باعث بارگاہ کبریا میں خوار و بے اعتبار ہے، بیشک اسم ذات جذب و محبت پیدا کرتا ہے اور ایک قسم کی فنا بخشتا ہے لیکن کلمہ نفی و اثبات سلوک طے کرنے اور تعلقات کو زائل کرنے کے لئے ناگزیر ہے تاکہ فنا حقیقی حاصل ہو جائے اور تمام مہابات دور ہو جائیں۔

تا: بخاروبِ لانه رویی راہ نرسی در سرائے الا اللہ

[تو جب تک لا کی جھاڑو سے راستہ صاف نہیں کرے گا الا اللہ کے محل میں نہیں پہنچے گا]

اس راہِ غیبِ الغیب میں اس راستہ کا ہر خس و خاشاک اِنِّی اَنَا اللہ [بیشک میں ہی اللہ ہوں] کی صدا لگاتا ہے اور اپنی گرفتاری کی طرف رہنمائی کرتا ہے، کامل و مکمل پیر کی بلکہ اللہ تعالیٰ کے فضل کی دستگیری چاہئے تاکہ سالک بیچارہ کو ان گردابوں سے نکالے اور مقصدِ اعلیٰ کی طرف رہنمائی کرے۔ ذاتِ احدیت کے طالب کو چاہئے کہ تمام مشاہدات و تجلیات سے گزر جائے اور لا کے نیچے آئے کہ یہ سب ظلال سے وابستہ ہیں اور تشبیہ و مثال کے ساتھ تسلی ہے بلکہ (چاہئے کہ) عارف کے مد نظر اسما و صفات بھی نہ ہوں اور توجہ کے قبلہ کو پر اگندہ نہ کرے۔ حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہ نے فرمایا ہے کہ جو کچھ دیکھا اور سنا اور جانا گیا ہے وہ سب غیر اللہ ہے کلمہ لا کی حقیقت کے ساتھ اس کی نفی کرنی چاہئے۔ اور شیخ ابواسحاق گازرونی نے پیغمبرِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور عرض کیا یا رسول اللہ! توحید کیا ہے؟ آپ نے فرمایا جو کچھ تیرے دل میں گزرے یا تیرے خیال میں آئے پس اللہ تعالیٰ اس سے باور ہے۔

میرے مخدوم! اس قسم کے (گمراہ) لوگ جو اس نوع کے اعتقادات رکھتے ہوں (جن کا ذکر آپ نے کیا ہے) اور اپنے آپ کو مسندِ مشیخت پر فائز کئے ہوئے ہوں دین کے چور ہیں ان کی صحبت سے دور رہنا چاہئے اور یہ لوگ دین سے بیگانہ اور حلقہٴ اسلام سے باہر ہیں خود بھی گمراہی کی گہرائی میں غرق ہیں اور دوسروں کو بھی سیدھے راستہ سے ہٹاتے ہیں صَلُّوا وَاذْكُرُوا [وہ خود بھی گمراہ ہوئے اور دوسروں کو بھی گمراہ کیا] اُن سے دور رہیں اور ان کی صحبت کو زہرِ قاتل سمجھیں جو کابری موت تک پہنچاتی ہے، جتنا شیر سے بھاگتے ہیں اس سے زیادہ اُن کی صحبت و روت سے بھاگیں، آپ کے بھائیوں پر تعجب ہے کہ اس قسم کے لوگوں کے معتقد ہو گئے ہیں اور اپنے دین و ایمان کو برباد کر رہے ہیں، اور زیادہ عجیب بات یہ ہے کہ آپ نے لکھا ہے وہ (اُن سے) ترمیت پارے ہیں جس شخص کے دین و ایمان میں کلام ہو وہ دوسرے کی ترمیت کیا کرے گا، ع

او خوشن گمست کرار مہری کند [وہ خود گمراہ ہے تو وہ کس کی رہبری کرے گا]

ابھی کچھ نہیں گیا ہے، جب تک موت کے غرے کا وقت نہ آئے تو یہ کے دروازے کھلے ہوئے ہیں، آپ کے بھائی ایمان کو برباد نہ کریں، خبر دینا مشط ہے۔

۱۔ شیخ سعدی شیرازی رحمہ اللہ نے کہا ہے: ہ
لے بر نماز خیال و قیاس و گمان و وہم
وہر تمام گشت و پایاں رسید عمر
۲۔ حدیث شریف میں ہے کہ بیشک اللہ تعالیٰ بندہ کی توبہ اس وقت تک قبول فرماتا ہے جب تک اس کی روح حلق میں نہ پہنچ جائے اور غرے کی آواز نہ بھلے لے، رواہ الترمذی وابن ماجہ۔
۳۔ زہرچہ گفتہ اندوشتیدیم و خواندہ ایم
ماہمجان در اولی و صفت تو مانده ایم

مکتوب

۴۲۵ مرزا ابوالمعالی کے نام بعض ضروری نصحیح کے بارے میں اور اس بیان میں تحریر فرمایا کہ ترقی و
وصول کا مدار بدرجہ غالب صحبت پر ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِنَا الْمُصْطَفٰی
کما یلیق بجلالہ وکبریٰ وعلیٰ نالہ وصحبتہ سائر من اتبع الہدی، غایت نامہ نامی و مکتوب گرامی جو کہ
جناب مخدومی و مخدوم زادہ نے براہ کرم اس مسکین کے نام ارسال کیا تھا اس کے مطالعہ سے مشرف و
مفتخر ہوا، اللہ تعالیٰ سلامت رکھے اور شریعت و طریقت کے راستہ پر استقامت بخشنے۔ آپ نے شوق و دردی
طلب کا اظہار کیا تھا، حق سبحانہ و تعالیٰ اس شوق کی آگ کو مشتعل کرے اور شعلہ طلب کو سر بلند بنائے تاکہ
مطلوب حقیقی کے سوا سے پوری طرح رہائی دلا دے اور قرب و عرفان کے سارے دروں میں پہنچائے، اِنَّ
قَرِیْبًا یُّحِیْبُ [بیشک وہ قریب ہے (اور) قبول کرنے والا ہے]۔

آپ نے ازہ کرم لکھا تھا کہ ان بزرگوں کے احوال کو نفعات وغیرہ سے دیکھ کر ان کے حالات کے
مطابق (عمل کرنے کی) کوشش کی گئی ہے اور کتنا رہتا ہوں لیکن چونکہ یہ سب کوشش سالک (مرشد) کی
رہنمائی کے بغیر تھی (اس لئے) اس نے ہرگز کوئی فائدہ نہیں دیا اور کچھ کامیابی حاصل نہیں ہوئی۔ میرے مکرم
جو کچھ آپ نے لکھا ہے درست اور ٹھیک ہے۔ اس راہ غیب الغیب میں مرشد کمال کی دستگیری کے بغیر راستہ
چلنا اور سلوک طے کرنا بہت ہی مشکل ہے، حق سبحانہ و تعالیٰ فرماتا ہے: **وَابْتَغُوا الْوَسِیْلَةَ** [اور اس
(اللہ تعالیٰ) کی طرف وسیلہ تلاش کرو] جبکہ مجازی بادشاہوں کی بارگاہ میں وسیلہ کے بغیر سائی نہیں ہو سکتی تو
سلطان حقیقی و شہنشاہ تحقیقی کی بارگاہ میں وسیلہ ضروری و ناگزیر ہے۔ اور یہ جو کچھ آپ نے اس مسکین کے
بارے میں ازادہ حسن ظن لکھا ہے یہ آپ نے خود اپنی بزرگی کے باعث لکھا ہے اور اس ناکارہ اپنی آئینہ میں دیکھا ہو
من یحجم و کم زینج ہم بسیارے وزیر یحجم کم از یحجم نیاید کارے

[میں یحجم (کچھ بھی نہیں) ہوں اور بلکہ) یحجم سے بھی بہت کم ہوں اور یحجم سے اور جو یحجم سے بھی کم ہوں اس کوئی کام نہیں بنتا]
اتنی بات (ضروری) ہے کہ جو کچھ بزرگوں سے اس بیچارے کو پہنچا ہے وہ طالبین کو بتا دیتا ہے بعض کو فائدہ
ہو جاتا ہے اور ان اکابر کے انفاں نفیس کی برکت سے ان کے کمالات سے کچھ حاصل جاتا ہے۔ میرے مخدوم!

لہ نفعات الانس و لطف مولانا جامی قدس سرہ، اس میں مشرخی رحمہم اللہ تعالیٰ کے حالات درج ہیں

یہ سب لپنے ظن و گمان کے مطابق جو کچھ رکھتا ہے یہ سب آپ سے اور آپ کے بزرگوں کی برکات سے ہے آپ سے کیلئے ہے، اپنی سعادت آپ کی خدمت کرنے میں سمجھتا ہے لیکن کیا کیا جائے کہ اس طریقہ عالیہ (نقشبندیہ) کا مدار شیخ مقتدا (مرشد) کی صحبت و رابطہ محبت پر ہے، کامیابی و ترقی غالب طور پر اسی سے وابستہ ہے اور چونکہ ہمارے بزرگوں (حضرات نقشبندیہ قدس سرہم) کا طریقہ سنت کا ابتداء اور بدعت کے اجتناب ہے (اس لئے) صحبت (شیخ) کے حاصل ہونے تک سنت کی متابعت پر قائم رہیں اور متروک سنتوں کو (جو چھوٹ گئی ہوں) زندہ کرتے رہیں، حدیث شریف میں آیا ہے جس شخص نے میری کسی مردہ سنت کو زندہ کیا اس کو سو شہیدوں کا ثواب ملے گا، سنت متروکہ کا زندہ کرنا یہ ہے کہ خود اس پر عمل کرے اور اس کا اعلیٰ مرتبہ یہ ہے کہ دوسروں کو بھی (اس کی) رہنمائی کرنے تاکہ وہ بھی اس پر عمل کریں، ترقی اور قرب کے درجات کا حاصل ہونا تمام تر ابتداء سنت ہی سے وابستہ ہے، آیہ کریمہ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُونِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ [آپ کہہ دیجئے کہ اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو اللہ تم سے محبت کرے گا] اس معنی کی شاہد ہے۔ بدعت سے دور رہیں اور بچتے رہیں اور بدعتی کے ساتھ صحبت نہ رکھیں اور ان کو اپنی مجلس میں جگہ نہ دیں۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ اہل بدعت دوزخوں کے کتھے ہیں۔ اور اپنے اوقات کو طاعات و اذکار اور ان دعاؤں سے معمور رکھیں جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہیں اور کتب احادیث (مثلاً حصن حصین و اذکار للنووی و مشکوٰۃ شریف وغیرہ) میں مذکور ہیں اور کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ کا ایک ہزار سے پانچ ہزار تک جس قدر ہو سکے تکرار کریں، تمام صوفیہ اس بات پر متفق ہیں کہ باطن کو منور کرنے میں یہ کلمہ ذکر قلبی کی مانند بہت مفید ہے اور اشغال و مراقبات باطنی جو ہمارے طریقے میں معمول و مشہور ہیں صحبت و حاضری سے تعلق رکھتے ہیں۔ حقائق آگاہ مولانا عبدالحق جو کہ اسی جگہ کے باشندے ہیں اور ایک مدت تک ہماری صحبت میں رہے ہیں اور صاحب حال و کمال شخص ہیں کچھ عرصے سے فقیر کی ملاقات کی غرض سے یہاں (سرمنڈ) آئے ہوئے ہیں اگر آپ کا دل چاہے تو (فقیر کو) اشارہ فرمائیں تاکہ ان کو وہاں روانہ کرے وہ ان کا وطن مالوٹ اور وہ فقیر کی جانب سے سفارت (نمائندگی) کے طور پر یہ آپ کو شغل و مراقبہ باطن کی تعلیم دیں اور توجہات دیں شاید ترقی کی راہ کھل جائے، چونکہ فقیر کی ملاقات فی الحال بلا مشقت (میسر) نہیں ہے (اس لئے) یہ طریقہ دل میں آیا ہے، آگے آپ کو اختیار ہے، والسلام علیکم وعلیٰ سائرین اتیم الہدیٰ والتم متابعتہ المصطفیٰ علیہ وعلیٰ الصلوٰۃ والسلام والقیامات والقیامات والبرکات الخ الخ۔

۱۔ مشکوٰۃ شریف میں ہے من اجنبی سنة من سننی قد آتیت بعدی فان من الاجر مثل اجری من عمل بہا ثم رواہ الترمذی
 ۲۔ فی مشکوٰۃ ایضاً من تسکب سننی عن فساد متی فلذہا جرماتہ شہید رواہ ابیحیثمی۔ ۳۔ صورت ۳ آیت ۳۱

مکتوبات

۲۴ صوفی پایندہ محمد کابلی کے نام ان کے لئے نصلح کے بیان میں تحریر فرمایا۔

بسم الله الرحمن الرحيم

ہرچہ جز عشق خدائے احسن ست

گر شکر خوردن بود جاں کنون ست

[خدائے احسن کے عشق کے سوا جو کچھ بھی ہے اگرچہ شکر (مٹھائی) کھانا ہی کیوں نہ ہو وہ بھی جان کو ہلاک کرنا (زہرِ قاتل) ہے]

لے سعادت آتا۔ احق جل و علا کے ماسوا کی گرفتاری قلبی امراض میں سب سے زیادہ شدید

اس کے ازالہ کی فکر سب سے اہم کام ہے۔

درخانہ اگر کس ست یک حرف بس ست [اگر گھر میں کوئی ہے تو اس کیلئے ایک حرف کافی ہے]

اللہ تعالیٰ ہمیشہ اپنے ساتھ رکھے اور ایک لفظ بھی اپنے بغیر نہ چھوڑے اور عافیت استقامت نصیب وقت کرے والسلام

مکتوبات

ملا پایندہ محمد کابلی کے نام ان سوالوں کے جواب میں تحریر فرمایا جو کہ انھوں نے کئے تھے۔

بسم الله الرحمن الرحيم

آپ کو احوال کی قید سے رہائی دیکر احوال کو بدلنے والے (اللہ تعالیٰ) تک پہنچائے اور غیب سے عین تک

اور احوال سے تفصیل تک لائے اور تلوین سے تمکین کے ساتھ اور حروف سے معانی کے ساتھ مشرف

فرمائے۔ آپ نے جو خط فرزند محمد عبید اللہ کے نام لکھا تھا پہنچا، اس میں چند سوالات درج تھے اور

آپ نے فقیر سے ان کے جوابات کی درخواست کی تھی، (لہذا جوابات) لکھے جاتے ہیں، غور سے سنیں:—

پہلا سوال یہ تھا کہ "قرآن مجید و حدیث قدسی میں اس بات کی وضاحت ہے کہ حضرت آدم

ابو البشر علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام یدا اللہ تعالیٰ سے پیدا ہوئے ہیں اور اگر ہم یدا سے قدرت

مراد لیں تو آدم (علیہ السلام) کی تخصیص کی کیا وجہ ہوگی؟ اس لئے کہ دوسری مخلوقات بھی قدرت الہی سے

ہی پیدا ہوئی ہیں اور اگر یدا سے مراد قدرت تہ لیس (اور ہاتھ مراد لیں) تو محمد (اللہ تعالیٰ کا جسم بنانے والی)

کا مذہب تقویت پاتا ہے؟ جواب، جائز ہے کہ یدا سے مراد قدرت لیس جیسا کہ (آیات) مشابہات کی

لہ مغربہ تفسیری اور ایک قلبی نسخے میں عبد اللہ کما ہر حالاً لکن حضرت خواجہ محمد معصوم کے صاحبزادے کا نام عبید اللہ ہے اس لئے ہم نے ترمیم میں عبید اللہ لکھا ہے مترجم

تاویل کرنے والوں کا مذہب یہی ہے اور (حضرت) آدم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی تخصیص ان کی تعظیم و تکریم کی بنا پر ہے نہ کہ حصر کے لئے، جیسا کہ آیہ کریمہ اِنَّ عِبَادِيْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ وَّلَا [بیشک میرے بندوں پر تیرا کوئی غلبہ نہیں ہے] میں ہے اور اس قسم کی مثالیں قرآن مجید میں بکثرت آئی ہیں، تخصیص و ذکر (کسی بیان میں تخصیص کا پایا جانا) نفس الامر میں تخصیص پر دلالت نہیں کرتا، اور اگر یہ کسی قدرت مراد نہ بھی لیں تو پھر دوسری آیات (مشابہات کی طرح حق تعالیٰ کے لئے ہاتھ کی صفت بلا کیف ثابت کریں گے جیسا کہ دوسری آیات) مشابہات میں کیا جاتا ہے، مجسمہ کے مذہب کو تقویت تو اس صورت میں ہوگی جبکہ اپنے جیسا جسمانی ہاتھ ثابت کیا جائے، تَعَالٰی اللهُ عَنْ ذٰلِكَ عَلُوًّا كَبِيْرًا (اللہ تعالیٰ کی شان) اس بات سے بہت ہی زیادہ بلند ہے۔

سوال دوم یہ تھا کہ خیر التاب عین او پس قرنی (قدس سرہ) سے منقول ہے مَنْ عَرَفَ اللهُ لَا يَخْفَى عَلَيْهِ شَيْءٌ [جس نے اللہ تعالیٰ کو پہچانا اس پر کوئی چیز پوشیدہ نہیں رہی] اس عبارت کے کیا معنی ہیں؟ (جواب) آپ جان لیں کہ اس نقل کے صحیح ہونے میں شک ہے اس لئے کہ اگر شئی کو عموم پر چھوڑیں تو لازم آتا ہے کہ عارف سے کوئی چیز خواہ وہ معارف و جوہی ہوں یا حوادث کوئی، مخفی نہ رہے، اور یہ خلاف واقع ہے، جبکہ میرا نبیاء علیہ وعلیٰ آلہ افضل الصلوٰۃ واکمل التحیات کو حکم ہوا ہے کہ آپ کہہ دیجئے وَوَكُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبِ لَا سْتَلْزَمْتُ مِنَ الْخَيْرِ وَفَا مَسْتَبِي السُّؤُوْدُ (بہ) [اور اگر میں غیب کا علم جانتا ہوتا تو تمام خیر جمع کر لیتا اور مجھے کوئی بھی تکلیف نہ پہنچتی] تو پھر دوسروں کا تو ذکر ہی کیا ہے اور اگر شئی کو معارف باطنی کے ساتھ خاص کریں تب بھی مشکل ہوتی ہے جبکہ صوفیائے کرام کے نزدیک یہ بات مسلمہ ہے کہ کوئی ولی اپنی ولایت و قرب سے آگاہ نہ ہو فَمِمَّا مَنَّ عَلِمَهُ وَمِمَّا مَنَّ جَهَلُ [پس ہم میں سے بعض علم رکھتے ہیں اور بعض کو علم نہیں ہے] تو پھر تمام معارف کو وہ کیا پہنچے گا صحابہ کرام علیہم الرضوان جو ولایت کے اعلیٰ طبقہ میں ہیں ان میں سے اکثر سے شہود و مشاہدہ کے واقعات منقول نہیں ہیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں جب حضرت انس رضی اللہ عنہ ان کی خدمت میں پہنچے اور راستہ میں ظاہری طور پر (ان کی) ایک نگاہ کسی خوب صورت پر پڑی تھی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا میرے پاس ایک شخص آیا ہے جس کی آنکھ بیزنا کا اثر ہے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے تعجب سے کہا، کیا رسول اللہ

ﷺ یعنی عبادی میں ضمیر واحد حکم کی یا، کی عباد کی طرف اضافت یہاں تعظیم و تکریم کے لئے ہے یعنی خاص بندوں کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف ان کی تکریم کے باعث ہے ورنہ نیک و بد سارے بندے اللہ تعالیٰ ہی کے بندے ہیں، اسی طرح ناقصانہ، روح انوارہ ہوتا اللہ تعالیٰ کی طرف اضافت تعظیم و تکریم کے لئے ہے۔ سورہ کے آیت ۱۱۵۔

صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی وحی آتی ہے، چونکہ اس زمانہ میں کشف و خوارق کم ہوتے تھے (اس لئے) حضرت انس (رضی اللہ عنہ) کا ذہن اس طرف نہیں گیا اور اگر (حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی) نقل کو صحیح مان لیا جائے تو پھر عبارت (کے مطلب) کو ظاہر سے پھیر لینا چاہئے، سرِ دست جو کچھ میرے دل میں آتا ہے یہ ہے کہ مراد یہ ہے کہ اس پر ایسی کوئی چیز پوشیدہ نہیں رہتی جس کی اس کو معرفت کے بارے میں ضرورت ہو، یعنی جس شخص نے اللہ تعالیٰ کو پہچان لیا وہ مقبولانِ حق میں سے ہو گیا اور مقبول کو ضائع نہیں ہونے دیا جاتا، پس اس کو معرفت کے راستہ میں جو کچھ درکار ہے اس کو اس کا علم دیدیا جاتا ہے، یا تو بے واسطہ (یعنی الہام و کشف کے طریق پر یا پیر و مرشد کے واسطے سے) واللہ اعلم بحقیقۃ الحال (اور حقیقتِ حال کو اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے)۔

سوال نسوم کا جواب یہ ہے کہ کابرِ طریق نے جو یہ فرمایا ہے الطَّرِيقَةُ كُلُّهَا اَدَبٌ [طریقتِ تمام کی تمام ادب ہے] اس ادب سے مراد ادبِ شریعت ہے اور ادبِ طریقت جو کہ اپنے شیوخ (پیروں) کی رعایت و متابعت سے کہنا یہ ہیں وہ سب ادبِ شریعت میں داخل ہیں (شریعت) ثانی و کافی بیان کرتی ہے، والسلام

مکتوبات

شیخ محمد سعید فاروقی کے نام اُن کی بعض کیفیات کے بیان میں تحریر فرمایا۔

گرامی نامہ پہنچا اور مسرت بخش ہوا، اللہ سبحانہ کی حمد ہے کہ آپ ذوق و شوق رکھتے ہیں اور (م) فقر کی یاد سے غافل نہیں ہیں، اس گروہ سے محبت کرنے والا اسی گروہ کے ساتھ ہے اور ان کی بارگاہِ خاص میں محرم و ہمارا ہے، اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ [اُمی اس کے ساتھ ہے جس سے وہ محبت کرتا ہے] نبی کریم علیہ و علی آلہ الصلوٰۃ والسلام کی حدیث ہے، محبت کی حقیقت کو حاصل کرنے میں کوشش کریں اور اس کی کیفیت میں اضافہ طلب کریں تاکہ آپ محبت ذاتیہ حاصل کریں اور اپنے آپ سے گذر کر ہمیشہ محبوب کے ساتھ رہیں حضرت صدیق اکبر (رضی اللہ عنہ) کہ جن کی شان میں آیا ہے ولکن معنی و قر فی قلبہ [لیکن ایک چیز ہے جو اُن کے دل میں بیٹھ گئی ہے] یہ محبت ہی کی صفت ہے جس نے ان کو سب سے افضل کر دیا اور محبتِ خاصہ کی نعمت تک پہنچایا اور ثانی الثَّانِي [دوسرے] کی آواز سنائی اور مَا ظَنَنْكَ يَا نَبِيَّ الرَّسُوْلُ

لہ یہ ایک حدیث کا ٹکڑا ہے جس کو امام بخاری و امام مسلم رحمہما اللہ نے روایت کیا ہے۔ تلم سورۃ آیتنگ
تلم یہ ایک حدیث کا ٹکڑا ہے جو مشکوٰۃ باب المعجزات میں امام بخاری و امام مسلم نے روایت حضرت انس مروی ہے۔

تَالِيَهُمَا] ان دو کے بارے میں تیرا کیا گمان ہے جن کا تیسرا اللہ تعالیٰ ہے [کی خوشخبری سے مکرم و ممتاز کیا، کسی نے خوب کہا ہے۔

بلخ غار گزینیم خلوت از ہمہ خلق گراں لطیف جہاں یار غار با باشد

[اگر وہ لطیف جہاں ہلایا یا غار ہو جائے تو میں کسی غار کے کونے میں تمام مخلوق سے تنہائی اختیار کر لوں۔] آپ نے جو بعض کیفیات و واردات میاں خواجہ کے مکتوب میں لکھی تھیں ان کے مطالعہ نے خوشوقت کیا اللہ مسترزاد [اے اللہ! اور زیادہ فرما]۔ آپ نے جو آواز کہہ دیا جس جانب سے سنی اور جو نور کہا سنی جانب سے دیکھا ہے یہ حتیٰ جل و علا کی جانب سے ایک کیفیت ہے جو کہ (لطیف روح پر کہ جس کا مقام) دائیں جانب ہے وارد ہوئی ہے اور اس کو اپنے تصرف میں لائی ہے، ملوک (کی مانند) ہے جس نے کہ عالم غیب سے روح کی ملکیت جو کہ ہوش و شعور کا محل ہے غلبہ پا کر اس کو زیر و زبر کر دیا ہے اس لئے مستی و بخوردی لایہے، اِنَّ الْمُلُوكَ اِذَا دَخَلُوْا اَقْرَبِيَّةً اَفْسَدُوْهَا وَجَعَلُوْا اَعْرَافَ اَهْلِهَا اِذْ لَمْ يَكُنْ لَكُمْ يَفْعَلُوْنَ [بیشک بادشاہ جب کسی بستی میں داخل ہوتے ہیں تو اس کو تہ و بالا کر دیتے ہیں اور اس کے عزت والے لوگوں کو ذلیل کیا کرتے ہیں اور یہ لوگ بھی ایسا ہی کریں گے] اب آپ کا معاملہ لطیف قلب سے گذر کر لطیف روح کے ساتھ قرار پا گیا ہے اور ترقی کر کے اور کے مقام کے امیدوار ہیں اور ہمت کو بلند رکھیں و لنعمه واقبل [کسی نے کیا توب کہا ہے]۔

بوملش تار سم صدار از با افگند شوقم کہ نو پروازم و شرح بلندے آشیان ام

[اس کے صل تک سانی و پہلی شوق مجھ کو سینکڑوں بار باؤں و گلاؤں کیونکہ میں فیما بین انہ والاموں اور ایک بلند شاعر آشیان کھتا ہوں] دوستوں سے دعائے سلامتی کی امید کی جاتی ہے۔ والسلام علیکم وعلیٰ سائر من اتہم الہدی۔

مکتوبات

صوفی نوریگ کے نام ان کیفیت کے بارے میں تحریر فرمایا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ الحمد لله وسلام علی جادہ الذین اصطفیٰ، جناب صوفی نوریگ اس دور اقلدہ سے سلام عاقبت انجام پڑھیں، احوال ہر حال میں خدائے ذوالجلال کی حمد کے لائق ہیں، امید ہے کہ وہ عزیز (آپ) بھی ظاہر و باطن کی جمعیت کے ساتھ ہوں گے اور شریعت عالیہ کے راستہ پر استقامت رکھتے ہوں گے اور چھلکے سے مغز تک آئیں گے اور لفظ سے معنی کی طرف مائل ہوں گے، باطنی نسبت کی اپنی طرح حفاظت کریں اور اس کی کیفیت کے زیادہ ہونے میں کوشش کریں، لوگوں کے ساتھ

بہت کم میل جول رکھیں اور گوشہ نامرادی کو ترک نہ کریں مختصر یہ کہ آخرت کا زاویہ تیار کریں جَاءَتِ الرَّاحِفَةُ
تَتَّبِعُهَا الرَّادِفَةُ جَاءَ الْمَوْتُ بِحَذَائِفِهِ (ہلارینے والی چیز (صور اسرافیل کی پہلی پھونک) آگئی جس کے بعد ایک پیچھے آنے والی
چیز (دوسری پھونک) آجائی، موت پوری طرح آگئی) دونوں دعائے سلامتی خاتم کی امید کی جاتی ہے۔ والسلام اولاً و آخراً۔

مکتوب

حافظ ابواسحاق کے نام صوفیہ عالیہ کی تعریف کے بیان میں تحریر فرمایا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم حمد و صلوة اور تبلیغ دعوات کے بعد عرض ہے کہ آپ نے جو مکتوب مرغوب
ان دنوں میں ارسال کیا تھا اس کے موصول ہونے سے شاد و سرور ہوا، اللہ تعالیٰ جمعیت و عافیت کے ساتھ
رکھے اور شریعت محمدی اور سنت احمدی علیہ و علی آلہ الصلوٰۃ والسلام کے طریقے پر استقامت و مداومت
عطا فرمائے اور دنیا کے تعلقات اور ماسوا کی گرفتاری سے آزاد کر کے اپنی معرفت کے خمیوں اور اپنے
قرب کے سراپدوں میں انس و الفت مرحمت فرمائے۔ یہ معنی عالم اسباب میں صوفیہ عالیہ کے طریقہ پر
چلنے سے وابستہ ہیں یہ اکابر حق صل و علا کی محبت میں اپنے آپ سے اور اپنے غیر سے منقطع ہو چکے ہیں اول
اس (تعالیٰ شانہ) کے عشق میں آفاق و انفس سے گذر کر ماسوا کو اس کے لاستہ میں گم کر چکے ہیں اور اس کے ساتھ
موافقت کر لی ہے، اگر حاصل رکھتے ہیں تو اسی کو رکھتے ہیں اور اگر واصل ہیں تو اسی کے ساتھ واصل ہیں ان کے
باطن کو اس تعالیٰ شانہ کے ماسوا سے اس طرح کا انقطاع حاصل ہوا ہے کہ اگر وہ ماسوا کو سالہا سال یاد کریں
تو وہ ان کو یاد نہ آئے اور نفس کی امانیت (میں پن) سے اس انداز سے گذر گئے ہیں کہ کلمہ انا کا اپنے اوپر
عود کرنا شرک جانتے ہیں، رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا وَاللَّهُ عَلَيْهِمْ (کچھ لوگ ایسے بھی ہیں کہ انہوں نے جس بات کا
اللہ سے عہد کیا تھا اس میں سچے اترے) اور رِجَالٌ لَا تُلَهِیْهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ (وہ لوگ جو کہ تو ان کے
میں اور بیچنے (یعنی تجارت) میں اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل نہیں ہوتے) (یہ آیات ان کے حال کی حکایت ہیں)۔
اے اللہ! مجھے اس قوم میں سے بنا دے یا اس قوم کے دیکھنے والوں میں سے بنا دے کیونکہ میں دوسری قوم
کی طاقت نہیں رکھتا جو شخص کہ اس راستگی میں رکھتا ہے اور اس اندیشہ خیال کا بیج دل میں بوتا ہے
اس کو چاہئے کہ تمام چیزوں کو چھوڑ کر ان اکابر کی صحبت اختیار کرے اور جان کو لوازم طلبگاری پر قربان
کرے اور جہاں کہیں سے اس نعمت کی اولاد غ میں پہنچے اس کے درپے ہو جائے کسی نے خوب کہا ہے۔
بعد ازین مصلحت کار و دران سے بنیم کہ روم پر درمخانیہ و خوش نشینم
(اس کے بعد میں کام کی مصلحت اس امر میں دیکھتا ہوں کہ میخانہ کے دروازے پر جاؤں اور وہاں خوش قدم بیٹھ جاؤں)

۴۸

۴۸

دوستوں سے دعائے سلامتی خاتمہ کی امید کی جاتی ہے، والسلام علیکم وعلیٰ سائر من اتبع الہدی۔

مکتوب ۲۳

مرزا غضنفر کے نام کیفیات کی شرح اور ان واردات کی تعبیر میں جو کتابوں نے لکھے تھے تحریر فرمایا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم حمد و صلوة اور تبلیغ دعوات کے بعد عرض ہے کہ مکتوب شریف پہنچ کر مسرت کا سبب ہوا چونکہ بلند احوال اور اعلیٰ واردات پر مشتمل تھا خوشی میں اضافہ کیا، لطائف خمسہ کی فنا اور اپنے آپ سے یافت کی نفی اور خود بخود کی یافت کے اثبات کے بارے میں جو کچھ آپ نے لکھا تھا اور یہ کہ اس شعر کو اپنے حال کے موافق پایا ہے۔

نئی دہرہ ہم صحبتاں بخلوت خویش فغاں کہ یافتہ دلدار ذوق صحبت خویش

[قریباً ہے کہ محبوب نے اپنی صحبت کا ذوق پایا ہے اس لئے ہم صحبتوں کو اپنی خلوت میں رات نہ نہیں دیتا] واضح ہوا۔ یہ ایک صحیح حال ہے حق سبحانہ و تعالیٰ اسی طرح پر ترقیات کی راہ کو کھلا رکھے، اللہم سر د - ۲۹ [اے اللہ! اور زیادہ فرما] — آپ نے لکھا تھا کہ "میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ ٹوپی اور اس کے اوپر صافہ طرہ والا جیسا کہ باشندگان عرب دو طرے (شملہ و طرہ) چھوڑ کر سینے میں آپ نے میرے سر پر رکھا ہے اور فرماتے ہیں جو کچھ ہم میں تھا ہم نے وہ سب تم کو دیدیا اور تمہاری امانت تمہیں پہنچا دی" میرے مخدوم! یہ خواب ایک بہت بڑی بشارت ہے، مبارک ہو لیکن اس عبارت کو اس پر محمول کرنا چاہئے کہ جو کچھ ہمارے اندر تھا ہم نے تمہارے ظرف و استعداد کے مطابق تم کو دیدیا یا تمہاری امانت کے متعلق جو کچھ ہمارے اندر تھا ہم نے تم کو دیدیا جیسا کہ دو اقرہ اس کا قرینہ ہے۔ — آپ نے لکھا تھا کہ "تاریخ تجد کے بعد میں

مشغول (مراقب) تھا میں نے دیکھا کہ دل (قلب) اور سر کے درمیان ایک بڑا دائرہ پیدا ہوا اور اس دائرے کے درمیان اپنے دل کو کمان کے چلنے کی مانند پایا جیسا کہ ایک چلنے کو دو کمانوں پر زہ کیا گیا ہو، اسی صورت میں ایک کمان کی جانب جو نظر جاتی تھی تو خالص وحدت دیکھتا تھا اور دوسری کمان کی طرف جو نظر جاتی تھی تو کثرت نظر میں آتی تھی، یہ کثرت بھی رفتہ رفتہ خالص وحدت ہو گئی اور دونوں کمانوں میں خالص وحدت دیکھی جاتی تھی۔" میرے مخدوم! بزرگوں نے قلب کو بزرخ کہا ہے شاید کہ یہ قلب کی بزرخی صورت ہے جو نظر آتی ہے اور وہ جو ایک کمان میں خالص وحدت اور دوسری کمان میں کثرت نظر آتی ہے یہ قاب و ستین سے ہے اور وہ جو کثرت بھی رفتہ رفتہ خالص وحدت ہو گئی اور آپ نے دونوں کمانوں میں وحدت دیکھی

وہ او اذنی کا مقدمہ ہے اور یہ جویم نے کہا کہ او اذنی کا مقدمہ یہ اس لئے ہے کہ او اذنی اس وقت متحقق ہوتا ہے جبکہ کثرت کی قوس نظر سے بالکل جاتی رہے اور منظور نظر سوائے قوس وحدت کے کچھ نہ ہو۔ اور یہ جو اس کے بعد آپ نے لکھا ہے کہ یہ یافت نفس یا روح کے ساتھ مخصوص نہیں تھی بلکہ یہ معاملہ خود بخود تھا، یہ کثرت کی قوس کے نظر سے ساقط ہونے کی خبر دینے والا ہے والغیب عند اللہ بسعائند [غیب کا علم] (اللہ سبحانہ کے پاس ہے)۔ آپ نے لکھا تھا کہ اس دوران میں ایک مخصوص نسبت وارد ہوئی تھی کہ جس کے ساتھ دل ہرگز آشنا نہیں تھا جیسے کوئی اجنبی کسی ایسے شہر میں آجائے جس کو کبھی نہ دیکھا ہو، بیشک **إِنَّ الْمَلَائِكَةَ إِذَا دَخَلُوا قَرْيَةً أَقْسَدُ وَهَآ وَجَعَلُوا أَعْرَظَةً أَهْلِهَا إِذْ لَكَ** [تحقیق بادشاہ جب کسی بستی میں داخل ہوتے ہیں تو اس کو تباہ کر دیتے ہیں اور اس کے باعزت لوگوں کو ذلیل کر دیتے ہیں] کسی نے خوب کہا ہے کہ

بوصلش تارسم صد بار از با افگند شوقم کہ تو پروازم و شاخ بلند آشیان ام
[اس کھل تک سائی ہی پہلے میرا شوق مجھ کو سینکڑوں بار پاؤں سے گرا دیتا ہے کیونکہ میں نیانیا کرنے والا ہوں اور ایک بلند شاخ پر آشیان لکھا ہوا]

والسلام علیکم وعلیٰ سائر من اتبع الہدی۔

مکتوبات ۲۲

ملاشتاق بہرہ کی کہ نام اس شبہ کے حل میں جو کہ آئے کریمو اتبع ملت از اہم حنیفا سے پیدا ہونے اور حدیث لا تغضوبونی علیٰ یونس ابن مثنیٰ کی تحقیق میں اور الایمان لا یزید ولا ینقص کی شرح میں اور عوام کے ایمان کی اجبار علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ مساوات کا توہم دور کرنے اور شہداء جو کہ بعض فضائل کے ساتھ مخصوص ہیں ان کی اجبار علیہم الصلوٰۃ والسلام پر فضیلت توہم کو دور کرنے کے بارے میں تحریر فرمایا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم حمد و صلوة و تبلیغ دعوات کے بعد عرض ہے کہ جو خط آپ نے ازراہ محبت ارسال کیا تھا وہ پہنچ کر مسرت بخش ہوا، اس میں آپ نے چند سوال لکھے تھے، میرے مخدوم! آپ کے ان سوالوں کو علماء و مشائخ حل کر چکے ہیں تاہم سوال کے لئے جواب سے چارہ نہیں ہے (اس لئے) اس بارے میں کچھ لکھا جاتا ہے:-

پہلا سوال یہ ہے کہ حق تعالیٰ شانہ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی شان میں

سورۃ ۲۱ آیت ۲۸۔ ۲۹ پر یہی دلیل دلائی کہ افغانستان آپ کا مزار مبارک بھی تک ہاں موجود ہے اور آپ حضرت مرثیہ الونقی کے خلفائے ہیں نیز وہاں دلوگر میں شاہ ابوالفتح و کلام زاری موجود ہے جو کہ تھمر عمر فاروق علیہ السلام کا پوچھنا چھٹی پشت میں ہے سورۃ ۲۱ آیت ۲۸۔

فرمایا ہے اِنِّیْ جَاعِلُکَ لِلنَّاسِ اِمَامًا [بیشک میں آپ کو لوگوں کے لئے امام بنانے والا ہوں] اور نیز فرمایا ہے
 وَ اَتَّبِعْ مِلَّةَ اَبْرٰهٖمَ حَنِیْفًا [آپ کیسے ہو کر ملتِ ابراہیم کا اتبع کیجئے] پس ان دونوں آیتوں کے مقتضی کے
 مطابق حضرت ابراہیم علیہ السلام مقتدی (جس کی اقتدار کی جائے) اور نبیوع (جس کا اتبع کیا جائے) ہوئے
 اور ہمارے پیغمبر علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام تابع (اتباع کرنے والے) ہوئے، اور حالانکہ ہمارے پیغمبر علیہ وعلیٰ
 آلہ الصلوٰۃ والسلام (تمام مخلوقات سے) یقینی طور پر افضل ہیں اور یہی اشکال حضرت آدم علیہ السلام کے
 بارے میں بھی پیش آتا ہے، حق تعالیٰ فرماتا ہے اِنِّیْ جَاعِلُکَ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً [تحقیق میں زمین میں ایک نائب
 بنانے والا ہوں] پس اس آیت شریفہ سے وہی اشکال لازم آتا ہے جو کہ مذکورہ سابق آیت سے لازم آتا ہے
 (یعنی فضیلتِ آدم علیہ السلام)۔ جواب: آیہ کریمہ اِنِّیْ جَاعِلُکَ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً میں کوئی اشکال
 نہیں ہے اس لئے کہ خلافت کا یہ حکم نوع انسان کے لئے ہے حضرت آدم علیہ السلام کے ساتھ خصوصیت
 نہیں رکھتا جیسا کہ ملائکہ کا جواب کہ اَتَجْعَلُ فِیْہَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْہَا وَ یَسْفِکُ الدِّمَآءَ [کیا آپ اس کو پیدا
 کریں گے جو زمین میں فساد اور خونریزی کرے گا] اس پر دلیل ہے، کیونکہ فساد اور خونریزی نوع انسان میں ہے نہ کہ
 آدم علیہ السلام میں، اور خلافتِ الہیہ کی خصوصیت آدم علیہ السلام کے ساتھ مان لینے کی صورت میں یہ
 خلافت حضرت آدم علیہ السلام کے زمانہ کے ساتھ خاص ہوگی نہ کہ دائمی خلافت کہ جس سے اشکال کا
 تصور ہو سکے جیسا کہ (اللہ تعالیٰ نے) حضرت داؤد علیہ السلام کی شان میں فرمایا ہے، یٰدَاؤُدُ اِنَّا جَعَلْنَاکَ
 خَلِیْفَتِنِیْ فِی الْاَرْضِ [لے داؤد! ہم نے آپ کو زمین میں خلیفہ (بادشاہ) بنایا] اور حضرت مہدی علیہ الرضوان کی
 شان میں قَانَ فِیْہِمْ خَلِیْفَةً اللّٰہِ الْمَہْدِیُّ [پس بیشک ان میں اللہ تعالیٰ کا خلیفہ مہدی ہے] وارد ہوا ہے
 اور اسی قسم سے قطب ارشاد و غوث و قطب مدار ہیں جو کہ ہر زمانہ میں ہوتے ہیں کہ (ان کی) قطبیت اور
 تمام مناصب انہی کے زمانوں کے ساتھ خاص ہوتے ہیں، اور اسی طرح قَدَّحِیْ عَلٰی رَقَبَتِکَ لِوَلِیِّ اللّٰہِ
 [میرا قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے] جو کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ نے فرمایا ہے (پہلی) تحقیق
 شدہ قول کی بنا پر اس وقت کے اولیاء اللہ کے ساتھ مخصوص ہے، ہاں آیت کریمہ اِنِّیْ جَاعِلُکَ
 لِلنَّاسِ اِمَامًا کا حکم عام اور دائمی ہے۔ قاضی بیضاوی نے اپنی تفسیر میں کہا ہے اور اُن (حضرت ابراہیم
 علیہ السلام) کی امامت عام اور دائمی ہے اس لئے کہ اُن کے بعد کوئی ایسا نبی مبعوث نہیں ہوا جو ان کی
 ذریت میں سے نہ ہو اور ان کی اتبع کا نامور نہ ہو (اگرچہ وہ اتبع فی الجملہ ہوتی ہیں جمیع الاحکام نہ ہو) جیسا کہ

۱۲۲ سورت آیت ۱۲۵ سورت آیت ۵۵ سورت آیت ۳۶۔

۱۲۵ پوری حدیث مشکوٰۃ شریف باب اشراف الساعۃ میں ہے لیکن اس میں قَانَ فِیْہِمْ کِیْ جَلَّ قَانَ فِیْہَا ہے (رواہ احمد والبیہقی)

ایک کریمہ (تَبِعَ مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا) اس پر دلالت کرتی ہے لیکن یہ آیتیں آنسور علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام کی افضلیت میں کوئی کمی نہیں کرتیں (کیونکہ مفسرین نے کہا ہے یعنی توحید میں یا حق جل و علا کی طرف دعوت دینے کے طریقے میں ان (حضرت ابراہیم علیہ السلام) کی پیروی کر جیسا کہ وہ نرمی و مدارات کے ساتھ پے درپے دلائل پیش کر کے اور ہر شخص کی سمجھ کے مطابق بحث کر کے دعوت دیتے تھے آپ بھی ایسا ہی کیجئے۔ صاحب تیسیر نے بیان کیا ہے کہ اتباع (پیروی) کرنا اس راہ پر چلنے کا نام ہے جس پر مبعوع (جس کا اتباع کیا جائے) چلا ہے۔ پس آنسور کا حضرت ابراہیم علیہما الصلوٰۃ والسلام کا اتباع کرنا اس بنا پر تھا کہ آپ ان (حضرت ابراہیم علیہ السلام) کے بعد مبعوث ہوئے تھے نہ اس لئے کہ آپ مرتبہ میں ان سے کم ہیں اور آنا اَكُوْمَا الْاَوْلٰئِنَ وَالْاٰخِرِيْنَ عَلٰى اَللّٰهِ (میں اللہ کے نزدیک اولین و آخرین میں سب سے زیادہ مکرم ہوں) کے ارشاد کے بموجب یہ بات مسلم ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام انبیاء (علیہم السلام) سے اکرم و افضل ہیں اور فضیلت میں آپ کا حصہ تمام انبیاء و اصفیاء سے بہت زیادہ اور بہت جامع ہے اور یہ جو قَوْلُهُمْ اَتْتَدُوْنَهُ (پس آپ ان (انبیاء) کی روش کی پیروی کریں) وارد ہوا ہے یہ بھی اسی قسم سے ہے کہ اس امر سے (بھی) آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی افضلیت میں کوئی نقص لازم نہیں آتا۔ ان سب کے باوجود ہم کہتے ہیں کہ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ فاضل کو مفضول کی متابعت کا حکم دیتے ہیں اور متابعت کے حکم سے اس کی فاضلیت میں کوئی نقص لازم نہیں آتا۔ اللہ تعالیٰ اپنے نبی کریم علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام سے فرماتا ہے وَشَاوِرْهُمْ فِى الْاَمْرِ (آپ ان (اپنے اصحاب) سے کام میں مشورہ کر لیا کریں) اصحاب کرام کے ساتھ مشورہ کرنے کا امر ان کی متابعت کے امر کو شامل ہونے سے خالی نہیں ہے (یعنی امر متابعت کو شامل ہے) ورنہ مشورہ کرنے کا کیا فائدہ ہوگا۔ (حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ان سے فضل ہونا اور صحابہ کا مفضول ہونا مسلمہ امر ہے) اس مقام کی تحقیق اور اس معاملہ کی حقیقت کو ہمارے حضرت عالی (مجدد الفاتح ثانی) قدسنا اللہ سبحانہ بستر نے کشف و عرفان کے طریق سے اپنے مکتوبات شریف میں لکھا ہے وہاں ملاحظہ فرمائیں۔

دوسرا سوال یہ ہے کہ جناب مقدس حضرت رسالت پناہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام یقینی طور پر سب انبیاء سے افضل ہیں تو کچھ حدیث لَا تَفْضِلُوْنِیْ عَلٰی یُوْنُسَ بْنِ مَتٰی [تم مجھ کو یونس بن متی پر فضیلت مت دہا] کس معنی میں ہے؟ اور حدیث مَنْ قَالَ اَنَا خَيْرٌ مِنْ یُوْنُسَ بْنِ مَتٰی فَقَدْ كَذَبَ [جس شخص نے کہا کہ میں یونس بن متی سے بہتر ہوں تو اس نے جھوٹ کہا] کس طرح ہے؟۔ جواب: ہو سکتا ہے کہ (اس کے) معنی اس طرح ہوں کہ مجھ کو (ان پر) اس طرح فضیلت نہ دو کہ جس سے مفضول میں نقص لازم آتا ہو یا

عنه رواه البخاری، المشکوٰۃ باب ذکر الانبیاء۔ ۱۵ سورۃ آیت ۹۱۔ ۲ سورۃ آیت ۱۵۸۔

لڑائی جھگڑے کا باعث ہو اور نیز ہو سکتا ہے (یہ معنی ہوں) کہ تمام قسم کے فضائل میں فضیلت نہ دو اگرچہ ہمارے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کئی فضیلت حاصل ہے جیسا کہ امام مودن سے مطلق طور پر افضل ہے اگرچہ اذان دینے کی فضیلت اس میں نہیں ہے، اور نیز ہو سکتا ہے کہ یہ معنی ہوں کہ تم اپنے نفس و خواہشات کی طرف سے فضیلت نہ دو، اور نیز ہو سکتا ہے کہ یہ قول تواضع اور کسر نفس کے طور پر فرمایا ہو، اور نیز ہو سکتا ہے کہ اس کے معنی یہ ہوں کہ نفس نبوت میں مجھ کو (اُن پر) فضیلت نہ دو جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

لَا تَفْرَقْ بَيْنَ أَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهِ [ہم اس (اللہ تعالیٰ) کے رسولوں میں سے کسی کے درمیان فرق نہیں کرتے] اور نیز ہو سکتا ہے کہ آپ کا یہ قول اپنی افضلیت کا علم ہونے سے پہلے کا ہو، جانا چاہئے کہ تمام انبیاء علیہم السلام کو اس امر میں شرکت حاصل ہے اس کے باوجود اس حکم میں حضرت یونس علیہ السلام کی تخصیص اس وجہ سے ہے کہ چونکہ اُن (حضرت یونس) علیہ السلام سے ایک زلزلت (لغزش) واقع ہوئی تھی اس وجہ سے یہ اُن کے نقص کے توہم کا مقام ہوا اس توہم کو دور کرنے کے لئے ان کی تخصیص اس حکم میں فرمائی کہ التَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ كَمَنْ لَا ذَنْبَ لَهُ [گناہ سے توبہ کرنے والا اس شخص کی مانند ہے جس کے ذمہ کوئی گناہ ہو] اور أُولَٰئِكَ يُبَدِّلُ اللَّهُ سَيِّئَاتِهِمْ حَسَنَاتٍ [یہ وہ لوگ ہیں جن کے گناہوں کو اللہ تعالیٰ نیکیوں کے ساتھ تبدیل دیتا ہے] کے مصداق اس (زلزلت) کے باعث ان کے اور اُن کی نبوت کے رتبہ میں کوئی نقص پیدا نہیں ہوا اور ہو سکتا ہے کہ اسی اعتبار سے ۳۵

آپ نے فرمایا ہو کہ جس نے یہ کہا کہ "میں یونس بن مثنیٰ سے بہتر ہوں تو اُس نے جھوٹ کہا" یعنی جس شخص نے ان علیہ السلام کی لغزش کے پیش نظر اپنے آپ کو اُن پر فضیلت دی اور اپنے آپ کو لغزش اور گناہوں سے پاک تصور کیا پس تحقیق اس نے جھوٹ بولا۔ اللہ تعالیٰ ان کی شان میں فرماتا ہے: فَنَادَىٰ فِي الظُّلُمَاتِ أَن لَّا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ فَاسْتَجَبْنَا لَهُ وَنَجَّيْنَاهُ مِنَ الغَمِّ وَكَذَٰلِكَ نُصَلِّيُ الْمُؤْمِنِينَ [پس انہوں نے انہیوں میں (اللہ تعالیٰ) کو بجا رکھا کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں ہے تو پاک ہے میں بیشک قصودار ہوں، پس ہم نے ان کی دعا قبول کی اور ہم نے ان کو اس غم سے نجات دی اور ہم اسی طرح ایمان والوں کو نجات دیا کرتے ہیں] اور نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا فَاجْتَبَاهُ رَبُّهُ فَجَعَلَهُ مِنَ الصَّالِحِينَ [پھر ان کے رب نے ان کو برگزیدہ کر لیا اور ان کو صالحین میں سے کر دیا]

تیسرا سوال یہ ہے کہ یہ بات مسلم و واضح ہے کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو تمام افراد امت پر کئی فضیلت ہے اور صحیح حدیث میں آیا ہے کہ بعض کمالات بعض افراد امت میں (ایسے) ہیں جو کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام

۱۔ سورۃ آیت ۱۸۵ ۲۔ سورۃ آیت ۲۵ ۳۔ سورۃ آیت ۸۸ ۴۔ سورۃ آیت ۶۵

۵۔ ربہ ابن ماجہ میں حدیث میں سورۃ مرقا و توفیقاً سورۃ انعام بالقرآن ۶۔ اس معنیوں کی شرح مشکوٰۃ شریف باب الحب فی اللہ میں ہے۔

ابو داؤد مذکور ہے۔

پر فضیلت رکھتے ہیں جیسا کہ شہدائے رقی سبیل اللہ غسل کی حاجت نہیں رکھتے اور وہ موتی (مردہ) کے لفظ سے
ہیں پکارے جلتے اور انبیاء (وفات کے بعد) غسل کے محتاج ہیں اور ان کے لئے موتی کا لفظ بولا جاتا ہے
جواب :- یہ فضیلت جزئی فضیلت کی طرف راجح ہے کہ اس میں کوئی اشکال نہیں ہے ہر ایک جلاہا
اور حجام اپنے ہنر و پیشہ کے اعتبار سے صاحبِ فنون عالم پر فضیلت رکھتا ہے اور کئی فضیلت انبیاء
اور عالم کے لئے ہے۔

سوال چہارم: علمائے ماتریدیہ نے کہا ہے اَلْاِيْمَانُ لَا يَزِيْدُ وَلَا يَنْقُصُ [ایمان نہ زیادہ ہوتا
ہے اور نہ کم ہوتا ہے] اس عبارت سے لازم آتا ہے کہ عام مومنین کا ایمان انبیاء علیہم السلام کے ایمان کی
مانند ہو اور حالانکہ انبیاء علیہم السلام کا ایمان قرب و درجہ میں اکمل ہے۔ جواب :- انبیاء علیہم السلام
کے ایمان اور عوام کے ایمان کو نفسِ ایمانیت میں شرکت و برابری ہے اور ایمان انبیاء کی فضیلت
ایمان کو کامل کرنے والی صفات کی طرف راجح ہے کیونکہ جو ایمان کہ اعمالِ صالحہ کے ساتھ بلا ہوا ہے اور
گناہوں اور مشتبہ امور سے پاک ہے وہ کچھ اور ہی صفائی اور علیحدہ تورانیت رکھتا ہے اور بہت بڑے
نتیجے و ثمرات لاتا ہے بلکہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ ایک دوسری نوع ہو جاتا ہے جیسا کہ افرادِ انسان جو کہ نفس
انسانیت میں مشترک و مساوی ہیں اور صفات کے کمال و نقصان کے پیش نظر ان میں سے ایک جماعت
[اللہ تعالیٰ نے] كَالْاَنْعَامِ بَلَّغْتُمْ اَصْلًا [وہ جو پایوں کی مانند ہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ گم راہ ہیں] فرمایا ہے
اور وہ حقیقتِ انسانی سے نکل گئے ہیں اور یہ جو حدیث شریف میں آیا ہے لِوَاثَرْتَنَ اِيْمَانٍ اِيْنِي بَكْرٍ مَعَ
اِيْمَانٍ اَمِيْنِي لَمْ يَحْمِ [اگر حضرت] ابوبکر کے ایمان کو میری امت کے ایمان کے ساتھ وزن کیا جائے تو وہ ضرور بڑھ جائیگا
یہ ایمان کا بڑھ جانا بھی صفاتِ کاملہ کے باعث ہے جو کہ ایمان کی تورانیت و صفائی کو بڑھاتی ہے
اور میزان (ترازو) کے پلے کو راجح (بھاری) کر دیتی ہے کیونکہ صفات و اعراضِ میزانِ موعود (آخری) میں
وزن کی جائیں گی، اُن (ابوبکر) کا ایمان بھاری کیوں نہ ہو جبکہ وہ موتِ قبل از موت سے مشرف
ہوتے ہیں، اور اس صفت میں وہ صحابہ کرام کے درمیان ممتاز ہوئے اور سبقت لے گئے ہیں اور اسی لئے
آیہ کریمہ وَالَّذِيْنَ مَعَهُ [اور جو اس (پیغمبر) کے ساتھ ہیں] اُوْلٰئِكَ كَرِيْمٌ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا [بیشک اللہ تعالیٰ
ہمارے ساتھ ہے] کے مصداق معیت کی دولت سے مشرف ہوئے ہیں اور صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) کے
درمیان اس موت کی بشارت کے ساتھ جو کہ عینِ معرفت اور ایمان کو کامل کرنے والی ہر بشر ہوئے ہیں

عہ ارشاد باری تعالیٰ ہے وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ اَلَيْهٖ - عہ ارشاد باری تعالیٰ ہے اِنَّكَ
مِيْتٌ وَاَنْتُمْ مِيْتُوْنَ سہ امام ابو منصور ماتریدی رحمہ اللہ کے متبعین۔

جیسا کہ ان کی شان میں وارد ہوا ہے: مَنْ أَرَادَ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى مَيْتٍ يَمْشِي عَلَى وَجْهِ الْأَرْضِ فَلْيَنْظُرْ إِلَى أَبِي بَكْرٍ ابْنِ أَبِي قَحَافَةَ [جو شخص چاہتا ہے کہ کسی میت (موتہ) کو زمین پر چلتا ہوا دیکھے تو اس کو ابو بکر ابن قحافہ کی طرف دیکھ لیتا چاہئے] اگرچہ تمام صحابہ بھی اس موت کے ساتھ منصف تھے لیکن اس بشارت کے ساتھ ان کی تخصیص اس صفت میں دوسروں سے زیادہ ان کے کمال کی خبر دینے والی ہے اور جو شخص کہ اس صفت میں زیادہ کامل ہے اس کا ایمان بھی اسی قدر زیادہ کامل ہے کیونکہ یہ موت (قبل از موت) اطمینان نفس کا ثمرہ دینے والی ہے اور اطمینان نفس ایمان حقیقی ہے جو کہ زوال سے محفوظ ہے آیہ کریمہ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا آمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ [اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ اور رسول کے رسول پر (حقیقی طور سے) ایمان لاؤ] کو اسی ایمان کی طرف اشارہ ہے، اور شاید کہ حدیث اللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ إِيمَانًا لَيْسَ بَعْدَهُ كُفْرٌ [اے اللہ! میں آپ سے ایسا ایمان مانگتا ہوں جس کے بعد کفر نہ ہو] میں ہی ایمان مطلوب ہے، یہ وہ موت ہے جو کہ دائمی زندگی تک پہنچاتی ہے اور قرب و معرفت کے انوار کے ساتھ منصف کرتی ہے، آیہ کریمہ أَوْ مَنْ كَانَ مَيْتًا فَأَحْيَيْنَاهُ وَجَعَلْنَا لَهُ نُورًا مِّمَّنْشِي بِهِ فِي النَّاسِ [کیا ایسا نہیں ہے کہ جو شخص مردہ تھا پس ہم نے اس کو زندہ کیا اور اس کے لئے ایک نور بنایا جس کے ساتھ وہ لوگوں میں چلتا پھرتا ہے] میں اسی معنی کی طرف اشارہ ہے، والسلام علیکم وعلیٰ سائر من اتبع الهدیٰ والترم متابعتہ المضطط علیٰ علیٰ الصلوات والتسلیمات والبرکات والنجیات۔

مکتوب ۲۵

میر عبد القادر ولد حقانی آگاہ میر محمد نعمان قدس سرہ کے نام طلبگاری کے لازم ادا کرنے کے بائیں میں تحریر فرمایا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم حمد و صلوة اور تبلیغ دعوات کے بعد عرض ہے کہ روزمرہ کے امور و حالت حمد کے لائق ہیں، امید ہے کہ آن عزیز (آپ) بھی عافیت سے ہوں گے اور سنت منورہ و شریعت عالیہ کے راستے پر استقامت رکھتے اور طلبگاری کے لازم سے فارغ نہیں ہوں گے اور ہمیشہ تشنہ و مضطرب رہتے ہوں گے، (طلب حق سے) سیری و فراغت نصیب دشمنان ہو، کسی بزرگ نے کہا ہے کہ تصوف بیکاری ہے جب قرار لیا تو تصوف نہ رہا، مرید کو اس صفت کا ہونا چاہئے کہ حتیٰ إذا ضاقت علیہم الأرض بما رحبت وضاقت علیہم السماء وظنوا أن لا ملجأ من الله إلا إليه

۱۱۸ - سورہ آیت ۱۳۱ - سورہ آیت ۱۲۳ - سورہ آیت ۱۱۸ -

[بہا تک کہ زمین اپنی فراخی کے باوجود ان پر تنگ ہو گئی اور وہ خود بھی اپنی جان سے تنگ آگئے اور انھوں نے سمجھ لیا کہ اللہ تعالیٰ (کے غضب سے کہیں پناہ نہیں مل سکتی بجز اس کے کہ اسی کی طرف رجوع کیا جائے) جب طالب صادق اس صفت کا ہو جائے تو امید ہے کہ بخشش کا سمندر جوش میں آجائے اور تَمَّتْ تَابَ عَلَيْهِمْ لِيَتُوبُوا [پھر اللہ تعالیٰ ان پر مہربان ہوتا کہ وہ آئندہ بھی (اس کی طرف رجوع نہ کریں) کی خوشخبری اس کی جان کے کان میں پہنچائے اور اس کو اس سے لے لے، تعجب ہے کہ سعادت مند جوان خوابِ خرگوش میں آرام پذیر ہیں اور لوازمِ طلب سے بیٹھ گئے ہیں اور بچوں کی طرح جو ہر نفیسہ کی بجائے چند ٹھیکروں کے ساتھ مشغول ہو گئے ہیں۔

سہ درجہاں شاہدے وما فارغ در قدح جرئہ وما ہشیار
[جان میں ایک معشوق (موجود) ہے اور تم بے پرواہ ہیں پیالہ میں کچھ شراب ہے اور ہم ہشیار ہیں]

مکتوبات

صوفی سعادت کاہلی کے نام ان کے وقائع کی تعبیر اور احوال کی شرح کے بیان میں تحریر فرمایا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَوَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادَةِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی، آپ کا مکتوب جو کہ وقائع روشن و احوال پسندیدہ پر مشتمل تھا پہنچا اور اس نے خوش وقت کیا اللہ سبحانہ کی حمد ہے کہ آپ عافیت سے ہیں اور اپنے کام میں سرگرم ہیں۔ دو واقعے جو آپ نے لکھے تھے ایک واقعے میں مصحف اور دوسرے واقعے میں خلعت آپ کو دیا گیا ہے (بیرونوں) عمدہ بشارت دینے والے ہیں، اور یہ جو آپ نے لکھا تھا کہ اکثر جب میں اپنے احوال میں مقید ہو جاتا ہوں تو اپنے آپ کو نہیں پاتا ہوں اور مراقبہ میں ایسا مشاہدہ ہوتا ہے کہ ہر ایک بال چرائغ کی مانند شعلہ دیتا ہے اور کلمہ طیبہ کے کہنے میں ایسی لذت پیدا ہوتی ہے کہ بے اختیار آنسو رواں ہو جاتے ہیں، کیا کمالِ فنائے نفس یہی ہے یا کوئی اور چیز ہے؟ (جو آپ) معلوم فرمائیے کہ یہ احوال عمدہ اور پسندیدہ ہیں اور فنائے نفس کے لوازم و متعلقات میں سے ہیں لیکن فنائے نفس فی نفسہ ایک اور امر ہے ع

۵۶. آنجا ہمہ آنست کہ برتر زیان ست [وہاں سب کچھ وہ ہے جو کہ بیان سے بالاتر ہے]

ہاں آپ نے یہ جو لکھا ہے کہ میں اپنے آپ کو نہیں پاتا ہوں اور یہ جو اس کے بعد لکھا ہے کہ تلپے آپ کو جان سکتا ہوں اور نہ عالم کو، اگر یہ بات فتلے قلب کے بعد پیش آتی ہے تو فتلے نفس کی مبادیات میں سے اور اس کے لوازم میں سے ہے۔ مختصر یہ ہے کہ امیدوار ہیں اور عقل میں قریبوں (کیا اور بھی ہے)

کہتے ہوئے فوق کی طرف متوجہ رہیں، ع

ہنوز ایوان استغنا بلند ست [ابھی بے تیاری کا مقام بلند ہے] آپ نے لکھا تھا کہ "نماز کے شروع میں بھی اکثر جمعیت رونما ہوتی ہے اکثر اوقات جب اپنے آپ میں مفید ہو جانا ہوں تو آفتاب و باہتاب کے شعلہ کی طرح نظر آتا ہے فقیر اس کے ادراک سے عاجز ہے۔" آپ جان لیں کہ جو حالت نماز میں حاصل ہوتی ہے بہت عمدہ ہے اور یہ جو آپ خود کو آفتاب کا شعلہ پاتے ہیں ہو سکتا ہے بقا کے آثار ہوں اور یہ نور حیات کا ہو جو کہ موت پر مترتب ہوتی ہے جیسا کہ آیہ کریمہ ^{۱۴۳} _{۱۴۳} **أَوْ مَن كَانَ مِيتًا فَأَحْيَيْنَاهُ وَجَعَلْنَا لَهُ نُورًا آيَةً** [کیا ایسا نہیں ہے کہ جو شخص مردہ تھا پھر ہم نے اس کو زندہ کر دیا اور اس کے لئے ہم نے نور بتلایا] اس کی خبر دینے والی ہے، والسلام اولاً و آخراً۔

مکتوبات

ملا عطاء اللہ سورتی کے نام احوال کو نصیحت کے بیان میں تحریر فرمایا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَ سَلَامٌ عَلٰی عِبَادِهِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی، فضائل مآب برادر ملاء عطاء اللہ اس جانب سے سلام عاقبت انجام پڑھیں اور دو دن تادم دستوں کو دعلے خیر کے ساتھ یاد کریں میرے مخدم! چند روزہ زندگی کو جو کہ بہت قیمتی ہے سب سے قیمتی اشیاء میں صرف کرنا چاہئے اور وہ مولائے حقیقی جل سلطانت کی خوشنودیوں کا حاصل کرنا ہے کمر ہمت کو اس بزرگ کام میں کس کرنا بندھیں اور جو کچھ اس کے منافی ہے اس سے الگ ہو جائیں، بندہ کے حق میں کمال یہ ہے کہ اس کا مولا اس سے راضی ہو اور وہ اس (اپنے مولا) سے راضی ہو، اس لئے مقام رضا تمام مقامات سے اوپر ہے، اس رضا کی علامت یہ ہے کہ بندہ اس تعالیٰ شانہ سے راضی ہو جائے اور ارادوں اور خواہشات میں اس تعالیٰ شانہ کی رضامندی کے خلاف اس سے غلطی نہ ہو اور رنج پہنچنے کی حالت میں نعمت حاصل ہونے کی مانند کشادہ رُو رہے اور اس کے اوامر و نواہی میں اس کی ابرو پر پل نہ آئے اور تمام افعال واجبی اللہ تعالیٰ کے افعال میں شرح صدر کے ساتھ رہے اور اس عزیز برہان کی قضا و قدر کے ساتھ اطاعت و تسلیم اختیار کرے، والسلام

مکتوبات

شیخ نور محمد سورتی کے نام نصیحت کے بیان میں تحریر فرمایا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم حمد و صلوة و تبلیغ دعوات کے بعد عرض ہے کہ (یہاں کے) احوال بہر حال میں حمد کے لائق ہیں، دوستوں کی خیریت مطلوب و مقصود ہے، اوقات کو ذکر و فکر کے ساتھ معمور رکھیں اور مولائے حقیقی جلت عظمتہ کی خوشنودیوں کے حاصل کرنے میں جان کے ساتھ کوشش کریں اور آخرت کا زاہد راہ تیار کریں۔

جَاءَتِ الرَّاجِفَةُ تَتَّبِعُهَا الرَّادِفَةُ جَاءَا الْمَوْتُ بِحَذَائِفِهِ جَاءَا الْمَوْتُ بِمَا فِيهِ [ہلادینے والی چیز (مور) اسرائیل کی پہلی پھونک) آگئی جس کے بعد ایک ہی آنے والی چیز (دوسری پھونک) آجائیگی موت پوری طرح آگئی، موت ان چیزوں کے ساتھ آگئی جو کہ اس میں ہیں (یعنی نزع و غیرہ جو موت وقت اور احوال قبر وغیرہ جو اس کے بعد واقع ہوں گے) احوال لکھتے رہیں، اپنے راہ سلوک اور صاحبزادگان کی کیفیت لکھتے رہیں اور کوشش کریں کہ آپ ہر روز بہترین ترقیات کے دروازے کھلے رہیں مَنِ اسْتَوَى يَوْمَ الْقِيَامَةِ

مَغْبُونٌ [جس شخص کے دوران کیا گیا
گزیریں وہ خائب ہیں ہے]
دوستوں کو دعائے خیر کے
ساتھ یاد رکھیں، والسلام

میر محمد امین بخاری کے نام آیہ کریمہ **وَ مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ** اور آیہ کریمہ **إِنَّا عَرَضْنَا الْأَمَانَةَ عَلَى السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَالْجِبَالِ فَأَبَيْنَ أَنْ يَحْمِلْنَهَا وَأَلْفَيْنَا بِهَا الْوَدَّاعَ** کی شرح و تفسیر میں تحریر فرمایا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم حمد و صلوة و ارسال تہنات کے بعد سیادت و نقابت پناہ کی خدمت میں عرض ہے کہ اس نوح کے نفا کے احوال و اطوار حمد کے لائق ہیں اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ سے آپ کی ظاہری و باطنی سلامتی و استقامت کے لئے دعا کی گئی ہے۔ گرامی نامہ جو آپ نے اس مسکین کے نام ارسال کیا تھا اس نے مشرف کیا، اللہ سبحانہ کی حمد ہے کہ ظاہری مشاغل اور متفرق تعلقات کے باوجود باطنی رابطوں اور محبتوں میں کوئی نقص نہیں آیا ہے، امید ہے کہ روز بروز (اس حالت میں) اضافہ ہوگا اور روزانہ ترقی ہوگی، اس گروہ سے محبت کرنے والا اس گروہ کے ساتھ ہے **أَلَمْ تَرَ مَعَهُ مَنْ أَحَبَّ** [آدمی اس کے ساتھ ہے جس سے وہ محبت کرتا ہے] حدیث نبوی علی مصدرہا الصلوة والسلام والتحية ہے۔

آپ نے لکھا تھا کہ "حق سبحانہ و تعالیٰ فرماتا ہے **وَ مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ** [اور میں نے جنوں اور انسانوں کو صرف اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے] اور مفسرین نے اس کی تفسیر **لِيَعْبُدُونِ** [تاکہ مجھے پہچانیں] کے ساتھ کی ہے اور دوسری جگہ حق تعالیٰ فرماتا ہے **إِنَّا عَرَضْنَا الْأَمَانَةَ عَلَى السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَالْجِبَالِ فَأَبَيْنَ أَنْ يَحْمِلْنَهَا وَأَلْفَيْنَا بِهَا الْوَدَّاعَ** [ہم نے یہ امانت آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں کے سامنے پیش کی تھی پس انہوں نے اس کو اٹھانے سے انکار کر دیا اور اس سے ڈر گئے اور انسان نے اس کو اٹھالیا] اگر امانت سے مراد معرفت ہے تو یہ انسان کے ساتھ کیا خصوصیت رکھتی ہے اور اگر وہ

عہ اس کو امام بخاری و امام مسلم نے روایت کیا ہے۔ عہ حاشیہ برصغیر آئندہ۔

کوئی دوسری چیز ہے تو مطلع فرمائیں۔ میرے مخدوم! یہ شبہ اس کے ساتھ خصوصیت نہیں رکھتا کہ لیجدون کی تفسیر لیجر فون سے کی جائے خواہ کسی معنی کے ساتھ بھی تفسیر کریں اور امانت کو بھی اُس معنی میں لیں یعنی لیجدون کو اگر اپنے معنی میں رکھیں جیسا کہ اکثر علمائے مفسرین نے کہا ہے اور امانت سے بھی تکالیف شرعیہ جو کہ عبادت کا حاصل ہیں مراد لیں یا دونوں جگہ معرفت مراد لیں تو شبہ وارد ہوتا ہے کہ (دوسری آیت میں) امانت کو اٹھانے کی تخصیص انسان کے ساتھ کیا ہے؟ (جبکہ پہلی آیت میں انسان کے ساتھ جن بھی عبادت یعنی تکالیف شرعیہ کے مکلف ہیں)۔ جو آپ یہ ہم کہتے ہیں کہ ہو سکتا ہے وجہ تخصیص انسان کی شرافت و بزرگی اور اس کی شان کا اہتمام ہو اگرچہ جن (بلکہ ہر چیز) کو (اس میں) شرکت ہو کیونکہ جن اس تکلیف میں انسان کے تابع ہیں اور ہمارے پیغمبر علیہ السلام کی شریعت کے تابع ہیں کیونکہ آپ نے لیلۃ الجن میں ان کو دعوت (اسلام) دی اور یہ سب ایمان لائے اور انھوں نے (اپنی قوم میں واپس آکر) کہا

لِقَوْمِنَا آجِبُوا دَاعِيَ اللَّهِ وَأَمْتُوا بِهِ [اے ہماری قوم! اللہ تعالیٰ کی طرف بلائے جانے کی بات مان لو اور اس پر ایمان لے آؤ] اور اس آیت (کے بیان) کے مطابق معلوم ہوتا ہے کہ اس سے پہلے وہ (قوم جنات) حضرت موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی شریعت کے تابع رہے ہیں جیسا کہ انھوں نے کہا ہے: إِنَّا سَمِعْنَا كِتَابًا أُنزِلَ مِنْ تَعْدِ مُوسَىٰ الْأَيْمَنِ [بیشک ہم نے سنا ایک کتاب کو جو موسیٰ (علیہ السلام) کے بعد نازل کی گئی ہے] اور نیز ہو سکتا ہے کہ امانت کا پیش کرنا اور اس کا اٹھانا خاص انسان کے لئے ہو اور جنات کو اس میں شرکت نہ ہو اگرچہ دونوں کو عبادت یا معرفت کے لئے پیدا کیا گیا ہو اور (اس میں) کوئی اشکال نہیں ہے۔ آپ جان لیں کہ اس سوال کے جواب کے علاوہ کئی دوسرے جواب بھی ہیں کہ ان صورتوں میں ہرگز کوئی شبہ وارد نہیں ہوتا۔ اول یہ کہ لیجدون اپنے معنی پر رہے (یعنی تکالیف شرعیہ مراد لی جائے) جیسا کہ علمائے فرمایا ہے اور ایات کو معرفت کے معنی میں کہا جائے جیسا کہ آن مشفق (آپ) نے لکھا ہے تو اشکال وارد نہیں ہوتا۔ دوم یہ کہ مجاہد نے لیجدون کی تفسیر لیجر فون سے کی ہے لیکن معرفت کے عام معنی لئے ہیں جو کہ مجرد و مشرک، مطیع و عاصی کو شامل ہیں کہ سبھی پہچانتے ہیں لیکن بعض فرمانبرداری نہیں کرتے اور بعض عبادت میں شریک ٹھہراتے ہیں، اس صورت میں اگر امانت سے وہ معرفت مراد لیں جو مؤحدین یا اولیاء کے ساتھ مخصوص ہے یا عبادت اور تکالیف شرعیہ مراد لیں تب بھی اشکال وارد نہیں ہوتا۔ سوم یہ کہ مفسرین نے کہا ہے، ہو سکتا ہے کہ لیجدون اس معنی میں ہو کہ آئی لیتکونوا جہاداً الی [یعنی تاکہ وہ میرے بندے ہو جائیں] (ما شیء منہم الا مشرک) یعنی انسان کے ساتھ کوئی خصوصیت نہیں ہے کیونکہ معرفت حق تعالیٰ ہر چیز کو حاصل ہو جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وَإِنْ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا يَسْمَعُ بِهِ وَلَكِنْ لَا تَعْقِلُونَ [تسبیحہ حمد (۱۰۰)]۔

اس صورت میں بھی اشکال وارد نہیں ہوتا۔ چہاں یہ کہ اگر آئیہ کریمہ و حجلہا الإنسان میں انسان سے مراد حضرت آدم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام ہوں جیسا کہ مفسرین نے کہا ہے تب بھی شبہ وارد نہیں ہوتا۔ پنجم یہ کہ ہمارے حضرت عالی قدسنا اللہ سبحانہ، بسرہ نے مکتوبات جلد ثانی کے مکتوب نمبر ۴۷ میں لکھا ہے کہ یہ امانت اس فقیر کے زعم میں نیابت کے طور پر تمام اشیاء کی قیومیت ہے جو کہ انسان کے کامل افراد کے ساتھ مخصوص ہے یعنی انسان کامل کا معاملہ اس حد تک پہنچ جاتا ہے کہ اس کو خلافت کے حکم کے مطابق تمام اشیاء کا قیوم بنا دیتے ہیں اور سب کو وجود و بقا اور تمام ظاہری و باطنی کمالات کا فیض اُس کے توسط سے پہنچاتے ہیں اگر فرشتہ ہے تو اس کے ساتھ وسیلہ رکھنے والا ہے اور اگر انسان و جن ہیں تو وہ بھی اس کا سہارا پکڑنے والے ہیں اور حقیقت میں تمام اشیاء کی توجہ اس کی طرف ہے اور سب اس کی طرف دیکھنے والے ہیں (خواہ وہ اشیاء) اس حقیقت کو جانیں یا نہ جانیں۔ حق تعالیٰ نے فرمایا اِنَّكَ كَانْتَ ظَلُومًا (یعنی) اپنے نفس پر بہت ظلم کرنے والا ہے، اس طرح پر کہ وہ اپنے وجود اور اپنے وجود کے توابع کا نہ کوئی اثر باقی رہنے دیتا ہے اور نہ کوئی حکم، اور جتنک وہ اپنے اوپر ایسا ظلم نہ کرے امانت کا بوجھ اٹھانے کے قابل نہیں ہوتا۔ جھوٹا (یعنی) بہت جہالت والا، ایسا کہ اس کو مطلوب کا نہ علم ہے نہ ادراک بلکہ مقصود کے ادراک سے عاجز اور اس کے علم سے جاہل ہے، اور (حال یہ ہے) یہ عجز و جاہل اس مقام میں کمال معرفت ہے اس لئے کہ وہاں جو زیادہ جاہل ہے وہی زیادہ معرفت والا ہے اور اس میں شک نہیں ہے کہ ان میں جو زیادہ معرفت والا ہے وہی امانت کو اٹھانے کے زیادہ لائق ہے، یہ دو صفات گویا امانت اٹھانے کے لئے علت ہیں، یہ عارف جو کہ اشیاء کی قیومیت کے منصب سے مشرف ہوا ہے وزیر کا حکم رکھتا ہے، مخلوق کے اہم امور اس کی طرف راجع کر دیے گئے ہیں اگرچہ انعامات سلطان (کی طرف) سے ہیں لیکن ان کا پہنچنا وزیر کے وسیلے سے وابستہ ہے۔

تَمَّ كَلَامُهُ [حضرت مجدد علیہ الرحمہ کا کلام ختم ہوا] اس صورت میں بھی شبہ وارد نہیں ہوتا، والسلام علیکم وعلیٰ سائر من اتبع الہدیٰ والنرم متابغۃ المصطفیٰ علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والتسلیمات والبرکات العلیٰ

مکتوبات

شیخ حسین منصور ہندری کے نام فائے کامل کے حصول کے متعلق اُن کے احوال کی شرح میں تحریر فرمایا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم ما حمد و صلوٰۃ اور ارسال تسلیمات کے بعد عرض ہے کہ مکتوب مرغوب جو کہ آپ نے قاصد کے ہمراہ ارسال کیا تھا پہنچ کر مسرت کا باعث ہوا چونکہ پسندیدہ کیفیات پر مشتمل تھا مسرت میں

اضافہ کیا، حق سبحانہ و تعالیٰ اسی طرح نزقیات کے دروازے کھلے رکھے اور سپندیدہ سنتوں کے طریقہ پر استقامت عطا فرمائے۔ آپ نے زوال عین و اثر کی حالت کے دائمی ہونے اور کمالات کے اپنی اصل کی طرف رجوع کی دائمی دید اور عدم مقید کے عدم مطلق کے ساتھ ملحق ہونے کے بارے میں لکھا تھا عمدہ و مبارک ہے، فنا میں ہمارے نزدیک معتبر یہ ہے کہ دوام حاصل کر لے اور جو (فنا) دوام نہ دکھتی ہو وہ دائرہ اعتبار سے ماقط ہے اور اس قسم کی فنا کہ عدم بھی وجود کی طرح اس سے جدا ہو جائے اور اصل کے ساتھ لاحق ہو جائے تجلی ذاتی کے آثار سے ہے۔

گر بر سر کوئے عشق باگشتہ شوی شکرانہ بدہ کہ خون بہائے تو مہم

[اگر تو ہمارے عشق کے کوچے میں قتل ہو جائے تو شکرانہ دے کیونکہ تیرا خون بہا میں ہوں]

جو عروج کہ (آپ کو) اس وقت پیش آیا تھا اور آپ نے بعض مشائخ کے مقابلہ میں اپنی بلندی کو دیکھا اور لکھا تھا واضح ہوا، تحیر کا مقام نہیں ہے۔ ذلک فضل اللہ یؤتی من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم

[یاشہ تعالیٰ کا فضل ہے جس کو چاہتا ہے دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ بڑے فضل والا ہے] کسی نے خوب کہا ہے سہ

سوادتہاست اندر پردہ غیب نگہ کن تا کرا ریزند در جیب

[پردہ غیب میں بہت سی سادتیں ہیں دیکھئے کس (خوش نصیب) کی جیب میں ڈالتے ہیں]

میاں شیخ جمال جمعیت کے ساتھ رہیں، والسلام اولاد آخراً۔

مکتوب اس

خواجہ عبدالصمد کابلی کے نام اپنے اطوار پر افسوس کرنے کے بارے میں تحریر فرمایا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد لله وسلام علیٰ جلالہ الذین احططوا، ہزار افسوس کہ

قیمتی عمر ہوا وہیں میں جلی گئی اور محرومی و معصیت میں گذر گئی، درود بجا اس ناکارہ کے کردار پر گریہ و زاری

کر رہے ہیں اور ہر تھوڑھمیکری زبان حال سے فریاد کرتی ہے مَا لِهَذَا خَلِقْتُمْ وَلَا يَهْدَىٰ اِلَيْهِمْ اَنْتَ خَلِقْتُمْ

کے لئے نہیں پیدا کیا گیا اور نہ اس کے لئے تجھ کو امر کیا گیا ہے] سہ

ہر دو عالم در لباس تعزیت اشک سے بارندہ تو در معصیت

[دونوں عالم تعزیت کے لباس میں اشک برساتے ہیں اور تو گناہ میں مبتلا ہے]

أَذَلُّمُ وَاللَّهُ وَتَوْبًا إِلَى اللَّهِ [اشک کا ذکر و افسوس کی طرف رجوع کرو] جَاءَتْ الرَّاحِفَةُ تَتَّبِعُهَا الرَّاحِفَةُ

جاء الموت بما قبله بخدا فیدرہ۔ [ہلا دینے والی چیز (صویر اسرائیل کی پہلی پھونک) آگئی جس کے بعد ایک پیچھے آنی والی چیز (دوسری پھونک) آجائی گی موت پوری طرح آگئی، موت ان چیزوں کے ساتھ آگئی جو کہ اس میں ہیں (یعنی نزع وغیرہ جو موت کے وقت اور احوالِ قبر وغیرہ

جو اس کے بعد واقع ہونگے] والسلام علیکم علی ما تم من اتبع الهدی

قاضی حیدر لاہوری کے نام معرفت اور ایمانِ حقیقی حاصل کرنے پر ترغیب لانے کے بارے میں تحریر فرمایا۔

۶۱

بسم الله الرحمن الرحيم الحمد لله رب العالمين اكل الحمد على كل حال والصلوة والسلام
الاتقان الاكملان على سيد المرسلين وخاتم النبيين كلما ذكره الذاكرون وكلما غفل عن ذكره الخافلون
اللهم صل عليه وعلى اله وصال النبيين والكل وسائر الصالحين مکتوب گرامی جو آپ نے اس مسکن کے
نام ارسال کیا تھا اس کے صدور سے مسرور و مشرف ہوا، چونکہ اظہارِ شوق پر مشتمل اور درِ طلب کی خبر
دینے والا تھا اس لئے (مزید خوشی بخشی، اللهم زد [لے اشد اور زیادہ فرما]۔ اس شوق کو نعمتِ عظمیٰ جانیں
اور سربا یہ سعادت تصور فرمائیں کسی بزرگ نے کہا ہے اگر (اللہ تعالیٰ) دیتا نہ چاہتا تو طلب نہ دیتا۔
حق سبحانہ اس شوق کی آگ کو مشتعل کرے اور شعلہ طلب کو سر بلند بنائے تاکہ مطلوب (حقیقی) کے
ماسوا سے بالکل بیگانہ کر دے اور تفرقہ (جدائی) کی کشمکش سے پوری طرح رہا کر دے اور مطلوبِ حقیقی تک
پہنچائے، اس دنیائے فانی میں مطلوبِ حق جل و علا کی معرفت کا حاصل کرنا ہے اور معرفت کی ایک
صورت ہے اور ایک حقیقت ہے اس کی صورت وہ ہے جو علمائے کرام نے بیان کی ہے اور مطلق ایمان
اس کے ساتھ وابستہ ہے اور معرفت کی حقیقت کہ اہل اللہ جس کے ساتھ ممتاز ہیں معروف ہیں فتا
ہونے سے عبارت ہے اور اس (معرفت کی) صورت کے ساتھ وابستہ ہے کیونکہ یہ اس کے بغیر منصور
نہیں ہوتی، اور ایمانِ حقیقی جو کہ زوال سے محفوظ ہے اس معرفت سے وابستہ ہے شاید کہ حدیث شریف
میں اس ایمان کی طرف اشارہ ہے کہ وارد ہوا ہے **اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ إِيمَانًا لَيْسَ بَعْدَهُ كُفْرٌ وَلَا إِشْرَاقٌ**
میں آپ سے ایسا ایمان مانگتا ہوں جس کے بعد کفر نہیں ہے [اور یہ فنا جس پر کہ معرفت کا مدار ہے ایک وجدانی و ذوقی
امر ہے جو کہ کہنے اور لکھنے میں نہیں آتا اور کتابوں کے درس و مطالعہ سے صورت پذیر نہیں ہوتا، وَمَنْ
لَمْ يَدُقْ لَمْ يَدِرْ] اور جس نے نہیں چکھا اس نے نہیں جانا۔

لذت ہے نہ شناسی بخدا تا نہ چشتی [خدا کی قسم جینک تو شراب کو نہیں چکے گا اس کی لذت نہیں چچائے گا]
پس عقلمندوں اور ہوشمندوں کو اس سے چارہ نہیں ہے کہ حاصل کار و نقد و زر گار میں غور کریں، جس

کسی کو بزرگوارہ معرفت حاصل ہے تو اس کے لئے خوشخبری و بشارت ہے، جو کچھ اس کی پیدائش کا مقصد تھا وہ بجالایا اور ظل سے اہل کی طرف چلا گیا، مولوی (دومی) قدس سرہ کا شعر ہے۔

چوں بدانتی تو خود را از نخست سوئے آنحضرت نسب کردی درست

و آنکہ دانستی کہ ظل کیستی فارغی گمردی و گزریستی

[جب تو نے اپنی ابتدا کو جان لیا تو تو نے اس بارگاہ کی نسبت کو درست کر لیا

اور جب تو نے جان لیا کہ تو کس کا ظل (سایہ) ہو تو خواہ تو مر رہے یا زندہ (اب) تو بے فکر ہے]

اور جس شخص کو یہ معرفت حاصل نہیں ہے وہ اس کی طلب سے فارغ نہ رہے اور جہاں کہیں سے اس نعمت کے باغ کی خوشبو اس کے دماغ میں پہنچے اس کے حصول میں لگ جائے، افسوس ہے کہ جو کچھ اس شخص سے فانی دنیا میں طلب کیا گیا ہے وہ اس کو بجا نہیں لانا اور دوسرے امور میں مشغول ہوتا ہے اور جس چیز کی تخریب چاہی گئی ہے اس کو تعمیر کرتا ہے۔

ترجمہ کہ یار با مانا آشنا بماند تا دامن قیامت این غم بماند

[جس دنیا میں کس جہاں محبوب کا مدد حال ہی آشنا رہے (اص) غم دامن قیامت تک ہمارے ساتھ رہے]

والسلام علیکم علی سائرین از نوح الہدی والتمیز متابعہ المصطفیٰ علیہ علی آلہ الصلوٰت والتسلیمات والبرکات لعلی۔

مکتوبات

خواجہ عبدالقادر گیلانی کے نام اس بارے میں کہ کثرت کے آئینہ میں وحدت حقیقی مشہور نہیں ہو بلکہ اس ظلال میں سو ایک ظل ہے اور اس بیان میں تحریر فرمایا کہ ارواح کا مشہور کمال میں اہل نہیں ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم حمد و صلوة و تبلیغ دعوات کے بعد عرض ہے کہ اس توارح کے فقراء کے احوال و اطوار حمد کے لائق ہیں اور اللہ تعالیٰ سے آپ کی عافیت اور شریعت عالیہ و سنت منورہ مصطفویہ علی صاحبہا الصلوٰة والسلام والتجیہ کے طریقے پر استقامت کی دعا کی گئی ہے، مکتوب مرغوب جو آپ نے ان دنوں بھیجا تھا پہنچا چونکہ شوق پر خستل اور مدد طلب کی خبر دینے والا تھا مزید خوشی کا باعث ہوا، اللہم زد [اللہ اللہ! اس کو اور دنیا یاہ فرما]۔ آپ نے اپنے احوال کو اس قدر مہول کیا تھا کہ دودیا چو آئینہ شہزاد کثرت شوق ہر کجا می نگر م روئے ترا می بینم [کثرت شوق کی وجہ سے دودیا آئینہ کی مانند ہو گئے ہیں جس طرف بھی دیکھتا ہوں تیرا ہی چہرہ دیکھتا ہوں]

میرے مخدوم! میں آپ کے احوال کو اس شعر کے مضمون سے بلند جانتا ہوں، آپ کا باطن خالص تنزیہ کی طرف متوجہ ہے اور اس شعر کا مضمون کثرت کے آئینے میں وحدت کے شہود کی خبر دینے والا ہے۔ میرے مخدوم! جو کچھ کثرت کے آئینے میں شہود ہے وہ وحدت حقیقی نہیں ہے بلکہ اس کی نظیر و مثال اور اس کے ظلال میں سے کوئی نکل ہے، وہ تعالیٰ شانہ وراز الوریٰ ہے اور ہماری دید و دانش سے ماوراء ہے،

در کرام آئینہ در آیداد [وہ کون سے آئینے میں سما سکتا ہے]

حق سبحانہ کو مخلوق کے آئینے میں ڈھونڈنا ایسا ہے جیسے کوئی شخص آفتاب کو پانی کے طشت میں تلاش کرے۔

کے در صحن کاچی قلبہ جوید أضاع العصر فی طلب المحال

[جو شخص حلوی کی پلیٹ میں بھنا ہوا گوشت ڈھونڈتا ہے وہ اپنی عمر محال چیز کی طلب میں ضائع کرتا ہے۔]

کسی نے خوب کہا ہے۔

تواز خوبی نے گنجی بعالم مراہرگز کجا گنجی در آغوش

۶۳ [دبارالہا] جب تو خوبی کی وجہ سے عالم (دنیا) میں نہیں سما سکتا تو پھر میری آغوش میں بھلا کہاں سما سکتا ہے۔

آپ نے لکھا تھا کہ "اگر کسی طالب کو یہ دید پیش آجائے کہ وہ ظاہری آنکھ سے پاک روحوں کو مشاہدہ کرنے لگے تو اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟ میرے مخدوم! مشاہدہ ارواح خواہ چشم ظاہر سے ہو یا چشم باطن سے کسی کمال میں داخل نہیں ہے اور منازلِ قرب میں سے کوئی منزل اس سے وابستہ نہیں ہے، کمال یہ ہے کہ باطن ماسوا کی دید و دانش سے آزاد ہو جائے اور غیر کا کوئی نام و نشان دیدہ باطن میں باقی نہ رہے۔

تو مباح اصلاً کمال ابن مت و بس [تو ہرگز نہ رہ (یعنی خود اشارے) کمال ہی ہے اور بس]

اس قسم کی چیزیں جو سالکوں کو اٹلے راہ میں پیش آیا کرتی ہیں جیسا کہ علم بلاغت میں محسنات بدیعی ہوتے ہیں کہ وہ کلام میں حسن پیدا کرتے ہیں اور وہ بلاغت میں کوئی دخل نہیں رکھتے بلکہ یہ ارواح کا مشاہدہ محسنات سے بھی کم درجہ رکھتا ہے اس لئے کہ بسا اوقات اس قسم کے مشاہدات مقصد سے باز رکھتے ہیں اور (سالک کے) کمال کے وہم میں مبتلا کر دیتے ہیں اگر یہ امور (مشاہدات ارواح) اس نقصان سے خالی ہوں تو بھی ان کا فائدہ اس سے زیادہ نہیں ہے کہ سالک کی طلب میں معاونت کرتے ہیں اور اس کے کام میں مددگار ہو جاتے ہیں۔ آپ نے لکھا تھا کہ میں نے کچھ سوالات سابقہ خط میں عرض کئے تھے ان کے جواب کا منتظر ہوں، میرے مخدوم! ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ کا یہ خط فقیر کی علالت کے دنوں میں پہنچا تھا اس وقت خط کا جواب لکھنے بلکہ پڑھنے اور غور کرنے کی بھی طاقت نہ تھی، اس وقت وہ خط نہیں ملا معذور رکھیں، والسلام علیکم وعلیٰ من لدیکم

مکتوبات

شیخ امان اللہ نمبر ششخ حمید رنگالی کے نام ان کو نصیحت کرنے اور حصول معرفت پر ترغیب دینے کے بارے میں تحریر فرمایا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الْعَلِیِّ الْاَعْلٰی وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِهِ سَیِّدِ الْاَوْسِیِّیْنَ
 عَمَّیْنِ الْمَصْطَفٰوِیِّیْنَ عَلٰی اٰلِهِ وَصَحْبِهِ الْبَرَّةِ النَّقِیِّیْنَ، مکتوب گرامی نے پہنچ کر خوش وقت کیا، اللہ سبحانہ کی حمد
 کہ آپ عافیت سے ہیں اور ہم (فقرا کی یاد سے فارغ نہیں ہیں، آپ نے شوقِ ملاقات کا اظہار کیا تھا
 اللہ تعالیٰ بطریق احسن میسر فرمائے، امید ہے کہ اس شوق کا شعلہ مشتعل اور محبت کی آگ سر بلند رہے
 تاکہ ماسوا سے پوری طرح آزاد کر دے اور مطلوب کی خوشبودار باغ میں پہنچائے۔

عشق آن شعلہ است کاں چوں برفروخت ہرچہ جز معشوق آن را جملہ سوخت

[عشق وہ شعلہ ہے کہ جب وہ بھڑک اٹھا تو اس نے معشوق کے سوا جو کچھ باقی ہے سب کے جلا دیا۔]
 بزرگوں کے طریقہ پر استقامت رکھیں اور ان کے مقام کا اچھی طرح خیال رکھیں اور تقوا و ظاہرین کی
 خدمت بطریق احسن بجالائیں اور شریعت کے راستہ پر قائم رہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی
 سنت کو مضبوطی سے پکڑیں اور بدعت سے بچتے رہیں اور بدعتی کے ساتھ صحبت نہ رکھیں اور اس سے بچتے رہیں
 اَهْلُ الْبِدْعَةِ كِلَابٌ اَهْلُ النَّارِ [بدعتی لوگ اہل دوزخ کے کتے ہیں] آپ نے سنا ہوگا اور بزرگوں کے طریقہ
 میں کوئی نیا امر پیدا نہ کریں کیونکہ طریقہ کی برکات اس وقت تک جاری رہتی ہیں جب تک اس کو امورِ محدثہ
 (دین میں نئے پیدا کردہ امور) سے ملوث نہیں کیا جاتا اور حق جل و علا کی طلب سے فارغ نہ بیٹھیں اور
 اُس تعالیٰ نشانی کی معرفت کی طرف راستہ تلاش کریں اور جہاں کہیں سے اس نعمت کے باغ کی خوشبو
 دریاغ میں پہنچے اس کے حصول میں لگ جائیں، اس فانی دنیا میں مطلوب اس نعمت کا حصول ہے اور
 انسان کی پیدائش سے مقصود معرفت کا حاصل کرنا ہے افسوس ہے کہ جو کچھ اس (انسان) سے طلب
 کیا گیا ہے وہ اس کو بجا نہیں لانا اور دوسرے امور میں مشغول ہوتا ہے۔

ترسم کہ یار بامانا آشنا بماند تا دامن قیامت این غم بماند

[دشمنوں کے ملہاوا، محبوب ہمارے (حال) سے نا آشنا ہی رہے اور غم دامن قیامت تک ہمارے ساتھ رہے]۔
 آپ نے بعض ظاہری پریشانیوں کے لاحق ہونے کے بارے میں لکھا تھا، اللہ تعالیٰ ان پریشانیوں کو

جمعیت (قلبی) سے تبدیل فرمادے اور یا سوا کے فکر و غم سے رہائی بخشے، جو مسلمان کہ اس ملک (بنگال) سے آتے ہیں ان میں سے اکثر وہاں کے حاکم کی شکایت کرتے ہیں اور اس کی بے دینی و بد عملی کا رونا روتے ہیں، اللہ سبحانہ کی حمد ہے کہ اہل اسلام اس کی شرارت سے چھوٹ گئے اور اس کے تشدد سے رہائی پا گئے، حاکموں کا ظلم ہماری شامت اعمال سے ہے، اَعْمَالُكُمْ عَمَّا لَكُمْ [تمہارے اعمال تمہارے حاکم ہیں] اپنی اصلاح کرنی چاہئے اور پرستہ گاری و تقویٰ اختیار کرنا چاہئے، وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَهُوَ حَسْبُهُ اور جو شخص اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے چھکارے کی سبیل نکال دیتا ہے اور اس کو اس جگہ سے رزق دیتا ہے کہ جہاں سے اس کو گمان بھی نہیں ہوتا اور جو شخص اللہ تعالیٰ پر توکل کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے کافی ہے [دوستوں سے دعا و سلامتی خواہی کی امید کی جاتی ہے، والسلام علیکم وعلیٰ سائر من اتبع الہدیٰ۔

مکتوب ۳۵

شیخ حسین منصور جلندری کے نام فنا و بقا اور اطمینانِ نفس کی حقیقت اور تجدیدِ امثال کے منشا کی طرف اشارہ کے بیان میں اور اس بارے میں کہ تجلی ذات کا آنسو و علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ خاص ہونا کس معنی میں ہے اور کیا زوالِ عین و اثر (حقیقت) مہجری کے ساتھ مخصوص ہے؟ اور عالمِ امر، نفسِ مطمئنہ اور عناصرِ اربعہ کے منہلے عروج کے بیان میں تحریر فرمایا۔

۶۵

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ، الْحَمْدُ لِلّٰهِ الْعَلِیِّ الْاَعْلٰی وَسَلَّمَ عَلٰی عَبْدِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی
 خصوصاً علی سید الوری صاحب قاب قوسین اولادتی و علی الہ وصحبا البررة النقی —
 مکتوب گرامی پہنچ کر مسرت بخش ہوا چونکہ احوال صحیحہ و کیفیات عالیہ پر مشتمل تھا (اس لئے) فرید خوشی کا باعث ہوا۔ آپ نے اولافنا و استہلاک کے حصول اور ثانیاً وجود اور اس کے تلخ کمالات کے اصل کے ساتھ بحرق کی مانند عدم مقید کے عدم مطلق کے ساتھ بحوق کی بابت جو کچھ لکھا تھا واضح ہوا، فہمیں اس قسم کا استہلاک و بحوق فنا کا اعلیٰ درجہ ہے کہ نہ وجود کا کوئی اثر رہے اور نہ عدم کا۔
 اور یہ جو آپ نے لکھا تھا کہ اس زمانے میں پھر اس عدم کو ہمایہ و ہمنشین کر دیا ہے اور پہلے سے زیادہ نازک اور زیادہ لطیف ہو گیا گویا کہ وہ نظر بصیرت میں نہیں آتا، اس سے پہلے جو عکس کا قیام اس عدم کے ساتھ تھا اب ایسا نہیں ہے بلکہ معاملہ الٹا ہو گیا ہے: "میرے مخدوم! یہ دید (دیکھنا) بقا کے

آثار میں سے ہے اور نزول کی خبر دینے والی ہے جس کو سیر عن اللہ رائد سے تعبیر کیا جاتا ہے، اطمینان کی حقیقت اس مقام میں ہے اور اسلام حقیقی اسی جگہ صورت پذیر ہوتا ہے اور آپ نے لکھا تھا کہ "توسط حال یعنی عروج کے وقت میں ساعت بساعت کبھی عالم کو معدوم پاتا تھا اور کبھی موجود اور فنا کے کمال کے وقت میں ہمیشہ اس کو معدوم اور دائمی عدم والا دیکھتا تھا اور حق تعالیٰ کے سوا موجود نہیں پاتا تھا پھر جو عروج و نزول کے وقت میں کبھی عالم نظر میں آتا تھا اور کبھی چھپ جاتا تھا اور اب اس وقت موجود پاتا ہے اور ہمہ ازوست [سب اسی سے ہے] کا پلہ غالب و راجح دیکھتا ہے" ہاں اسی طرح ہے اور اس دید کی ہر ایک چیز صحیح اور معقول وجہ پر مبنی ہے اور تجدد امثال کا معاملہ انہی دونوں توسط حال یعنی کبھی عالم کو معدوم پانا اور کبھی موجود پر مبنی ہے جیسا کہ ہمارے شیخ و امام (حضرت مجدد الف ثانی) قدس اللہ سرہ لاسرہ الاقدس کے کلام میں غور کرنے والوں پر مخفی نہیں ہے اور آپ نے جو دو بار حضرت عالی (مجدد علیہ الرحمہ) کو حال میں دیکھا ہے عمرہ اور بشارت دینے والا ہے اور جو پرواز کا اعضاء کے وسیلے کے بغیر ہوتی ہے وہ روحانی پرواز ہے جو کہ اس پرواز سے جو اعضاء کے ذریعہ ہوتی ہے سریع الشیر (زیادہ تیز رفتار) ہے، شتان مابینہما (ان دونوں میں بہت بڑا فرق ہے)۔

آپ نے لکھا تھا "جو کیفیت کہ نماز پنجگاتہ میں ظاہر ہوتی ہے اُسے کیلکھے" (جواب) بیشک نماز مؤمن کی معراج اور کمال قرب کا مقام ہے اور اس کی کیفیات و واردات کو دوسرے واردات سے کیا نسبت ہے۔ جو مکتوب آپ نے ولی داد برگی کے ہمراہ بھیجا تھا اس میں درج تھا کہ "آپ نے لکھا ہے اس قسم کی فنا کہ عدم بھی وجود کی طرح اُس سے جدا ہو جائے اور اصل کے ساتھ ملحق ہو جائے وہ بجلی ذات کے آثار میں سے ہے اور اکابر کے کلام سے مفہوم ہوتا ہے کہ تجلی ذات حضرت فاطمیت علیہا وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کے کامل تبعین کے ساتھ مخصوص ہے الخ" (جواب) میرے مخدوم! تجلی ذات اصالت کے طور پر آنسو و علیہا وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ مخصوص ہے لیکن آپ کے طفیل و تبعیت کے طور پر تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والتیمات اور آپ کے کامل تبعین کو نصیب ہے سب سے پہلے جس کو اس نعمت کی دعوت دی گئی وہ آن سرور علیہا وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام ہیں دوسرے آپ ہی کے طفیل سے اس دعوت میں شریک ہیں اور آپ کی متابعت سے پس خوردہ کے امیدوار ہیں۔ نیز آپ نے لکھا تھا "ایسا سمجھ میں آیا ہے کہ اگر سالک محمدی المشرب ہے تو وہ عین و اثر دونوں کو زائل کر دیتا ہے اور اس کے غیر (غیر محمدی المشرب) کا اثر زائل نہیں ہوتا" میرے مخدوم! غیر محمدی المشرب اگر مشرب کمال و مکمل پیر کی صحبت میں اس کے طفیل سے ولایت محمدی کے کمالات کو پہنچ جائے تو یہ ممکن ہے بلکہ ایسا ہوتا ہے، اس صورت میں

ہو سکتا ہے کہ عین و اثر اس سے زائل ہو جائے اور فنا کی اس قسم کو حاصل کر لے پس اس فنا والا شخص اگر محمدی المشرب ہے تو کلام کی گنجائش نہیں ہے اور اگر محمدی المشرب نہیں ہے پس یہ جو غیر محمدی المشرب کے بارے میں لکھا ہے تو وہ اس ذریعے سے امیدوار ہے، کسی نے خوب کہا ہے۔

مور مسکین ہوں سے داشت کہ در کعبہ رسد دست در پائے کبوتر زد و ناگاہ رسید

[ایک مسکین چینی خواہش رکھتی تھی کہ کعبہ میں پہنچ جائے اُس نے کبوتر کے بچے کو پکڑ لیا اور یکایک پہنچ گئی]

اور عالم امر کے لطائف خمسہ کی فنا سے فنائے نفس کے مقدم و موخر ہونے کی تحقیق اس فقیر نے کسی دوسری جگہ لکھی ہے وہاں سے معلوم کرنا چاہئے۔ آپ نے لکھا تھا کہ بارہا معلوم ہوتا ہے کہ لطائف خمسہ عرش عظیم سے اوپر عروج میں لامحدود مقام تک ہیں لیکن ان کی صورتوں کی کیفیت دیکھنے میں نہیں آتی، کیا اس قسم کا عروج سالکوں کو پیش آتا ہے یا نہیں، اگر پیش آتا ہے تو وہ کوئی اعتبار رکھتا ہے یا نہیں؟ (جواب) آپ جان لیں کہ یہ عروج سالکوں کو پیش آتا ہے اور بہت اعتبار رکھتا ہے، یہ لطائف (عالم امر) جو کہ انسان کے اجزا ہیں اگر اپنے مقامات سے عروج کریں تو اپنے اصول کے ساتھ جو کہ عرش کے اوپر ہیں جا ملیں گے اور وہاں سے ظلالِ اسماء و صفات کے دائرے تک عروج کر جائیں گے جو کہ اُن (اصولِ لطائف امر) کے اصول ہیں اور ان کو ولایتِ صغریٰ سے تعبیر کیا جاتا ہے جو ولایتِ اولیاء ہے، اور وہاں سے اسماء و صفات کے اصول جو کہ ولایتِ کبریٰ سے تعلق رکھتے ہیں جو ولایتِ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات ہے کے دائرے سے ملتی ہو جائیں گے، ان لطائف (عالم امر) کے عروج کی انتہا اصولِ اسماء و صفات کے اس دائرہ تک ہے اور اس کے اوپر عالم امر کا گذر نہیں ہے اس مقام سے حصہ نفسِ مطمئنہ کے لئے ہے اور نفسِ مطمئنہ کے معانکہ سے اوپر عالم خلق سے واسطہ پڑتا ہے اور عنصرِ خاک تمام عناصر کے اوپر جاتا ہے اور اس کی پستی اس کی سر بلندی کا باعث ہو جاتی ہے۔

خاک شو خاک تا بروید گل کہ بجز خاک نیست منظر گل

[تو بالکل مٹی ہو جا، تاکہ پھول اُگیں کیونکہ مٹی کے بغیر پھول پیدا نہیں ہوتا]

یہ کمال کمالاتِ نبوت کے ساتھ وابستہ ہے جو اصالت کے طور پر انبیاء علیہم الصلوٰۃ والبرکات کا حصہ ہے اور ان کی وراثت و تبعیت سے اُمتیوں کو اُن کمالات سے بہرہ ہے

وللارض من کاس الکرام نصیب [بزرگوں کے پیلے سے زمین کیلے بھی حصہ ہوتا ہے]

اور جو آپ نے حال کے اندر اولوالعزم پیغمبر کے ساتھ مصافحہ کیا امید لایا کہ آپ ان کے کمالات بہرہ مند ہوں گے، والسلام علیکم علی سائر من اتبع الهدی والترم متابۃ المصطفیٰ علیہ علی آذ الصلوٰۃ والتسلیمات والبرکات العلی۔

مکتوبات

ملاشاق بہرگی کے نام اس بارے میں کہ محبت باطنی کیفیات کو جذب کرتی ہے اور معمولات عبادات اور گوشہ نشینی قطع تعلق پر غیب دینے میں اور اس بارے میں تحریر فرمایا کہ سیر و سلوک سے مقصود شیخ (پیر) بنا اور مرید بنانا نہیں ہے بلکہ فنائیت و محویت کا حاصل ہونا ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم حمد و صلوة اور تبلیغ دعوات کے بعد عرض ہے کہ آپ نے جو خط ازراہ محبت بھیجا تھا اس نے پہنچ کر خوش وقت کیا، چاہئے کہ اپنے ظاہری و باطنی احوال اسی طرح لکھتے رہیں کہ یہ غائبانہ توجہ کا سبب ہوتا ہے۔ میرے مخدوم! اگرچہ صحت بہت بڑی تاثیر رکھتی ہے لیکن غائبانہ محبت بھی باطنی کیفیات کو جذب کرتی ہے اور فیض کے راستے کو کھولتی ہے، رع

بوتے جنسیت کند جذب صفات [ہم جنس ہونے کی بوصفات کو جذب کرتی ہے] معمولات عبادت پر اچھی طرح عمل کرنے رہیں اور مولائے حقیقی جل شانہ کی طاعت میں خوب ہمت سے کام لیں اور گوشہ نشینی کی طرف راغب رہیں اور ضرورت کے مطابق مخلوق کے ساتھ میل جول رکھیں بلا ضرورت ان کے ساتھ صحبت رکھنا زہرِ قاتل ہے البتہ طالبین کے ساتھ صحبت رکھیں اور افادہ و استفادہ کے مطابق ان کے ساتھ میل جول رکھیں، کسی بزرگ نے کہا ہے لَا تَصْحَبِ الْأَشْرَارَ وَلَا تَقْطَعْ عَنِ اللَّهِ بِصُحْبَةِ الْأَخْيَارِ بڑے لوگوں کی صحبت اختیار نہ کرو اور نیکوں کی صحبت کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے قطع نہ کرو اور اپنے احوال کا علم نہ ہونے اور دوستوں کے احوال (معلوم ہونے) سے غمگین نہ ہوں کیونکہ مقصود احوال میں احوال کا علم اگر دیدیا جائے تو نعمت ہے اور اگر نہ دیا جائے تو کوئی غم نہیں ہے جس کسی کا آپ سے حصہ ہے وہ ضرور آپ سے فیض یاب ہو جائے گا سیر و سلوک سے مقصود پیری و مریدی نہیں ہے اس سے مقصود نفس کی رُک ٹوک کے بغیر بزرگی کے وظائف کا ادا کرنا ہے اور نیز مقصود فنائیت و محویت ہے اور نفس امارہ کی سرکشی اور خودی کا زائل ہونا ہے کہ معرفت اس سے وابستہ ہے، جو کوئی اس شخص کی طرف رجوع کرتا اور ثابت لائے وہ اس کو حق سے باز رکھ کر اپنے ساتھ مشغول کرتا ہے اور جو کوئی (اس کی طرف) رجوع نہیں کرتا وہ اس کو حق کے ساتھ رکھتا ہے اس کا ممنون ہونا چاہئے، رباعی

یارب ہر خلق را بن بدر خو کن
دوئے دل من صونگنی از ہر جتے
در جہلہ جہانیاں مرا یکسو کن
در عشق خودم یکجہت و یکرو کن

اے پروردگار! تمام مخلوق کو مجھ سے بدظن کر دے اور تمام اہل جان سے مجھ کو بیکسو کر دے (جب) تو میرے دل کے رخ کو ہر طرف سے پھیرتا ہے تو مجھے اپنے عشق میں یکجہت و یک رو کر لے [والسلام اولاً و آخراً۔

مکتوب ۳

یہ عبداللہ بخششی کاہلی کے نام طلب حق جل و علا پر ترغیب دلانے کے بارے میں تحریر فرمایا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم حمد و صلوة و ارسال تسلیمات کے بعد عرض ہے کہ روزمرہ کے امور شکر کے لائق ہیں امید ہے کہ آن عزیز (آپ) بھی خیر و عافیت سے ہوں گے اور شریعت عالیہ و سنت منورہ کے طریقہ پر استقامت رکھتے ہوں گے اور پوسنت سے مغز کی جانب آئیں گے اور لفظ سے معنی کی طرف مائل ہوں گے کسی نے خوب کہا ہے۔

قومے زوجود خویش فانی رفتہ ز حروف در معانی

(ایک قوم اپنے وجود سے فانی رہے خبر ہے (اور) وہ حروف سے معانی کے اندر چلی گئی ہے)

مکتوب شریف پہنچ کر مسرت کا باعث ہوا آپ کو آئندہ بھی اسی طرح اپنے احوال خیر انجام لکھتے رہتا چاہئے کہ (یہ) غائبانہ توجہ کا باعث ہے، آپ نے طلب کا اظہار کیا تھا حق سبحانہ آتش طلب کو مشتعل فرمائے اور شعلہ شوق کو سر بلند کرے تاکہ ماسوا سے پوری طرح آزاد کر دے اور محبت ذاتیہ تک پہنچا دے میرے حکرم! بقدر محبت و شوق فیض کا راستہ کھلا ہوا ہے اور پیر کے (باطن سے) مرید کے (باطن تک) راہ کشادہ ہے امیدوار ہیں۔ آپ نے لکھا تھا کہ "اس علاقے کے خلفائے سے کسی ایک کو حکم ہو جائے جو کہ اس فقیر کے حصول مطالب کا ذریعہ بنے اور وہ توجہات دیتا رہے" میرے مخدوم شیخ عبدالکریم یہاں موجود تھے میں نے ان سے کہہ دیا ہے اور خواجہ محمد صنیف وہاں ہیں وہ آپ کو سمجھا دیں گے لکھنے کی ضرورت نہیں ہے (ان دونوں میں سے) جس کسی سے آپ رجوع کریں بہتر ہے، والسلام اولاً و آخراً۔

مکتوب ۳

غلام محمد افغان کے نام ایک حال کی تعبیر میں جو انھوں نے دیکھا تھا کہ فانی اللہ ہو جا اور تقابلاً اللہ نہ ہو، اور اس بارے میں تحریر فرمایا کہ اس عالم فانی میں مطلوب ہی درد و شوق ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اللّٰهُ تَعَالٰی اَرْوٰی کُو اِنِّیْ الطَّافِ وَ عَمَّایَاتِیْ فِیْ شَاہْلِ رَکْعَیْ، گرامی نامہ پہنچ کر مسرت بخش ہوا، چونکہ اعلیٰ احوال و کیفیات پر مشتمل تھا (اس لئے) اس نے عزیز سرت بختی۔ آپ نے لکھا تھا کہ میں نے ایک رات نماز تہجد ادا کرنے کے بعد دیکھا کہ ٹو ظاہر ہوا اور اس بندہ سے کہتا ہے کہ فنا فی اللہ ہو جا اور بقا باللہ ہو اور افاقہ کے بعد اپنے آپ کو فنا فی اللہ پاتا تھا بقا باللہ کا کوئی اثر نہیں تھا الخ۔ میرے مخدوم! یہ واقعہ اور یہ یافت فنا فی اللہ کا اثر ہے کہ جس کو آپ یہاں رہتے ہوئے بیان کرتے تھے اور بدتوں اس (حالت) میں رہے تھے حَمْدًا لِلّٰهِ مُبِحَانَةً عَلٰی هٰذِهِ الْعَطِیَّةِ الْعُظْمٰی وَ عَلٰی سَائِرِ نَعْمَاتِهِ [اللہ سبحانہ کے اس عطیہ عظمیٰ اور اس کی تمام نعمتوں پر اس کی حمد]۔ آپ جان لیں کہ فنا کمالات و ولایت کا پہلا کمال ہے اور دوسرے کمالات کے لئے شرط ہے۔ بزرگوں نے کہا ہے۔

تو مباش اصل کمال ابن ست و بس رور و گم شو وصال ابن ست و بس

[نور گزردہ (یعنی خود کو مٹا دے) کمال یہی ہے اور بس، جا اس میں گم (فنا) ہو جا، وصال یہی ہے اور بس]

اور فنا و بقا کے بارے میں مشائخ کے (مختلف) اقوال ہیں اس لئے ان معانی کو حاصل کرنا دشوار ہے، اس معاملہ کی جو تنقیح و توضیح ہمارے حضرت عالی (مجدد الف ثانی) قدسنا اللہ سبحانہ بسرہ نے بیان فرمائی ہے اور اُسے نہایت بلندی تک پہنچایا ہے وہ ایک دوسرا امر ہے اور ایک الگ حقیقت رکھتی ہے گویا فنا کی حقیقت اس مقام میں ہے مَنْ لَمْ يَذُقْ لَمْ يَذُرْ [جس نے نہیں چکھا نہیں جانا] ع

لذت فی شناسی بخدا تانا چشمی [خدا کی قسم جتنا تو چکھے گا نہیں شراب کی لذت کو نہیں پہچانے گا]

اور یہ جو آپ نے اس کے بعد دیکھا ہے کہ فقیر (خواجہ محمد معصوم قدس سرہ) نے آپ کے دونوں ہاتھوں کو اپنے دونوں ہاتھوں میں لیا ہے، اس حال سے ہوش میں آنے کے بعد آپ بقا کے آثار اپنے اندر پاتے ہیں اور یہ کیفیت روز بروز زیادہ ہو رہی ہے، واضح ہوا میرے مکرم! فنا و بقا دونوں ولایت کے رکن ہیں،

اللہ شہد کہ آپ نے ہر ایک سے کچھ حصہ پایا ہے اور قدرے ایمان حاصل کر لیا ہے۔ اور یہ جو حال میں کہا گیا ہے کہ بقا باللہ مت ہو، ہو سکتا ہے کہ اس اعتبار سے ہو کہ ابھی اس کا وقت نہیں آیا ہے اور ہو سکتا ہے کہ

اس اعتبار سے ہو کہ بقا کسب کی مداخلت کے بغیر محض (اللہ تعالیٰ کی) عنایت ہے کیونکہ اس کی تمہید ہے جو کہ فنا ہے نیز عنایت ہے پس (اس کے) معنی اس طرح ہوں گے کہ بقا کے حاصل ہوتے ہیں سختی نہ اٹھا کیونکہ تیری کوشش کے بغیر فنا کے کامل کے بعد فضل و وقابلیت کے ذریعہ اس کے ساتھ مشرف کر دینگے، بخلاف فنا کے کہ اگرچہ (وہ بھی) عنایت ہے لیکن اس کے مبادیات کسی ہیں (یعنی سعی و سختی کے متعلق ہیں) کیونکہ فنا جو کہ انتفاع ہے وہ نفی کا نتیجہ ہے اور نفی کسی چیز ہے کیونکہ نفی طریقت ہے اور انتفاع حقیقت ہے، اور

طریقیت بظاہر کسب کے ساتھ وابستہ ہے اور حقیقت عنایت ہے پس فنا فی اللہ ہو جائے یعنی اس کے مبادیات کے حاصل کرنے میں کوشش کر اور نفی کو کمال تک پہنچانا کہ انتفاہ بدرجہ کمال حاصل ہو جائے، دیگر جو کچھ سیر و سلوک سے مقصود ہے وہ ماسوائے حق جل و علا کے ساتھ گرفتاری کا زائل ہونا اور نفس کی شرارت اور اس کی سرکشی و خود آرائی سے رہائی پانا ہے جو کہ فنا میں حاصل ہوتا ہے اور بقا کا معاملہ سالکین کے قدموں کی لغزش کا مقام ہے اور اس توہم کا مقام ہے کہ بندہ شاید حق ہو جاتا ہے تعالیٰ اللہ عن ذلك [اللہ تعالیٰ اس سے پاک ہے] اگر توہم اس بات سے دور ہو جاتا ہے کہ بقا کی حقیقت بڑے اخلاق سے رہائی پانے کے بعد جو کہ فنا سے وابستہ ہے اخلاقِ حسنہ کے ساتھ منصف ہونا ہے اس لئے کہا گیا ہے کہ فنا ہو جائے یعنی فنا کا طالب ہو جائے اور بقا مت ہو یعنی اس کے حصول کی کوشش نہ کر کہ اگر اپنی طرف سے عطا فرمادیں تو ایک بہت بڑی نعمت ہے اور امید ہے کہ لغزش سے محفوظ رکھیں گے۔ دیگر قبض و بسط احوال ہیں جو کہ سالک کو پیش آتے ہیں قبض کے وارد ہونے کے وقت بے قابو نہ ہو جائیں اور طاعات و عبادات میں بہت زیادہ رغبت کریں۔ اور یہ جو آپ احوال میں اپنے آپ کو موتیوں اور یا قوتوں سے چڑے ہوئے سونے کے لباسوں سے آراستہ دیکھتے ہیں بہت خوب ہے بقا کی بشارت دینے والا ہے۔ آپ نے دردِ طلب و شوقِ مطلوب اور اپنی تشنگی و بے قراری کے بارے میں اظہار فرمایا تھا، عمدہ و مبارک ہے اللہم زد [اے اللہ! اور زیادہ فرما] اس دینائے فانی میں یہی درد و شوقِ مطلوب اور تشنگی و بے قراری مرغوب ہے کامل طور پر یافت کا عالم باقی کے ساتھ وعدہ کیا گیا ہے، مَنْ كَانَتْ يَرْجُو الْفَاءَ اللهُ فَإِنَّ

۲۹

۵ قریبیاں را عشق ہست درد نیست درد را جز آدمی در خورد نیست

[قدسیوں (قرشتوں) کو عشق ہے اور درد نہیں ہے درد کا اہل آدمی کے سوا کوئی نہیں ہے]

والسلام علیکم وعلیٰ سائرین اتبع الہدیٰ والتمم متابعتہ المصطفیٰ علیہ وآلہ الصلوٰۃ والتسلیمات والبرکات العلیٰ۔



۷۱

صوفی سعد اللہ کابلی کے نام ان کی کیفیات و احوال کی شرح میں جو کما حقہ نے لکھے تھے اور اس بیان میں تخریر فرمایا کہ جو کچھ قوم (صوفیائے کرام) کے نزدیک مسلم ہے یہ ہے کہ مطلوب کی یافت انفس میں منحصر ہے

اور ہمارے حضرت عالی (عبدالغنی) قدسنا اللہ سبحانہ بسرہ کے نزدیک یافت کی حقیقت انفس سے باہر۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ مُحَمَّدٌ لِلّٰهِ وَسَلَّمَ عَلٰی عِبَادَةِ الدِّیْنِ اصْطَفٰی، جو خط کہ میرے دینی بھائی ملا سواد شہر نے بھیجا تھا پہنچا، اُس نے مسرور کیا۔ یہ جو آپ نے حال میں دیکھا ہے کہ کوئی مکتوب آپ کو پہنچا ہے (جس میں) لکھا ہوا ہے کہ آپ کو قرآن مجید کے ساتھ ایک گونہ مناسبت حاصل ہو گئی ہے اور نیز کمالات فرقانی سے کچھ حصہ پالیا ہے، حافظ محمد حسن کہتا ہے کہ مجھ کو سرگز فلاں شخص نے ان کمالات کے متعلق کچھ نہیں کہا ہے۔ آپ جان لیں کہ قرآن حق تعالیٰ کا کلام اور اُس عزا اسمہ کی حقیقی صفت ہے، اس تعالیٰ شانہ کے کمالات لا تعداد و بیشمار ہیں دیکھئے کون صاحب نصیب ہے جو کہ اس بے کنار سمندر میں تیرا کی کرے یا اس میں سے ایک چلو بھرنے تاکا اس کے کسی حرف کا موتی حاصل کرے، آپ کے اس حال نے امیدوار کر دیا ہے، حق تعالیٰ اس سرچشمہ سے کوئی قطرہ آپ کے اور حافظانہ ذکر کے کام جان (خلق) میں پہنچائے اِنَّهُ الْمُبِیِّنُ لِکُلِّ عَیْسٍ بِرِیْشِکْ وَهُوَ (تعالیٰ شانہ) ہر شکل کو آسان کرنے والا ہے۔

آپ نے جمعیت و حضوری اور نماز فرض و نفل میں خاص کیفیت کے حصول اور نیز اس نماز میں اور اس کے باہر تجلیات، محویت و فنایت کا ورود اور نماز کی کیفیات کی غیر نماز کی کیفیات پر فضیلت کے بارے میں جو کچھ لکھا تھا واضح ہوا، عمرہ اور مبارک ہے نماز کی حالت فضیلت کیوں نہ رکھے جبکہ نماز مؤمن کی معراج ہے اور معراج کا کمال تمام کمالات سے اوپر ہے حدیث اَرْحَمَیْ یَا بِلَالُ [لے بلال! مجھے راحت دو] اور حدیث قُرَّةٌ عَیْنِیْ فِی الصَّلٰوٰةِ [میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں] اس معنی کی تائید کرتی ہے۔ آپ نے لکھا تھا کہ میں ایک روز ایک گوشے میں بیٹھا تضرع و زاری کے ساتھ التجا کر رہا تھا اور آنکھوں سے آنسو جاری تھے اور اسی دوران میں گویا آپ (خواجہ محمد معصوم) موجود ہیں اور مجھ سے کہتے ہیں کہ لہ فلاں! تو نے سیر آفاقی و سیر انفسی کی تکمیل کر لی ہے تو کیوں غم مندے کھاتا ہے اور کیا چاہتا ہے میں امیدوار ہوں کہ مطلع کیا جاؤں کہ دائرہ سیر آفاقی و انفسی کہاں تک پہنچی ہوتا ہے اور طالب اس وقت میں کونسے مقام سے مشرف ہوتا ہے؟ (جواب) آپ جان لیں کہ سلوک سیر آفاقی ہے اور جذبہ سیر انفسی ہے۔ (صوفیہ) کہتے ہیں کہ سیر آفاقی بعد رب بعد ہے اور سیر انفسی قرب و قرب ہے، سیر آفاقی مطلوب کو اپنے آپ سے باہر تلاش کرتا ہے اور سیر انفسی اپنے آپ میں آنا اور اپنے دل کے گرد پھرنا ہے اور یہ دونوں (سیر) ولایت کے رکن ہیں جنک دونوں حاصل نہ ہو جائیں ولایت صورت پذیر نہیں ہوتی اور قوم (صوفیہ) کے نزدیک مسلم ہے کہ ولایت کی انتہا سیر انفسی کی انتہا کے ساتھ ہے اس کے ماوراء کوئی کمال نہیں ہے جو کہ ولایت میں معتبر ہو، کمال کا کمال

شہودِ نفسی کو کہا گیا ہے، اپنے آپ سے باہر شہودِ ویافت نہیں ہے۔

چوں جلوہ آں جمال بفریل ز تو نیست پادرد اماں و سر بچیب اندر کش

[جب اس جمالِ حسن کا جلوہ تجھ سے باہر نہیں ہے تو پاؤں دامن میں اور سر گریبان کے اندر کھینچ لے] ہمارے حضرتِ عالی (مجدد الف ثانی) قدسنا اللہ سبحانہ بسره کے نزدیک مطلوب کی یافت آفاق و انفس سے باہر ہے اس لئے کہ مطلوب آفاق و انفس سے باہر ہے جو کچھ آفاق و انفس کے آئینے میں ظاہر ہے وہ سب ظلال سے وابستہ ہے دائرہ ظل سیرِ انفسی پر ختم ہو جاتا ہے اور اصل کا معاملہ سیرِ آفاقی و سیرِ انفسی سے ماوراء ہے اور جذبہ و سلوک سے ماوراء ہے انفس سے آفاقی کی مانند گزر جانا چاہئے تاکہ مطلوب کی خوشبو اس کے پیچھے۔

ع لذتے نشناسی بخدا تاناہ چشی [خدا کی قسم جب تک تو چمکے گا نہیں شراب کی لذت کو نہیں پہچانے گا] پس سالک جب سیرِ آفاقی و انفسی کی تکمیل کر لیتا ہے تو ولایتِ صغریٰ کی نہایت تک پہنچتا ہے والسلام علی من اتبع الهدی۔

مکتوبات

ملا ابو محمد لاہوری کے نام انسان کی عدمیت ذاتیہ کی تحقیق میں تحریر فرمایا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد لله وسلام علی عباده الذین اصطفے خصوصاً علی سید المرسلین صاحب نقاب قوسین اودق اعلیٰ الہوا صحابہ نجوم الہدیٰ نامہ نامی و مکتوب گرامی جو آپ نے اس مسکین کے نام ارسال کیا تھا اس کے صدور سے مشرف ہوا، اللہ تعالیٰ قرب کے مدارج میں ترقیات عطا فرمائے اور اپنے جذبات و عنایات سے بکرم و ممتاز کرے، وجود اور تمام کمالات جو وجود کے تابع ہیں بارگاہِ ربِّ معبود کا خاصہ ہیں، ان کمالات میں سے جو کچھ ممکن میں ظاہر ہے وہ اس بارگاہ سے مستفاد و مستعار ہے جو کچھ ممکن کا ذاتی ہے وہ عدم ہے جو کہ کمالات (حق) کے انعکاس کے ذریعے وجود نہا ہو گیا ہے اور اپنے اس عاریتی کمال اور انعکاسی ہستی کے باعث اپنے آپ کو کامل و خیر تصور کر لیا ہے اور موجودِ حقیقی کے ساتھ شرکت و ہم سری کا دعویٰ پیدا کیا ہے اور اس بے بنیاد (خیال) پر طویل بنیاد رکھی ہے اور اس کے واسطے سے اتانیت و سرکشی و تکبر ہم پہنچا یا ہے اور جب عنایتِ الہی (اس کے حق میں سبقت کرتی ہے تو وہ اپنی حقیقت کو گماھی [جیسی کہ وہ ہے] پالیتا ہے اور اپنی عدمیت ذاتی پر مطلع ہو جاتا ہے اور جان لیتا ہے کہ یہ کمالات اس میں عاریتی ہیں اور یہ خیر ہونا انعکاسی ہے نہ کہ ذاتی، اس وقت سعادت کا سرشتہ اس کے ہاتھ آ جاتا ہے اور مطلوب کی خوشبو اس کے ذراغ تک پہنچ جاتی ہے۔

۵ چوں بدانتی کہ ظل کیستی فارغی گر مردی و گرزستی

[جب تونے جان لیا کہ تو کس کا سایہ ہے تو پھر خواہ مردہ ہو یا زندہ ہو توبے فکر ہے]

اور جب یہ عاریت کی دید غالب آجاتی ہے وجود اور تمام صفات کے کمالات کو بہ تمام و کمال اصل کے سپرد کر دیتا ہے اور اپنے آپ کو جو کہ کمالات کا آئینہ تھا محض خالی پانا ہے اور خیر مومن کی کوئی بو نہیں دیکھتا بلکہ عدم محض پانا ہے اور وجود و صفات کا کوئی اثر اپنے اندر نہیں دیکھتا اس وقت فناے حقیقی سے مشرف ہو جاتا ہے اور اس کی پیدائش سے جو کچھ مقصود تھا وہ بجا لاتا ہے کیونکہ اس عالم فانی (دنیا) میں اس شخص سے مطلوب اپنی نفی کرنا اور فنا ہونا ہے

تو مباحث اصلا کمال این مست و بس [تو ہرگز نہ رہ (یعنی خود کو مٹا دے) کمال ہی ہے اور بس]

کمال اس کے حق میں کمال کی نفی کرنا ہے اور خیریت سلب خیریت میں ہے، بیچارہ (سالک) کہ مطلوب کے جس کا حصہ فنایت و نیستی ہے اور جس کا کمال سلب کمال ہے وہ مطلوب کے کمال سے کیا پائے اور اس کے حُسن و جمال کا کس طرح پتہ لگائے مگر یہ کہ عدم کے بعد اس کو وجود دیا جائے اور ولادتِ ثانیہ کے ساتھ پیدا کیا جائے تو اس وقت وہی عارف و معروف ہو گا پس وہی ڈاکر و مذکور ہو گا۔

آپ نے اس دیار (سرہند) کے آنے کا ارادہ ظاہر کیا تھا

کرم نما و فرود آگہ خانہ خانہ نست [مہربانی کر اور شریف لاکہ یہ گھر تیرا گھر ہے]

اس ناکارہ سے جو درخواست کی ہے وہ آپ کے حُسنِ ظن کی وجہ سے ہے ورنہ یہ فقیر اپنے آپ کو کسی اعتبار سے بھی کسی قابل نہیں سمجھتا، منازلِ قرب تک پہنچانا ایک عظیم کام ہے البتہ اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَجْدِي بِنِي [میں اپنے بندے کے گمان کے قریب ہوں] کے مطابق ممکن ہے کہ آپ کے حُسنِ ظن کے موافق آپ کے ساتھ معاملہ کیا جائے۔

۵ می تواند کہ وہرا شک مرا حُسنِ قبول آنکہ در ساختہ است قطرہ بارانی را

[جن اشہ نے بارش کے قطرہ کو موتی بنا دیا ہے وہ میرے آنسوؤں کو بھی قبولیت کا شرف بخش سکتا ہے] والسلام لولاد آخراً۔



سلطان عبدالرحمن کے نام حق جل و علا کی خوشنویاریاں حاصل کرنے پر ترغیب دینے کے بیان میں تحریر فرمایا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَوَسَلَامٌ عَلٰی حَبَاةِ الذِّیْنَ اصْطَفٰہُ اللّٰہُ تَعَالٰی اَیُّکُمْ اَبَدًا

۵ یہ ایک حدیث کا ٹکڑا ہے جس کو امام بخاری و امام مسلم نے روایت کیا ہے (حصن حصین)

انعامات و جذبات سے معزز و مشرف رکھے، آپ نے جو مکتوب گرامی اس مسکین کے نام ارسال کیا تھا اُس نے مشرف کیا، آپ نے شوقِ ملاقات کا اظہار کیا تھا، حق سبحانہ، شوق کی آگ کو مشتعل فرمائے اور محبت کے شعلہ کو سر بلند کرنے تاکہ باسوا سے پوری طرح آزاد کر دے اور سراپردہ قرب کے سائے میں پہنچائے، چند روزہ زندگی بہت نعمت ہے چاہئے کہ مولائے حقیقی کی خوشنودیوں کے حاصل کرنے میں صرف ہو اور ذکر و فکر میں بسر ہو، کمینہ دنیا کی آسائشیں جو کہ فنا ہونے والی اور ہلاکت کے مقام میں ہیں اس لائق نہیں ہیں کہ ان کو آخرت کا بدل بنایا جائے اور ان کے حاصل کرنے میں ابدی ملک اور دائمی آسائشوں اور بارگاہِ صمدی (اللہ تعالیٰ) کی رضامندی سے محروم رہا جائے۔ والسلام علیکم وعلیٰ سائر من اتبع الہدیٰ و التزم متابعتہ المصطفیٰ علیٰ الصلوٰت و التسلیمات و البرکات العلیٰ۔

مکتوبات

صوفی سعد اللہ کابلی کے نام ان کے روشن احوال کے جواب میں اور اس بارے میں تحریر فرمایا کہ نسبت جس جگہ سے بھی پہنچو اس کو اپنے پیر کی جانب سے جانا چاہئے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد لله و سلام علی عباده الذین اصطفیٰ، جو خط عزیزم بلا سعد اللہ نے بھیجا تھا پہنچا اُس نے خوشوقت کیا، اللہ سبحانہ کی حمد ہے کہ آپ جمعیت سے ہیں اور ہر روز بہتر ہیں۔ آپ جان لیں کہ یہ جو آپ نے حال میں پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم اور حضرت جبریل علیہ السلام کو دیکھا ہے اور ہر ایک کے ساتھ گفتگو کی ہے اور جو خاص نسبت و کیفیت اس واقعہ پر ترتیب ہوئی ہے اور دوسرے روز جو محویت و فنائیت کی نسبت اور جو شوق و ولولہ پیدا ہوا اور عصر کی نماز میں جو عظیم کیفیت حاصل ہوئی یہ سب امور واضح ہوئے اور فرحت و مسرت کا باعث ہوئے۔

اور یہ جو آپ نے ہمارے حضرت عالی (مجدد الف ثانی) قدس سرہ اور حضرت خواجہ بزرگ (بہاؤ الدین نقشبند بخاری قدس سرہ) اور غوث الثقلین (شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ) کو دیکھا ہے اور لوگ کہتے ہیں کہ یہ اکابر آپ کی تربیت کے لئے آئے ہیں اور ان میں سے ہر ایک سے نسبتیں پہنچی ہیں اور انھوں نے خلعتیں عنایت فرمائی ہیں، عمدہ اور مبارک ہے، لیکن استفادہ جان لینا چاہئے کہ جہاں کہیں سے بھی فیض و نسبت مشاہدہ کیا جائے اس کو اپنے پیر کی طرف راجع کرنا چاہئے کہ جس نے کسی بزرگ کی صورت میں تشکل ہو کر نسبت کا فیض جاری کیا ہے۔ والسلام اوّلًا و آخرًا۔

مکتوب ۲۳

خواجہ محمد حنیف کابلی کے نام حواث کو اللہ تعالیٰ کے ارادہ (وشیت) کی طرف لوٹانے اور ان کے حلوں نہ ہونے کے بارے میں تحریر فرمایا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ حمد و صلوة اور ارسالِ تسلیمات کے بعد برادر عزیز و ارشد سے عرض ہے کہ اس نوح کے فقار کے احوال و اطوار حمد کے لائق ہیں، اللہ سبحانہ سے آپ کی سلامتی اور ظاہری و باطنی استقامت کے لئے دعا کی گئی ہے، حالات لکھتے رہیں اور ہر روز ترقی پر رہیں، مَن اسْتَوٰی یَوْمًا لَا فَرْحَ لَهُمْ وَ مَحْزُونٌ [جس شخص کے دو دن یکساں گزرے (یعنی دوسرے دن ترقی نہیں کی) وہ خسارے میں ہے] دور افتادہ دوستوں کو دعائے خیر سے یاد رکھیں، زمانہ کی گردشوں اور اہل زمانہ کے انقلاب سے رنجیدہ ہوں اور اس (زمانہ) کے پست و بلند کرنے سے متغیر نہ ہوں بلکہ عبرت حاصل کریں اور اپنے بارے میں ترساں و لرزاں رہیں، مومن کا دل رحمن (اللہ تعالیٰ) کی انگلیوں میں سے دو انگلیوں کے درمیان ہے وہ اس کو جس طرح چاہتا ہے بدل دیتا ہے، ع

چو بیدر سر ایمان خویش سے لزم [میں اپنے ایمان پر بیدگی مانند کانپتا ہوں] اللہ جل شانہ کی تدبیر سے ڈرنا چاہئے اور استدراج سے خوف کرنا چاہئے۔ عَلَیْكُمْ اَنْفُسُكُمْ لَا یُضْرَمُ مَنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدٰ یُنْتَمِئْ لِمَا سَلَا وَاِیْنِیْ جَانُوْیْ كِیْ حَافِطًا كِرُوْ جِیْمٍ ہِدَایْتِیْ پَاغَیْ تُوْمٌ كُوْیْ كَا مِرَاہُ ہُوْ نَا ضِرٌّ نَیْسِیْ پَیْجَاغَیْ كَا] سب کچھ حق سبحانہ سے جانا چاہئے اور سب (امور) کو اس تعالیٰ شانہ کے سپرد کرنا چاہئے۔ از خلدان خلاف دشمن و دوست کہ دل ہر دو در تصرف اوست

[تو دشمن و دوست کی مخالفت کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے جان کیونکہ دونوں کے دل اُس کے تصرف میں ہیں] رَبَّنَا لَا تُزِمْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدٰیْتَنَا وَ هَبْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ [اے ہمارے پروردگار! جبکہ تو نے ہمیں ہدایت دی ہے تو اب ہمارے دلوں میں کبھی پیدائے کر اور ہمیں اپنے پاس سے رحمت عطا فرما بیشک بہت عطا کرنے والا]

مکتوب ۲۲

خواجہ عبید اللہ کولابی کے نام کمالات فنا و بقا کی شرح میں اور اس بارے میں تحریر فرمایا کہ

لے ابن ماجہ و ترمذی میں روایت کر ان القلوب بین اصبعین من اصابع اللہ الخ ۱۰۵ ۱۰۶ ۱۰۷ ۱۰۸

کام کا مدار فضل پر ہے لیکن عمل کے بغیر چارہ نہیں ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ مَا حَمُرُ وُصْلُوۃٍ وَّ اِرْسَالِ تَسْلِیْمٰتِ كَعْدِ عَرْضِ هَبْ كَعْدِ مَكْتُوبِ مَرْغُوبِ
 آپ نے اس مسکین کے نام ارسال کیا تھا اس کے صدور سے فرحت و مسرت حاصل ہوئی، اس میں درج تھا
 کہ نماز عصر میں ایک حال ظاہر ہوا کہ اس ناچیز کی ذات کے جوارح عرض تھے اپنی اصل کی طرف عود کر گئے اور
 ان کا کوئی نام و نشان باقی نہیں رہا اور اپنی اصل میں پوری طرح ناپید ہونا ہو گئے اور اکثر اوقات
 محویت اس قدر صورت پذیر ہوتی ہے کہ اپنے اور اپنے غیر کے متعلق ذرا شعور نہیں رہتا۔ (جواب)
 میرے محذوم ایہ محویت اور یہ کمالات کا اصل کی طرف عود کرنا فنا و اطمینانِ نفس میں درجہ کاملہ ہے
 اور اسلام حقیقی فنا کی اس قسم پر مرتب ہوتا ہے، اور یہ جو وارد ہوا ہے مَوْتُوۡا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوۡا امر نے
 سے پہلے مر جاؤ (اس میں) موت سے مراد یہی فنا ہے کہ نفس اس فنا میں غلبہ محبت کے ظہور اور صعاقہ
 احدیت کے نزول کے باعث ماسوا کی دید و دانش سے آزاد ہو چکا ہے اور انا نیت (خودی) سے گزر گیا ہے
 بلکہ اپنا کوئی نام و نشان نہیں چھوڑا ہے اور غیبِ ہویت کی تیغِ آرزو سے مقول ہو گیا ہے اَوْ مَنۢ كَاذَ
 مَيْتًا فَاَحْيَيْنٰهُ الْاٰیۃُ (کیا ایسا نہیں ہے کہ جو شخص مردہ تھا پھر ہم نے اس کو زندہ کر دیا) کی خوشخبری اور
 مَنۢ قَتَلْتُمْ قَاۡنَاۡ دِيۡنِکُمْۙ جِسۡمِکُمْۙ قَتَلۡتُمْ کَرۡہَمَۙ اَسۡ وَاَنْتُمْۙ اَلۡیٰسَۃُۙ اَلۡیٰسَۃُۙ اَلۡیٰسَۃُۙ اَلۡیٰسَۃُۙ اَلۡیٰسَۃُۙ
 مقول و کم شدہ کو سر بلند کرتی ہے اور اس کے معاملے کو سب سے آگے کر دیتی ہے۔ یہ حیات جو کہ اس
 موت کے بعد ہے اللہ تعالیٰ کے فضل سے زوال پذیر نہیں ہے اور چونکہ محض (اللہ تعالیٰ کا) عطیہ ہے
 (اس لئے) موت اس کو نہیں اٹھا سکتی، یہ صورتِ موت ہے حقیقتِ موت نہیں ہے کہ جو حیاتِ حقیقی سے
 منضام ہو اور ان کا جمع ہونا محال ہو، اَلَاۤ اِنَّ اَوْلِیَاءَ اللّٰهِ لَا یَمُوْتُوْنَ وَلٰکِنۢ یُّنْفِقُوْنَ مِنْ دَاۡرِ
 اِلٰی دَاۡرٍۭ اَکَاۡہِ رَہُوۡکَۃًۙ بَیۡشَکِّ اَوْلِیَاءِ اللّٰہِ مَرۡتَہُۙ وَلٰیۡکِنۢ یُّنْفِقُوۡنَ مِنْ دَاۡرِ اِلٰی دَاۡرٍۭ
 اَیۡہِ کَرِہٍۭ وَ لَا تَحۡسَبَنَّ الَّذِیۡنَ قَتَلُوۡۤا فِیۡ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمۡوَالَہُمۡ اَحۡیَاءٌ عِنۡدَ رَبِّہِمۡۙ جَوٰکِ اللّٰہِ تَعَالٰی کِی
 راہ میں قتل کر دیے گئے ہیں تم ان کو مردہ گمان نہ کرو بلکہ وہ اپنے پروردگار کے نزدیک زندہ ہیں] آپ نے سنا ہوگا۔ ع
 ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد عشق [جس شخص کا دل عشق سے زندہ ہو گیا وہ ہرگز نہیں مرنے]
 اور صورت کے اعتبار سے موت فرمایا آفا ئن فَا تَ اَوْ قَتِلۡ اَنْعَابِکُمۡ عَلٰی اَعۡقَابِکُمۡ (پس اگر وہ (رسول) مر گیا
 یا قتل کر دیا گیا ہو تو کیا تم اپنے پاؤں پر پیٹ جاؤ گے (یعنی اپنے دین سے پھر جاؤ گے) پس (ان دونوں میں) کوئی مخالفت
 نہیں ہے۔ آپ نے لکھا تھا "اعمال سے ناامیدی متصور ہوتی ہے، ایسا ظاہر ہوتا ہے کہ یہ اعمال
 جو کہ یہ تصور وار رکھتا ہے اس بارگاہ میں کچھ نہیں ہیں اور محض ناچیز ہیں (یہ عاجزی حیران ہے کہ

کس طرح عمل کرے کہ اس بارگاہ کے لائق ہو۔ میرے مخدوم! آپ نے جو کچھ لکھا ہے سچ اور درست ہے کامیابی کا مدار فضل پر ہے لیکن عمل کے بغیر چارہ نہیں ہے اور عمل میں پوری طرح کوشش کرنی چاہئے اور فضل و رحمت پر اعتماد رکھنا چاہئے اور اس عمل کو (اللہ تعالیٰ) کی بارگاہ کے لائق نہیں جانا چاہئے، بزرگوں نے کہا ہے اِعْمَلْ وَاسْتَغْفِرْ [عمل کرو اور استغفار کرو]۔ لوگوں نے حضرت رابعہ (بصریہ رحمہما اللہ) سے پوچھا تو جو امید رکھتی ہے تو کس چیز سے امید رکھتی ہے؟ انہوں نے کہا میں اپنے ہر عمل سے ناامیدی کے ساتھ امید رکھتی ہوں۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ کوئی شخص اپنے عمل سے نجات نہیں پائے گا صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! اور کیا آپ بھی نہیں؟ آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا اور میں بھی نہیں لیکن یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت کے ساتھ میری اس سے پردہ پوشی فرمادی ہے۔ اور یہ جو آپ نے حال میں دیکھا ہے کہ رسالت پناہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس میں نعمتیں ہیں اور تجھ کو امر مولا ہے کہ ان کو تقسیم کر دے اور تو مہر جگہ پہنچا ہوا ہے اور فقیر کو ایک دوسری جماعت کے ساتھ لے جا کر آنسو و علی آلہ الصلوٰت والتجات کی خدمت و پا بوسی کے ساتھ مشرف کرایا ہے "عمرہ و مبارک ہے۔ اور دوسری دفعہ آپ نے دیکھا کہ تو (خواجہ محمد معصوم) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پہلو میں بیٹھا ہے اور ایک ساعت نہیں گزری تھی کہ تیری صورت غائب ہو کر تیری بجائے حضرت رسالت پناہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ظاہر ہوئے ہیں پھر آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی صورت مبارک غائب ہو گئی اور تو ان کی بجائے ظاہر مولا تین مرتبہ تک اسی طرح مشاہدات ہوتے رہے، حملاً اللہ سبحانہ علی ذلک و علی جمیع نعمائہ [اس نعمت پر اور اس کی تمام نعمتوں پر اللہ سبحانہ کی حمد ہے]۔

مکتوب ۲۵

سید فخر بھارہ کے نام نصیحت کے بارے میں تحریر ہوا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم و یارت پناہ سید نور بھارہ کا مکتوب مرغوب پہنچ کر مست بخش ہوا، آپ کو چاہئے کہ اسی طرح اپنے ظاہری و باطنی احوال لکھتے ہیں کہ یہ غائبانہ توجہ کا باعث ہے، اوقات کو حق جل و علا کی یاد میں معمور رکھیں اور اس عزت برتاری کی خوشنودیوں کے حاصل کرنے میں جان کے ساتھ کوشش کریں اور آخرت کا زاد راہ تیار کریں انسان کو دنیا میں کھانے اور سونے کے لئے نہیں لایا گیا ہے اور عیش و آسائش کے لئے پیدا نہیں کیا گیا ہے، عیش و آسائش کا مقام آگے آنے والا ہے لا للہم ان

العیش عیش الاخرة [در حقیقت عیش تو آخرت کا عیش ہے] بلکہ طاعت و بندگی کے لئے پیدا کیا گیا اور اپنی معرفت کے لئے لایا گیا ہے، وظائف بندگی کی ادائیگی میں کوشش کی رعایت رکھنی چاہئے اور معرفت کے حصول اور اس کی طلب میں اپنے آپ کو سکون و آرام نہیں دینا چاہئے اور جہاں کہیں سے بھی اس کی پودیلغ میں پہنچے اس کے درپے ہونا چاہئے، کسی نے خوب کہا ہے۔

بچہ مشغول کم دیدہ و دل را کہ بدم دل ترامی طلبد دیدہ ترامی خواہد

[میں آنکھ اور دل کو کس چیز کے ساتھ مشغول کروں کیونکہ ہمیشہ دل تجھ کو طلب کرتا ہے اور آنکھ تجھ کو چاہتی ہے] اولاد آخرت۔

مکتوبات

جان محمد بیگ کولابی کے نام اس بارے میں تحریر فرمایا کہ، ہستی حقیقی کو نیستی (فنائیت) کے جال کے بغیر شکار نہیں کر سکتے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم حمد و صلوة و ارسال تسلیمات کے بعد عرض ہے کہ (یہاں کے) حالات ہر حال میں حمد کے لائق ہیں اور آپ کی ظاہری و باطنی سلامتی و استقامت کے لئے دعا کی گئی ہے، آپ کے متعدد خطوط پے در پے پہنچے چونکہ صحت و عافیت و ظہور فنائیت و دیدہ قصور پر مشتمل تھے مسرت کا سبب ہوئے حق سبحانہ و تعالیٰ اس دیدہ کو زیادہ کرے اور اپنی ہستی حقیقی کی معرفت عطا فرمائے تاکہ نیستی کے جال سے ہستی کا شکار کرے، عشق کے مقول کے لئے مَنْ قَتَلْتُمْ فَأَنَا دِيْتُمْ [جس کو میں قتل کرتا ہوں اس کا خونہا میں خود ہوں] کی بشارت کافی ہے اور تیغ محبت کے بارے ہوئے کو فاجینہ و جعلنا لہ نُوراً [میں ہم نے اس کو تندرہ کیا اور اس کے لئے ایک نور بنایا] کی خوشخبری سر بلند کرتی ہے۔

گر بر میر کوئے عشق ما کشتہ شوی شکرانہ بدہ کہ خونہائے تو منم

[اگر تو میرے عشق کے کپے کے سر پہ رماڑا لاجائے تو شکرانہ ادا کر کہ تیرے خون کا بدلہ میں ہوں]

والسلام علیکم وعلیٰ سائرینا تیج الہدیٰ والترجم متابہ المصطفیٰ علیہ وعلیٰ آذالصلوات التلیات والقیات والبرکات العلیٰ۔

مکتوبات

میرزا محمد صادق پسر نصیر خاں کے نام طریقہ خواجگان کے حقائق و خصائص اور جس چیز کے ساتھ

ہمارے حضرت عالی (مجدد الف تانی) ممتاز ہیں اس کی طرف اشارہ اور طریقہ نفی اثبات کی کیفیت کے بیان میں تحریر فرمایا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم حمد و صلوة و ارسال تسلیمات کے بعد عرض ہے کہ مکتوب مرغوب جو آپ نے اپنے کسی آدمی کے ہاتھ اس مسکن کے نام ارسال کیا تھا اس کے صدور سے مسرور و خوشوقت ہوا، حق سبحانہ و تعالیٰ شریعت عالیہ و سنت منورہ کے طریقے پر استقامت و مداومت عطا فرما کر آپ کے باطن کو حضرات خواجگان کی نسبت سے معمور رکھے، اس طریقہ (یعنی طریقہ نقشبندیہ مجددیہ) کا قلیل دوسرے طریقوں کے کثیر سے بہتر و پسندیدہ ہے، یہ طریقہ سب طریقوں سے اقرب ہے اور لازمی طور پر پہنچانے والا طالب صادق اگر پیر کامل کی صحبت میں رہے تو امید ہے کہ وہ راستہ میں نہیں رہے گا اور اگر ناقص کی صحبت میں رہے تو طریقہ کا قصور نہیں ہے کیونکہ (جب) وہ خود واصل نہیں ہے کوئی دوسرا شخص اس کی صحبت میں کس طرح واصل ہوگا اور اس کے طریقے میں اندراج نہایت دریدایت ہے، اس طریقہ کا بتدریج رشید نہایت کی چاشنی سے بے بہرہ نہیں ہے لیکن ہمارے طریقہ کا مدار صحبت اور پیر کی توجہ پر ہے، ترقی اسی کے ساتھ وابستہ ہے، سعادت مند مرید اگرچہ پیر کی غیر موجودگی میں اُس کے باطن سے (اپنی) محبت و عقیدت کے مطابق بہرہ ور ہوتا ہے اور فیوض و برکات اخذ کرتا ہے لیکن صحبت اور غیبت میں سینکڑوں گنا فرق ہے اور جو دقائق کہ ہمارے حضرت عالی (مجدد الف تانی) قدس اللہ سبحانہ بسرہ نے اس طریقہ میں بیان فرمائے ہیں اور اس طریقہ کی تحقیقات و تدقیقات کہ جن پر انھوں نے عمل فرمایا ہے اور معاملہ کو پستی سے بلندی تک پہنچایا ہے اور جس نسبت طریقہ کے ساتھ حضرت عالی ممتاز ہیں اور وہ نسبت ہزار سال کے بعد ظہور کے تخت پر جلوہ افروز ہوتی ہے اور از سر نو نازہ ہوتی ہے اور اتنی مدت تک پوشیدہ رہی ہے اور کام کے چہرہ سے نقاب نہیں اٹھایا تھا جیسا کہ حضرت عالی (مجدد علیہ الرحمہ) کے رسائل و مکاتیب سے اس کا کچھ حصہ واضح و نمایاں ہے کہاں تک بیان کرے۔

آپ نے ذکر نفی و اثبات کا طریقہ طلب کیا تھا، لکھا جاتا ہے اس کے مطابق عمل میں لائیں اور اس کی برکات کے امیدوار ہیں اگرچہ نمایاں ترقی اور کامل تاثیر صحبت و توجہ پر موقوف ہے لیکن **مَا لَا يَدْرِي كَلِمَةً لَا يَتْرُكُ كَلِمَةً** [جو چیز کامل طور پر حاصل نہ ہو اس کو بالکل ترک نہیں کرنا چاہئے] نفی و اثبات کا طریقہ یہ ہے کہ زبان کو نالو سے لگالیں اور ہونٹوں کو بند کر لیں اور سانس کو ناف کے نیچے روکیں اور لفظ کلا کو خیال کے ساتھ ناف سے کھینچیں اور سر کے اوپر پہنچائیں اور لفظ **إِلَه** کو سر سے دائیں کندھے تک لیجائیں اور لفظ **أَلَا** کو دائیں کندھے سے دل پہنچائیں اور سانس رکھ کر رہے

مدار پیر کی صحبت اور توجہ پر ہے

۷۹

اور اس کلمہ کے ساتھ اس کلمہ کے معنی کو بھی خیال میں لائیں اس طرح ہر کہ ذات پاک (اللہ تعالیٰ) کے سوا اور کوئی مقصد نہیں ہے، لہذا کے ساتھ نہیں ہے کا تصور کریں اور اللہ کے ساتھ کوئی مقصد کا خیال کریں اور اَللّٰہ کے وقت سوائے ذات پاک سمجھیں، ہر سانس میں طاق عدد کہیں (یعنی) ایک دفعہ یا تین دفعہ یا پانچ دفعہ یا سات دفعہ کہیں اور اسی طرح بتدریج زیادہ کریں چنانچہ سانس برداشت کر سکے، اور اسی وجہ سے اس ذکر کو وقوفِ عددی کہتے ہیں یعنی (ایک سانس میں) ذکر کی تعداد پر واقف رہے تاکہ ہر سانس میں طاق عدد کہے جفت نہ کہے۔ والسلام علیکم وعلیٰ سائرین اتبع الہدیٰ۔

مکتوب ۲۸

شیخ عبدالرحمن برادر شیخ عرب بخاری کے نام زمین ہند کی برکات اور نسبت کی حفاظت کی ہمیشگی پر ترغیب دلانے کے بارے میں تحریر فرمایا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ طہر و صلوة و تبلیغ دعوات کے بعد عرض ہے کہ آپ نے جو مکتوب مرغوب محبت کے باعث ارسال کیا تھا اس نے خوشوقت کیا۔ آپ نے لکھا تھا کہ ”میں نے کشمیر سے ولایت (وطن بخارا) کا ارادہ کیا تھا کہ جاؤں مگر پشاور میں جناب حاجی حیونے نے نہیں چھوڑا اَلْخَيْرُ فِیْ لَصْنَعِ اللّٰهِ سُبْحٰنَہٗ“ (جو کچھ اللہ سبحانہ کرتا ہے اسی میں بہتری ہے) بظاہر اسی میں بہتری ہوگی۔ (جواب) میرے مخدوم ہندوستان میں بھی ولایت (وطن) میسر ہے، کیوں اسی جگہ سیر معنوی کے ذریعے ولایت کا ارادہ نہ کریں اور کیوں اس نعمت کے طالب نہ رہیں اور کیوں سفر و وطن نہ کریں اور سیر انفسی کے ذریعے سیر آفاقی سے مستغنی رہیں۔ آج ہندوستان میں وہ نعمت میسر ہے جو اکثر جگہوں میں میسر نہیں ہے فیوض و واردات کی کثرت کے باعث بہت سے خطوں اور شہروں کے لئے قابل رشک ہے اور صباحت و ملاحت کے امتزاج کے باعث حُسن و لطافت میں یشرب و بطحا (مدینہ منورہ و مکہ مکرمہ) کی خاک کے ساتھ مشابہت کامل رکھتا ہے، اس کے انوار و برکات کا بیش از بیش امیدوار ہے۔ بات دوسری طرف چلی گئی، چاہئے کہ سیکھے ہوئے طریقہ پر مدامت رکھیں اور نسبت باطن کی نگہداشت میں کوشاں رہیں نسبت کی حفاظت پر اس قدر کوشش کریں کہ حضور کی نسبت دل کا ملکہ ہو جائے اور مذکورہ کے ماسوائے کسی انقطاع حاصل ہو جائے۔ ع این کار دولت مست کنوں تا کراد ہند

[پہلی بات کی بات ہے دیکھے اب کس کو غایت کرتے ہیں اور السلام۔ اولاً و آخراً و ظاہراً و باطناً۔

مکتوب ۲۹

محمد میرک بیگ بدخشی کے نام اس بارے میں تحریر فرمایا کہ چونکہ مطلوب حقیقی آفاق و انفس سے ماوراء ہے (اس لئے) اس کے طالب کو چاہئے کہ آفاق و انفس سے گذر جائے اور اس کے ماوراء جد و جہد کرے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم حمد و صلوة و ارسال تسلیمات کے بعد عرض ہے، اللہ سبحانہ کی حمد ہے کہ طویل سفر سے واپسی ہو گئی ہے اب سیر انفسی میں مشغول ہو جائیں اور سیر مستطیل سے سیر مستدیر کی طرف آجائیں اور بعد سے قرب کی طرف مائل ہوں، قوم (صوفیہ) کے نزدیک انتہائے کمال سیر انفسی ہے، سیر آفاقی کو چحضرات دواراز کار جلتے ہیں اور مطلوب کی یافت کو انفس میں منحصر کہتے ہیں، فرماتے ہیں۔

چوں جلوہ آں جمال بیرون تو نیست پادرد امان و سر بجیب اندر کش
[جب اس جمال (حسن) کا جلوہ تجھ سے باہر نہیں ہے تو پاؤں دامن میں اور سر گریبان کے اندر کھینچ لے] اور ہمارے حضرت عالی (مجدد الف ثانی) قدس اللہ سبحانہ بسرہ العزیز کے نزدیک سیر انفسی بھی سیر آفاقی کی مانند مطلوب کی یافت سے خالی ہے، وہ تعالیٰ ثناء، جس طرح آفاق سے ماوراء ہے انفس سے بھی ماوراء ہے، نیز جو کچھ آفاق و انفس کے آئینوں میں جلوہ گر ہے وہ سب نشانات و ظلال ہیں اور شبہ و مثال کے ساتھ تسلی پانا ہے پس مطلوب کو آفاق و انفس کے ماوراء تلاش کرنا چاہئے اور سلوک جذبہ کے ماوراء ملگ جانا چاہئے اور بیرون و اندرون عالم کے ماسوا طلب کرنا چاہئے، محدود عقل اس معاملہ کو حل نہیں کر سکتی اور خروج و دخول سے ماوراء اور آفاق و انفس سے باہر تصور نہیں کر سکتی، عَرَفْتُ رَبِّي بِتَجَمُّعِ الْأَصْدَادِ اِس نے اپنے رب کو متضاد چیزوں کے (یکجا) جمع کر دینے سے پہچانا، والسلام اولاداً و آخراً۔

مکتوب ۲۵

حاجی مصطفیٰ بنگالی کے نام نصیحت اور دریافت احوال کے بارے میں تحریر فرمایا۔
بسم اللہ الرحمن الرحیم حمد و صلوة و ارسال تسلیمات کے بعد عرض ہے کہ اس نواح کے احوال و اطوار

حجر کے لائق ہیں، اللہ سبحانہ سے آپ کی ظاہری و باطنی عافیت و استقامت کے لئے دعا کی گئی ہے جس پر بیشک یہی اصل کار اور نجات کا مدار ہے، عرصہ ہوا کہ آپ کے احوال و اطوار سے اطلاع نہیں رکھتا ہوں دل منتظر ہے، معلوم نہیں کہ آپ کس طرح پرہوں گے اور کین لوگوں کے ساتھ صحبت رکھتے ہوں گے زیادہ تر گوشہ نشینی و تنہائی کی طرف راغب ہیں یا لوگوں کے ساتھ میل جول کی طرف، لوگوں کو طریقہ سکھاتے ہیں یا نہیں اور اگر سکھاتے ہیں تو کس قسم کا اثر پیدا ہوتا ہے، فنا کی حد تک کوئی شخص پہنچا ہے یا نہیں ظاہری علم کے ساتھ زیادہ تر مشغولیت ہے یا ذکر و مراقبہ کے ساتھ ترقی کا راستہ کھلا ہوا ہے یا نہیں، مَن اسْتَوَى يَوْمَآ فَهُوَ مَخْبُونٌ [جس شخص کے دو دن یکساں گزریں یعنی دوسرے دن ترقی نہیں کی] وہ خسارے میں ہے۔

خوابم بشدرا ز دیدہ دریں فکر جگر سوز کا غوش کہ شد منزل و آسائش خوابت

[اس جگر سوز فکر میں میری آنکھوں سے نیند لڑ گئی کہ تیری نیند کی منزل و آسائش کس کی آغوش بنی]

مختصر یہ کہ حالات لکھتے رہیں اور اوقات کو معمور رکھیں اور گوشہ نشینی کی طرف زیادہ راغب رہیں اور ظاہری علم میں مشغول ہونے سے بھی فارغ نہ رہیں اور اگر کوئی طالب آئے تو اس کے احوال میں مشغول رہیں اور آخرت کا ڈیرا تیار کریں اور تار یک لائنوں کو گریہ استغفار کے ساتھ منور رکھیں اور دوستوں کو دعائے خیر سے یاد رکھیں۔ والسلام

مکتوبات

میرزا محمد ہادی کے نام اس بیان میں کہ وحدت کے طالب کے لئے کثرت کا ترک کرنا ناگزیر ہے اور سنت کے اتباع اور بدعت سے اجتناب پر ترغیب دینے کے بارے میں تحریر فرمایا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ الرَّحِیْمِ مُحَمَّدٌ عَلٰی عِبَادَةِ الَّذِیْنَ احْصٰی، قُلِ اللّٰهُ وَّحِدٌ لَّمْ یَكُنْ لَّہٗ

[تو کہہ اللہ بھیر ان لوگوں کو چھوڑے]۔ میرے مخدوم! وحدت و کثرت ایک دوسرے کی ضد ہیں، وحدت کے طالب کو کثرت کا ترک کرنا ناگزیر ہے (طالب) جس قدر کثرت کے اسباب اپنے ساتھ رکھے گا اسی قدر وحدت حقیقی سے دور و بھجور رہے گا، طلب و محبت کی رو سے بھی اور علم و ارادے کے لحاظ سے بھی وحدانی ہونا چاہئے تاکہ مناسبت پیدا ہو جائے اور وحدت کا آئینہ ہو جائے اور توحید حقیقی تک پہنچ جائے۔

رَبْرِیُّوْنَ كَا مَفْوَلٰہٗ ہِیَ التَّوْحِیْدُ اِسْقَاطُ الْاَضَاقَاتِ [یعنی توحید نسبتوں کو ساقط کرنا ہے] اوقات کو ذکر و فکر سے معمور رکھیں اور باطن کو جو کہ مولانا تعالیٰ کی نظر کا مقام ہے منور کرتے ہیں کوشش کریں اور باطن کا منور ہونا ذکر و مراقبہ کی ہمیشگی پر موقوف ہے اور وظائف بندگی کی بجا آوری اور انصاف و سنجیدگی و اجابت

کی ادائیگی اور بدعت و محرمات و مکروہات سے اجتناب کے ساتھ وابستہ ہے، شریعت و سنت کے اتباع اور بدعت سے اجتناب میں جس قدر کوشش کی جائے (اسی قدر) باطن کا نور بڑھے گا اور بارگاہِ قدس کا راستہ کھل جائے گا، اتباع سنت یعنی طور پر نجات دینے والا، ثمرہ بخشنے والا اور درجات کو بلند کرنے والا ہے، تخلف (اس کے خلاف) کا احتمال نہیں رکھتا، اس کے علاوہ خطرہ ہی خطرہ اور شیطان کا راستہ ہے پس اس سے پوری طرح بچنا چاہئے **فَمَا ذَا بَعْدَ الْحَقِّ إِلَّا الضَّلَالُ** [پس حق کے بعد گمراہی کے سوا اور کیا ہے] دینِ قیوم (اسلام) کو جو کہ وحیِ قطعی سے ثابت ہے یا اہل باتوں اور اوہام و خیالات کی بنا پر نظر اتلاز نہیں کیا جاسکتا، **مَا عَاكَ الرَّسُولُ إِلَّا الْبَلَاغُ** [رسول کا کام (پیغام) پہنچا دینا ہے] والسلام علیکم وعلیٰ سائر من اتبع الہدیٰ **والتزم متابعت المصطفیٰ علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰت والتسلیمات والبرکات العلیٰ**.

مکتوب ۵۲

رفت بیگ کے نام اپنے آپ سے اعراض کرنے اور اصل کی طرف توجہ ہونے اور فنا و نیستی کے حصول پر ترغیب دینے کے بارے میں تحریر فرمایا تاکہ بقائے کامل اس پر مترتب ہو۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم حمد و صلوة اور تبلیغ دعوات کے بعد عرض ہے کہ (یہاں کے) احوال ہر حال میں حمد کے لائق ہیں امید ہے کہ اک برادرِ عزیز (آپ) بھی بعافیت ہوں گے اور ظاہری باطنی جمعیت منصف ہوں گے اور لفظ سے معنی کی طرف آئیں گے اور ظل سے اصل کی طرف مائل ہوں گے اور ظل سے اصل کی طرف شاہراہ ہے اور اصل تک پہنچنے کا مانع ظل کی اپنی طرف توجہ اور اس کی اصل سے روگردانی ہے اور جب یہ وسلوک کے ذریعہ بلکہ محض عنایتِ انہی سے اپنی طرف توجہ زائل ہونے لگا اور روگردانی کی بجائے اصل کی طرف توجہ پیدا ہو جائے تو سعادت کا مدعا حاصل ہو جائے اور وہ مضبوطی کے ساتھ ٹھکانے والا ہو جائے۔

چوں بدانتی کہ ظل کیستی فارغی گرمردی و گرزستی

[جب تو نے جان لیا کہ تو کس کا سایہ ہے تو پھر خواہ مردہ ہو یا زندہ ہو توجہ بے فکر ہے]

ظل کے اصل تک پہنچ جانے اور اس سے ملنے ہو جانے کے بعد سالک کے لئے استہلاک و اضمحلال اور فنا و نیستی ہے اور یہ معنی اس کے حق میں کمال ہے کیونکہ اس کے حق میں کمال سلب کمال میں ہے اور بھلائی کی نفی کرنے میں بھلائی ہے معرفت اس فنا کے ساتھ وابستہ ہے اور قریب اس نفی کرنے پر موقوف ہے، لہذا **تَجَلَّى اللَّهُ بِشَيْءٍ خَصَمَ لَهُ** [جب اللہ تعالیٰ کسی چیز پر تجلی فرماتا ہے تو وہ چیز اس (تعالیٰ ذات) کیلئے جھمک جاتی ہے]

اور اس کے بعد اس بات کے لائق ہو جاتا ہے کہ وہ (تعالیٰ شانہ) اپنے پاس سے اس کو حیات عطا فرمائے اور اپنے اخلاق کے ساتھ منصف کر دیتا ہے **مَنْ قَتَلْتُمْ فَأَنَا دِيْتُهُ** [جس کو میں قتل کرتا ہوں تو اس کا خونہا میں خود ہوں] اور اس کو ناقصوں کی تکمیل کے لئے واپس کر دیا جاتا ہے۔ آیہ کریمہ **أَوْ مَن كَانَتْ مِثْلَ مَا فَاجِيْتُهُ وَجَعَلْنَا لَهُ نُورًا يَمْشِي بِهِ فِي النَّاسِ** [کیا ایسا نہیں ہے کہ جو شخص مردہ تھا پس ہم نے اس کو زندہ کر دیا اور اس کے لئے ایک نور بنایا جس کے ساتھ وہ لوگوں میں چلتا ہے] اُس کے حال کی خبر دینے والی ہے اُس وقت نعمت اس حق میں پوری ہو جاتی ہے اور خلافت کے معنی ظاہر ہوتے ہیں۔ رح

ابن کار دولت است کموں تا کراد ہند [یہ نصیب کی بات ہے دیکھے اب کس کو غایت کرتے ہیں] آپ نے میاں لشکری کے بیٹے کے انتقال کر جانے کی بابت لکھا تھا اور اس کی جدائی کے باعث طرح طرح کا غم و الم ظاہر کیا تھا، **إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ** [بیشک ہم سب اللہ تعالیٰ کے ہیں اور ہم اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں] تقدیر و ارادہ الہی پر رضامندی کے سوا چارہ نہیں ہے کیونکہ ظاہری (دیوی) مصائب باطنی طراوت و شادابی کے وسائل اور اخروی ترقیات کا سبب ہیں، حق سبحانہ ابر عظیم عطا فرمائے اور ترقی کی راہ کھول دے اور نعم البدل غایت فرمائے، **إِنَّهُ قَرِيبٌ مِّنْهُ** [بیشک وہ قریب (اللہ) قبول کرنے والا ہے]

مکتوب ۵۳

حضرت والا (عروة الوثقی) سلمہ اللہ تعالیٰ کے خواہزادہ (بھانجے) شیخ عبد اللطیف کے نام لایا کہ اللہ الا اللہ کی تشریح میں اور اس بیان میں تحریر فرمایا کہ کلام مجید کے ساتھ منصف ہونا اس دید آثار سے۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم و حمد و صلوة کے بعد فرزند سعادت آثار سے عرض ہے کہ جو خط آپ نے بھیجا تھا اس کے مطالعہ نے بہت فرحت بخشی اور مسرور کیا، اللہ تعالیٰ جل شانہ کا شکر سجالاتیں لائے **شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ** [اگر تم شکر ادا کرو گے تو میں تم کو اور زیادہ دوں گا] — آپ نے لکھا تھا کہ ایک رات نماز تہجد میں قرآن مجید کی تلاوت کے وقت پڑھنے والا رہیں، اپنے آپ کو درمیان میں نہیں پاتا تھا اور تلاوت کو اس (اپنی) طرف منسوب نہیں دیکھتا تھا بلکہ (ایسا دیکھتا تھا) گویا اس تعالیٰ شانہ کی محض قدرت سے اس کا کلام اس جگہ ظہور فرماتا ہے اور اپنی زبان کو شجر موسوی (علیہ السلام) کی مانند پاتا تھا اور لایا کہ اللہ الا اللہ کے قول کو اس حال کے مصداق دیکھتا تھا اور (اب) کبھی تلاوت کے وقت اس (قرآن مجید) کے ساتھ بقا و تحقق پاتا ہے اور یہ شعر اس ذوق کے موافق ہو جاتا ہے۔

اندر سخن دوست نہاں خواہم گشت تا بر لب او بوسہ زخم چو نش بخواند

(اس دوست کے کلام میں پوشیدہ ہوجاؤں گا تا کہ جب وہ اس کو پڑھے تو میں اس کے لبوں کو بوسہ دے لوں) ۸۴
 اے سعادت اطوار! اول جو کچھ آپ نے لکھا ہے فنا میں عالی درجہ ہے، جب تک سالک کے آثار میں سے
 کوئی اثر باقی ہے لایذکر اللہ الا اللہ صادق نہیں آتا اور اس کا ذکر اسی کی طرف لٹتا ہے وہ بات
 اسی وجہ سے ہوگی جو کہ کسی بزرگ سے منقول ہے کہ (ایک دفعہ) وہ ہلاکت کے گرداب میں پڑا تھا اُس نے
 منت مانی کہ اگر میں اس گرداب سے نجات پاؤں تو ہرگز حق تعالیٰ کو یاد نہ کروں اس کا سبب ہی ہوگا کہ
 اپنی یاد کو اس پستی و کمینگی کے ساتھ اس بارگاہ مقدس کے لائق کسی طرح نہیں دیکھا اور اپنی طرف
 عائد پایا اور اس کو گناہ پایا اور گناہ کبیرہ تصور کیا، اور یہ جو وحدت وجود والے حضرات لایذکر اللہ
 الا اللہ کہتے ہیں اس کو اس سے کوئی تعلق نہیں ہے اُن کا اللہ کہنا تعین امکانی پر اطلاق پانا ہے کہ
 جس کو انھوں نے عنوانِ حقانی سے جاننا ہے کیونکہ یہ لوگ ہمہ اوست کہتے ہیں اور مقیدات کو عین مطلق
 سمجھتے ہیں، اور جس مقام کی بابت ہم گفتگو کر رہے ہیں یہاں تعین امکانی کا کوئی اثر نہیں رہتا، نشان
 قابیہ کا (ان دونوں میں بہت فرق ہے) لایذکر اللہ الا اللہ کی حقیقت اس مقام میں ہے نہ کہ وہاں کہ
 (جس میں) ذکر کا وجود درمیان میں ہے، نہایت امر یہ ہے کہ (اُن کے نزدیک) عنوان کا اختلاف ہے (یہ حضرات)

کلمہ نفی و اثبات سے عنوانِ غیریت کی نفی کر کے اپنی الوہیت کا اثبات کرتے ہیں اور یہی قصہ ہے،

بخواب اندر مگر موٹے شتر شد [خاید کوئی چوہا خواب میں اونٹ بن گیا ہے]

ہم اصل بات کی طرف جلتے ہیں (وہ یہ ہے) کہ عارف کا قدم فنا میں جس قدر راسخ ہوگا فوق اور
 فوق الفوق کے کمالات میں اسی قدر زیادہ راسخ ہوگا اور البطن بطون تک پہنچ جائے گا، اور یہ جو آپ نے
 دوبارہ کلام مجید کے ساتھ فنا و بقا متحقق ہونے کے بارے میں لکھا ہے یہ پہلی دید کا نتیجہ اور اس فنا کا ثمرہ ہے
 اچھی طرح غور کر لینا چاہئے جو قرب و منزلت کے کلام کو متکلم کے ساتھ کسی دوسرے کو نہیں ہے پس عارف
 کلام کے ذریعے جو قرب حاصل کرے گا وہ بھی اسی قیاس پر ہوگا اور بات میں پہاں ہو کر البطن بطون
 تک پہنچ جائے گا۔ والسلام علیکم وعلیٰ سائر من اتبع الہدیٰ والتمم متابعتاً المصطفیٰ علیہ
 وعلیٰ الصلوٰت والتسلیمات والبرکات العلیٰ۔

❖ ❖ ❖ ❖

❖ ❖ ❖

❖

مکتوب ۵۲

شیخ مظفر بامپوری کے نام اس بیان میں کہ جب تک سالک واسطہ صفات و اعتبارات سے ہے علم و تمیز کی گنجائش ہے (اور) جب معاملہ غیب ذات سے پڑتا ہے تو جہل و عدم تمیز بڑھ جاتا ہے اور بعض نضال کے بیان میں تخریر فرمایا۔

۸۵

بسم الله الرحمن الرحيم حمد و صلوٰۃ و ارسال تسلیمات کے بعد عرض ہے کہ گرامی نامہ پہنچ کر مسرت کا باعث ہوا چونکہ دوستوں کی عاقبت و سلامتی پر مشتمل اور ان کی ظاہری و باطنی استقامت کی خبر دینے والا تھا اس لئے مسرت افزا ہوا۔ آپ نے لکھا تھا کہ اکثر اوقات فرض و نفل نماز میں قسم قسم کے انوار اور طرح طرح کے فیوض اس حد تک ظاہر ہوتے ہیں کہ (یہ عاجز نماز کے ارکان میں سے) جس رکن میں پہنچا ہے اسی میں محو ہو جاتا ہے اور تمام صفات و حرکات و سکنات نماز وغیر نماز میں دیکھنے والا (راقم) اپنی طرف منسوب نہیں پاتا اور لفظ انا کسی وقت خیال میں نہیں آتا، میرے مخدوم ایہ تمام احوال سنجیدہ اور کیفیات پسندیدہ ہیں، اللہ تعالیٰ ترقیات کے دروازوں کو ہمیشہ کھلا رکھے، اور یہ جو آپ نے اس کے بعد لکھا ہے کہ بعض واردات جو پیش آتی ہیں تقریر و تحریر میں نہیں سماتیں انہ۔ شاید کہ یہ واردات مرتبہ مقدسہ غیب ذات سے پیدا ہوتی ہیں کہ اس مرتبہ سے حصہ جہل و عدم تمیز ہے کیونکہ جس جگہ علم و تمیز کی گفتگو ہے وہ صفات و شیون و اعتبارات سے پیدا ہوتی ہے اور جب معاملہ غیب الغیب سے پڑتا ہے اور اصول و شیون کی تمیز نہیں رہتی تو جہل و حیرت بڑھ جاتی ہے مَنْ عَرَفَ اللَّهَ كَلَّ لِسَانَهُ [جس نے اللہ تعالیٰ کو پہچان لیا اس کی زبان گونگی ہو گئی] (یہ مقولہ) اس مقام کے حال کی خبر دیتا ہے۔ آپ نے مجلس کی رونق، توجہات کی تاثیر طابین کے فنائے قلب تک پہنچنے اور بعض کے فنائے نفس تک پہنچنے کے بارے میں جو لکھا تھا اُس نے خوش وقت کیا، اللّٰهُمَّ زِدْ [اے اللہ! اور زیادہ فرما] اللّٰهُ تَعَالَى جَلَّ شَانَهُ كَا شَكَرٍ جَلَّالِیْنِ۔ لَیْسَ شَكَرٌ تَمَّ لَا زَيْدٌ تَكْمٌ [اے تم شکر کرو گے تو ضرور میں تم کو اور زیادہ دوں گا] اللّٰهُ تَعَالَى جَلَّ شَانَهُ کی تدبیر سے خوفزدہ اور ڈرتے اور کانپتے رہیں، اس امر عظیم (پیری) کے ضرر کے گمان سے استغفار کو لازم پکریں، توجہات کو طابین سے دریغ نہ رکھیں اور ان کی ترقیات کے طالب رہیں اور تمام اوقات کو گوشہ نامرادی میں بسر کریں اور تفصیلات کے یاد کرنے اور نعمتوں اور واردات میں تفکر کرنے سے فارغ نہ رہیں اور آخرت کا زاد راہ تیار کریں اور مولائے حقیقی جَلَّتْ عَظَمَتُهُ کی خوشنودیوں کے حاصل کرنے میں پوری پوری کوشش کریں اور (ہم)

دوران فتادہ دوستوں کو دعائے خیر سے یاد کریں اور سلامتی خاتمہ کی دعا کریں۔ اور آپ نے خواجہ ابان اللہ و خواجہ محمد مومن کے بارے میں جو یہ لکھا ہے کہ وہ عمدہ احوال و کیفیات رکھتے ہیں اور دونوں (ذیلے قلب و نفس) سے مشرف ہو کر حیرت منگائیں ہیں واضح ہوا اور اس ہی سرور ہوا، آپ نے ان دونوں کے لئے طالبین کی تعداد کے تعین کی استدعا کی تھی، یہ امر آپ کی رائے کے حوالہ ہے استخارہ کے بعد جو تعداد آپ متعین کریں اور حسب وقت بھی آپ اس پر اضافہ کریں یا مطلق اجازت دیں امید ہے کہ مبارک ہوگا، لیکن جب کبھی کسی شخص کو اجازت دیں تو چاہئے کہ اتباع شریعت و التزام سنت اور مشائخ کی محبت پر استقامت کے ساتھ مشروط کر دیں۔ والسلام علیکم وعلی سائر من اتبع الهدی والتزم متابعت المصطفیٰ علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰت والبرکات والتسلیمات العلی۔

مکتوب ۵۵

شیخ پناہ شیخ درویش محمد برکی جالندھری کے نام کفار کے ساتھ محبت و دوستی کے احکام اور اور تقیہ کے احکام اور اللہ تعالیٰ کے لئے محبت و دشمنی کرنے کی فضیلت اور اس جماعت کے اعتقادات کے رد میں تحریر فرمایا جو کہتے ہیں کہ فقیری کسی شخص کے ساتھ بڑا نہ ہونا ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد لله العلی الاعلیٰ وسلام علی عباده الذین اصطفیٰ خصوصاً علی سیدنا لوری صاحب قلب قوسین اوانی وعلی النجوا المهدی وصحبه البررة المتقی اما بعد اس مسکین کی طرف سے سلام و دعا مطالعہ فرمائیں، گرامی نام نے مشرف کیا، آپ نے آیت کریمہ لَا یَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُونَ الْکَافِرِیْنَ اَوْلِیَاءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَمَنْ یَفْعَلْ ذٰلِکَ فَلَیْسَ مِنَ اللّٰهِ فِی شَیْءٍ اِلَّا اَنْ تَتَّقُوْا مِنْهُمْ تُقٰتًا [مسلمانوں کو چاہئے کہ مسلمانوں کو چھوڑ کر کافروں کو دوست نہ بنائیں اور جو شخص ایسا کرے گا تو اس کا اللہ تعالیٰ کے ساتھ کوئی تعلق نہیں مگر ایسی صورت میں کہ تم کو ان سے کسی قسم کا اندیشہ] کے بارے میں دریافت کیا تھا اور کفار کے ساتھ موالات (دوستی) و عدم موالات اور تقیہ و عدم تقیہ کے بارے میں وضاحت طلب کی تھی۔ میرے مخدوم صاحب تفسیر کبیر نے اس بارے میں تفصیل سے بحث کی ہے اس کو بعینہ لکھا جانا ہے، انھوں نے اس (تفسیر کبیر) میں کہا ہے کہ یہ آیت کائناتوں کے ساتھ معاملات کی حرمت میں نازل ہوئی ہے، آپ جان لیں کہ بیشک دوسری بہت سی آیات (بھی) اس معنی میں نازل ہوئی ہیں ان میں سے اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے لَا یَتَّخِذُوا الْبٰطِلَ مِنْ دُوْنِکُمْ

[انہوں کے سوا کسی کو لازمہ بناؤ] اور اللہ سبحانہ کا یہ قول ہے: لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَ
 الْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَادُّونَ مَنْ حَادَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ [جو لوگ اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں
 آپ ان کو نہیں پائیں گے کہ وہ ایسے لوگوں سے دوستی رکھتے ہوں جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے مخالف ہیں]
 اور اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے: لَا تَجِدُ وَالِيَهُمُ وَالْيَهُودَ وَالنَّصَارَىٰ [یہود اور نصاریٰ کو دوست مت بناؤ]
 اور اللہ عزوجل کا یہ قول: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَجِدُوا عَدُوِّي وَعَدُوَّكُمْ أَوْلِيَاءَ [اے ایمان والو! تم میرے دشمنوں اور اپنے دشمنوں کو دوست مت بناؤ] اور میرے کہنے والے سے زیادہ عرت والے اللہ تعالیٰ
 نے کہا ہے: وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضُهُمْ [اور مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں
 آپس میں ایک دوسرے کے رفیق ہیں] اور آپ جان لیں کہ مؤمن کا کافر سے دوستی کرنا تین قسم کا احتمال رکھتا
 ہے، ان میں سے ایک قسم یہ ہے کہ اُس کے کفر سے راضی ہو جائے اور اس وجہ سے اس کے ساتھ دوستی
 رکھے اور اس سے (مؤمن کو) منع کیا گیا ہے، اس لئے کہ جس شخص نے ایسا کیا تو وہ اس دین میں اس کو
 درست ماننے والا ہوگا اور کفر کو درست ماننا کفر ہے اور کفر سے راضی ہونا کفر ہے پس محال ہے کہ
 اس صفت کے باوجود وہ شخص مؤمن باقی رہے۔ اور دوسری قسم یہ ہے کہ دنیا میں باعتبار ظاہر
 (ان کے ساتھ) اچھی معاشرت رکھنا اور اس سے اُس (مؤمن) کو منع نہیں کیا گیا۔ اور تیسری قسم یہی
 دونوں قسموں کے درمیانی قسم کی مانند ہے وہ یہ کہ اس اعتقاد کے باوجود کہ کفار کا دین باطل ہے ان کے
 ساتھ دوستی کرنا ان کی قرابت کے باعث یا محبت کے سبب سے ان کی طرف میلان و معاونت اور
 مدد و نصرت کے معنی میں ہو تو اس سے کفر لازم نہیں آتا مگر بلاشبہ اس (مؤمن) کو اس سے منع کیا
 گیا ہے کیونکہ اس معنی سے ان کے ساتھ دوستی اس (مؤمن) کو اس کے طریقے کو اچھا سمجھنے اور اس کے
 دین کو پسند کرنے کی طرف لے جائیگی اور یہ بات اس کو اسلام سے خارج کر دے گی پس اس لئے
 اللہ تعالیٰ نے اس (مؤمن) کو اس بارے میں تنبیہ فرمائی ہے پس اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وَمَنْ يَفْعَلْ
 ذَلِكَ فَلَيْسَ مِنَ اللَّهِ فِي شَيْءٍ [اور جو شخص ایسا کرے گا تو اس کا اللہ تعالیٰ کے ساتھ کوئی تعلق نہیں]۔
 پس اگر یہ کہا جائے کہ یہ کیوں جائز نہیں ہے کہ کافروں کو دوست بنانے کی ممانعت والی آیت سے
 یہ معنی مراد ہوں کہ وہ مؤمنوں کو چھوڑ کر ان سے دوستی کرتے ہوں، لیکن اگر وہ ان سے دوستی کرتے
 ہوں اور ساتھ ہی مؤمنین سے بھی دوستی کرتے ہوں تو اس سے ان (مؤمنین) کو منع نہیں کیا گیا ہے اور
 نیز اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا: لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُونَ الْكُفْرِينَ أَوْلِيَاءَ [مسلمانوں کو چاہئے کہ مسلمانوں کو چھوڑ کر
 کافروں کو دوست نہ بنائیں] اس آیت میں فضیلت کی زیادتی کا بیان ہے اس لئے کہ بلاشبہ آدمی کبھی کسی

دوسرے شخص سے دوستی تو کرتا ہے لیکن اس سے بھائی چارہ نہیں کرتا پس اُس (کافر) کے ساتھ بھائی چارہ کی ممانعت سے اس کے ساتھ سرے سے دوستی کی ممانعت لازم نہیں آتی۔ ہم (اس کے جواب میں) کہتے ہیں کہ یہ دونوں احتمالات اگرچہ اس آیت میں پیدا ہوتے ہیں لیکن دوسری تمام آیات جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ اُن (کفار) سے موالات جائز نہیں ہے وہ ان دونوں احتمالات کے ساقط ہونے پر (بھی) دلالت کرتی ہیں۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مسلمانوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے دو آدمیوں کو پکڑا اور ان میں سے ایک سے کہا: کیا تو گواہی دیتا ہے کہ بیشک محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں، اُس نے کہا ہاں ہاں ہاں۔ پھر اُس نے کہا: کیا تو گواہی دیتا ہے کہ بلاشبہ میں اللہ کا رسول ہوں، اُس نے کہا ہاں۔ اور مسلمانوں نے گمان کرتا تھا کہ بلاشبہ وہ بنی حنیفہ کا رسول ہے اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) قریش کے رسول ہیں، پس اس (مسلمان) نے اس شخص کو چھوڑ دیا اور دوسرے کو بلایا اور اس سے کہا: کیا تو گواہی دیتا ہے کہ بیشک محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں اس نے کہا ہاں، اس (مسلمان) نے کہا: کیا تو گواہی دیتا ہے کہ بلاشبہ میں اللہ کا رسول ہوں پس اُس نے کہا: تحقیق میں بہرہ ہوں، یہ تین دفعہ کہا۔ پس اس (مسلمان) نے اس کو آگے بڑھایا اور اس کو قتل کر دیا۔ پھر یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچی تو آپ نے فرمایا: اللہ یتقون اپنے یقین اور سچائی پر گزرا پس اس کے لئے مبارکباد ہے اور اللہ اس دوسرے شخص نے اللہ تعالیٰ کی رخصت کو قبول کیا پس اس پر کوئی مواخذہ نہیں ہے۔ اور آپ جان لیں کہ بیشک اس کی نظیر اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے:

إِلَٰمَنَ أَكْرَهُ وَقَلْبُهُ مُطْمَئِنٌّ بِالْإِيمَانِ لَمَّا لَمَّ جَنَاحُ شَيْءٍ يَزِيدُ سِتْرَ كَيْفَ بَشَرٌ طَبَقَ اس كَالْقَلْبِ إِيمَانٍ ۚ

مطمئن ہو۔ آپ جان لیں کہ تحقیق تقیہ کے لئے بہت سے احکام ہیں اور ہم اُن میں سے بعض کا ذکر کرتے ہیں۔ پہلا حکم یہ ہے کہ بیشک تقیہ اس وقت ہوتا ہے جبکہ کوئی شخص قوم کفار میں (رہتا) ہو اور ان سے اپنی جان و مال کا خوف رکھتا ہو تو وہ زبان سے اُن کی خوشامد کرے اور یہ اس لئے کرے تاکہ زبان سے دشمنی ظاہر نہ ہو بلکہ اس کیلئے یہ بھی جائز ہے کہ وہ ایسے کلام کا اظہار کرے جس سے محبت و دوستی کا وہم ظاہر ہوتا ہو اور لیکن اس شرط کے ساتھ کہ دل میں اس کے خلاف رکھے اور جو کچھ کہے کنا یا میں کہے کیونکہ بلاشبہ تقیہ کا اثر ظاہر میں ہوتا ہے دلوں کے احوال میں نہیں ہوتا۔ تقیہ کا دوسرا حکم یہ ہے کہ جس صورت میں تغیر یا جائز ہو اس صورت میں ایمان و حق کو ظاہر کرے تو یہ افضل ہے اور اس کی دلیل وہی ہے جو مسلمانوں (کذاب) کا قصہ ہم نے ذکر کیا ہے۔ تقیہ کا تیسرا حکم یہ ہے کہ بیشک یہ ان امور میں جائز ہے جو دوستی و دشمنی سے تعلق رکھتے ہیں اور یہ ان امور میں بھی جائز ہے جو

جو اظہار دین سے تعلق رکھتے ہیں، البتہ جس چیز کا ضرر غیر کی طرف راجع ہوتا ہے مثلاً قتل و زنا اور اموال کا غصب کرنا اور جھوٹی گواہی دینا اور پاکدامن عورتوں پر تہمت لگانا، اور کفار کو مسلمانوں کے راز بتانا تو یہ یقیناً ناجائز ہے۔ چوتھا حکم یہ ہے کہ ظاہر آیت اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ تقیہ علیہ پانے والے کفار کے ساتھ (جائز) ہے لیکن امام شافعی رضی اللہ عنہ کا مذہب یہ ہے کہ جب مسلمانوں کے درمیان ایسی حالت ہو جائے جو مسلمانوں اور مشرکوں کے درمیان کی حالت سے مشابہ ہو تو جان کی حفاظت کے لئے تقیہ کرنا جائز ہے۔ پانچواں حکم یہ ہے کہ تقیہ جان کی حفاظت کیلئے جائز ہے اور کیا یہ مال کی حفاظت کے لئے بھی جائز ہے؟ تو اس میں یہ احتمال ہے کہ اس کے جائز ہونے کا حکم لگایا جائے اس لئے کہ رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قول ہے کہ مسلمان کے مال کی حرمت اس کے خون کی حرمت کی مانند ہے اور اس لئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قول ہے کہ جو شخص اپنے مال کے باعث قتل کر دیا گیا تو وہ شہید ہے اور اس لئے کہ مال کی طرف حاجت شدید ہوتی ہے اور پانی جب بہت مہنگا بیجا جائے تو مال کے اس قدر (بیجا) خرچ سے بچانے کے لئے وضو ساقط ہو جاتا ہے اور تیمم برکتاً کرنا جائز ہو جاتا ہے تو یہاں کیوں جائز نہیں ہوگا۔ چھٹا حکم یہ ہے، مجاہد نے کہا کہ مسلمانوں کی کمزوری کی وجہ سے یہ حکم شروع اسلام میں ثابت تھا لیکن سلطنت اسلام کے قوی ہو جانے کے بعد (عدم حاجت کے باعث) یہ حکم ثابت نہیں رہا اور (مجاہد کے قول کے بالمقابل) حضرت عوف رضی اللہ عنہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ تحقیق انہوں نے کہا کہ تقیہ مومنین کے لئے قیامت تک جائز ہے اور یہ قول اولیٰ ہے کیونکہ اپنی جان سے بقدر امکان ضرر کو دور کرنا واجب ہے۔ (انتہی)

۱۹۔ لے شفقت آثار! اکثر صوفیہ فام) اور اس دور کے محدثین کفار کے ساتھ دوستی کرنے سے مصالحت نہیں رکھتے اور کہتے ہیں کہ فقیری کا طریقہ کسی شخص کے ساتھ برائہ ہونا ہے، سبحان اللہ! سرور انبیاء سردارِ فقر اور اولیاء علیہ علی آلہ الصلوٰۃ والسلام کو جنہوں نے الفقیر فخری [فقیرِ فخر ہے] فرمایا، حکم ہوتا ہے: يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنَافِقِينَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ ﴿۸۱﴾ نبی! کفار اور منافقین سے جہاد کرو اور ان پر سختی کرو [اور ان (صلی اللہ علیہ وسلم) کا پسندیدہ طریقہ بھی کفار کے ساتھ سختی اور قتال کا رہا ہے، عجیب فقر ہے کہ جنہوں نے پیغمبر خدا اور اپنے پیشوا (صلی اللہ علیہ وسلم) کا طریقہ چھوڑ کر دوسروں کا طریقہ اختیار کیا ہے اور ان (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پسندیدہ طریقہ کے خلاف قبول کیا ہے (اس سے) ضلالت اور گمراہی کے سوا اور کچھ حاصل نہیں ہوگا، فَأِذَا بَعَدَ الْحَقُّ الْإِسْلَامَ الضَّلَالُ [پس حق کے بعد گمراہی کے سوا اور کیا ہے] کفار بیشک اللہ تعالیٰ کے دشمن ہیں کیونکہ وہ تمہیں قطعاً

ثابت ہے، عجب دعویٰ دوستی ہے کہ اس (تعالیٰ شائے) کے دشمنوں کے ساتھ دوستی رکھتے ہیں اور ان سے
 بیزاری نہیں کرتے، اگر کفار و فاسقین، اللہ تعالیٰ کے نزدیک مغضوب اور اس کے دشمن نہ ہوتے تو اللہ تعالیٰ
 کے لئے دشمنی رکھنا واجباتِ دین میں سے نہ ہوتا اور اعمالِ مقربین سب سے افضل اور ایمان کی تکمیل
 کرنے والا عمل نہ ہوتا اور ولایتِ حق سبحانہ کی رضا و قرب کے حصول کا سبب نہ ہوتا حضرت عمرو بن
 جموحؓ سے روایت ہے کہ تحقیق انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا، بندہ صریح ایمان کا
 حق ادا نہیں کرتا یہاں تک کہ وہ اللہ تعالیٰ کے لئے دوستی کرے اور اللہ تعالیٰ ہی کے لئے دشمنی کرے
 پس جب اُس نے اللہ تبارک و تعالیٰ کے لئے محبت کی اور اللہ تبارک و تعالیٰ ہی کے لئے دشمنی کی تو
 اس نے اللہ تعالیٰ سے دوستی کا حق ادا کر دیا، اس کو امام احمد نے روایت کیا ہے۔ اور حضرت ابی امامہ
 رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے
 اللہ تعالیٰ کے لئے محبت کی اور اللہ تعالیٰ کے لئے دشمنی کی اور اللہ تعالیٰ کے لئے دبا اور اللہ تعالیٰ کے لئے
 روکا تو اس نے اپنا دین مکمل کر لیا، اس کو ابو داؤد (رضی اللہ عنہ) نے روایت کیا ہے۔ اور نیز حدیث شریف
 میں آیا ہے: اہل معاصی کے ساتھ دشمنی کے درجہ اللہ سبحانہ کا قرب حاصل کرو اور ان کو تشریف
 کے ساتھ ملو اور ان کو ناراض کر کے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی طلب کرو، اور ان سے دوری اختیار کر کے
 اللہ عزوجل کا قرب حاصل کرو، اس کو ابن شاہین دہلی نے روایت کیا ہے۔ اور نیز حدیث شریف
 میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء میں سے ایک نبی کی طرف وحی کی کہ فلاں عابد سے کہہ دیجئے کہ
 البتہ تیرا دنیا سے زہد اختیار کرنا تیرا اپنے نفس کی راحت کے لئے جلدی کرنا ہے اور البتہ تیرا دنیا سے
 قطع تعلق کر کے میری طرف آنا تو میرے درجے سے تیرا عزت حاصل کرنا ہے تو پھر کونسا عمل کیا جو میرے
 لئے تیرے اوپر واجب تھا؟ اس نے کہا اے میرے رب! میرے ذمہ وہ کیا حق تھا؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا
 کیا تو نے میرے کسی دشمن سے دشمنی کی اور میرے کسی دوست سے دوستی کی، حل حط عن ابن مسعود۔ اور
 حق یہ ہے کہ محبوب کے دوستوں سے محبت اور اس کے دشمنوں سے دشمنی محبت کے لوازم میں سے ہے
 محبت صادقانہ دو اعمال میں کسبِ عمل کا مخرج نہیں ہے جیسا کہ دوسرے اعمال میں مخرج ہے،
 دوستانہ دوست کس قدر زیادہ اچھے نظر آتے ہیں اور اس کے دشمن کس قدر زیادہ بُرے نظر آتے ہیں، یہ
 معنی مجاز عشق مجازی میں ظاہر ہیں، یہ شخص جس کسی سے دوستی کا دعویٰ کرتا ہے جب تک اُس (دوست) کے
 دشمنوں سے بیزاری نہ کرے وہ شخص (اس دوست) کا مقبول نہیں ہے بلکہ (لوگ) اس کو منافق جانتے ہیں۔
 شیخ الاسلام نے کہا کہ میں ابوالحسن سمعون کے ساتھ چھان بین ہوں کیونکہ وہ میرے استاد خضرے کو رنج
 سے یعنی خواجہ ابومعین عبداللہ بن ابی منصور محمد انصاری قدس سرہ جو حضرت ابویوسف تھاری رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ہیں۔

پہنچاتا تھا اور جو شخص کہ تیرے پیر کو سچ پہنچائے اور تو اس سے رنجیدہ نہ ہو تو کتنا تجھ سے بہتر ہے،
 اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: قَدْ كَانَتْ لَكُمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِي إِبْرَاهِيمَ وَالَّذِينَ مَعَهُ إِذْ قَالُوا لِقَوْمِهِمْ إِنَّا
 بُرَاءُ مِنْكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَاءُ
 أَبَدًا حَتَّى تُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَحَدَاهُ (تمہارے لئے ابراہیم (علیہ السلام) میں اور ان لوگوں میں جو کہ ان کے ساتھ
 تھے ایک عمدہ نمونہ ہے جبکہ ان سب نے اپنی قوم سے کہہ دیا کہ تم تم سے اور جن کو تم اللہ تعالیٰ کے سوا معبود
 سمجھتے ہو ان سے بیزاری میں تمہارے منکر ہیں اور تم میں اور تم میں ہمیشہ کے لئے عداوت اور بغض ظاہر ہو گیا
 جب تک کہ تم اللہ واحد پر ایمان نہ لاؤ) اس کے بعد فرمایا لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيهِمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِمَنْ
 كَانَ يَرْجُوا اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ (بیشک ان لوگوں میں تمہارے لئے عمدہ نمونہ ہیں اس شخص کیلئے جو اللہ تعالیٰ اور قیامت کے
 دن کا اعتقاد رکھتا ہو)۔ یہاں سے معلوم ہوتا ہے کہ طالب حق جل و علا کے لئے یہ بیزاری لازمی و ضروری
 نہ جیسا کہ انھوں نے گمان کیا جو حق تعالیٰ فرماتا ہے: وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ فَلَيْسَ مِنَ اللَّهِ فِي شَيْءٍ (اور جو شخص
 ایسا کرے گا تو اس کا اللہ تعالیٰ کے ساتھ کوئی تعلق نہیں) یعنی جو شخص کہ کافروں کے ساتھ موالات و دوستی کرنا
 وہ شخص حق تعالیٰ کی دوستی و ولایت سے کچھ بھی حصہ نہیں رکھتا یعنی وہ حق تعالیٰ کی دوستی سے کلی طور پر
 خارج ہے اس لئے کہ دو متضاد یعنی دو دشمنوں کی دوستی جمع نہیں ہوتی جیسا کہ بعض مفسرین نے کہا ہے
 ایک شاعر کہتا ہے

تَوَدُّ عَدُوِّي ثُمَّ تَرَعَمُ أَسْنِيَّ صَدِيقُكَ لَيْسَ التَّوَادُّ عِنْدَكَ بِعَازِبٍ

فَلَيْسَ أَخِي مَنْ وَدِدْتِي رَأَى عَيْبِهِمْ وَلَكِنْ أَخِي مَنْ وَدِدْتِي فِي الْمَغَائِبِ

۹۱

(تو میرے دشمن سے محبت کرتا ہے پھر یہ بھی) گمان کرنا ہے کہ میں بلاشبہ تیرا دوست ہوں (لہذا)

حماقت تجھ سے دور نہیں ہے (یعنی تو احمق ہے) پس جو شخص سامنے دیکھ کر مجھ سے محبت کرنا ہو وہ میرا

بھائی نہیں ہے اور لیکن میرا بھائی وہ ہے جو مجھ سے پس پشت محبت کرتا ہے)

پس حق تعالیٰ کی محبت کا دعویٰ کرے اور اس کے دشمنوں سے بیزاری نہ کرے وہ دعویٰ میں جھوٹا ہے اور

بعض مفسرین نے کہا ہے کہ وہ شخص اللہ تعالیٰ کے دین میں سے کسی چیز پر نہیں ہے یعنی دین سے کچھ نہیں

رکھتا اور جو شخص کہ دین سے بے بہرہ ہے وہ قرب و معرفت سے کیا حصہ رکھے گا۔ وَيُحَدِّثُكُمْ أَنفُسَهُ

(اور اللہ تعالیٰ تم کو اپنی ذات سے ڈراتا ہے) یعنی حق سبحانہ تم کو کفار کے ساتھ موالات کے باعث اس عذاب سے

ڈراتا ہے جو کہ حق تعالیٰ کی ذات سے صادر ہوتا ہے۔ انھوں نے مفسرین نے کہا ہے کہ یہ ایک بہت بڑی دھکی

ہے (جو منہی عنہ کے نہایت برا ہونے پر دلالت کرتی ہے۔ تفسیر کبیر میں روایت ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب

رضی اللہ عنہ سے کہا گیا کہ یہاں اہل جبرہ میں سے ایک آدمی یعنی ایک نصرانی ہے جس سے زیادہ قوی حافظ والا اور جس سے عمدہ خط والا کوئی نہیں سمجھا جاتا پس اگر آپ چاہیں تو اس کو (اپنا) کاتب بنالیں پس حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) نے اس سے انکار کر دیا اور کہا اس صورت میں تو میں غیر مومن کو دوست بنانے والا ہو جاؤں گا۔ پس حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) نے نصرانی کو دوست بنانے کے انکار پر اس آیت کو دلیل بنایا (انتہی)۔ اور حضرت موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ "میں نے عمر بن الخطاب سے کہا کہ میرا ایک کاتب نصرانی ہے تو انھوں نے فرمایا تجھے کیا ہو گیا اللہ تعالیٰ تجھے ہلاک کرے کیا تو نے کسی مسلمان کو (کاتب) نہیں بنایا، کیا تو نے اللہ تعالیٰ کا قول نہیں سنا

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُودَ وَالنَّصَارَىٰ أَوْلِيَاءَ [لئے ایمان والو! یہود اور نصاریٰ کو دوست مت بناؤ] میں نے کہا اس کا دین اس کے لئے ہے اور اس کی کتابت میرے لئے ہے۔ تو انھوں (حضرت عمر) نے کہا جبکہ اللہ تعالیٰ نے ان کی اہانت کی ہے تو میں ان کا اکرام نہیں کروں گا اور جبکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو ذلت دی ہے تو میں ان کو عزت نہیں دوں گا اور جبکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو دور کر دیا ہے تو میں ان کو قریب نہیں کروں گا۔ میں نے کہا کہ انائی کا کام اس کے بغیر پورا نہیں ہوتا، تو انھوں (حضرت عمر) نے کہا کہ اگر نصرانی مر جائے تو اس کے بعد تو کیا کرے گا پس جو عمل تو اس کے مرنے کے بعد کرے گا وہی عمل اب بھی کر اور اس سے اس کے غیر کے ساتھ مستغنی ہو جائے۔ ہمارے حضرت عالی (محمد الفیثانی) رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے مکتوبات قدسی آیات میں لکھتے ہیں کہ "حضرت ابراہیم خلیل اللہ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ تمام بزرگی جو پائی اور شجرۂ انبیاء (علیہم السلام) ہو گئے تو یہ اس تعالیٰ ثناء کے دشمنوں سے بیزاری کے باعث تھا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قَدْ كَانَتْ لَكُمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِي إِبْرَاهِيمَ [تحقیقاً تمہارے لئے ابراہیم (علیہ السلام) میں عمدہ نمونہ ہے] فقیر کی نظر میں حق جل و علا کی خوشنودی کے حصول کے لئے اس بیزاری کے برابر کوئی عمل نہیں ہے، فقیر ایسا پاتا ہے کہ ذات حق سبحانہ و تعالیٰ کو کفر و کفری کے ساتھ ذاتی عداوت ہے اور آفاقی معبود مثلالات و عُزّی اور ان کی عبادت کرنے والے لوگ بالذات حق جل و علا کے دشمن ہیں اور دوزخ میں ہمیشہ رہنا اس بڑے عمل کا بدلہ ہے اور خواہش و نفس کے معبود اور تمام بڑے اعمال نسبت نہیں رکھنے کیونکہ ان کے مقابلہ میں ان سے دشمنی اور غصہ بالذات ملک نہیں ہے اگر غصہ ہی تو صفات نسبت رکھتا ہے اور گھڑا ہے تو افعال کی طرف راجع ہے اس لئے ہمیشہ دوزخ میں رہنا ان بڑے اعمال کی منزا نہیں ہوتی بلکہ ان کی مغفرت کو اپنی مشیت و ابستہ رکھا ہے اور یہ اس خطا کا اجر ہے۔

اللَّهُ شَدِيدُ الْعِقَابِ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى رَسُولِهِ دَائِمًا وَسِرِّدَا عَلَى آلِهِ الْكَرَامِ وَحَبِّ الْعِظَامِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامِ -

۱۵۱

۱۵۱

مکتوب ۵۶

مرزا ابوالمعالی کے نام اُن کے خط کے جواب میں کہ (جس میں) انہوں نے شوق و صحبت کی طلب کا اظہار کیا تھا اور شیخ عبدالخالق کے بعض احوال کے بیان میں تحریر فرمایا جو کہ اجاب میں سے ہیں اور اس مکتوب کو ایک جلیل القدر حدیث کے ساتھ ختم فرمایا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اللّٰهُ تَعَالٰی وَتَقَدَّسَ سَعْتِ بَیْنَهُ كَمَا سَوَاكَ نَقُوشٌ سَ صَافٍ اَوْ خَوَاشِشٌ كِی مِل سِی پَاك كِر كَ جَمَالِ لَایزال جَو كَه دَم وَخِیَال كَ اَحْلَطَه سَ بَاہِرَه كِی شَعَاعِیوں كَ ظُہور سَ مَرِّی قَرَمَائے۔ آپ كَ مَكْتُوبِ كَرَامِی تَے جَو كَه اِس مَسْکِیْن كَ نَم اِر سَال كِیَا تَمَّا مَشْرُف كِیَا، چُونكَه آپ كِی ذَاتِ بَاہِر كَات كِی سَلَامَتِی كِی خَبَر دِیْنِے وَاَلَا تَمَّا اِس لَے مَسْرَت اَقْرَا ہُوا۔ آپ تَے بَرَادَرِ دِیْنِی شیخ عبدالخالق كَ بَارے مِیں جَو كَچھ لَكھا تَمَّا وَاَصْح ہُوا چُونكَه اسْتَحَارَه مَوَافِق تَہِیں آتَا (اِس لَے) اِس پَر مَوْقُوف رہے كَ بِلَاقَات كِی صُورَتِ مِیں جَو كَچھ مَقْدَر ہے اُور طَرَفِیْن كَا حَصَّہ ہے ظُہورِ پِزیرِی ہُوجائے كَا۔ مِیرے كَرَم! شیخ عبدالخالق نَے كَچھ عَرَصَہ صَحْتِ مِیں كُذَارا ہے اُور اِس رَاسْتَه كَ صُرُورِی فِیوض اَخِذ كَے ہِیں اُور وہ تَلوِیْن سَے تَمَكِیْن كَ سَا تَمَّہ جَا لَے ہِیں اُور فَنائے جَو كَه اِس رَاسْتے كَا رُكْنِ اعْظَم ہے اَكَا ہِی پَانِی ہے، اُن كَ وَحَال سَے حَالِی كَس طَرَح كَہہ سَكْتے ہِیں مگر اِس اَعْتِیَار سَے كَہ وہ حَال سَے كُذَر كَر حَال كَ وَبَدَلنے وَا لَے كَ سَا تَمَّہ جَا لَے ہِیں كِیونكَه حَال تَلوِیْن كِی خَبَر دِیْتَا ہے اُور صَا حِب تَمَكِیْن تَے حَال كَ وَكِیچھ چھوڑ دِیا ہے اَلِیْتَه كِی فِیَا ت وَا رِدَات اِیْسے اُمُور ہِیں جَو كَه بَا طِن سَے تَعَلُق رَكھتے ہِیں اُور تَا بَیْدِ رِیَا نِی اُور اَخْلَاقِ اَلِی صِل شَانَه سَے مَنصُف ہونے بَغِیر اُن پَر مَطْلَع ہونا دِشْوَار ہے، اُولِیَا نِی تَحْت قَبَائِی لَا یَعْرِفُہُمْ غَیْرِی [مِیرے اُولِیَا، مِیرِی قَبَا كَے نیچے ہِیں اُن كَ مِیرے سِوَا كِی ہِیں پِچَا تَا] بَہت سَے اُولِیَا، اللّٰہ (اِیْسے) ہِیں جَو كَه اِنِی وَلا یَت پَر بھِی اَطْلَاع نَہِیں رَكھتے اُور اُن كَا ظَاہِر اُن كَ بَا طِن سَے بے خَبَر ہے دُوسرے لوگوں كَ لَے مُشْكَل ہے كَہ اللّٰہ تَعَالٰی كَ مَطْلَع كَے بَغِیر اُن كِی وَلا یَت كَا پَنہ لَكَا ہِیں۔ رِج

كَس چَدَا نَد كَہ دَرِیں گَر دِ سِوَارے بَا شَد [كُوفِی شَخْص كِیَا جَانے كَہ اِس گَر دِیں كُوفِی سِوَار ہے] مَشَارُ اَلِیہ (شیخ عبدالخالق) كَ وَ مَحْرُوم وَ بے بَہرہ مَان لِیْنے كِی صُورَتِ مِیں اِس اَمْرِ عَظِیْمِ مِیں اُس كَ وَ مَحْوُوظ تَہِیں رَكھا چاہے اُور بَھِیچے ہونے شَخْص كَ وَ كِیچھے وَا لَے كَے آئِنے مِیں دِكھنا چاہے۔ رِج

اِیْتَاں نِیْنَد اِیں ہَمہ اَلِحَانِ رِطْرِبِ ہِیْت [وہ نَہِیں ہِیں یَتَمَّا اِز شِ آدَا زِی مَطْرِب كِی ہے]

اس کے باوجود چونکہ آپ کے قلب کی توجہ اس عزیز (عبدالخالق) کی طرف نہیں ہے (اس لئے) توقف کریں اور منتظر رہیں تاکہ دیکھیں کہ پردہ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہے۔

سعادتہا ست اندر پردہ غیب نگہ کن تا کرار یزید در جیب

[پردہ غیب کے اندر بہت سی سعادتیں ہی دیکھنے کس کی جیب میں ڈالتے ہیں]

یہ حقیر دعا و توجہ اور خیر خواہی کے جملہ لوازم میں کوتاہی کو پسند نہیں کرتا اور دل و جان سے آپ کا کمال چاہتا ہے، اِنَّ قَرِيْبٌ مِّنْجِيْبٍ [بیشک وہ قریب (اور) قبول کرنے والا ہے]۔

ہم اس مکتوب کو اچھے خاتمہ کے ساتھ ختم کرتے ہیں۔ حضرت معاذ بن جبل (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے انھوں نے فرمایا کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم نے صبح کی نماز میں ہمارے پاس آنے سے تاخیر کی (یعنی روزمرہ کے وقت پر تشریف نہ لائے) حتیٰ کہ قریب تھا کہ ہم آفتاب کے قرص کو دیکھ لیں پھر آپ جلدی سے نکل کر تشریف لائے پس نماز کے لئے تکبیر اقامت کہی گئی اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی اور نماز میں تخفیف کی پھر جب سلام پھیرا تو اپنی بلند آواز کے ساتھ ہمیں مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ اپنی صفوں میں اسی طرح بیٹھے رہو جیسا کہ بیٹھے ہو، پھر ہماری طرف مڑے اور فرمایا اے لوگو! آگاہ رہو بیشک ابھی میں تم کو اس چیز کی خبر دوں گا جس نے مجھ کو آج کی صبح تم سے روکا (وہ یہ ہے کہ) میں رات کو (نماز تہجد کے لئے) اٹھا پس میں نے وضو کیا اور حسب قدر نماز میرے لئے مقدر تھی پڑھی، پھر مجھے اپنی نماز میں اونگھ آگئی یہاں تک کہ میں بھاری ہو گیا (یعنی مجھ پر نیند غالب آگئی اور میرا بدن وزنی ہو گیا) پس ناگہاں میں نے اپنے پروردگار تبارک و تعالیٰ کو اچھی صورت (صفت) میں دیکھا پس اُس (اللہ تعالیٰ نے) فرمایا اے محمد! پس میں نے عرض کیا اے میرے رب! میں حاضر ہوں۔ پروردگار نے فرمایا کہ فرشتوں کی جماعت کس چیز کے بارے میں گفتگو کرتی ہے؟ میں نے عرض کیا میں نہیں جانتا۔ اللہ تعالیٰ نے تین بار یہی فرمایا (اور میں نے ہر بار یہی جواب دیا) آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا پھر میں نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا کہ اپنا ہاتھ میرے دونوں کندھوں کے درمیان رکھا پس نے اللہ تعالیٰ کی انگلیوں کی ٹھنڈک اپنی چھاتی کے درمیان پائی، پس میرے لئے ہر چیز ظاہر و ضمن ہو گئی اور میں نے پہچان لیا۔ پھر فرمایا اے محمد! میں نے عرض کیا اے میرے رب! میں حاضر ہوں، فرمایا فرشتوں کی جماعت کس چیز کے بارے میں گفتگو کرتی ہے؟ میں نے عرض کیا کفارات میں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہ کیا ہیں؟ میں نے کہا (نماز کی) جماعتوں کی طرف چل کر آنا اور نمازوں کے بعد مسجدوں میں بیٹھنا اور ناخوشگوار لوگوں کے وقت (بھی) وضو کرنا

پورا کرنا، فرمایا پھر کس چیز میں گفتگو کرتے ہیں؟ میں نے کہا درجیات کے بارے میں، فرمایا وہ کیا ہیں؟ میں نے عرض کیا کھانا کھلانا اور نرم کلامی کرنا اور رات کے کسی حصے میں نماز پڑھنا جبکہ لوگ سوئے ہوئے ہوں (اللہ تعالیٰ نے) فرمایا (جو کچھ چاہے) مانگ، میں نے یہ دعا کی: اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ فِعْلَ الْخَيْرَاتِ وَتَرْكَ الْمُنْكَرَاتِ وَحُبَّ الْمَسَاكِينِ وَأَنْ تَغْفِرَ لِي وَتَرْحَمَنِي وَإِذَا أَرَدْتَ فِتْنَةً فِي قَوْمٍ فَتَوَفَّنِي غَيْرَ مَقْتُونٍ وَأَسْأَلُكَ حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ يَحِبُّكَ وَحُبَّ عَمَلٍ يَقْتَرِبُنِي إِلَى حُبِّكَ [اے اللہ! بیشک میں تجھ سے نیک کاموں کے کرنے اور برے کاموں کے ترک کرنے اور مسکینوں سے محبت کرنے کا سوال کرتا ہوں اور یہ کہ تو مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم فرما اور جب تو کسی قوم میں فتنہ (آزمائش) کا ارادہ فرمائے پس تو مجھ کو فتنہ میں مبتلا کئے بغیر وفات دے اور میں تجھ سے تیری محبت اور اس شخص کی محبت جو تجھ سے محبت کرتا ہے اور اس عمل کی محبت مانگتا ہوں جو مجھے تیری محبت کے نزدیک کر دے] پس رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بلاشبہ یہ حق ہے پس اس کو یاد رکھو پھر اس کو لوگوں کو سکھاؤ۔ اس کو احمد و ترمذی نے روایت کیا اور (ترمذی نے کہا) کہ یہ حدیث صحیح ہے، اور میں نے محمد بن اسماعیل (بخاری قدس سرہ) سے اس حدیث کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا کہ یہ حدیث صحیح ہے۔

مکتوب ۵

حاجی حبیب اللہ حصاری کے نام ان کے احوال کی تعبیر میں تحریر فرمایا چونکہ انہوں نے دیکھے اور لکھے تھے۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ الْحَمْدُ لِلَّهِ وَوَسْطُكَ يَا بَدِيءَ دُنْيَا بَهَائِي
حاجی حبیب اللہ وفقہ اللہ تعالیٰ المرصا تہم اللہ تعالیٰ اس کو اپنی خوشنودیوں کی توفیق دے [تے لکھا تھا کہ میں ایک روز صبح کے حلقہ میں بیٹھا تھا کہ گویا مجھ کو اپنے آپ سے بچو کر دیا گیا اور میرا کوئی اثر نہ رہا اس کے بعد میں نے ایک نور اپنے اندر دیکھا کہ وہ نور آسمان تک بلند ہو گیا اور وہاں سے تمام عالم کو احاطہ کر لیا۔ (جواب) میرے مخدوم! آپ کو اپنے آپ سے بے خود کر دینا اور آپ کا کوئی اثر نہ رہنا فناء کی طرف اشارہ ہے اور اپنے اندر نور کو مشاہدہ کرنا بقا کے آثار سے ہے اور آیہ کریمہ
۱۲۳
أَوْ مَنْ كَانَ مَيْثًا فَأَحْيَيْنَاهُ وَجَعَلْنَا لَهُ نُورًا يَمْشِي بِهِ فِي النَّاسِ [کیا ایسا نہیں ہے کہ جو شخص مردہ تھا پھر ہم نے اس کو زندہ کر دیا اور اس کے لئے ہم نے نور بنا دیا جس کے ساتھ وہ لوگوں میں چلتا ہے] اس پر شاہد ہے اور یہ کہ وہ نور آسمان تک بلند ہو گیا ہے اور اس نے تمام عالم کو احاطہ کر لیا ہے یہ آپ کی استعداد کی

جامعیت کی طرف اور اس اسم کی جامعیت کی طرف اشارہ ہے جو کہ آپ کا مرقی ذریت کرنے والا و
مبدل نعتیں ہے اور وہ تمام مبادئی تعینات کو احاطہ کئے ہوئے ہے، اور وہ حال کہ جس میں آپ نے
ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا ہے اور جو پیالہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پُر کر کے آپ کو
دیا ہے اور آپ نے اس پیالے کو پورا پی لیا ہے اور اس کی لذت آپ پر غالب آگئی ہے، اس کے بعد فرمایا
کہ تجھ کو اصل سے حصہ (ملا) ہے مبارک ہو، اور ہو سکتا ہے کہ وہ پیالہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی
نسبت خاص ہو کہ جس کا ایک گھونٹ آپ کے حلق میں پہنچا ہو اور اصل سے حصہ پانے کی بشارت
اس کی تائید کرتی ہے کیونکہ تمام اصول کی اصل آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کا رب (مرئی) ہے اور اس
بات پر قریبہ کہ وہ بزرگ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں ان کا سبز نور میں مستغرق ہوتا اور اس مقام کا سبز نور
اور حوض کا سبز ہونا ہے کیونکہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولایت ولایت اخفی ہے اور اخفی کا نور
سبز ہے اور دوسرا حال کہ جس میں آپ نے آسمان کے اوپر چند تخت دیکھے ہیں اور خود کو اس تخت پر
پایا ہے جو تمام تختوں سے اوپر ہے (یہ بھی) نسبت خاص عطا ہونے کی تائید کرتا ہے، دوسرا حال بھی اس
معنی کی تائید کرتا ہے جو آپ نے دیکھا ہے کہ ایک بہت بڑا دائرہ نظر آیا ہے جس نے تمام عالم کو احاطہ
کیا ہوا ہے، اور چند دوسرے دائرے جو اس دائرے کے نیچے ہیں ظاہر ہوتے ہیں اور میں اپنے آپ کو
بڑے دائرے کا مرکز پایا تھا اس وقت میں معلوم ہوتا ہے کہ نیچے والے دائرے اور ان کے مرکز اس دائرے
کے مرکز سے پیدا ہوئے ہیں کہ جس دائرے کا مرکز میں اپنے آپ کو پایا ہوں۔ آپ جان لیں کہ ہو سکتا ہے
بڑے دائرے کا مرکز حقیقت محمدی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام سے کیا یہ ہو اس دلیل سے کہ حقیقت
ہر وقت اس (بڑے دائرے) کا مرکز ہے اور اس کو تمام حقائق پر فوقیت ہے اور تمام حقائق و مبادئی
تعینات اس حقیقت سے پیدا ہوتے ہیں اور چونکہ آپ نے خود کو اس دائرے کا مرکز پایا ہے (اس لئے) تائید
کی وجہ ظاہر ہو جاتی ہے، مختصر یہ کہ یہ حال اولیٰ طرح کے دوسرے احوال بہت روشن اور بلند ہیں۔
اور وہ جو آپ نے اپنے نور کو تمام عالم کا احاطہ کئے ہوئے دیکھا ہے یہ بھی اسی معنی کی تائید کرتا ہے کیونکہ
جامعیت و احاطہ آنحضرت علیہ وآلہ الصلوٰۃ والسلام کے رب کے مناسب ہے (البتہ) اتنی بات ہے کہ اکثر
احوال خواب بشارت ہیں اور اسناد کی خبر دینے والے ہیں اور ان میں سے بعض قریب بفعل ہونے کی قوت کی
خبر دینے والے ہیں اور ان میں بعض حصول پر دلالت کرتے ہیں مطلق طور پر حصول کی دلیل نہیں ہیں بہر حال امید ہے
می توانی کہدی اشک مرا حسن قبول اے کہ در ساختہ قطره بارانی را

۱۔ روزات (اشغال) کہ میں نے اپنے اشک قطره کو ربی بنایا تو میرے آنسوؤں کو بھی شوق قبولیت بخش سکتا ہے (والسلام علی من اتبع
الہدی والنزم متابعا المصطفیٰ علی آل الصلوٰۃ والتسلیمات والبرکات العالیٰ۔)

مکتوب ۵۸

تلا فاقم روپڑی کے نام اس بیان میں کہ فنا و بقا طلیت و اصالت کے تعلق سے ہے، جب معاملہ غیب سے پرتلے اور یہ تعلق نہیں رہتا تو فنا و بقا کا معاملہ ختم ہو جاتا ہے اور اس بیان میں کہ وجہ کو وجہ کی طرف راستہ ہے نہ کہ ذات تعالیٰ کی طرف اور تازے متعلق بعض کمالات کے بیان میں تحریر فرمایا۔

بسم الله الرحمن الرحيم الحمد لله وسلام على عباده الذين اصطفى: آپ کا مکتوب مرغوب پہنچ کر مسرت بخش ہوا چونکہ پسندیدہ احوال و بلند کیفیات پر مشتمل تھا مسرت افزا ہوا۔ آپ نے لکھا تھا کہ اکثر اپنا کوئی نام و نشان محسوس نہیں کرتا وجود اور اس کے توابع کو محض عاریتی جانتا ہے اور یہ دیدید ہی اولی ہو گئی ہے اور ایسی بقا کو کبھی اس سبحانہ تعالیٰ کی ذات سے سمجھتا ہے اور اکثر اوقات (اس سبحانہ تعالیٰ کی) صفات سے (جانتا ہے) لیکن اس وقت میں بھی ذات کا ایک پرتو ملحوظ ہوتا ہے۔
۹۶۔ البتہ سبحانہ کی حمد ہے کہ آپ فنا و بقا کے درجہ کمال تک پہنچ گئے ہیں اور عین کا زوال حاصل ہو گیا ہے۔ اور یہ جو آپ نے عاریت کی دید کی بابت لکھا ہے کہ "البتہ عاریت و امانت اس کے اہل کی طرف لوٹ گئی ہے اور ظل اصل کے ساتھ جا ملتا ہے اور عدم بھی جو کہ آئینہ تھا عدم مطلق کے ساتھ ملحق ہو گیا ہے یہاں تک کہ معاملہ عین و اثر کے زائل ہونے تک جا پہنچا ہے" اور یہ جو آپ نے لکھا ہے کہ "بقا کبھی ذات کے ساتھ سمجھتا ہے" ذات البتہ اس مقام میں کسی شان و اعتبار سے ماخوذ ہوگی نہ کہ ذات بحت مجرد کہ اس مرتبہ کو عالم فنا و بقا سے اصالت و طلیت کے تعلق کے ساتھ غنائے ذاتی ہے اسلئے کہ اس کی صفات نائیدہ و شیون و اعتبارات ذاتیہ غیر زائدہ ہیں سے جہاں اصل کا اطلاق ہے بقا کی گنجائش ہے اور جب معاملہ غیب ذات سے پرتلے اور اصل ظل کی مانند راستہ میں رہ جاتا ہے فنا و بقا و پارہ منصور نہیں ہے، ہاں اگر قوم (صوفیہ) کی اصطلاح والی ذات مراد لیں تو گنجائش ہے کیونکہ یہ حضرات مرتبہ وحدت پر ذات کا اطلاق کرتے ہیں اور اس کی تجلی کو تجلی ذات کہتے ہیں اور فنا و بقا کا اطلاق اس مرتبہ کے لائق ہے، اور یہ جو ہمارے حضرت عالی قدسنا اللہ سبحانہ بسرہ نے بقا پر ذات لکھا ہے وہ تشابہات کی مانند ایک دقیق برسر ہے، ہم جیسے بواہوسوں کا دست ادراک اس کے دامن تک نہیں پہنچ سکتا اگر ہم لوگوں کو ان معانی کے ساتھ قدرے ایمان حاصل ہو جائے تو غنیمت ہے۔

ماتاشاگناں و کوتہ دست تو درخت بلند و بالائی

[ہم صرف سیر کرنے والے اور کوتاہ دست ہیں (اور) تو بلند و بالا درخت ہے]

سنئے اے عالم اسما و صفات کا ظلال ہے اور ظل سے اصل کی طرف شاہراہ ہے ظل کے حق میں کمال یہ ہے کہ اصل کے ساتھ جائے پس افرادِ عالم کا وصول اسما و صفات تک ہے اور اگر انتہائی ترقی ہو تو اسما و صفات کے اصول اور ان اصول کے اصول تک ہوگی یہاں تک کہ حضرت ذاتِ تعالیٰ و تقدس تک پہنچ جائے پس جہاں تک کہ اصالت و ظلیت کا تعلق ہے (وہاں تک) ترقی ممکن ہے اور جب یہ تعلق منقطع ہو جائے تو ترقی و عروج منصور نہیں ہوتا اس لئے ان (افرادِ عالم) کو مرتبہ ذاتِ بحت سے کچھ حصہ نہیں ہے کیونکہ ذات سے ممکن ہیں ذرا بھی آمیزش نہیں ہے کہ ذات سے حصہ ہو ان کا سارا وجود وجہ و اعتبارات ہیں وجہ کو وجہ کی طرف راستہ ہے نہ کہ ذات کی طرف کہ اس مرتبہ عالیہ سے وجہ کا تعلق منقطع ہے اور اللہ تعالیٰ کی سنت (اس طرح) جاری ہوئی ہے کہ زمانہ دراز کے بعد کسی عارف کو فنائے اکل کے بعد اپنے پاس سے ایک ذات عطا فرماتے ہیں کہ اس ذات سے ذاتِ اقدس کی طرف راستہ پس یہ عارف (اس) ذات کے تعلق سے ذاتِ مقدس (تعالیٰ شانہ) سے کچھ حصہ پالیتا ہے اور افرادِ عالم جو کہ اعراض کی مانند ہیں اور (ان کی) کوئی ذات نہیں ہے کہ جس کے ساتھ وہ قائم ہوں ان کا قیام (اس) عارف کی ذات کے ساتھ ہے اور ان سب کی ذات ہی عارف کی ذات ہے اور عارف نیابت و خلافت کے حکم کے مطابق ان کا قیوم ہے پس عارف کو افرادِ عالم کے ساتھ نام کی مشارکت اور صورت کی مماثلت کے سوا کوئی مشارکت اور کیا مماثلت ہے؟ (کیونکہ) جوہر کو اعراض کے ساتھ کیا مشارکت ہے؟ ہمارے حضرت عالی (مجدد) قدس اللہ سرہ نے لکھا ہے کہ اس قسم کے بزرگ ایک زمانہ میں متعدد تھے جو جبکہ زمانہ دراز کے بعد اس قسم کا گوہر ظہور میں آتا ہے تو ایک زمانہ میں اس کا متعذر ہونا کیسے متصور ہو سکتا ہے؟ اپنے لکھا تھا کہ (راقم کو) نماز میں اور کبھی نماز کے علاوہ ایک کیفیت و حالت پیش آتی ہے اس وقت میں اپنے آپ کو محض لاشے و فانی پاتا ہے اور اپنے حق میں خاص عنایت و مہربانی سمجھتا ہے جیسا کہ کسی کو مہربانی سے آغوش میں لیتے ہیں اور گویا کشاں کشاں لیجاتے ہیں اور اپنے آپ کو تمام تعلقات سے صاف و پاک پاتا ہے اور امور کا تعلق کبھی (اپنے) دائیں پہلو میں اور کبھی پس پشت سمجھتا ہے جیسا کہ گھر کو صاف کر کے کوڑا کرکٹ کو ایک کنارہ میں جمع کر دیا جائے میرے متخدم! نماز مؤمن کی معراج ہے جو حالت کما س کے ادا کرتے وقت پیش آتی ہے وہ حالت معراجیہ کے مناسب ہوگی اور تمام حالات سے ممتاز ہوگی، تمام حالات کو نماز کی حالت کے ساتھ وہی نسبت ہے جو کہ صورت کو حقیقت کے ساتھ ہے مثلاً جو صورت کہ آئینہ میں منعکس ہے اس کو اپنی اصل کے ساتھ ظاہری مماثلت و اسمی مشارکت کے سوا اور کوئی مساوات ہے؟ کسی نے خوب کہا ہے

گر تصویر صورت آن لسان خواہد کشید حیرتے دارم کہ نازش را چہاں خواہد کشید
 (اگر تصویر اس دلربا (محبوب) کی تصویر کھینچے گا تو میں حیرت میں ہوں کہ اس کے ناز کو وہ کس طرح (تصویر میں) کھینچ سکے گا)
 آپ نماز کی تکمیل میں جس قدر کوشش کریں گے اور اس کے سنن و آداب کی رعایت میں جس قدر ہمد و جہد اور
 قرات، رکوع و سجد کو سنت کے موافق دراز کرنے میں جتنی سعی کریں گے اس کے فیوض و برکات اسی قدر
 زیادہ وارد ہوں گے اور اس کا حسن و جمال و کمال اسی قدر زیادہ ظہور فرمائے گا اور ترقیات رونما ہوں گی
 اور خاص عنایت و مہربانی اسی قدر کجلی فرمائے گی اور تعلقات سے اسی قدر زیادہ پاک صاف ہو جائے گا کہ
 (وہ کڑا کرکٹ) پہلو اور پشت سے بھی زیادہ دور ہو جائے گا، دوستوں سے دعا کی امید کی جاتی ہے۔ والسلام
 علی من اتبع الهدی والترم متابعت المصطفیٰ علیہ علی الصلوات والتسلیمات والبرکات العلی

مکتوب ۵۹

صوفی سعد اللہ کابلی کے نام ان کے احوال کی تعبیر اور ان کی کیفیات کی تحریف کے بارے میں اور حضرت

صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے تبعین کے بعض فضائل کے بیان میں تحریر فرمایا۔

۹۸

بسم اللہ الرحمن الرحیم حمد و صلوة کے بعد ہر ادر دینی ملا سعد اللہ سے عرض ہے، آپ نے جو خط
 ارسال کیا تھا اس نے پہنچ کر خوش وقت کیا۔ آپ نے جو یہ بخودی، فنا، نیستی، بقا اور بشارات جو کہ
 آپ کو احوال اور خوابوں میں ظاہر ہوئی ہیں ان کی بابت لکھا تھا ظاہر ہوا، اللہ تعالیٰ آپ کے شوق و
 ذوق اور معرفت و عروج کو اور زیادہ کرے۔ آپ نے لکھا تھا کہ میں نماز تہجد کے بعد بیٹھا تھا کہ دو بزرگ
 ظاہر ہوئے ایک کہتا ہے کہ صوفی سعد اللہ ملا اعلیٰ کی ولایت میں ہے اور دوسرا کہتا ہے ملا اعلیٰ کی
 ولایت سے بھی اوپر چلا گیا ہے اور میں نے یہ دونوں نسبتیں اپنے اندر علیحدہ علیحدہ ملاحظہ کیں، جب میں
 ہوش میں آیا اس وقت بھی میں نے مذکورہ دونوں نسبتوں کا اثر اپنے اندر مشاہدہ کیا۔ میرے مخدوم! یہ حال
 ایک اعلیٰ بشارت ہے حق سبحانہ و تعالیٰ اس کے آثار کمال طور پر ظاہر فرمائے اور ولایت میں
 اعلیٰ درجہ ولایت ملا اعلیٰ ہے (جو) ولایت کبریٰ سے بھی زیادہ بلند ہے اس کے اوپر ولایت نہیں ہے
 مگر کمالات نبوت ہیں، اور انبیاء علیہم السلام کی فضیلت ان کمالات کے ساتھ وابستہ ہے، ملا اعلیٰ
 (مقرب فرشتے) معصیت سے معصوم ہیں جو شخص کہ ان کی ولایت سے مشرف ہو چاہے کہ وہ عصمت
 سے کچھ حصہ رکھتا ہو اور گناہوں سے محفوظ ہو۔ اللہم ارحمنا بآثار المعاصی ابدا ما

أَبْقَيْتَنَا لَكَ اللَّهُ اجْتَبَكَ تُوْمِينِ زَنْدِه رَكْحَمِ كُوْمِهِمْ كُنَاهُونَ كَاتِرِكِ مَرْحَمَتِ قِرْمَا (یہ دعائے ماثورہ) اس واقعہ کے مناسب ہے۔ یہ جو آپ نے اس کے بعد لکھا ہے کہ ”دوسرے روز ایک نسبت ظاہر ہوئی اور مجھ کو اپنے آپ سے بخود کر دیا گیا، کہا گیا کہ یہ ملائکہ مقربین کا مقام ہے اور رضا کا مقام ہے اس حال میں علم و ادراک نہیں رہا کہ میں اس کا مشاہدہ کر سکتا“ آپ جان لیں کہ مقام رضا کی مقام ملا اعلیٰ سے مناسبت یہ ہو سکتی ہے کہ مقام رضا مقامات سلوک کی انتہا ہے اور ملا اعلیٰ کی ولایت ولایتوں کی انتہا ہے۔ آپ نے لکھا تھا کہ ”میں نماز فجر کے بعد مراقب تھا ایک نسبت ظاہر ہوئی کہ تمام علم و ادراک مجھ سے نائل ہو گیا اور مجھ کو اپنے آپ سے بخود کر دیا گیا اور میں نسبت مذکورہ کا ادراک نہیں کر سکا اس وقت کہا گیا کہ یہ نسبت اور یہ مقام اصحاب کرام علیہم الرضوان کا ہے“ اس عجیب مقام میں علم و ادراک کیوں نائل نہ ہو کہ اصحاب میں سب افضل اور اجاب میں سب سے مکرم (یعنی صدیق اکبر رضی اللہ عنہ) نے فرمایا ہے الْعَجْزُ عَنْ ذَرَاةٍ الْإِذْرَاةِ إِذْرَاةٌ [ادراک کے حصول سے عاجز ہوتا ہی ادراک ہے] بزرگوں نے کہا ہے کہ ادراک اور حیر ہے اور درک ادراک اور حیر ہے جس کی نفی کی گئی ہے وہ درک ادراک ہے نہ کہ درک بسط، کیونکہ ادراک بسط ہی ہے جو کہ عارف کو حیل و بعیرت تک لایا ہے اور اس نسبت شریفہ میں اس کو اپنے آپ سے بخود کیوں نہ کیا جائے جبکہ صحابی مذکور (صدیق اکبر) کی شان میں وارد ہوا ہے کہ جو شخص یہ چاہتا ہے کہ ایسے مردہ کی طرف دیکھے جو سطح زمین پر چلتا ہے تو اس کو چاہئے کہ وہ ابن ابی قحافہ کو دیکھے یہی موت ہے جو کہ اس (تعالیٰ شانہ) کی معیت خاص کا سبب ہوئی ہے (اللہ تعالیٰ نے) دوسرے اصحاب کو دوسرے فضائل کے ساتھ یاد فرمایا ہے اور ان (صدیق اکبر) کو معیت کے ساتھ یاد فرمایا (جیسا کہ دوسرے اصحاب کے بارے میں) فرمایا ہے وَالَّذِينَ مَعَهُ [اودہ لوگ جو اس (پیغمبر کے ساتھ ہیں) اور نیز (قرآن کریم میں) اَنْ (صدیق اکبر) کے حق میں آیا ہے اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا [بیشک اللہ ہمارے ساتھ ہے] اور نیز حدیث شریفہ میں آیا ہے مَا ظَنَنْكَ يَا مُتَيْبِنَ اللّٰهُ كَالْمُهَيَّبِ [تیرا ان رو کے بارے میں کیا مانا ہے جن کا تیسرا اللہ ہی) والسلام علی من اتبع الهدی۔

مکتوبات

محمد میرک بیگ بخشی کے نام اس بیان میں کفر سے جو کچھ کہتی ہے وہ اصل سے ماخوذ ہے تحریر فرمایا۔
بسم اللہ الرحمن الرحیم اللہ تعالیٰ ماسوا کی غلامی سے آزاد کر کے مدارج قرب میں ترقیات عطا فرمائے جو مکتوب گرامی آپ نے اس مسکین کے نام ارسال کیا تھا اس نے پہنچ کر خوش وقت کیا۔
سہ ایک دعائے ماثورہ ہے۔

حدیث شوق اور آپہ اخلاص جو آپ نے لکھی تھی واضح ہوئی، اس جانب سے بھی یہ حدیث پڑھیں اور یہی آیت مطالعہ فرمائیں۔ اشد شوق اصل سے منسوب ہوا ہے اور اس طرف کی محبت نے سبقت فرمائی ہے ^{۵۶} _{۵۶} **يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ** [وہ اُس سے محبت کرتے ہیں اور وہ اُن سے محبت کرتا ہے] وہی محبت ہے جو کہ پوشیدہ خزانے کو تختِ ظہور پر اور عروس پر رہ نشین کو جلوہ گاہِ شہود پر لے آئی ہے اور وجود و ایجاد کا سبب بنی ہے اور عاشق کو معشوق سے آشکارا کر کے پھر اپنی محبت کے حلقوں سے اس محبتِ شیدا کو اپنی طرف کھینچ لیا ہے اور اپنے جمال و کمال کا آئینہ بنایا ہے۔ مختصر یہ کہ جو کچھ فرع رکھتی ہے وہ اصل سے ماخوذ ہے اگر محبت رکھتی ہے تو اس کی محبت کا ایک گھونٹ ہے اور اگر شوق رکھتی ہے تو اس شوق کا ایک شرارہ ہے، فرع خود کسی چیز میں استقلال نہیں رکھتی، کسی نے خوب کہا ہے مے

ادائے حق محبتِ عنایت سے زد دوست و گرنہ عاشقِ مسکین پہچ خور سندیست
[دوست کی ہر بانی ہے کہ وہ محبت کا حق ادا کرتا ہے ورنہ اگر وہ کچھ بھی (محبت کا حق ادا) نہ کرے تو عاشقِ مسکین پھر بھی خوش ہے]
اور یہ جو آپ نے خواب میں دیکھا ہے کہ بدخشان رسالت کے لعل اور خاتم نبوت کے نگینہ (سرور کائنات) علیہ افضل الصلوات واکمل التحیات نماز کے لئے تیار ہو کر فرماتے ہیں کہ جو شخص (امام) ابوحنیفہ کو فی رحمۃ اللہ کی ملت کے تابع ہے وہ ابوحنیفہ کوئی کے ہمراہ اس صف میں داخل ہو جائے، بندہ آپ کے ساتھ اس صف میں داخل ہو گیا اور آنحضرت فخر موجودات (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پیچھے جماعت کے ساتھ نماز پڑھی واضح ہوا (یہ خواب) آپ کے لئے بھی اور ہمارے لئے بھی نہایت عمدہ بشارت ہے، حق سبحانہ و تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی برکات سے بہرہ ور فرمائے اور آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نماز سے کہ اُن کی معراج ہے کچھ حصہ عطا فرمائے۔ والسلام اوکلا وایحرا۔

مکتوبات

صوفی زاہد برق انداز کے نام اس حال کی تعبیر میں جو انھوں نے دیکھا تھا تحریر فرمایا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم اللہ تعالیٰ شریعتِ عالیہ و سنتِ منورہ مصطفویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام والتحیۃ کے طریقہ پر قائم و دائم رکھے۔ آپ نے جو خط ان دنوں بھیجا تھا اس نے پینچر خوش وقت کیا، رخصت کے وقت (آپ کو) تبرک کا کپڑا نہ دینے کے باعث آپ نے جو رنجیدگی کا اظہار کیا تھا واضح ہوا، اس کا سبب وہی ہے کہ عید گاہ کے ہجوم سے آپ رخصت ہوئے وہاں کپڑا نہیں تھا تا کہ دیا جانا اس کے ساتھ ہی ہم نے

کہا تھا کہ بعد میں بھیج دیں گے، اب حامل مکتوب مغل بیگ کے ہمراہ پیرا میں بھیج دیا گیا آپ پہن لیں گے اور رنجیدگی کا لباس دور کر دیں گے۔ یہ جو حال آپ نے دیکھا تھا کہ نماز کا وقت آگیا اور آپ تنہا ہیں آپ چاہتے ہیں کہ نماز ادا کریں، اول آپ نے ارادہ کیا کہ امامت کی نیت کر لیں پھر خیال آیا کہ مقتدی نہیں ہے تو امامت کی کیا ضرورت ہے اسی شناس غیبی الہام سنانی دیا کہ ملائکہ کا ایک گروہ جماعت میں داخل ہو جائے، چنانچہ فرشتے آنے لگے سب نے سفید لباس میں میرے ساتھ کھڑے ہو کر نماز ادا کی، جب سلام (پھینے) کا وقت آیا، سب نے میرے ساتھ سلام پھیرا میں نے دائیں طرف نظر کی تقریباً چار سو اوڑیاں سو آدمی نظر آئے اور بائیں طرف بھی اسی کی مانند (نظر آئے) اس کے بعد جب میں نے پھر نظر کی تو گویا کوئی شخص نہیں تھا۔ میرے مخدوم! چونکہ آپ امام کے سلام کے بعد پہنچے جیسا کہ آپ نے لکھا تھا اور یہ آپ کی آزدگی کا باعث ہوا (اس لئے) آپ کی تسلی کے لئے یہ کرامت آپ کے لئے ظاہر کی گئی، اللہ جل شانہ، کا شکر بجا لائیں کہ آپ کو اس کرامت اور اس الہام اور اس دید کے ساتھ ممتاز کیا گیا ہے، حدیث شریف میں آیا ہے جس شخص نے زمین کی فضا میں اذان دی اور اقامت کہی اور کیلے نماز پڑھی تو فرشتے اس کے پیچھے صفیں بنا کر نماز پڑھتے ہیں۔ اور نیز حدیث شریف میں آیا ہے کہ جب کوئی شخص کسی جگہ (تنہا) ہو اور وہ نماز کے لئے (تکبیر) اقامت کہے تو اس کے پیچھے دو فرشتے نماز پڑھتے ہیں اور اگر وہ اذان دے اور اقامت کہے تو اس کے پیچھے اس قدر فرشتے نماز پڑھتے ہیں کہ ان کے دونوں طرف کے سرے نظر نہیں آتے وہ اس کے رکوع کے ساتھ رکوع کرتے ہیں اور اس کے سجدہ کے ساتھ سجدہ کرتے ہیں اور اس کی دعا پڑھتے ہیں۔ والسلام علیکم وعلیٰ ماٰر من اتبع الہدٰی۔

مکتوبات

خواجہ میرزائے گل بہاری کے نام ایک شبہ کے حل کے جواب میں جو کہ انہوں نے ہمارے حضرت عالی (مجدد) قدسنا اللہ سبحانہ بسرہ کے کلام پر کیا تھا اور معتزلہ کے استدلال کے جواب میں جو کہ انہوں نے نفی روایت بارے میں کیا ہے نیز اس اعتراض کے جواب میں جو انہوں نے لمحات کی عبارت پر کیا تھا تحریر فرمایا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین والہ اجمعین۔ آپ نے پوچھا تھا کہ معتزلہ اس دلیل کے ساتھ روایت اخروی (آخرت میں دیدار الہی) کی نفی کرتے ہیں کہ روایت مرئی (دیکھی جانے والی شے) کے مقابل و محازی ہونے کا تقاضا کرتی ہے اگر حق تعالیٰ مرئی ہوگا تو اس تعالیٰ شانہ کے لئے جہت و نہایت ثابت ہوگی اور حضرت مجدد الف ثانی (قدس سرہ) نے

اس شبہ کے دو جواب دیئے ہیں ایک یہ کہ ہم تسلیم نہیں کرتے کہ ظاہری آنکھ سے دیکھنے میں مقابل و محاذی ہونا شرط ہے کیونکہ مقابل ہونا ایک نسبت ہے جو کہ دو مقابل چیزوں میں قائم ہے پس جس طرح مرنی (دیکھی جانے والی شے) کی جانب سے شرط ہے (اسی طرح) رانی (دیکھنے والے) کی جانب سے بھی شرط ہے کہ وہ مرنی کے سامنے ہو اور حالانکہ حق تعالیٰ تمام اشیاء کو دیکھتا ہے اور (اس کے باوجود) کوئی محاذات نہیں (حضرت مجدد کا کلام ختم ہوا) نیز آپ نے لکھا تھا کہ اس نادان (میرزا گل صاحب مکتوب) کے دل میں تازہ کہ معتزلہ نے جو یہ کہا ہے کہ رویت بصری مقابل و محاذی ہونے کا تقاضا کرتی ہے، بصر سے ان کی مراد عصبی عضو ہے اور اس عضو کی اُس بارگاہ (حق سبحانہ) میں نفی ہے، علماء نے کہا ہے کہ حق تعالیٰ آنکھ کے بغیر دیکھنے والا اور کان کے بغیر سننے والا ہے، میں اس کے جواب میں کہتا ہوں اول یہ کہ (تمہاری طرف سے) یہ شبہ سزاخص (یعنی قول مجدد قدس سرہ) پر اعتراض ہے جو ناقابل تسلیم ہے، علماء نے مناظرہ نے کہا ہے کہ سند کو رد نہیں کیا جاتا مگر جبکہ رد کے لئے اس کے مساوی استدلالی جائے۔ دوم یہ کہ آپ نے لکھا ہے کہ بصر سے معتزلہ کی مراد عصبی عضو ہے اس نقل کی صحت کی جانچ کرنی چاہئے کہ ان (معتزلہ) کی مراد یہ ہے سوم یہ کہ معتزلہ جو رویت کے صحیح ہونے میں محاذات وغیرہ کی شرائط لگاتے ہیں یہ کوئی ایسا امر نہیں ہے کہ بیدار ہوتا عقل جس کا حکم لگاتی ہو بلکہ ایک ایسا استبعاد (رویت کو بعید جانتا ہے جو کفایت کو حاضر پر قیاس کرنے کے باعث پیدا ہوا ہے یعنی حاضر میں ان شرائط کے بغیر رویت واقع نہیں ہے اور چونکہ عقل نے اس حکم کے ساتھ محبت اور لگاؤ پیدا کر لیا ہے (اس لئے) غائب میں بھی حاضر پر قیاس کرتے ہوئے یہ حکم لگا دیتی ہے اور حضرت عالی (مجدد علیہ الرحمہ) کے جواب کا حاصل یہ ہے کہ یہ قیاس مع الفارق ہے کیونکہ حاضر میں رویت کا حصول بطریق خاص ہے اس لئے کہ بیدار چیزوں کے بغیر صورت پذیر نہیں ہوتا، ایک یہ کہ دیکھنے والی چیز عصبی عضو ہو دوسرے یہ کہ جس چیز کو دیکھا جائے وہ محدود اور جہات والی اور مکانی ہو کیونکہ اس دنیا میں غیر محدود کو دیکھا نہیں جاسکتا۔ پس اگر غائب میں ان دونوں میں سے ایک چیز مفقود ہو جائے تو قیاس کا حکم قاسد ہو جائیگا کیونکہ قیاس (مقیس و مقیس علیہ میں) مماثلت چاہتا ہے (اور یہاں یہ مماثلت مفقود ہے) اس لئے یہ حکم حق تعالیٰ کے ہم کو دیکھنے کے بارے میں جاری نہیں ہوا کیونکہ ان دونوں شرطوں میں سے ایک شرط مفقود ہے اس لئے کہ جس کو دیکھا جائے اگرچہ محدود ہے لیکن دیکھنے والا عصبی عضو نہیں ہے اور مومنوں کے حق سبحانہ کو دیکھنے کے بارے میں بھی ان دونوں میں سے ایک شرط مفقود ہے کیونکہ دیکھنے والا اگرچہ عصبی عضو ہے لیکن جس کو دیکھا جائے

یعنی ان شرائط کا لگانا ان شرائط کے ثابت ہونے بغیر رویت کو بعید جانتے کی وجہ سے اور یہ بعید جانا غائب کو حاضر پر قیاس کرنے کی وجہ سے پیدا ہوا ہے (مترجم)

۱۔ میرزا گل کی طرف سے حضرت مجدد کے کلام پر شبہ ہے اس شبہ کا جواب جو میرزا گل نے حضرت مجدد قدس سرہ کے کلام پر کیا ہے۔

وہ محدود اور جہات والا نہیں ہے پس قیاس فاسد ہوگا اور اگر ان دونوں شرطوں میں سے ایک شرط کے مفقود ہونے کے باوجود یہ قیاسی حکم درست ہوتا تو لازم آتا ہے کہ حق تعالیٰ ہم کو نہ دیکھے کیونکہ دیکھنے والا اگرچہ عصبی عضو نہیں ہے لیکن جس کو دیکھا جائے وہ محدود مکانی ہے اس لئے محاذات وغیرہ اس کیلئے لازمی ہونگی، پس جبکہ اللہ تعالیٰ کے ہم کو دیکھنے میں محاذات وغیرہ لازم نہیں آتیں باوجودیکہ جس کو دیکھا جائے وہ محدود ہے تو مؤمنوں کے اس (حق سبحانہ) کے دیکھنے میں بھی محاذات وغیرہ لازم نہیں ہوں گی کیونکہ دیکھنے والا اگرچہ عصبی عضو ہے لیکن جس کو دیکھا جائے وہ مکانی نہیں ہے یعنی جس طرح عصبی عضو سے مرئی (دیکھی جانے والی شے) کو دیکھنا محاذات کی شرط پائے جانے کے بغیر عقل کے نزدیک بعید ہے اسی طرح مرئی محدود مکانی کو محاذات کے بغیر دیکھنا بعید ہے اور عقلی طور پر بعید ہونے میں دونوں برابر ہیں پس ایک کو جائز کہنا اور دوسرے سے گریز کرنا عدم تدبیر کے باعث ہے اور اس تقریر سے علامہ تقی تازانی کا اعتراض جاتا رہا ہم اس کو انشا اللہ تعالیٰ ابھی کسی جیلے بہانے کے بغیر ذکر کریں گے جیسا کہ پوشیدہ نہیں ہے۔ چہاں یہ کہ جو اعتراض آپ نے حضرت مجدد علیہ الرحمہ کے کلام پر کیا ہے (بعض) علمائے بھی اسی قسم کا اعتراض کیا اور دوسرے علمائے اس کا جواب دیا ہے، شارح عقائد نسفی نے کہا ہے اور البتہ اللہ تعالیٰ کے ہم کو دیکھنے کے بارے میں عدم اشتراط پر استدلال کیا جاتا ہے اور اس میں تامل ہے اس لئے کہ بحث حاشیہ بصر کی رویت میں ہے۔ ملاحظہ فرما کمال محشی نے استدلال مذکور پر حاشیہ لکھا ہے اور اس کا حاصل یہ ہے کہ یہ حاضر (بندہ) کو غائب (حق تعالیٰ) پر ۱۰۳ قیاس کرنا ہے اور یہ بھی فاسد ہے (جیسا کہ اس کا عکس فاسد ہے) اور اگر اس استدلال کو منکرین رویت کے مقابلہ میں ان پر الزام کے طور پر رکھا جائے نہ کہ تحقیق کے طور پر تو شرح میں نظر مذکور (تامل) وارد نہیں ہوگا غور کر لیجئے، یعنی اگر ہم شارح کے استدلال کو بدعا کے ثابت کرنے پر جو کہ رویت کا واقع ہونا ہے استدلال کریں اور بندہ کی رویت کو حق جل و علا کی رویت پر قیاس کریں تو درست نہیں آتی اور شارح کی بحث جو کہ اس نے فیہ نظر (اس میں تامل ہے) کہا ہے وارد ہوتی ہے کیونکہ حاضر کا غائب پر قیاس کرنا فارق ہوتے ہوئے جیسا کہ بصر ہے حاضر میں فاسد ہے نہ کہ غائب میں، اور اگر اس استدلال کو رویت کے بارے میں جہت وغیرہ کے شرط ہونے کے لئے معتزلہ پر الزامی دلیل بنائیں تو درست ہوتا ہے اور شارح کا نظر (تامل) وارد نہیں ہوتا محشی کی اس تقریر سے معلوم ہوتا ہے کہ معتزلہ محاذات کے شرط ہونے کے لئے عصبی عضو کی قید نہیں لگاتے ورنہ ان پر یہ الزام درست نہیں ہوتا اور کسی فاضل نے اس معنی کی وضاحت کی ہے جیسا کہ اس نے کہا ہے، تحقیق یہ ہے کہ ہم انکشاف تام حسی ثابت کرتے ہیں

اور وہ اس کا انکار کرتے ہیں بلکہ وہ انکشاف نام علمی ثابت کرتے ہیں انتہی، اس سے یہ نکلتا ہے کہ وہ مطلق رویت کا انکار کرتے ہیں نہ کہ اس کی خاص معروف قسم کا۔ پنجم یہ کہ سبب منع سے غرض یہ ہے کہ محاذات وغیرہ رویت کے مفہوم میں معتبر نہیں ہے اور ممکن ہے کہ رویت ان امور کے بغیر واقع ہو جیسا کہ حق تعالیٰ کے بندوں کو دیکھنے میں پس ازلہ سمعی کو ظاہر رکھوں نہ محمول کریں کیونکہ حق تعالیٰ قادر ہے کہ ہماری آنکھوں میں ایسی قوت پیدا فرمادے کہ (رویت) ان چیزوں کے ساتھ مشروط نہ رہے اور کسی محقق کا یہ قول اس کی تائید کرتا ہے کہ رویت کے محل کا امر جسمانی ہونا جو کہ آنکھ کی فستلی ہے اس کے منافی نہیں ہے کہ رویت کا متعلق غیر جسمانی ہو اور وہ باری تعالیٰ ہے جیسا کہ بلاشبہ علم ضروری کے محل کا امر جسمانی ہونا جو کہ ہمارے نزدیک قلب ہے اور معتزلہ کے نزدیک بھی یہ اس کے منافی نہیں ہے کہ علم ضروری کا متعلق غیر جسمانی ہو اور وہ باری تعالیٰ ہے۔ آپ نے لکھا تھا کہ شیخ عراقی نے لمعات میں فرمایا ہے کہ اگر محجب صاحب کشف ہے جیسا کہ وہ ہر صورت میں دوست کی شکل دیکھتا ہے تو اس کو چاہئے کہ ناپسندیدہ صورت کو پسند کرے اگر چہ وہ محبوب کا چہرہ دیکھے کیونکہ اس کا چہرہ اس کی ناپسندیدگی میں ہے کہ راضی نہیں ہے، بندہ کا سوال یہ ہے کہ محبوب کے چہرہ کا ظہور اس صورت میں کہ جس سے وہ راضی نہ ہو کیلئے وہ ایسی صورت میں کیوں ظاہر ہوا جو کہ اس کی مرضی کے موافق نہیں ہے، چاہئے کہ تمام مظاہر و مصادر پسندیدہ ہوں۔ جواب: یہ جو شیخ (عراقی) نے کہلے ہے کہ "صورت ناپسندیدہ میں" یہ اس معنی میں نہیں ہے کہ اس صورت ناپسندیدہ میں ظہور ہے کہ جو یہ سوال وارد ہو بلکہ اس معنی میں ہے کہ اس مظہر کا کسب ناپسندیدہ ہے جیسا کہ علمائے کہلے نے کفر کا پیدا کرنا قبیح نہیں ہے اور بندہ کا کفر کو کسب کرنا اور اس کا کفر ہونا قبیح ہے۔

خَالِقُ الْخَيْرِ وَالشَّرِّ الْقَبِيحُ وَلَكِنْ لَيْسَ يَرْضَى بِالْمَحَالِ

[اللہ تعالیٰ خیر اور شر قبیح کا خالق ہے، لیکن باطل سے راضی نہیں ہوتا ہے۔]

پس معلوم ہوا کہ تمام مظاہر اپنے اندر ظہور (صفات الہی) اور ان کی خلقت کے اعتبار سے پسندیدہ ہیں قبیح و ناپسندیدہ ان کا کسب ہے اور صوفیہ وحدت الوجود کے مطابق خلق اس کے اس لباس کے ساتھ ظہور اور اس کے آثار و احکام کے ساتھ اس کے متحقق ہونے عبارت ہے، وحدت الوجود والے کہتے ہیں کہ کسی چیز میں برائی اور شر ذاتی نہیں ہے اگر ہے تو نسبتی و اضافی ہے۔

پس بدی مطلق نباشد در جہاں بدرہ نسبت باشد آں را ہم بدی

[پس دنیا میں برائی مطلقاً نہیں ہے، برائیت سے ہوتا ہے تو اس کو بھی جان لے۔]

سہ شیخ عراقی یعنی شیخ محمد الدین ابراہیم بن شہر یار العراقی آپ نے صدر الدین محمد القنوی کی خدمت میں رہ کر ان سے فصول الحکم کے حقائق سے ادوان کو ایک مختصر کتاب میں جمع کیا جو چند لمعات پر مشتمل ہے اسلئے ان حقائق کا نام لمعات رکھا۔

اور اس مقام میں ہمارے حضرت عالی (مجدد الف ثانی قدس سرہ) کی جداگانہ تحقیقات و مقالات ہیں جیسا کہ حضرت موصوف کے رسائل و مکتوبات سے روشن و واضح ہے والسلام علیکم وعلیٰ سائرین اتبع الہدیٰ.

مکتوبات ۶۳

محمد یار خادم حضرت خواجہ محمد نقشبند (قدس سرہ) کے نام ان کے خط کے جواب میں تحریر فرمایا جو کہ فنا و بقائے اتم کی خریدنے والا تھا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم حمد و صلوة و ارسال تسلیمات کے بعد عرض ہے کہ آپ نے احوال و کیفیات عالیہ پر مشتمل جو خط ارسال کیا تھا پہنچ کر مسرت بخش ہوا، اللہ تعالیٰ ترقیات کے دروازے کھلے رکھے اور شریعت عالیہ و سنت منورہ کے طریقہ پر استقامت عطا فرمائے کیونکہ کام کا مدار اسی استقامت پر ہے وید و نید و خرد و الفتاد [اور اس کے علاوہ بیفائدہ رنج اٹھانا ہے]۔ آپ نے لکھا تھا کہ "ان دنوں میں یقین کامل کے ساتھ منکشف ہونا ہے کہ وجود اور وجود کے تابع کمالات جو عدم کے آئینہ میں منعکس ہوتے تھے اپنی اصل کے ساتھ جاملے ہیں اور جس طرح کہ صفات نے اپنی اصل کی طرف رجوع کیا تھا ذات بھی جو کہ عدم مقید ہے اپنی اصل کی طرف راجع ہو گئی اور وجود عدم میں سے کوئی چیز اس جانب منسوب نہیں رہی"۔ آپ معلوم کریں کہ یہ حالت جو آپ نے لکھی ہے فنا ہے نفس میں درجہ کامل ہے جو کہ عین و اثر کا زائل کرنے والا ہے اس مقام میں نفس اسلام حقیقی سے مشرف ہو جاتا ہے اور اطمینان تک پہنچ جاتا ہے اور راضی و مرضی ہو جاتا ہے۔ نیز آپ نے لکھا تھا کہ ہر بال کے سرے سے ایک نور ظاہر ہوتا ہے اور اس قسم کی وسعت و کشادگی پیدا کر لیتا ہے کہ تمام آفاق کو عرش سے زمین تک احاطہ کرتا ہے اور ذرات عالم میں سے ہر ذرہ میں مہریت کر جاتا ہے۔ لے سعادت آثار! یہ دید بقائے آثار میں سے ہے جو کہ فنا کے اکمل پر مترتب ہوتی ہے جیسا کہ آیت کریمہ **أَوْ مِنْ كَان مِثْلًا فَاجِئْنَا بِهِ وَجَعَلْنَا لَهُ نُورًا يَمْشِي بِهِ فِي النَّاسِ** [یسا نہیں ہے کہ جو شخص مرنے کا پھر ہم نے اس کو زندہ کر دیا اور اس کیلئے ہم نے نور بنا دیا جس کے ساتھ وہ لوگوں میں چلتا ہے] اس کی خبر دینے والی ہے اور احاطہ نور کی وسعت اس شان کی جامعیت پر دلالت کرتی ہے کہ جس کے ساتھ بقا حاصل ہوتی ہے آپ نے لکھا تھا کہ "یہ دید کچھ اصلیت رکھتی ہے یا محض وہم و خیال ہے" امید ہے کہ خیال کی تراشیدہ نہیں ہوگی، کیونکہ بزرگوں نے کہا ہے کہ حال کے صحیح ہونے کی علامت یقین کا بدرجہ کمال حاصل ہونا ہے چونکہ یقین بدرجہ کمال ہوا سنے وہم و خیال کی تراش نہیں ہے، واللہ اعلم بحقیقتہ الحال والہیہ المرجع والمآب، والسلام

مکتوب ۶۲

خواجہ محمد صادق بخاری مدنی کے نام رسالت پناہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کے روزِ مقدس پر اقلان و انکسار کے اظہار کے بارے میں اور ان اذکار و اعمال کے بیان میں جو کہ ولایاتِ ثلاثہ میں سے ہر ایک ولایت اور کمالاتِ نبوت اور اس سے اوپر کے مقامات کے ساتھ مناسبت رکھتے ہیں اور ان مقامات کی طرف اشارہ کے بیان میں تحریر فرمایا کہ جہاں ترقی اعمال کو وابستہ نہیں ہے بلکہ فضل یا صرف محبت پر موقوف ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ حمد و صلوة و ارسالِ تسلیمات کے بعد عرض ہے کہ اس توارح کے فقراء کے احوال و اطوار حمد کے لائق ہیں اللہ تعالیٰ عزوجل سے آپ کی عاقبت اور شریعت عالیہ سنتِ منورہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام والتحیۃ کے طریقہ پر استقامت کی دعا کی گئی ہے۔ میرے مخدوم! ہم دور افتادہ و ناکارہ فقرا امید رکھتے ہیں کہ روضہ مقدسہ (گنبدِ خضرا) کے مجاور اور آستانہ عالیہ کے جارب کش اور اس دیار پر انوار کے معتکفین اور اذہمائی الغار (جب وہ دونوں غار میں تھے) کے زائرین اس شکتہ دل افکار کو اس بارگاہِ اسرار میں یاد رکھیں گے اور انتہائی عجز و انکسار کے ساتھ اس رفیقِ کاسلام پیش کریں گے اور اس سرگشتہ مشتاق کی طرف کبھی کبھی ایک نگاہِ کرم فرماتے کی درخواست بھی کریں گے کہ اس عاجز و دریاوندہ کی تکمیلِ کار کی ضمانت نیم نگاہ پر موقوف ہے۔ کسی نے خوب کہا ہے

از دردِ سر و خمارِ ہستی رستن موقوف یک نگاہِ ستارہ نشت

(دردِ سر اور نشہ ہستی سے رہائی پانا تیری ایک نگاہِ ستارہ پر موقوف ہے۔)

آپ کے کئی خطوط پہنچ کر مسرت بخش ہوئے لیکن جواب ارسال کرنے میں اس جانب سے کوتاہی واقع ہوئی ہے، فاصلہ کی دوری عذر خواہ ہے، اس وقت ان خطوط میں سے کوئی خط بھی موجود نہیں ہے تاکہ اس کے مطابق کچھ لکھا جانا مختصر یہ کہ ضبطِ اوقات میں کوشش کریں اور وقت و حال کے موافق اعمال و عبادات میں مشغول اور ترقی کے طالب رہیں اور ہر روز ترقی کریں من استوی یوماً فہو مخبون (جس شخص کے روز یکساں گذرے وہ خسارے میں ہے) ولایاتِ ستارہ گاہ کے کمالات میں ترقی غالب طور پر قرآن مجید کے سوا (باقی) اذکار کے ساتھ وابستہ ہے۔ حاصل کلام یہ ہے کہ ولایتِ ظلی میں جو کہ ولایتِ صغریٰ ہے مراقبات اور قلبی اذکار بہت زیادہ مناسبت رکھتے ہیں اور دوسری دو ولایتوں

(ولایت کبریٰ و ولایت علیا) میں کہ دان دونوں میں سے ہر ایک اصل سے تعلق رکھتی ہے اور ظل سے نکل چکی ہے ذر لسانی اور کلمہ طیبہ کا تکرار بہت زیادہ ترقی بخشنے والا ہے اور جب معاملہ کمالات نبوت میں واقع ہوتا ہے تو اس مقام میں قرآن مجید کی تلاوت اور نماز خاص طور پر فرض نماز میں فائدہ مند نفع بخش ہیں اور جب معاملہ اس سے بھی اوپر چلا جاتا ہے تو ایک ایسا مقام پیش آتا ہے کہ عمل و اعتقاد کا جہاں کوئی اثر نہیں ہے اس مقام میں ترقی محض فضل و احسان سے ہے، یہ مقام ایسے مسیبن علیہم الصلوٰت والبرکات کے ساتھ مخصوص ہے اور ان کے طفیل اُمّتیوں میں سے جسے چاہتے ہیں نواز دیتے ہیں، اور جب اس مقام سے بھی ترقی واقع ہوتی ہے تو معاملہ فضل و احسان سے محبت کی طرف مائل ہو جاتا ہے اس مقام میں کمالات کا حصول و ترقی صرف محبت پر موقوف ہے، اور محبت میں بھی دو کمال ہیں محبت و محبوبیت، کمالات محبت کا ظہور حضرت کلیم (موسیٰ) علیہ السلام کے ساتھ ایسے اور کمالات محبوبیت ذاتیہ اولاً حبیب رب العالمین علیہ افضل الصلوٰت واکمل التحیات کے ساتھ مخصوص ہیں اور ان دونوں اکابر کے طفیل دوسرے بھی ان دونوں (قسم کے) کمال کے امیدوار ہیں۔ والسلام علیکم وعلیٰ سائر من اتبع الہدی۔

مکتوب ۶۵

۱۰۷

فضائل مآب شیخ بدیع الدین سلطان پوری کے نام شوقی ملاقات کے اظہار اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے روضہ منورہ کے فیوض و برکات کی طرف اشارہ کے باب میں تحریر فرمایا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم حمد و صلوة و ارسال تسلیات کے بعد عرض ہے کہ اس نوح کے فقرا، کے احوال و اطوار حمد کے لائق ہیں اور اللہ عزوجل سے آپ کی سلامتی و عافیت اور ظاہری و باطنی استقامت کے لئے دعا کی گئی ہے۔ میرے مخدوم اجڈائی کا زمانہ دہلا نہ ہو گیا ہے اور حدیث شوق بیان سے باہر ہے، اجاب ہر سال حجاج کی واپسی کے وقت قدم شریف (آپ کی تشریف آوری) کا انتظار کرتے ہیں جب معلوم ہو جاتا ہے کہ نہیں آئے تو چشم منتظر دوسرے سال پر لگا دیتے ہیں، اگر اس جگہ کو وطن بنانے کا ارادہ ہے تو اطلاع دیں تاکہ مشتاقین کو دونوں راختوں میں سے ایک حاصل ہو جائے۔ دراصل یہاں (کی بات) ہے کہ کوئی شخص اس دیار عالی سے اس دیار علی کی طرف آئے اور ان منبرک مقامات سے جو کہ فیوض و انوار کا منبع ہیں ان ظلمانی مقامات کی طرف مائل ہو جو کہ کفر و بدعت کی کان ہیں (کاتب الحرف)

اپنے آنے سے اس قدر نفرت و حسرت رکھتا ہے کہ کیا لکھے، ہاں اگر حضرت پیر دستگیر (مجدد الف ثانی قدس سرہ) کے روضہ مطہرہ کی زیارت کی نیت اور اس خزانہ پر انوار کے مجاوروں کی ملاقات کی نیت سے آئیں اور اس مقام کی برکات سے بھی بہرہ مند ہوں تو گنجائش رکھتا ہے کہ اس جگہ (روضہ مجددی) کے فیوض و انوار اُس مقام (مدنیہ طیبہ) کے انوار سے ماخوذ و مستفاد ہیں لیکن ان کا حاصل ہونا آسان ہے، سر زمین ہند اگر ظلمت و کدورت سے پُر ہے لیکن چشمہ حیات تاریکیوں میں ہے۔

تاریکی دون آب حیات ست [آب حیات تاریکی کے اندر ہے]

انوارِ خلقت کے آثار یہاں ہیں اور اسرارِ محبت سے اس جگہ کے شیدائی امیدوار ہیں۔ مختصر یہ کہ اگر استخارہ موافقت کرے اور ان مقامات کی میسر کریں اور مشتاقوں کو خوش کریں تو مناسب ہے، توقع ہے کہ اس مسکین کو ان مقاماتِ متبرکہ میں اور کعبہ مکرمہ میں داخل ہونے پر دعائے خیر سے یاد کریں گے اور اس فقیر کی سلامتی خاتمہ کے لئے دعا کریں گے اور روضہ منورہ کے مواجہہ شریفہ میں اس درویش کا فقیرانہ سلام عرض کریں گے۔

ع گرفتول افتدز ہے عز و شرف [اگر قبول ہو جائے تو نہایت عزت و شرف ہے]

والسلام علیکم وعلی سائر من اتبع الهدی والتزم متابعتہ المصطفیٰ علیہ وعلی آلہ وصحبہ الصلوات والتسلیمات والبرکات العلی۔

مکتوبات ۶۶

۱۰۸

گرامی قدر قدوة کاملین امام العارفين زبدة الراشدين منظر اسرار رب حمید حضرت شیخ محمد سعید برادر کلان خود کے نام شوق کے بیان و غم دوری کے اظہار میں تحریر فرمایا۔

بسم الله الرحمن الرحيم

بچہ مشغول کم دیدہ و دل را کہ دلام دل ترا می طلبد دیدہ ترا می خواہد

[میں دیدہ و دل کو کس چیز میں مشغول کروں کہ ہمیشہ دل تجھ کو طلب کرتا ہے اور آنکہ تجھ کو چاہتی ہے] اختر مخلصین عرض کرتا ہے کہ غم دوری اور دردی فرقت کو کس طرح ظاہر کرے اور حضور فرحت افزا کے حصول کے شوق کو کہا تک بیان کرے۔

این خطا سر بہر بجاتاں کہ می دہد وین درد سر بہر بدریاں کہ می برد

[یہ سر بہر خطا محبوب کو کون پہنچاتا ہے اور اس درد سر کا علاج کون آردہ لطف کرتا ہے]

دل منظر برکت آثار شیروں کا منتظر ہے، امیدوار ہے کہ اس کی اطلاع سے مشرف و مسرور ہوگا چند روز کے
اس مہین کے درمیں کمی ہے چنانچہ ڈولی میں بیٹھ کر پیر دستگیر (مجدد الف ثانی قدس سرہ) کے عرس کی
مجلس میں چند ساعت کے لئے حاضر ہوا تھا اور گرم وقت میں بھی ڈولی میں بیٹھ کر نماز باجماعت میں
حاضر ہوتا ہے، الحمد للہ بحمدہ علیٰ جمیع نعمائہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ افضل انبیاءہ وعلیٰ آلہ وسانہ ارجاءہ۔

مکتوب

خواجہ ضیائی موردی کے نام ارادوں کی نفی پر ترغیب دینے کے بارے میں جو کہ صفت ارادہ کے
زائل ہونے پر موقوف ہے اور ان احوال کی تعبیر میں جو انہوں نے دیکھے تھے اور کمال فنا کے
حصول اور اخلاقِ رزویہ کے زائل ہونے کے بارے میں تحریر فرمایا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم، اللہ تعالیٰ مقاصد کے حصول سے مشرف کرے بلکہ تمام ارادوں
اور صفت ارادہ سے بھی فارغ کرے، ولایتِ بندگی کے اطوار میں صفت ارادہ کی گنجائش نہیں ہے،
اپنے ارادہ کا طلب کرنا حق تعالیٰ و تقدس کی مرضی کی نفی کرنا ہے، چاہئے کہ وسعتِ سینہ تمام ارادوں اور
آرزوؤں سے تالی ہو، حق سبحانہ کے پاس کوئی خواہش و طلب نہ رہے۔

در تو یک آرزو ابلیس نوست (تیرے اندر کی ایک ایک خواہش تیرا ابلیس (شیطان) ہے)
اہل اللہ ارادوں کی نفی کرنے کے لئے صفت ارادہ کے زائل ہونے میں کوشش کرتے ہیں اور اصل کا علاج
کرتے ہیں کیونکہ جب تک ارادہ کی صفت بندہ میں ہے (اس وقت تک) ارادوں کا وارد ہونا منظور ہے
اور جب صفت ارادہ کی نفی ہو جائے تو ارادوں کا دل میں پیدا ہونا منظور نہیں ہوگا۔ آپ نے لکھا تھا
کہ "نفی و اثبات (ایک سانس میں) ایک سو اکاون تک پہنچ جاتا ہے اور فنا و نیستی معلوم ہوتی ہے۔
اس سے پہلے فنا و نیستی کے ضمن میں اپنے وجود کو فانی پاتا تھا اور اپنے سر کو دیکھتا تھا کہ ہے اور اب سر کو
بھی وجود کی مانند فانی پاتا ہے اور لیکن زبان نظر آتی ہے گویا اس کو فنا حاصل نہیں ہوئی ہے۔"
میرے مخدوم! آپ جس عضو کو فنا تک نہ پہنچا ہوا دیکھتے ہیں وہ فنا کے ناقص ہونے پر دلالت کرتا ہے
کہ کمال کو نہیں پہنچا ہے خصوصاً سر کو جو کہ اعضا کا سردار ہے اور نفس کا ٹھکانا اور اتانیت (میں پن)
و تکبر کا محل ہے جو کہ بندگی کے منافی ہے اور خیالاتِ فاسدہ کا مقام ہے کہ جس کی فنا نہایت
اہم کام ہے اب جبکہ آپ سر کو فانی پاتے ہیں تو یہ ایک نعمت و نشارت ہے لیکن زبان کا

نقص ابھی تک ہے زبان بھی اعضا کا سردار ہے اور سر کی مانند اخلاقِ ذمیرہ و ذلیلہ کا منبع ہے (حدیث شریف میں) وار د ہوا ہے کہ (ہر روز) جب صبح ہوتی ہے تمام اعضا زبان کے سامنے آتے ہیں، کہتے ہیں کہ اگر تو سلامت رہی تو ہم سب سلامت رہیں گے اگر تو لغزش میں مبتلا ہوگی تو ہم سب تیری لغزش میں مبتلا ہو جائیں گے۔ اس کی اصلاح ضروریات میں سے ہے کیونکہ دین و دنیا کی اصلاح اس پر موقوف ہے۔ آپ جان لیں کہ فنا حقیقت میں اخلاقِ ذمیرہ سے رہائی پانا اور اخلاقِ حمیدہ کے ساتھ متصف ہونا ہے پس ہر عضو کو جو کہ اخلاقِ ذمیرہ کا مقام ہے اپنی جگہ پر دیکھنا کہ فنا نے اس میں راہ نہیں پائی ہے اسی اخلاق کے زائل ہونے پر دلالت کرتا ہے اور وہ فنا کے ناقص ہونے کی دلیل ہے کیونکہ فنا اگر درست ہو جائے تو یہ اخلاقِ ذمیرہ جو کہ عدم کے شر کے باعث ہے نہیں رہتا، اور یہ جو آپ نے لکھا ہے کہ "اس سے پہلے اپنے آپ کو ایک گھر میں دیکھتا تھا جس کا دروازہ نہیں ہے اور ہر چند باہر آنے کا قصد کرتا تھا لیکن میسر نہیں ہوتا تھا اور اب اسی جگہ اپنے آپ کو دیکھا کہ جس طرف بھی رخ کرتا تھا دیوار شق ہو جاتی اور راستہ دے دیتی تھی" اسی طرح چھت پر بھی نظر کرتا تھا تو شق ہو جاتی اور راستہ دے دیتی تھی لیکن باہر نہیں نکلا" یہ بھی اس کی نائید کرتی ہے کہ آپ ابھی تک تقید و تعین کے کوچے سے نہیں نکلے ہیں اور فضائے اطلاق تک نہیں پہنچے ہیں، اور یہ فنا کا ناقص ہونا ہے، اور یہ جو آپ نے دیکھا ہے کہ "آپ دانتوں میں خلل کرتے ہیں اور وہاں سے گوشت ٹٹھی ٹٹھی بھرنے لگتا ہے آپ اس کو پرندوں اور کتوں کے سامنے ڈالتے ہیں اور شکر ادا کرتے ہیں" اتنے بہت خوب ہے کہ پاک و صاف ہو رہے ہیں اور اخلاقِ سنیہ باہر نکل رہے ہیں اور یہ جو سر کے اوپر سفید روشن نور ظاہر ہوتا ہے شاید کہ آپ کے (لطیف) ستر کا نور ہے کہ سینہ سے سر پر آگیا ہے اور ساکنانِ سر کی تربیت کرتا ہے۔ مختصر یہ کہ ضبطِ اوقات میں کوشش کریں اور قیامت کی تیاری کریں اور دوستوں کو دعا کے ساتھ یاد رکھیں، والسلام اولاً و آخراً۔

مکتوب ۶۸

خواجہ احمد بخاری کے نام اس بیان میں کہ عبادت میں ظاہری جمعیت باطنی نسبت کا اثر ہے اور خود پسندی و خود بینی سے بیزاری پر ترغیب دینے کے بارے میں تحریر فرمایا۔

لہ مشکوٰۃ شریف باب حفظ اللسان میں ترمذی سے اس طرح روایت ہے: قال صلے اللہ علیہ وسلم اذا اجتمعوا فان الاعضاء کلھا تکفر اللسان فتقول انزلنا فینا فلاننا نحن بک فان استقامت استقامنا وان اعوججت اعوججتنا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم حمد و صلوة و ارسال تسلیات کے بعد عرض ہے کہ آپ نے جو خط حاجی یوسف کے ہمراہ بھیجا تھا اس نے پہنچ کر مسرور کیا، آپ نے جو ضبط اوقات اور لوگوں کے ساتھ میل جول اور ملاقات کم کرنے اور اذکار و عبادات کے ساتھ اوقات کو مصروف رکھنے اور طعام اور تمام خواہشات کے ترک کرنے کے بارے میں لکھا تھا واضح اور مسرت افزا ہوا، اللہ تعالیٰ مزید توفیق عطا فرمائے اور اتباع رسول اور آنحضرت علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت کو آپ کا رفیق بنائے میرے مخدوم اطاہری جمعیت اور ضبط اوقات باطنی نسبت کا اثر ہے جو کہ باطن پر چمکی ہے اور اس کو اپنے جال میں لے آئی ہے اور مطلوب حقیقی کے تجسس میں ماسوائے بالکل رہا کر دیا ہے اور اس کے آثار کے مشاہدہ میں مستغرق و غانی کر دیا ہے اور اس کا کوئی نام و نشان نہیں چھوڑا ہے اور عین و اثر کو دور کر دیا ہے، عارف کا باطن حضور کی شکست و ریخت اور جدا کرنے میں لگا ہوا ہے اس کا ظاہر جو کہ اس سے منزلوں دور ہے اذکار و طاعات کے معمولات کے ساتھ مسرور و بانوس ہے مختصر یہ کہ اس ظاہری توفیق پر حق جل و علا کا شکر بجالائیں اور اس کے نتائج و ثمرات کے امیدوار رہیں اور باطنی ترقیات پر متوجہ رہیں اور خود پسندی وغیرہ کے تصور سے ڈرتے اور کانپتے رہیں اور استغفار کو لازم بکریں اور بارگاہ قدس کو اس سے بالاتر جانیں کہ ہمارے ناقص اعمال اس بارگاہ مقدس کے لائق ہوں اس کے باوجود اعمال میں کوتاہی نہ کریں اور ان کی زیادتی میں کوشش کریں اور ان سے استغفار کریں کہ بزرگوں نے کہا ہے اِثْمَلْ وَاَسْتَغْفِرْ [عمل کرو اور استغفار کرو] دوستوں سے سلامتی خاتمہ کی دعا کی امید کی جاتی ہے۔

آپ نے جسمانی تکلیف اور فرزند لستہ کی وفات کی بابت لکھا تھا معلوم ہوا، چونکہ یہ تقدیر و ارادہ الہی سے ہے اس لئے راضی و شاکر رہنا چاہئے بلکہ محبوب کے فعل سے لذت یاب ہونا چاہئے ظاہری آلام باطنی ترقیات کا وسیلہ ہیں میرے مخدوم! لوگوں کے کہنے سے پریشان نہ ہوں جو نسبت کہ ہمارے اور آپ کے درمیان ہر امتیازی وجہ کی ہر بیان کی محتاج نہیں خط و کتابت کی کمی بیشی سے اس میں فرق نہیں آیا۔ سلام
اولاً و آخراً

مکتوب ۶۹

خواجہ محمد شریعت بخاری کے نام ان کے لئے نصیحتوں کے بارے میں تحریر فرمایا۔
بسم اللہ الرحمن الرحیم اللہ تعالیٰ کمال و اکمال کے اعلیٰ مرتبہ تک پہنچائے، آپ نے جو خط حاجی یوسف کے ہاتھ بھیجا تھا وہ پہنچ کر مسرت بخش ہوا، آپ نے طالبین کے راغب ہونے اور ان کے بکھر جانے سے

توجہات کے آثار کے ظاہر ہونے کی بابت لکھا تھا، واضح ہوا، اللہ تعالیٰ جل شانہ، کا شکر بجا لائیں اور طالبین کے احوال کو اپنے احوال کا آئینہ بنائیں، آپ کی پوشیدہ کیفیات ہیں جو کہ ان میں ظہور کرتی ہیں اور ان (طالبین) کے رجوع کرنے سے ڈرتے رہیں اور خود پسندی و خود بینی سے خائف رہیں، استخارہ کے بعد ان کو شغل کی تعلیم دیں اور ان کے حق میں توجہات کو مبذول رکھیں اور تمام اوقات کو ذکر و فکر سے معمور رکھیں اور آخرت کی تعمیر میں کوشش کریں اور قبر و قیامت کو ہمیشہ نگاہ میں رکھیں، جَاءَتْ الرَّاحِفَةُ تَتَّبِعُهَا الرَّادِفَةُ جَاءَتْ الْمَوْتُ بِحَدِّ أَفِيْرِهِ [پہلے مجاہدینے والی (سورہ اسرافیل کی پہلی آیت) پھونکے آگئی جس کے متصل ہی دوسری پھونک ہے موت پوری طرح آگئی] اس مسکین کو دعائے غائبانہ سے یاد کریں اور اس کے لئے سلامتی خاتمہ کی دعا کریں۔ آپ نے سعادت آثار خواجہ عبداللہ کے نیک کام کے لئے لکھا تھا مبارک ہے، استخارہ کریں اور اس کا رجحان شروع کریں۔ والسلام علیکم وعلیٰ سائر من اتبع الهدی والزم متابعت المصطفیٰ علیہ وعلیٰ الصلوات والبرکات العلیٰ۔

مکتوبات

مخدم زادہ عالی تبار شیخ محمد صدیق کے نام حقائق آگاہ میرزا امان اللہ برہانپوری کے بعض احوال کے بیان میں اور حضرت خواجہ معصوم سلمہ اللہ سبحانہ کی برکات سے ان کے استفادات کی شرح میں اس متعلق حکمت و مصلحت کے لئے تحریر فرمایا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَوَسْلَامٌ عَلٰی عِبَادَةِ الدِّیْنِ اصْطَفٰی، حقائق آگاہ میرزا امان اللہ برہانپوری کے بیان میں شہر برہان پور سے حضرت پیر دستگیر (مجدد الف ثانی) قدسنا اللہ سبحانہ بصرہ العزیز کے مزار مطہر کی زیارت اور اس روضہ مطہرہ کے مجاوروں کی ملاقات کے لئے کمال شوق و نیاز کے ساتھ پہنچے کہتے تھے بعد ازاں کہ اس احقر نے یہاں (سرسند شریف) آنے کا ارادہ کیا، یکایک اپنے آپ کو ایک دوسری چیز پایا اور اس عجیب و غریب معاملہ سے حیران ہوا کہ یہ کیا ہے جو کہ وارد ہو رہا ہے اور ہر وقت ایک ایسی حقیقت ظہور کرتی ہے کہ جس کا بیان و تم و گمان میں نہیں آتا، ایک رات جبکہ میں سرانے منل میں تھا میں نے پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور میں دیکھتا ہوں کہ تمام عالم کا بوجھ آنسو ریز علی الصلوٰۃ والسلام، کے سر مبارک پر ہے اور آنسو ریز علی آک الصلوٰۃ والسلام نے اس بوجھ کو حضرت عالی (مجدد الف ثانی) قدس سرہ کے سر مبارک پر رکھ دیا اور حضرت عالی نے تیرے

(خواجہ محمد معصومؒ کے سر پر رکھ دیا، انھوں نے میزبانانِ اشرافیہ کے فقیر (خواجہ محمد معصومؒ سے) کو مجالِ مبارک میں داخل ہونے تو کہتے تھے کہ میں جو نسبت حرمین شریفین میں پاتا تھا بعینہ میں نے یہاں پائی۔ اور نیز وہ کہتے تھے کہ میں دو شنبہ (پیر) کے دن کہیں صفر تھی میں حضرت عالی (مجدد عالیہ رحمہ) کے روضہ منورہ میں تھا خاص الخاص نسبت وہاں ظاہر ہوئی کہ یہ کترین اس کے لکھنے اور بیان کرنے سے عاجز ہے اور وہ کسی طرح سے شریعہ و بیان میں نہیں آتی اور درک و ادراک کو اس میں راہ نہیں ہے اور وہم و فہم کو اس میں گنجائش نہیں ہے الخ۔ اور نیز کہتے تھے کہ ایک روز میں دیکھتا ہوں کہ عظیم خیمہ قائم کیا گیا ہے اور اس کی ٹنابوں دور دور تک چلی گئی ہیں فقیر (خواجہ محمد معصومؒ) کا نام لیکر کہا جاتا ہے کہ یہ فلاں شخص کا خیمہ ہے اور تمام اہل جہان اس خیمہ کے نیچے ہیں لیکن عوام اور خواص کے درمیان فرق یہ ہے کہ عوام ٹنابوں کے نیچے ہیں اور خواص عین خیمہ میں ہیں، اسی عرصہ میں صاحبِ خیمہ نے میرا ہاتھ پکڑ کر رسی کے نیچے سے کھینچ کر خیمہ میں داخل کر دیا اور اپنے نزدیک بٹھالیا، اس مجلس والے حضرات مجھ سے مصافحہ کرتے ہیں اور اس محفلِ عالی میں داخل ہونے کی مبارکباد دیتے ہیں اور اسی طرح بارہا اس بزرگِ مرزا امان اللہ نے اظہار کیا کہ آج یا کل حلقہ میں یا اس کے بغیر فلاں نسبت اور اس طرح کا فیض تجھ (خواجہ محمد معصومؒ) سے مجھے پہنچا ہے۔ وہ ایک روز کہتے تھے کہ مجھ کو بشارت دی گئی ہے کہ جس جنازے پر تو نماز پڑھے گا میں اس کو بخش دوں گا۔ اور نیز کہتے تھے کہ میں ایک روز اپنی کوتاہیوں لغزشوں، گناہوں اور نافرمانیوں کو جو کہ سرزد ہوئیں اور ہوتی رہتی ہیں یاد کر کے گریو زلمی میں تھا اور نام و معذرت خواہ تھا مجھ کو الہام کیا گیا کہ تیری برائیاں نیکیوں سے بدل دی گئی ہیں۔ ایک روز وہ کہتے تھے کہ میں روضہ مطہرہ میں بیٹھا ہوا تھا، میں دیکھتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما ہیں اور نہایت ہر بانی سے مجھ کو فرماتے ہیں کہ میں خدائے عزوجل کے لئے تجھ کو دوست رکھتا ہوں اور جو شخص تجھ کو دوست رکھتا ہے وہ مجھ کو دوست رکھتا ہے یا میں اس کو دوست رکھتا ہوں ان دو جملوں میں سے ایک فرمایا، اس کے بعد آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا کہ میں اس (مرزا نذکور) کی غریب الوطنی و نامرادی پر اس کو دوست رکھتا ہوں۔ ایک روز فقیر کے پاس لکھکر بھیجا کہ اس ذرہ بمقدار کو تخریر و تقریر کی قوت و استعداد نہیں ہے کہ فیوض و برکات و کیفیات کے داند ہونے کو ضبطِ تخریر و تقریر میں لاسکے اور جو کچھ ہے یا نہیں ہے حضرت سے پوشیدہ و نہاں نہیں ہے اور چونکہ لازم ہے کہ عرضِ خدمت کرے ناچار صدادب سے قدم باہر رکھ کر عرض کرتا ہے کہ اس حلقہ میں جس میں کہ ظہر کی

نماز کے بعد حافظ نے قرآن مجید پڑھا ایسی نسبت وارد ہوئی جو کہ تحریر و تقریر سے باہر ہے ایک ایسے مقام پر پہنچا کہ اُس مقام تک روح کے سوا اور کوئی نہیں پہنچتا اور بدن میں حس و حرکت کا کوئی نشان نہیں ہے، یہ فقیر چاہتا ہے کہ پہنچے اپنا کوئی نشان نہیں دیکھتا ہے البتہ اس حالت کو کہ جس کو بیان کرنا پانا ہے معلوم ہوا کہ یہ قاب قوسین کا مقام ہے یہ جسم جو تھا یہیں رہ گیا اور سیر اس کے اوپر واقع ہوئی جو کہ اُو اذنی کا مقام ہے، اس مقام کے احوال کو میں کسی طرح بیان نہیں کر سکتا اس قدر عرض کرتا ہوں کہ اس حالت میں پھر ایک حالت حاصل ہوئی جو کہ اس سے فوقیت رکھتی تھی لیکن اس قدر نہیں جو سیر کی حالت میں واقع ہوتی ہے ایک ایسی حالت و کیفیت تھی جو کہ ادراک و وہم و فہم میں نہیں آتی، حضرت عالی (مجدد الف ثانی) قدسنا اللہ سبحانہ، بسرہ الاقدس اور آجتاب (خواجہ محمد معصوم ج) جو کہ حاضر ہیں فرماتے ہیں کہ یہ مقام مقام محمود ہے لیکن کچھ محسوس و معلوم نہیں ہوتا کہ حضرت کی طرف سے اطلاع بختم کی یہ کیفیت کس کیف کے ساتھ ہے اور اس حقیر پر تقصیر کا سنا جو کہ سننے والا ہے کس کیفیت کے ساتھ ہے اور جو کچھ عرض کرتا ہے کیا ہے کوشش کرتا ہے کہ پھر اس سے اوپر کا مقام ظاہر ہو جائے اور وہاں تک پہنچے اور بہت کوشش کی اور کچھ ظاہر نہیں ہوا، اس حال میں (اللہ تعالیٰ کے) فضل نے دستگیری کی اور نصف دائرہ کی شکل ظاہر ہوئی اور اس سے اوپر منصور نہیں ہوا اور تصور کرنے والے کا اور تصور کا کچھ اثر نہیں تھا تم کلام وہ کہتے تھے کہ جس وقت میں حج کے ارادہ سے اہل و عیال کے ساتھ گھر سے نکلا اور کشتی پر سوار ہوا، ایک روز آندھی آئی اور اہل کشتی کو خاص ناامیدی پیش آئی اور میں حج قوت ہو جانے کے افسوس اور غم میں تھا کہ اسی آندھ میں مجھ کو الہام کیا گیا کہ اہل عرفات کا حج اس سال تیرے حج کے باعث قبول ہوگا، میں خوش ہو گیا کہ مہلک گرداب سے نجات کی امید بھی حاصل ہو گئی اور حج ادا ہونے کی بشارت بھی مل گئی اور دوسری غایت نور علی نور ہو گئی۔ وہ کہتے تھے کہ مکہ مکرمہ میں میں نے میرے منصوبہ کی قبر کی زیارت کا ارادہ کیا، میں نے (لوگوں سے) دریافت کیا تو انھوں نے ایک بڑے مقبرے کی نشاندہی کی، جب میں اس جگہ پہنچا میں نے بہت سی قبریں دیکھیں، میں حیران ہوا، میں میرے (منصور) کی قبر پر پہنچا اس کے بعد معلوم ہوا کہ میرے منصور کی قبر یہی ہے نہایت ندامت افسوس غم کے ساتھ میرے (مذکورہ) ظاہر ہو گئے کہ جانتے ہیں اس ندامت و افسوس سے اب کوئی فائدہ نہیں ہے، میں اس کا سبب پوچھا ہوں وہ کہتے ہیں یہی کہ اس مجلس کو یعنی میں حضرت عالی مجد الف ثانی (قدس سرہ) کی مجلس سے جدا ہو گیا اور اس دوسری مجلس یعنی شیخ آدم ہنوری (قدس سرہ) کی مجلس سے جا ملا ہوں، جب میں شیخ تاج (سنہلی) کی قبر کے نزدیک پہنچا وہ بھی ندامت و افسوس کے ساتھ ظاہر ہوئے اور کہتے تھے کہ حقیقتاً واقعی اب ظاہر ہوئی ہے لیکن کیا فائدہ، والسلام اولاً و آخراً۔

مکتوب

سید علی ہارمیہ کے نام کمالاتِ محبت اور اس کے دقائق کے بیان میں تحریر فرمایا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اللہ تعالیٰ آپ کو قرب کے درجات میں ترقیات مرحمت فرمائے، گرامی نامہ پہنچا چونکہ دوستوں کی سلامتی (کی اطلاع) پر مشتمل تھا اس لئے شادمانی و مسرت کا باعث ہوا، آپ نے توجہ کی درخواست کی تھی، میرے مخدوم! جس جگہ محبت کا نشہ ہے وہ (خود) پوشیدہ معانی کو جذب کر لیتا ہے اور فیض پہنچانے والے کے باطن سے بقدر محبت فیوض اخذ کرتا ہے، توجہ کے مقام پر نگاہ رکھتا ہے اگر (مرشد کی) توجہ بھی اس محبت کے ساتھ جمع ہو جائے تو نورِ علیٰ توبہ اور اس معاملہ (سلوک) میں سب سے اعلیٰ چیز محبت ہے اس کے بغیر توجہ کارگر نہیں ہوتی اور یہ (محبت) توجہ کے بغیر بھی کام کرتی ہے اَمْرٌ مَّعَ مَنْ أَحَبَّ [آدمی اس کے ساتھ ہے جس سے وہ محبت کرتا ہے] حدیث نبوی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام ہے، محبت ہے کہ جس نے وجود و ایجاد کی سلسلہ جنبانی کی ہے اور پوشیدہ خزانے کو ظہور میں لائی ہے اور پوشیدہ حُسن کو بے پردہ کیا ہے، بیشک حُسن بے پردگی کا خواہاں ہے اور جمال پوشیدگی کی تاب نہیں رکھتا

پری رُو تابِ مستوری ندارد [پری چہرہ پوشیدگی کی طاقت نہیں رکھتا]

یہ محبت صفتِ محبوب کا منظر ہے کیونکہ حسنِ نظارگی چاہتا ہے اور محبوب کو کوئی ایک محب چاہتے تاکہ اس کی صفتِ محبوبیت آشکار ہو جائے

منم کا استاد دیرا استاد کردم غلامم خواجہ را آزاد کردم

[میں ہی ہوں کہ جس نے استاد کو استاد کر دیا، میں وہ غلام ہوں کہ جس نے خواجہ (مالک) کو آزاد کر دیا۔]

جو محبت کہ عاشق کی صفت ہے وہ اسی محبت کا پرتو ہے جو کہ معشوق میں موجود ہے کیونکہ عاشق صفتِ کمال سے جو کچھ رکھتا ہے وہ سب اس (معشوق) کے کمالات کے ظلال ہیں پس ایسی محبت کا ظہور ہے جو کہ اس آئینہ میں اس لباس کے ساتھ ظاہر ہوئی ہے ع یک نشہ رو جا ظہور کردہ [ایک ہی نشہ نے دو جگہ ظہور کیا ہے]۔ عاشق حسن کے دقائق کو جتنا زیادہ سمجھے گا اور معشوق کے جمال و کمال کی معرفت میں (جس قدر زیادہ) نگاہ دور میں رکھتا ہوگا صفتِ عشق اس میں اسی قدر زیادہ ہوگی اور وہ اتنا ہی زیادہ والہ و شفیق ہو جائے گا

آنرا کہ بحسن دیدہ تیز است این عشق بلائے خانہ خیر است

[جس شخص کی آنکھ حسن کیلئے تیز ہو اس کیلئے عشق خانہ خیر آفت ہے] والسلام علیکم وعلیٰ سائرین اتبع الہدیٰ۔

مکتوبات

میاں معقول کے نام حسین شافعی کی ایات پر رغبت و شوق دلانے کے بارے میں تحریر فرمایا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ حمد و سنوہ و ارسالِ تسلیمات کے بعد عرض ہے کہ اس نوح کے
 فقار کے احوال حمد کے لائق ہیں۔ اللہ سبحانہ آپ کی سلامتی اور شریعت عالیہ و سنت منورہ مصطفویہ
 علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام والتحیۃ کے طریقے پر استقامت کے لئے دعا کی گئی ہے۔ نامہ گرامی جو کہ آپ نے
 برادرم محمد عارف و صوفی پایندہ کے ہمراہ بھیجا تھا پہنچ کر مسرت بخش ہوا، آپ نے شوق (ملاقات) کا اظہار
 کیا تھا فقیر کو بھی (ملاقات کا) مشتاق جانیں اور حدیث (قدسی) اَنَا اِلَیْہِمْ لَا شَدَّ شَوْقًا اِلَیْہِمْ اَنْ کَانَ
 اَبْتَدَ زَیَادَہُ شَیْءٌ یُّشَوِّقُ رَکْعَتَا ہُوْنِ اِیْہِمْ اَللّٰہُ تَعَالٰی شَعْلَہُ شَوْقٍ کُوْمَشْتَعَلُ بِنَائِہِ اُوْر حَبِیْتِ کِی اَلْکُوْمَلْبَدِ
 کرے تاکہ ماسولے پوری طرح رہا کرے اور مقصدِ اعلیٰ تک پہنچائے، اِنَّہٗ قَرِیْبٌ مِّنْ حَبِیْبٍ بِیْشَکْ وَہ
 قَرِیْبٌ مِّنْ زَاوِرٍ یُّبُوْلُ کَرِیْمًا وَاِنَّا ہِیْ۔ میرے مخدوم! آپ نے بیت اللہ شریف کی زیارت کا شوق ظاہر کیا تھا
 اس کے مطالعہ نے محظوظ کیا اور شوق کو کبیر کیا، بیشک اگر کوئی مسلمان سفر کا ارادہ کرے تو ایسا
 ہی (مستحب) سفر ہونا چاہئے اور اگر کوئی شوق اس کو لاحق ہو تو یہی شوق ہونا چاہئے اس لئے کہ یہ سب اچھی
 جگہ ہے اور مطلوب بہ نشان (محبوب حقیقی) کا کچھ نشان رکھتی ہے۔

گفت معشوقہ بعاشق کاعے فنا تو بغرب گشتہ بس شہر ہا

پس گدا میں شہر زانہا خوشتر است گفت آں شہر کے در سے دلبر است

[ایہ معشوق نے عاشق سے کہا۔ اے جو نذر مسافرت میں تو بیت سے شہروں میں گھوما پھر ہے

پس ان میں سب سے زیادہ اچھا کونسا شہر ہے اُس نے کہا کہ وہ شہر سب اچھا ہے کہ جس میں محبوب ہے]

پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا لَا تَشَدُّ الرِّحَالُ اِلَّا اِلَى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ

اَلْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَمَسْجِدِیْ هٰذَا وَالْمَسْجِدِ الْاَقْصٰی [مسجد الحرام، میری مسجد اور مسجد اقصیٰ ان

تین مسجدوں کے علاوہ اور کسی مسجد کی طرف سفر نہ کیا جائے] آپ نے اس سفر کے بارے میں لکھا تھا کہ اگر مصلحت

ظاہری کے اعتبار سے اشارہ ہو جائے اور اس بارے میں توجہ باطنی میں کوشش فرمائیں (تو بہتر ہے)۔

میرے مخدوم! مصلحت ظاہری کو تو آپ ہی بہتر جانتے ہیں اور سلاطین و حکام کے مزاج کو آپ خوب

سمجھتے ہیں ورنہ اس اعتبار سے کہ نیک کام ہے عین مصلحت ہے اور (اس بارے میں) توجہ باطنی اور استخارہ

جو کیا جاتا ہے تو اس سفر کے کرنے کی) تاکید نہیں پائی جاتی اور ممانعت بھی معلوم نہیں ہوتی۔ الغرض اگر (آپ پر حج) فرض ہو چکا ہے اور علماء آپ کے بارے میں اس کی فرضیت کا قطع حکم لگاتے ہیں تو پوچھنے کی گنجائش نہیں ہے اور اگر اس بارے میں آپ کو توقف ہے اور علماء بھی (آپ پر) اس کے قطع حکم سے فرس ہوئے، تو حکم نہیں لگاتے تو پھر آپ محتار ہیں مشورہ اور استخارہ کر لیں، والسلام اولاً و آخراً۔

مکتوب ۷۳

سید ابوالخیر شاہ آبادی کے نام لطائف عالم امر کی فنا اور ان کی بقا اور فنا و فناء کے درمیان فرق اور وحدت وجود کے معنی کے بیان میں اور اس بارے میں کہ توحید شہودی و وجودی سالک کے وجود کی نفی ہے یا نہیں؟ اور تجلی ذات و صفات کے بیان میں اور اس بارے میں تحریر فرمایا کہ تجلی تری ذات تعالیٰ کی تجلی نہیں بلکہ تجلی صوری ہے جو کہ تجلیات میں سب سے نیچے درجے کی تجلی ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِهِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰۙ اِنَّ تَعَالٰی تَرْقِیَاتِ كِ
دروازے کھلے رکھے، گرامی نامہ پنچکر مسرت بخش ہوا، آپ نے شوقِ ملاقات کی بابت لکھا تھا واضح ہوا
امید ہے کہ اس شوق کا شعلہ مشتعل ہوگا اور طلب کا جنون پیدا کرے گا اور آفاق و انفس کی قید سے
رہائی دلائے گا اور اعلیٰ مقصد تک پہنچائے گا۔ آپ نے لکھا تھا کہ اس سے پہلے نسبتِ محویت جو پیش
آتی تھی تو میں بے اختیار گر پڑتا تھا، اب جو محویت کہ نفی و اثبات کے شغل سے پیش آتی ہے وہ تمکین
کے ساتھ ہے پہلے کی طرح نہیں ہے۔ میرے مخدوم! محویت جس طرح سے بھی پیش آئے ایک نعمت ہے
اور قیدِ مستی سے ایک ساعت رہائی پاتا بھی غنیمت ہے لیکن دوسری محویت پہلی محویت سے اولیٰ ہے
وہ محض جذبہ سے ہوتی ہے اور یہ ایک سلوکِ آمیز جذبہ ہے۔ آپ نے عالم امر کے لطائف کی حقیقت
کے بارے میں پوچھا تھا اور لکھا تھا کہ فناء قلب ماسوا کے خیال کا زائل ہونا ہے دوسرے چار لطائف
کی حقیقت بھی واضح ہو جائے۔ (جواب) عالم امر کا معاملہ بہت ہی نازک ہے اس کی حقیقت کو
علام الغیوب راشد تعالیٰ بہتر جانتا ہے وَقَالُوا تَتْلُوْنَ الْغَايِبَاتِ لَاۤ اِنَّكُمْ لَآرَءَاۤیُنَاۤ اِلَّاۤ اَنْتُمْ سَوْرٰ
علم دیا گیا ہے) جو کچھ اس کے آثار و علامات میں سے معلوم ہے (یہ فقیر) لکھتا ہے۔ آپ جان لیں
کہ عالم امر کے لطائف خمسہ (قلب و روح و سر و خفی و اخفی) جو کہ انسان کے اجزاء ہیں ان کے اصول
عالم کبیر میں ہیں جیسا کہ عناصرِ رابعہ بھی جو کہ انسان کے اجزاء ہیں عالم کبیر میں اصول رکھتے ہیں جو کہ ارضی

کرہ مائی و کرہ ہوائی او کرہ تاری ہیں اور لطائف خمسہ کے اصول کا ظہور عرش کے اوپر ہے جو کہ لامکانیت کے ساتھ موصوف ہے اس لئے عالم امر کو لامکانی کہتے ہیں اور ان کی لامکانیت آسمانوں اور زمینوں کی نسبت سے ہے اور مرتبہ و جوب کی نسبت سے یہ لامکانیت عین مکانیت ہے پس عالم امر کو یا مکانی و لامکانی کے درمیان واسطہ ہے دونوں جانب سے حصہ رکھتا ہے اور (عالم امر کے) ان لطائف خمسہ میں سے ہر ایک کا کمال اور اس کی فنا و بقا اس کے بعض کمالات الہی تک پہنچنے اور ان میں فنا حاصل کرنے کے ساتھ وابستہ ہے، فنائے قلب کا کمال تجلی افعال کے ساتھ وابستہ ہے اور اس کا ان میں فنا ہونا اور ان کے ساتھ بقا حاصل کرنا ہے، اس فنا کے حاصل ہونے کے بعد دل کو ماسوائے حق سبحانہ سے نسیان اس قسم کا ہو جانا ہے کہ اگر وہ برسوں تک ماسوا کو یاد کرے تو وہ ہرگز یاد نہ آئے اور (لطیفہ) روح کا کمال تجلی صفات اور اس میں فنا و بقا کے ساتھ وابستہ ہے اور (لطیفہ) ستر کوشیوں کے ساتھ مناسبت ہے جو کہ صفات کے اصول ہیں، اور (لطیفہ) خفی کو مرتبہ تنزیہات و تقدیسات کے ساتھ مناسبت ہے اور (لطیفہ) اخفی کو اس مرتبہ کے ساتھ مناسبت ہے جو کہ تنزیہات سے اوپر اور مرتبہ ذات تعالیٰ و تقدس سے بہت نیچے ہے اور ان تین قسم کے لطیفوں (سر و خفی و اخفی) کا کمال ان میں سے ہر ایک کے مناسب کمالات ذاتیہ تک پہنچنے سے وابستہ اور اس معنی کے ساتھ فنا و بقا حاصل ہونا ہے۔ آپ نے فنا الفناء اور وحدت الوجود کے بارے میں پوچھا تھا۔ آپ جان لیں کہ فنا حق سبحانہ و تعالیٰ کی ہستی کے باطن پر اس حد تک غالب آجانے سے عبارت ہے کہ ماسوائے پوری طرح رہا کرے اور اس کو بھلا دے، اگر سالک کو اپنی فنا کا علم ہے تو اس کو فنا کہتے ہیں اور اگر علم بھی زائل ہو جائے اور باقی نہ رہے تو یہ فنائے فنا ہوگی۔ بزرگوں نے کہا ہے کہ فنائے فنا داخل فنا ہے کیونکہ فنا کا علم ماسوا کے علم میں داخل ہے پس اس علم کے باقی رہنے کی صورت میں ماسوا کا نسیان کلی طور پر نہیں ہوتا اور فنا حاصل نہیں ہوتی اور وحدت وجود صوفیہ عالیہ کے طریق پر یہ ہے کہ ممکن کے وجود کو واجب تعالیٰ کے وجود کے ساتھ متحد دیکھے اور فرق مطلق اور مفید ہونے کے ساتھ سمجھے۔

۵ چیزیکہ مفید بود از روئے جہاں و اشکہ ہماں ز وجہ اطلاق حق است
 [جو چیز کہ جہاں کی رو سے مفید ہے و اشکہ ہی اطلاق کی رو سے حق ہے]

پس اس صورت میں ممکن اور واجب تعالیٰ کے درمیان اتحاد ذاتی ہوگا اگر مغایرت ہے تو اعتباری ہے اور ہمارے طریقہ پر وحدت وجود اس معنی میں ہے کہ وجود اور وجود کے تابع کمالات حضرت رب معبود (اشد) تعالیٰ کا خاصہ ہیں اور ممکن کی ذات عدم ہے جو کہ کمالات وجودی کے انعکاس کے ذریعہ سے اس کے آئینہ میں موجود نما ہو گئی ہے، پس ممکن اور واجب جل و علا کے درمیان اتحاد ثابت

۱۔ اور جب فنا کامل طور پر محقق ہو جاتی ہے تو فنا الفنا بھی محقق ہو جاتی ہے۔

نہیں ہوا، اس مقام کی تفصیل ہمارے حضرت عالی (مجدد علیہ الرحمہ) کے مکتوبات و رسائل سے واضح درویش ہے۔ آپ نے لکھا تھا کہ "توحید فنا کے حصول کے بعد ہے یا اس کے حصول سے پہلے ہے" آپ جان لیں کہ توحید و معنی میں ہے توحید شہودی و توحید وجودی۔ توحید شہودی یہ ہے کہ سالک مشہود حق سبحانہ کے سوا کوئی چیز نہ ہو اور شہود وحدت کا اغلب اس طرح پر ہو جائے کہ باطن کی نگاہ میں کثرت کا کوئی ناظم نشان نہ رہے اور یہ معنی فنا کا ثمرہ ہیں، اس کا فایر مقدم ہونا متصور نہیں ہے اور توحید وجودی کہ تمام موجودات کو حق تعالیٰ و تقدس دیکھے اور سمجھ اوست کا ترانہ گانے لگے، یہ مشاہدہ اگر صورتوں کے لباس میں ہے تو اس کو تجلی صورتی کہتے ہیں اور یہ تجلی فنا کرنے والی نہیں ہے، (یہ) فنا کے حاصل ہونے سے پہلے حاصل ہوتی ہے اور اگر یہ مشاہدہ معنی کے پردہ میں ہو یا صورت و معنی کے ماوراء ہو اور یہ مشاہدہ سالک کے وجود کو فنا کرنے والا ہے تو اس کا حصول فنا کے ساتھ ہوگا۔ آپ نے تجلی ذات و تجلی صفات کے درمیان فرق دریافت کیا تھا، میرے مخدوم! تجلی صفات یہ ہے کہ اپنی صفات کو صفات واجبہ (تعالیٰ) کے ظلال و عکس پائے اور اس تجلی کا کمال یہ ہے کہ یہ ظلال و عکس اپنے اصول کے ساتھ مل جائیں اور اپنے آپ کو جو کمان کمالات کا آئینہ ہے عدم صرف کے ساتھ ملحق پائے، اس وقت نفس انانیت (میں پن) و سرکشی و امارگی سے پاک اور فنا سے مشرف ہو جاتا ہے۔

این کار دولت ست کنوں ناگرد بند [یہ نصیب کی بات ہے دیکھئے اب کس کو غایت کرتے ہیں]

تجلی ذات کے بارے میں کیا لکھے کہ (یہ) ذوقی و وجدانی ہے صحیح طور پر بیان نہیں کی جاسکتی۔ شیخ علی محی الدین ابن عربی قدس سرہ فرماتے ہیں کہ تجلی ذات متجلی لہ کی صورت کے بغیر نہیں ہوتی پس تجلی لہ حق کے آئینے میں اپنی صورت کے سوا نہیں دیکھتا اور وہ حق (سبحانہ) کو نہیں دیکھتا اور ممکن نہیں ہے کہ وہ اس (حق سبحانہ) کو دیکھے۔ اور ہمارے حضرت عالی (مجدد الف ثانی) قدس سرہ نے فرمایا ہے کہ لکھا ہے کہ "وہ تجلی (جس کو شیخ ابن عربی قدس سرہ نے تجلی ذات کہا ہے) تجلی ذات کی دہلیز ہے (تجلی ذات نہیں ہے) تجلی ذات اس کے ماورائے ہے کیونکہ یہ تجلی شیونات ذات میں سے ایک شان ہے اور یہ آئینہ ہے جس میں اس نے اپنی صورت کو دیکھا ہے شیون میں سے ایک شان ہے نہ کہ ذات تعالیٰ۔ آپ نے لکھا تھا کہ تجلی ذاتی نور کے پردے میں واقع ہوتی ہے یا نہیں" آپ جان لیں کہ جو تجلی نور کے پردے میں (ظاہر) ہوتی ہے وہ تجلی ذات نہیں ہے اور بعض حضرات اس تجلی کو توری کہتے ہیں اور چونکہ دور مخلوقات کی طرح نور بھی مخلوق ہے تو چاہئے کہ اس کی تجلی بھی توری ہو جو کہ تجلیات میں سب سے نیچے درجہ کی تجلی ہے ذات تعالیٰ و تقدس تک کہاں پہنچتی ہے۔

کے درصحنِ کاجی قلبہ جوید اضاع العمر فی طلب المآل
 (جس شخص نے جلوہ کے طشت میں بٹھا ہوا گوشت ڈھونڈا اس نے اپنی عمر محال چیز کی طلب میں ضائع کی)
 والسلام علیکم وعلیٰ سائر من اتبع الہدیٰ۔

مکتوبات

محمد سعید سارنگ پوری کے نام ان کے حال کی تعبیر میں اور اس بیان میں کہ مطلوب کی یافت
 آفاق و انفس کے ماورای ہے۔

۱۱۹

بسم اللہ الرحمن الرحیم حامداً لله العظیم ومصلياً على رسولنا الكريم الله تعالى
 قرب کے مراتب میں بے اندازہ ترقیات عنایت فرمائے، آپ کے گرامی نامے اور کیفیات و مواجید احوال
 کے طویل خطوط پہنچ کر مسرت بخش ہوئے ان کے مطالعہ کی فرصت نہیں ہوتی اور ان میں سے کچھ حصے کا مطالعہ
 کیا ہے، اگر توفیق میسر ہوئی تو بقیہ کا بھی مطالعہ کیا جائے گا۔ آپ کے طویل خطوط کسی دفعہ پہنچے ایک دفعہ
 پانی میں بھیگ کر آئے کہ کچھ حصہ استفادہ کے قابل نہیں رہا تھا۔ اور یہ جو آپ نے ایام عاشوراء (محرم) میں
 حضرت امام حسین (رضی اللہ عنہ) کو خواب میں دیکھا اور کوئی سوال کیا تو جواب شافی نہیں پایا، پھر
 آپ نے پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور وہی سوال کیا اور جواب شافی نہیں
 سنا اور جو کچھ القاء کیا گیا وہ واضح نہیں ہوا، اپنے اس فقرے سے اس کی وضاحت چاہی ہے۔
 میرے مخدوم! سرور کائنات و فخر موجودات علیہ افضل الصلوات و اکمل التجات جو کہ رحمت عالمیان
 اور ہادی گمراہان ہیں اور ان کے جگر گوشہ (امام حسین رضی اللہ عنہ) کا دیکھنا جو کہ سرچشمہ ولایت و منبع
 فیض و ہدایت ہیں مبارک و بشارت ہے اور سوالات کے جواب اور مشکلات کے حل اور دینی و دنیاوی کاموں
 کی کشائش کے لئے وہی دیکھ لینا کافی ہے اور سب کے مقام کا لحاظ رکھتا ہے اور جس راستہ پر کہ پیغمبر خدا
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم چلے ہیں وہ اجتناب (جذب) کا راستہ ہے جو کہ محبوبیت ذاتیہ سے تعلق رکھتا ہے
 اور ان (صلی اللہ علیہ وسلم) کا سلوک راہ شریعت ہے پس جو شخص یہ چاہتا ہے کہ آنحضرت علیہ علی آلہ
 الصلوٰۃ والسلام کے راستہ پر چلے (اس کو چاہئے کہ) وہ راہ شریعت کو مضبوطی سے پکڑ لے اور سنت
 کے اتباع اور بدعت سے اجتناب پر ثابت قدم رہے اور کتاب (قرآن مجید) و سنت (حدیث نبوی
 علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی روشنیوں کے درمیان راہ اختیار کرے تاکہ بدعت کی تاریکیوں اور شیطانی

کی راہوں میں نہ جا پڑے میرے مخدوم! جو شہود کہ سالکوں کو حاصل ہوتا ہے وہ یا آفاق کے آئینے میں ہے یا انفس کے آئینے میں، شہود آفاقی اہل اللہ کے نزدیک احاطہ اعتبار سے ساقط ہے اور بزرگوں نے اس کی سیر کو بُجودِ بعد کہا ہے، جو کچھ ان حضرات کے نزدیک معتبر ہے وہ شہودِ انفسی ہے اور ان حضرات نے مطلوب کی یافت کو انفس میں منحصر جانے اور وہ اس سیر کو قربِ قرب کہتے ہیں اور ہتے ہیں سے

زرہ گر بس نیک در بس بد بود گرچہ عمرے نگ زند در خود بود

[زرہ خواہ بہت نیک اور خواہ بہت بد ہو، اگرچہ وہ ایک عمر در دھوپ کرے پھر بھی اپنے ہی اندر رہے گا] اور ہمارے حضرت عالی (محمد) قدس اللہ سبحانہ بصرہ کے نزدیک مطلوب کی یافت آفاق و انفس سے باہر ہے اس تعالیٰ شانہ کے لئے جس طرح آفاق کے آئینوں میں گنجائش نہیں ہے انفس کے آئینے میں بھی گنجائش نہیں ہے۔ ع

در کدام آئینہ در آید او (وہ کونسے آئینے میں سماتا ہے)

اس کو آفاق و انفس کے ماسوا ملاش کرنا اور دخول و خروج کے ماورا طلب کرنا چاہئے، یہ ماورا ہونا ^{۱۳۰} اقریبیت کے اعتبار سے ہے جیسا کہ آفاق سے ماورا ہونا بعد کی جانب میں ہے جو کہ وہم کی جولانگاہ ہے بلکہ شہودِ انفسی بھی وہم کی جولانگاہ ہے ان دونوں آئینوں میں مشاہدہ ہونے والی چیز وہم و خیال کی تراش سے بری نہیں ہے اس قرب و بعد سے باہر سو جانا چاہئے اور اقریبیت میں آجانا چاہئے اگرچہ عقل اس کے تصور میں حیران ہے اور عقلمند لوگ اس کی صورت گری میں عاجز و پریشان ہیں، یہ معاملہ اور شہودِ خیال کی تراشِ خلاش سے باہر اور وہم کی جولانگاہ سے بالاتر ہے، وہم و خیال اس جگہ عاجز اور پرہیزگار ہوتے ہیں، اپنے سے نزدیک تر کو نہیں پاسکتے اور قریب ہے کما اس کو محال جانیں اور حالانکہ

وَمَنْ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيدِ [اور ہم اس کی شاہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہیں] نصی قرآنی ہے جو ^{۱۳۱} معاملہ کہ اصل سے تعلق رکھتا ہے وہ آفاق و انفس سے ماورا، اور اقریبیت کے ساتھ وابستہ ہے، دائرہ ظلال انفس تک منتہی ہوتا ہے اور محویت و فنا، نیستی و استہلاک میں سے جو کچھ کہ ظاہر ہوتا ہے عمدہ و مبارک ہے بشریت کے پہاڑ سے جعفری منہدم ہو جائے اور وجودِ بشریت سے (جس قدر بھی) گھٹ جائے بہت بڑی نعمت ہے، حق سبحانہ اس پہاڑ کو چڑھے لگاڑھے اور اس وجودِ مہم کو درمیانِ اتحاد سے کسی نے خوب کہا ہے

مطوره تن بعلم آراستہ بہ
معمورہ دل بہ نکتہ پیراستہ بہ
ارستی خود ہرچہ بود کاستہ بہ
ہر چیز زہر کہ ہست نا خواستہ بہ

[نہ خانہ تن کو علم سے آراستہ کرنا بہتر ہے، معمورہ دل کو دانش سے سجا بہتر ہے، اپنی ہستی سے جو کچھ ہے اس کو کم کرنا بہتر ہے جو چیز جس کی بھی ہے اس کو نہ چاہنا بہتر ہے] والسلام علیکم وعلیٰ سائر من اتبع الہدی۔

مکتوب ۵

خواجہ محمد صدیق پشوری کے نام آیہ کریمہ وذر و اظہر الاثر و باطنہ کے بیان میں تحریر فرمایا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم حمد و صلوة و ارسال تسلیات کے بعد عرض ہے کہ اس نوار ح کے فقرا کے احوال و اطوار حمد کے لائق ہیں، اللہ عزوجل سے آپ کی عافیت اور ظاہری و باطنی استقامت کیلئے دعا کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَذُرُّوا ظَاهِرًا كَالَّذِي وَبِاطِنًا [ظاہری و باطنی گناہوں کو چھوڑ دو] حق سبحانہ کی نعمتیں ظاہر و باطن کو شامل ہیں پس ظاہر گناہ جو کہ ظاہر سے تعلق رکھتا ہے اور باطن گناہ جو کہ باطن سے متعلق ہے کو چھوڑ دینا چاہئے تاکہ ہر ایک (نعمت) کا شکر ادا ہو جائے اور ظاہر کی زیبائش احکام شرعیہ سے اور باطن کی زیب و زینت انوار معرفت سے حاصل ہوتی ہے اور نعمت اس کے حق میں پوری ہو جاتی ہے اور نفس ولایت حاصل ہو جاتی ہے ثُمَّ عَمِلَ مَعَهُ مَا عُوِّمِلَ [پھر اس کے ساتھ جو معاملہ بھی کیا جاتا ہے کیا جاتا ہے] دوستوں سے دعائے سلامتی خاتمہ کی امید کی گئی ہے نبی کریم اور آپ کی آل امجاد علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰت والتسلیات والتیمات والبرکات کے طویل ترقیات کے دروازے ہمیشہ کھلے رہیں۔

مکتوب ۶

زعت بیگ کے نام ان کے احوال کی تعریف اور کلمہ لا الہ الا اللہ کے فوائد کے بیان میں تحریر فرمایا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم اللہ تعالیٰ مراتب کمال میں ترقیات عطا فرمائے، گرامی نامہ نے پہنچ کر خوشوقت کیا چونکہ دوستوں کی سلامتی کی اطلاع پر مشتعل تھا مسرت افزا ہوا آپ نے جو کچھ احوال باطن یعنی ظل سے کلی طور پر دگر دانی اور اس کے زوال و نیستی کی طرف رخ کرنے اور ظل سے اصل کی طرف مائل ہونے کی بابت لکھا تھا اور نیز آپ نے لکھا تھا کہ اکثر اوقات اس عجیب کیفیت کے سرور کے باعث روح چاہتی ہے کہ قالب سے پرواز کر جائے اس وقت میں

بخودی و نیستی کی ایک عجیب حالت حاصل ہوتی ہے کہ جس کی شرح بیان سے باہر ہے، اس کے مطالعہ نے محظوظ و لطف اندوز کیا، (یہ) احوال درست و معقول ہیں اور حقیقتِ فنا کے حاصل ہونے کی بشارت دینے والے ہیں، اس نعمت کا جو درجہ بھی میسر ہو جائے مبارک ہے، اس نسبت کی نگاہداشت میں سعی فرمائیں اور اس کی کیفیت کے زیادہ ہونے میں جان و دل سے کوشش کریں، کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ کا تکرار بہت کریں کہ (یہ) باطن کو منور کرنے میں بڑا اثر رکھتا ہے اور اس نسبت کے حصول اور اس کی کیفیت کو بڑھانے میں پورا دخل رکھتا ہے، اس (کلمہ طیبہ) کا پہلا جزو (یعنی لا الہ) حق جل و علا کے سوا کی نفی کرتا ہے اور وجودِ بشریت کے پہاڑوں کو چرٹے اکھاڑ دیتا ہے اور اس کا دوسرا جزو (یعنی الا اللہ) معبودِ برحق کا اثبات کرتا ہے جو کہ سیر و سلوک کا حاصل اور فنا و بقا کے حصول کا ذریعہ ہے اس کے برابر کوئی آرزو نہیں ہے کہ کوئی شخص کسی گوشہ میں تنہا ہو اور وہ اس مبارک کلمہ سے تریبان رہے اور اس کے سمندروں سے سیراب و شاداب ہوتا رہے، مطلوب کی کھڑکی کھلی ہوئی ہے اور مقصود کی طرف راست ظاہر ہو گیا ہے امیدوار ہیں والسلام اولاً و آخراً۔

مکتوب

خواجہ محمد ضیف کابلی کے نام عمر رفتہ پر افسوس کے اظہار میں تحریر فرمایا۔

حد و صلوة و ارسال تسلیات کے بعد عرض ہے کہ اس نوح کے فقا کے احوال و اطوار حمد ۱۲۲ کے لائق ہیں، اللہ تعالیٰ سے آپ کی سلامتی اور ظاہری و باطنی استقامت کے لئے دعا کی گئی ہے۔ میرے محذورم! عمر کا بہترین حصہ ہوا وہوس میں گذر گیا اور (یعنی) امور میں صرف ہو گیا اور عمر کے سب سے گھٹیا حصہ میں کیا ہوس کے گا اور وہ کیا اعتبار رکھتا ہو گا کہ دشمن (نفس) کے صغف کا وقت، دشمن کے غلبہ کے وقت میں تھوڑی سی کوشش و زبرد ہی بہت اعتبار رکھتا ہے اور دشمن کی کمزوری کے زمانے میں بہت سی کوشش بھی کچھ زیادہ اعتبار نہیں رکھتی۔ افسوس کہ عمر آخر تک پہنچ گئی اور عمر کے بہت گھٹیا حصہ میں بہترین حصہ کے مانند کوئی چیز حاصل نہیں ہوئی اور غفلت و بیکاری میں گذری اس لئے (یہ فقیر) دوستوں سے توجہ کی درخواست کرنا اور حسن خاتمہ کی دعا کی التماس کرتا ہے، ایک مدت ہو گئی ہے کہ آپ نے اپنے اور اپنے دوستوں کے احوال و کیفیات نہیں لکھے ہیں یہ لکھنا غائبانہ توجہ کا سبب ہوتا ہے اور گفتگو کا دروازہ کھولتا ہے، ترقیات کے دروازے ہمیشہ کشاہد رہیں۔

مکتوبات

خان محمد بیگ کولانی کے نام اس بیان میں تحریر فرمایا کہ اس مضمون علیاً و نصباً محضاً عدم یافت ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم اللہ تعالیٰ اپنی خوشنودیوں کے حصول سے مشرف فرمائے۔ آپ کا مکتوب مرغوب پہنچا مسرت بخش ہوا، آپ نے لکھا تھا کہ (یہ فقیر) ایک امر کی نگہداشت رکھتا ہے اور نہیں جانتا کہ وہ کیا چیز ہے اور اس کو معلوم نہیں کر سکتا اور حقیقتاً کوشش کرتا ہے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ میرے مخدوم اسعدت کا سر پایہ ہی نگہداشت ہے کہ جب غالب آجاتی ہے ماسوا سے پوری طرح رہائی دلا دیتی ہے اور فنا کی سرحد تک پہنچا دیتی ہے جو کچھ اس شخص سے ہو سکتا ہے یہی ہے کہ اپنے آپ کو مٹا دے اور اپنا کوئی نام و نشان نہ چھوڑے اس کی کنہ کو کس نے پایا ہے؟ سب سرگشتہ و حیران ہیں سے

دور بینانِ بارگاہِ الست

بیش ازین پئے نہ بردہ اند کہ ہست

[بارگاہِ الست کے دور تک دیکھنے والے حضرات اس سے زیادہ پتہ نہیں لگا سکے کہ وہ (اللہ تعالیٰ) ہے]

آپ کوشش کرتے رہیں کہ اس سے کچھ حاصل ہو جائے، مشکل کام ہے۔

عناقشکار کس نشود دام باز چیں کاینجا ہمیشہ باد بدست ست دام را
[عناق کو کوئی شکار نہیں کر سکتا تو اپنا حال اٹھالے کیونکہ یہاں ہمیشہ حال لگانا ایسا ہے جیسا کہ ہو اور ہاتھ میں لینا یعنی اس کو بارگاہِ عالی سے عجز و ناامیدی کے سوا کچھ حاصل نہیں ہے اور سوز و گداز کے علاوہ اور کچھ کام نہیں ہے۔

عاشقان را نصیب از معشوق جز خرابی و جاں گدازی نیست

[عاشقوں کو معشوق سے سوائے خرابی اور جان کو گھلانے کے اور کچھ نصیب نہیں ہے]

بہر حال اپنے کام میں سرگرم رہیں اور عدم یافت کے باعث طلب سے باز نہ رہیں، ہم سے اور آپ

سے اس دنیا میں ہی طلب مطلوب ہے: وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ [اور میں نے

جنوں اور انسانوں کو صرف اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے] یافت (پانا) کا وعدہ کل قیامت کیلئے ہے

مَنْ كَانَ يَرْجُوا لِقَاءَ اللَّهِ فَإِنَّ أَجَلَ اللَّهِ لَآتٍ [جو شخص اللہ تعالیٰ کی ملاقات کی تمنا رکھتا ہے تو

(جان لے کہ) بلاشبہ اللہ تعالیٰ کی تقریب کی ہوتی ساعت ضرور آنے والی ہے] دوستوں سے سلامتی خاتمہ کی

دعا کی امید کی گئی ہے۔ والسلام اولا و آخراً

❖

مکتوب ۷۹

ملاقاتیں محمد فتح آبادی کے نام ان کے احوال کی تعبیر اور مقام شرح صدر اور مقام قینس و بسط کی تحقیق میں تحریر فرمایا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ مُحَمَّدٌ فَحْمٌ اللّٰهُ عَلٰی اَفْضَالِهِ وَنُصَلِّیْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ
مکتوب مرغوب جو کہ ڈوری کے رنج و غم کے اظہار کی خبر دینے والا اور فراق کے درد و سوز کی اطلاع دینے والا
تھا اس نے پہنچ کر خوش وقت کیا، دنیا جہانی کی جگہ ہے ملاقات کا مقام آگے ہے مَنْ كَانَ یَرْجُوا
لِقَاءَ اللّٰهِ فَإِنَّ اَجَلَ اللّٰهِ لَا تَمُرُّ بِغَیْرِہِ [جو شخص اللہ تعالیٰ کی ملاقات کی تمنا کرتا ہے تو (جان لے کر) بلاشبہ
اللہ تعالیٰ کی مقرر کی ہوئی ساعت ضرور آئے والی ہے] اللہ تعالیٰ کے لئے دوستی کرنے والوں کی ملاقات اُس
تعالیٰ شانہ کی ملاقات کی فرع ہے، رع

طفیل دوست باشد ہر جہ باشد [جو کچھ ہوتا ہے دوست کے طفیل ہوتا ہے]
آپ نے لکھا تھا کہ ایک روز فجر کے حلقہ میں مراقبہ میں دیکھتا ہوں کہ سینہ دروازے کی مانند ہو گیا ہے
عجیب الشرح و نورانیت ظاہر ہوئی گویا کوئی شخص کہتا ہے کہ شرح صدر یہی ہے اور اس خوشخبری
کی بشارت دیکر وہ غائب ہو گیا، میرے مخدوم! شرح صدر ایک بڑا مقام اور بلند مرتبہ ہے اس کے
حصول کی بشارت مبارک ہو لیکن اس معنی (حالت) کی ایک علامت ہے اس علامت کو اپنے اندر
اچھی طرح غور کرنا چاہئے، رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ نور جب سینہ میں
داخل ہو جاتا ہے تو وہ (سینہ) کشادہ ہو جاتا ہے، پس آپ سے کہا گیا کہ کیا اس کے لئے کوئی علامت ہے
تو آپ نے فرمایا اس کی علامت (دایرہ گرد دنیا) سے کنارہ کشی اور درجہ قرار (آخرت) کیلئے تیاری کرنا ہے۔
یہ شرح صدر کمالات و ولایت کبریٰ کے حصول پر مرتب ہوتا ہے (نفس) مطمئنہ اس وقت اپنے
مقام سے عروج کر کے تخت صدر (سینہ) پر ترقی فرماتا ہے اور اس جگہ سلطنت کا قرار پیدا کر لیتا ہے اور
مالکِ قریب پر غلبہ پالیتا ہے اور یہ جو دم سے روز آپ نے صبح کے حلقہ میں آنکھ بند کرتے ہی بیداری میں

عَنْ اَبْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ تَلَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ يَدَيْهِ اَنْ يَشْرَحَ صَدْرَهُ لِلْاِسْلَامِ
فَقَالَ اِنَّ النُّوْرَ اَدْخَلَ الصَّدْرَ اَنْفُسُ مَقْبِلِ يَاسُوْلِ اللّٰهِ هَلْ تَتَلَفُ مِنْ قَلَمٍ يَحْرَبُ بِمَقَالِ نَعْمِ الْجَنَانِ
مِنْ اَلْعُرُوْرِ وَاَلَا يَتَالٰى مَا اَلْاَخْلُوْدُ وَاَلَا سَتَعْدُ دَلْمُوْتٌ قَبْلَ نَزْوَلِ رَاٰہِ الْبِجْعَةِ، مَشْكُوَةٌ

دیکھا کہ کھانے کے دو طشت ہیں ایک سفید رنگ کا دوسرا سبز رنگ کا ہے، اور اسی مجلس میں پھر اسی طرح دیکھا، اس کے بعد آپ نے معلوم کیا کہ یہ دو خطبے ہیں جو کہ سرور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی جانب سے آپ کو پہنچے ہیں اور ابھی تک دوسرا کوئی شخص اس قسم کی عنایت سے ممتاز نہیں ہوا ہے، بہت اعلیٰ ہے، امیدوار رہیں، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ آنحضرت علیہم الصلوٰۃ والسلام کے مخصوص کمالاً سے بہرہ مند ہوں گے اور ان کی پس خوردہ نعمتِ خاصہ سے حصہ پائیں گے جو کہ آپ کے ہم عصروں میں سے کسی دوسرے نے نہیں پایا ہے۔ اور تیسرے حال میں کہ ایک بلند دیوار سے آپ (نماز کی) جماعت کو پانے کے لئے بے چینی سے محنت کے ساتھ نیچے آتے ہیں اور نماز کی تیاری میں مشغول ہوئے ہیں، ہو سکتا ہے کہ آپ نے عروج سے زوال کی طرف رخ کیا ہو اور سکر و استہلاک سے صحو و بندگی میں آتے ہوں اور وحدت و کثرت میں اتر آئے ہوں اور دعوت سے کچھ حصہ پایا ہو۔ آپ نے لکھا تھا کہ "اس سے پہلے کبھی قبض ہو جانا تھا اور کبھی بسط، اور اب قبض بالکل جاتا رہا ہے اور بسط سے متصل ہے (راقم) نہیں جانتا کہ سابقہ حالت جو کہ قبض و بسط پر مشتمل تھی بہتر تھی یا یہ حالت جو کہ خالص بسط ہے" میرے مخدوم! قبض کو کون چاہتا ہے لوگ بسط کے آرزو مند ہیں مگر قبض ترقی بخشے والا ہے لیکن یہ قبض و بسط دوسری چیز ہے جو کہ قوم (صوفیہ) کی اصطلاح میں آتا ہے، بستریوں کو جو کہ اربابِ قلوب میں حاصل ہوتا ہے اور قلب کی تلویحات میں ہے جو شخص کہ تلویح سے گذر کر تمکین سے جا ملا ہے وہ قبض و بسط سے رہائی پا چکا ہے جو کچھ پیش آتا ہے وہ قبض و بسط کی صورت ہے اور (اس میں) نام کی مشارکت پائی جاتی ہے، اس کے حال کے مناسب خوفِ ربانی وَالْإِيمَانُ بَيْنَ الْخَوْفِ وَالرَّجَاءِ (ایمان خوف و رجاء کے درمیان ہے) والسلام علی من اتبع الهدی۔

مکتوب

مذا فاضل کابلی کے نام ان کے احوال کی تعریف اور بلندی ہمت پر ترغیب دینے کے بارے میں تحریر فرمایا۔
 بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ حمد و صلوٰۃ و ارسالِ تسلیمات کے بعد عرض ہے کہ مکتوب مرغوب جو کہ شوقِ رذوق کے احوال پر مشتمل تھا پہنچا مسرت بخش ہوا اس کے مطالعہ نے باطنی لذات بخشیں، عمدہ اور اعلیٰ چیزیں ہیں، جو کچھ بیداری میں پیش آیا ہے وہ آپ کی ملکیت اور بہت بڑی نعمت ہے اس کا شکر بجالائیں۔ لَيْتَ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ شُكْرًا اگر تم شاکر کرو گے تو میں تم کو اور زیادہ دوں گا اور جو چیز کہ احوال سے یہ حدیث شریف مشکوٰۃ کتاب الایمان میں ہے۔

اور خوابوں میں سے ہے وہ بھی عمرہ ہے کہ بشارت ہے سالکوں کو مہینوں اور زبانوں کے گزرنے پر اس قسم کے امور و احوال پیش آتے ہیں لیکن ابتداء میں یہ سب واردات ہیں اور ہر روز عجائبات کا ایک نیا دن ہر

ہر دم ازیں باغ برے می رسد تازہ تر از تازہ ترے می رسد

[بروقت اس باغ سے ایک پھل پہنچتا ہے، تازہ ترے بھی تازہ تر پہنچتا ہے]

۱۲۵

اپنے کام میں سرگرم رہیں اور ہمت کو بلند رکھیں اور احدیت ذات کے طالب رہیں اور صفت سے ذات کی طرف مائل ہوں اور بلندی سے پستی کی طرف نہ جائیں اور ظاہری اعمال کی ادائیگی میں کوتاہی رہیں کہ یہ باطنی ترقیات کا باعث اور درجات اُتروی کے بلند ہونے کا سبب ہیں، اس تھوڑی سی فرصت میں سفر بعید کا زاد راہ مہیا کریں اور برزخ صغریٰ و کبریٰ (قبر و قیامت) کا سامان تیار کریں۔
وَلتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ (اور ہر شخص کو یہ دیکھنا چاہئے کہ اس نے کل (قیامت) کے لئے آگے کیا بھیجا ہے) دوستوں کو سلامتی ایمان کی دعا کے ساتھ یاد کرتے رہیں والسلام علیکم وعلیٰ سائرین اتبع الہد

مکتوبات

شیخ امان اللہ پسر شیخ حمید بنگالی کے نام بعض دوستوں کے احوال اور حضرت پیر دستگیر (مجدد الف ثانی) قدس اللہ سبحانہ سرہ کے روضہ منورہ کے مناقب فضائل کے بیان میں تحریر فرمایا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ حَامِدًا لِلّٰهِ الْعَلِیْمِ وَمُصَلِّيًا عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ اللّٰہُ تَعَالٰی کَمَالِ وَاکْمَالِ کے درجے تک پہنچائے، گرامی نامہ جو کہ آپ نے اس مسکین کے نام ارسال کیا تھا پہنچا مسرت بخش ہوا، چاہئے کہ اسی طرح ظاہری و باطنی احوال لکھتے رہیں کہ یہ غائبانہ توجہ کا سبب ہے، آپ نے شوقی ملاقات کا اظہار کیا تھا اس جانب کے دوستوں کو بھی مشتاق جانیں بلکہ حدیث شریفہ وَاَنَا لِيَهُمْ لَكَاہِدٌ شَوْقًا (اور میں ان کی طرف البتہ زیادہ شوق رکھتا ہوں) پڑھیں۔ فضائل پناہ میر محمد عارف شیخ عبدالمتقدیر اور دوسرے دوست چند روز سے ہاں تشریف فرما ہے اور فقرہ کی قیام گاہوں کو منور کیا اور روضہ منورہ حضرت پیر دستگیر (مجدد الف ثانی) قدس اللہ سبحانہ سرہ العزیز کے فیوض و برکات سے مستفید و بہرہ مند ہوئے اور اس بلند بارگاہ کے کمالات کے ساتھ کچھ ایمان حاصل کیا، بیشک آج طالبانِ حق جل و علا کی چشم امید اس مزار پر انوار پر لگی ہوئی ہے اور اس ملک میں علوم و اسرار کے فیض کا جاری ہونا اس سرزمین سے وابستہ ہے اور خطہ سرحد اگرچہ بظاہر ہندوستان سے ہے لیکن

جنت کا بلوغ اور ولایت کی کھڑکی ہے بلکہ رشکِ ولایت ہے، اس جگہ میں ولایت سے گانہ (صغریٰ و کبریٰ علیا) کا ہدف ہے اور نبوت و وراثت کے کمالات اس جگہ میں جلوہ گر ہیں، خلت و محبت کے اسرار اس مقام میں نمایاں ہیں اور کعبہ حُسن کے انوار اس سرزمین میں ظاہر ہیں، اس کی طینت کا خمیر مدینہ طیبہ کی خاک سے ہے، کہانتک اس بقعہ کی خوبیاں بیان کرے اور اس کی نقاستوں کو واضح کرے کہ اہل بصیرت طالبانِ پر محفی اور نگاہِ دور بین پر پوشیدہ نہیں ہے، یہاں وہ موتی ہاتھ آتا ہے جو کہ دوسری جگہوں میں کمیاب ہے اور اس کے بکثرت فوائدِ جہان میں ممتاز ہیں۔

گر شنود قصہ این بوستاں مکہ شود طائف ہندوستان

[اگر مکہ معظمہ اس باغ کا تذکرہ سن لے تو وہ ہندوستان کا طواف کرنے والا ہو جائے۔]

جس جگہ کہ نور و برکت و رشد و ہدایت ہے وہ سب شربِ (مدینہ طیبہ) و بطحا (مکہ معظمہ) زاد ہما اللہ سبحانہ عزاً و شرفاً و افاض علینا من اسرار ہما کرفاً و لطفاً کے انوار سے ماخوذ و مستفاد ہے، دوستوں کو دلعے خیر سے یاد کرتے رہیں اور اس درویشِ دلریش کو غائبانہ توجہ سے فارغ نہ جائیں والسلام اولاً و آخراً۔

مکتوب ۸۲

نیموریگ کولابی کے نام سلطانِ ذکر کے بیان اور عدیمیت اور جو معاملہ کہ اس کے اوپر ہے

اس کے حصول اور ارادوں کی نفی کرنے پر تہذیب دینے کے بارے میں تحریر فرمایا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم حمد و صلوة و تبلیغ دعوات کے بعد عرض ہے کہ جو خط آپ نے ازراہ محبت ارسال کیا تھا پہنچا، اس نے خوش وقت کیا، آپ نے اپنے احوال میں سے جو کچھ لکھا تھا عمدہ ہے، ذکر کے وقت جو تمام اعضا حرکت میں آتے ہیں (یہ) سلطانِ ذکر سے ہے اور حلقہ سکوت میں جو آپ اپنا کوئی اثر نہیں دیکھتے اور خود کو عدم محض پاتے ہیں (یہ حال) فنا کی خبر دینے والا ہے یا فنا کی تمہید ہے۔ ایک بزرگ نے کہا ہے اَشْتَرِي عَدَاً مَالاً اَعُوذُ اَبَدًا [میں ایسا عدم چاہتا ہوں کہ ہرگز اپنے آپ میں عود نہ کروں] اپنے کام میں مشغول رہیں اور ترقی کے طالب ہوں اور ذکر سے مذکور میں آجائیں اور عدم سے فنا کی حقیقی کی طرف مائل ہوں تاکہ معرفت کی طرف راستہ پائیں اور ظل سے اصل کی طرف دوڑیں، کلمہ نفی و اثبات کا نکر لراستہ کر لیں کہ اپنے ارادوں سے پوری طرح باہر ہو جائیں اور حق جل و علا کے ارادے کے ساتھ قائم ہو جائیں۔

اگر مراد تو اے دوست نامرادی مات مراد خویش دگر بار من خواہم خواست

[اے دوست اگر تیری مراد ہمارا نامراد ہوتا ہے تو پھر میں اپنی مراد نہیں چاہوں گا]

دیگر یہ کہ جو تعداد برادر م حاجی محمد عاشور نے آپ کو لکھی ہے اس کے مطابق عمل کریں اور شریعت عالیہ سنت منورہ کے طریقہ پر استقامت اور مشائخ کی محبت پر سختگی کی شرط کے ساتھ ہماری جانب سے سفارت کے طور پر ان (اپنے دوستوں) کو طریقہ بتائیں۔ والسلام اولاً و آخراً۔

۱۲۷

مکتوب ۸۲

خواجہ بادشاہ بلخی کے نااہل دنیا کی بیوفائی کے متعلق اولاد و اوقات کو معمور کئے پر ترغیب دینے کے بارے میں تحریر فرمایا
بسم اللہ الرحمن الرحیم حمد و صلوة و ارسال تسلیات کے بعد عرض ہے کہ جو گرامی نامہ آپ نے
اس مسکین کے نام ارسال کیا تھا پہنچ کر مسرت بخش ہوا، اللہ سبحانہ کی حمد ہے کہ آپ عاقبت سے
ہیں اور (ہم) فقرا کی یاد سے فارغ نہیں ہیں۔ آپ نے دوستوں کی شکایت کا اظہار کیا تھا۔
میرے مخدوم اہل دنیا بے وفائی کے ساتھ مشہور ہیں ان کی دوستی پر کوئی بھروسہ نہیں ہے سب کو
حق جل و علا کی طرف سے جاننا چاہئے اور اس تعالیٰ شانہ کی تقدیر و ارادہ کا طور تصور کرنا چاہئے،
جو کچھ حاصل ہوا ہے اس کا شکر بجالائیں اور مزید کے امیدوار رہیں: لَيْشَنَّ شَكَرْتُمْ لَكَ زَيْدًا نَكْمًا اَكْرَمَ
شکر ادا کرو گے تو ضرور میں تم کو اور زیادہ دوں گا [اے شفقت آتارا آدمی کو عیش اور ناز و نعمت کے لئے پیدا
نہیں کیا گیا ہے اور مال کا جمع کرنا اس سے طلب نہیں کیا گیا ہے، اس کی پیدائش سے مقصود اعمال
بندگی کا بجالانا ہے، مگر ہمت کو مولائے حقیقی کی بارگاہ میں چست باندھیں اور اوقات کو ذکر و فکر کے ساتھ
معمور رکھیں تاکہ معرفت کی کھڑکی باطن میں کھل جائے اور ابدی سعادت و دائمی مملکت ہاتھ آئے،
وہی وہ خراط القنادل اس کے علاوہ بیفانہ و بیخ اٹھانا ہے [آپ کو ظاہری و باطنی نعمت حاصل ہو۔

مکتوب ۸۲

سید محمد بیگ بلخی کے نام عبادت اور تحصیل فنا کی ترغیب میں تحریر فرمایا۔
بسم اللہ الرحمن الرحیم اللہ تعالیٰ شریعت منورہ و سنت مصطفیٰ علیہ و علی آلہ الصلوٰت و البرکات اعلیٰ کے

طریقے پر استقامت مرحمت فرمائے۔ مکتوب مرغوب پہنچ کر مسرت بخش ہوا، اللہ سبحانہ کی حمد ہے کہ بادشاہی مطالبہ سے نجات حاصل ہوگئی، امیدوار ہیں کہ قرض سے بھی سبکدوشی حاصل ہو جائے: **اللَّهُمَّ اكْفِنِي بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَأَغْنِنِي بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ** [اے اللہ! مجھ کو حرام (رزق) سے حلال رزق کیساتھ کفایت کر اور اپنے فضل کے ساتھ مجھ کو اپنے غیر سے بے نیاز کر دے] اس دعا کو قرض سے سبکدوشی کے لئے اکثر اوقات نضرع کے ساتھ پڑھتے رہیں، بہترین اوقات کو ذکر و فکر کے ساتھ معمور رکھیں اور طاعات و عبادات میں راغب رہیں اور رات کے آخری حصہ کی بیداری کو اہم امور میں سے سمجھیں اور کلمہ طیبہ کے تکرار سے اپنے ارادوں اور مقاصد کی نفی کریں تاکہ وسعتِ سینہ میں حق جل و علا کے ماسوا کوئی مراد و مقصود نہ رہے اور وجود بشریت کی نفی میں کوشش کریں اور اپنے آپ سے تعلقات کی نفی کریں تاکہ عدم صرف کے ساتھ جاہلیں اور فنائے اکمل کے ساتھ متصف ہو جائیں، رع

ابن کار دولت است کنوں تا گرد ہند [یضیب کی بات نہ دیکھے اب کس کو غایت کرتے ہیں] والسلام

۱۲۸

مکتوب ۸۵

بیرا محمد زباں پسر عایت خاں کے نام اس باب میں تحریر فرمایا کہ ظاہری پیشانیاں باطنی ترقیات کا سبب ہیں۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم اللہ تعالیٰ اپنے ماسوا کی غلامی سے آزاد کر دے جو مکتوب شریف آپ نے برادر گرامی شیخ نور محمد کے ہاتھ بھیجا تھا وہ پہنچ کر دل کو مسرت بخشنے والا ہوا۔ میرے مخدوم! ذہبی حوادث اور پیشانیاں آخرت کی ترقیات و عروجات کا سبب ہیں، ظاہر کا تنزل باطن کو ترقی بخشنے والا ہے اور ظاہر کی پڑمردگی باطنی ترقی تازگی کا وسیلہ ہے، آپ اہل حقیقت ہیں سے ہو جائیں اور پوست سے مغز کی طرف آئیں اور لفظ سے معنی کی طرف مائل ہوں، کسی نے خوب کہا ہے

توے ز وجود خویش فانی رفته ز حروف در معانی

[ایک قوم اپنے وجود سے فانی رہے (خبر) ہے وہ حروف سے معانی کے اندر چلی گئی ہے]

چونکہ آدمی کی سعادت حق جل و علا کی یاد میں ہے اور بے سعادت غفلت میں ہے (اس لئے) ذکر و فکر کی طرف راغب رہیں اور کبریمت کو مولائے حقیقی جلت عظمت کی بارگاہ میں چپت بانڈھیں اور اندھیری راتوں کو گریہ استغفار کے ساتھ روشن رکھیں اور ذکر پر استقامت ہمیشگی کریں کہ ذکر حضور دل کا ملکہ ہو جائے اور ماسوا سے پوری طرح قطع تعلق حاصل ہو جائے اور ماسوا سے اس کا علی و صلی تعلق ٹوٹ جائے۔

لہ رعاه الترمذی والحاکم عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مکتوب ۸۶

میرزا محمد رضا پسر رعایت خاں کے نام محبت شیخ پر ترغیب دینے اور یاد کر دو یادداشت کے معنی کی طرف اشارہ کے بارے میں تحریر فرمایا۔

بسم الله الرحمن الرحيم الحمد لله وسلام على عباده الذين اصطفى،
ہر چه جز عشق خدائے احسن است گر شکر خوردن بود جاں کن است

[خدائے احسن کے عشق کے سوا جو کچھ بھی ہے اگرچہ شکر (مٹھائی) کا کھانا ہی کیوں نہ ہو وہ بھی جان کو ہلاک کرنا زہرِ قاتل ہے) میرے مخدوم! حق جل و علا کے ماسوا کی گرفتاری قلبی امراض میں سب سے شدید مرض ہے اس کے ازالہ کی فکر نہایت اہم کاموں میں سے ہے

۱۲۹

درخانہ اگر کس است یک حرف بس است [اگر گھر میں کوئی ہے تو ایک حرف (ہی) کافی ہے]

اور اس شدید مرض کا ازالہ اس تھوڑی سی مہلت میں ذکرِ کثیر سے وابستہ ہے اور اس راستہ میں پیر کی محبت پر کامل پختگی بھی ناگزیر ہے بزرگوں نے کہہ ہے کہ فنا فی اللہ کی تمہید ہے

زاں روئے کہ چشم تست احوال
معبود تو پیر تست اول

آپ بکثرت ذکر میں مشغول رہیں اور دوامِ حضور کے ساتھ فنایت کے وصف سے موصوف ہوں، حق سبحانہ کی جانب سے اس شخص پر دائمی فیض ہے کہ اگر ایک ساعت وہ فیض منقطع ہو جائے تو اس شخص کا کوئی نشان نہ رہے پس اس شخص پر بھی لازم ہے کہ تمام چیزوں سے منہ موڑ کر ذکر کی ہمیشگی کے ساتھ اس بارگاہِ قدس کی طرف متوجہ ہو جائے اور یہ مقصد ابتداء میں تکلف کے ساتھ حاصل ہوتا ہے اور اس کو یاد کر دیکھتے ہیں اور زمانہ دراز گزرنے پر ذکر و حضورِ اول کا ملکہ اور اس کی صفت لازم ہو جاتے ہیں جیسا کہ سناقتِ سامعہ کی صفت ہے کہ نفعی کرے بھی نفعی نہیں ہوتی اور اس حالت کو یادداشت کہتے ہیں والسلام اولاد آخر

کیونکہ میرزا محمد رضا پسر رعایت خاں کے نام محبت شیخ پر ترغیب دینے اور یاد کر دو یادداشت کے معنی کی طرف اشارہ کے بارے میں تحریر فرمایا۔

مکتوب ۸۶

رعایت خاں کے نام رضا پسر رعایت خاں کے معنی کی طرف اشارہ کے بارے میں تحریر فرمایا کہ حوادث کا رجوع کرنا اس سبحانہ و تعالیٰ کے ارادہ سے ہے نہ کہ عقلِ فعال سے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ حمد و صلوة و ارسال تسلیمات کے بعد عرض ہے کہ اس توحیح کے
 فقہار کے احوال و اطوار حمد کے لائق ہیں اور اللہ تعالیٰ سے آپ کی سلامتی و عافیت اور شریعت عالیہ و سنت
 منورہ مصطفویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام و التحیۃ کے طریقہ پر آپ کی استقامت اور آپ کے ظاہری و
 باطنی درجات کی ترقی کے لئے دعا کی گئی ہے، نامہ گرامی نے مشرف کیا، آپ نے درد و غم و آلام کی بابت جو کچھ
 برادر دینی شیخ نور محمد کی زبانی کہلوا یا تھا سب واضح ہوا اور دوستوں کی غمگینی کا باعث ہوا۔
 لے اشفاق پناہ جو کچھ بندہ پر گذرتا ہے وہ سب تقدیر و ارادہ ازلی سے ہے آیہ کریمہ مَا آصَابَ مِنْ
 مَّصِیْبَةٍ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِیْ اَنْفُسِکُمْ اِلَّا فِیْ کِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ تَبْرَآهَا (کوئی مصیبت دنیا میں
 یا تمہاری جانوں میں نہیں آتی مگر یہ کہ وہ کتاب (روح محفوظ) میں لکھی ہوئی ہوئی ہے قبل اس کے کہ تم اس کو دنیا میں پیدا کریں)
 اس معنی پر دلالت کرتی ہے، رضا و تسلیم کے سوا چارہ و تدبیر نہیں ہے چونکہ (یہ سب) محبوب کا
 فعل ہے (اس لئے) محب کو چاہئے کہ اس سے لذت حاصل کرے اور خندہ پیشانی سے پیش آئے اور اس
 ضمن میں اس تعالیٰ شانہ کے الطاف و عنایات کا منتظر رہے۔ فقیر کو دعا و توجہ سے فارغ نہ جائیں
 اور جو کچھ دوستی کے لوازم سے ہے اس سے غافل تصور نہ فرمائیں، کشائش کار کے منتظر ہیں اور
 رحیم کار سازی کی رحمت کے امیدوار ہیں اور اوقات کو ذکر و فکر سے معمور رکھیں اور قیامت کے لئے
 زادِ راہ تیار کریں، جو ساعت کہ گذر جاتی ہے کچھ عمر کم ہو جاتی ہے اور موت نزدیک ہو جاتی ہے،
 اس تھوڑی فرصت میں ذکر کثیر میں مشغول ہونا چاہئے اور مولائے حقیقی جلتِ عظمتہ کو راضی کرنا چاہئے،
 اور اس کی معرفت حاصل کرنی چاہئے کہ (یہی) اس عالم فانی میں مطلوب ہے۔

(آپ کے) مکتوب شریف میں درج تھا "از رفتارِ فلک و ازگونِ ناہنجار" [بذات او ندھ آسمان کی
 رفتار سے]۔ لے شفقت آثارا خالق خیر و شر بلا واسطہ حق تعالیٰ ہے اور تمام حوادث اس سبحانہ کی
 قضا و قدر سے ہیں، آسمان اور غیر آسمان کو یہاں دخل نہیں ہے، حکما کا مذہب ہے کہ روزمرہ کے
 حوادث کو عقلِ فعال کی طرف کہ جس کو وہ عقلِ فلک نہم کہتے ہیں منسوب کرتے ہیں اور اہل اسلام
 عقلِ فعال کے قائل نہیں ہیں اور ایسا کہنے والوں کو گمراہ کہتے ہیں، آسمان جو کہ اپنے کام میں جبران
 سرگردان ہے اس کی کیا حیثیت ہے کہ حوادث اس کی طرف اس کی عقل اور اس کی حرکات کی طرف
 منسوب ہوں، والسلام اولاً و آخراً۔

مکتوبات

ملا عطار اللہ سورتی کے نام سلوک کے بعض درجات کے بیان میں اور اس بارے میں تحریر فرمایا کہ نیتِ صالحہ کے ساتھ حلال روزی کمانا ذکر میں داخل ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم حمد و صلوة و تبلیغ دعوات کے بعد عرض ہے کہ آپ کے خطوط پائے درجے پہنچ کر مسرت بخش ہوئے، آپ عافیت سے رہیں اور شریعتِ عالیہ و سنتِ منورہ کے طریقے پر قائم رہیں کثرت سے وحدت میں آئیں اور فرق سے جمع اور جمع سے جمع الجمع کی طرف مائل ہوں اور ظل سے اصل کی طرف دوڑیں اور صفت سے موصوف کی طرف جائیں۔ طالبینِ ظل سے اصل تک پہنچتے ہیں اور متناقض کلام سے منکلم کا پتہ لگاتے ہیں۔

اندر سخنِ دوست نہاں خواہم گشتن تا بر لبِ اوبوسہ زخمِ چو نشِ بخواند
[میں دوست کے کلام میں پوشیدہ ہونا چاہتا ہوں تاکہ جب وہ اس کو پڑھے تو میں اس کے لبوں کو بوسہ دے لوں]
افسوس ہے کہ ان تمام موصوف (محبوب تک پہنچانے والے) طریقوں اور کشادہ راستوں کے باوجود یہ شخص محبوب و محروم ہوا اور قرب و معرفت کی نعمت سے دور و متنفر ہو گیا۔

درجہاں شاہدے و ما فارغ در قرح جرعة و ما ہشیار

[دنیا میں ایک شاہد (معتوق) ہے اور ہم بے پردہ ہیں، پیالہ میں کچھ شراب ہے اور ہم ہشیار ہیں]
آپ نے لکھا تھا کہ اہل و عیال (کے نفقہ) کی بے اطمینانی کے باعث قرآن مجید کی کتابت میں مشغول رہتا ہوں اور خواہش یہ ہے کہ تمام تعلقات کو ترک کر دوں اور ان چند سانسوں کو ذکر میں صرف کروں، (آپ کے) حکم کا منتظر ہوں۔ میرے محروم اہل و عیال کا نفقہ واجبات میں سے ہے اس کا فکر بھی ناگزیر ہے، حلال روزی بھی کمائیں اور باقی اوقات میں ذکر و فکر میں مشغول رہیں بلکہ یہ روزی کمانا بھی اس نیتِ صالحہ کے ساتھ ذکر میں داخل ہو جاتا ہے، قاضی جعفر اور دوسرے دوست جو کہ طریقہ سیکھنا چاہتے ہیں ان تینوں عزیزوں کو طریقہ بتادیں اور توجہ دیں اور نصیحت کریں، شیخ نور محمد وہاں پہنچنے کی صورت میں اگر ان تینوں عزیزوں کو طریقہ بتائیں تو گنجائش ہے اور آپ کو اختیار ہے کہ خود طریقہ بتائیں یا شیخ مذکور کی طرف رجوع کرائیں۔ جو شجرے آپ لکھ کر بھیجتے ہیں وہ پہنچتے ہیں اور کام میں آتے ہیں۔
والسلام علیکم وعلیٰ سائرین اتبع المہدی۔

مکتوب ۸۹

ایک صاحبہ عورت کے نام جو کہ اہل حقوق میں سے ہے نصیحتوں اور اس کے حال کی تعبیر میں تحریر فرمایا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم عفت پناہ عصمت دستگاہ مشفقہ محترمہ سیم جو سلمہا اللہ تعالیٰ اس مسکین کی جانب سے سلام عافیت انجام پڑھیں (یہاں کے) احوال بہ طور ذوالجلال (اللہ تعالیٰ) کی حمد کے لائق ہیں، امید ہے کہ وہ عقیقہ مشفقہ (آپ) بھی سلامتی اور جمعیت کے ساتھ ہوں گی اور شریعت عالیہ اور سنت منورہ کے طریقہ پر قائم ہوں گی اور صورت سے حقیقت تک آئیں گی اور لفظ سے معنی کی طرف مائل ہوں گی، کسی نے خوب کہا ہے۔

قومے زو جود خویش فانی رفتہ ز حروف در معانی

[ایک قوم اپنے وجود سے فانی رہے خبر ہے وہ حروف سے معانی کے اندر چلی گئی ہے]

آپ کے التفات نامہ گرامی نے جو کہ آپ نے برادر دینی شیخ نور محمد کے ہمراہ ارسال کیا تھا مشرف کیا اور مسرت بخش ہوا، اللہ سبحانہ کی حمد ہے کہ آپ عافیت سے ہیں اور ہم (دور افتادہ فقرا کی یاد سے فارغ نہیں ہیں امید ہے کہ اس ناکارہ کو اسی طرح اپنے ضمیر مہر تنویر کے گوشے میں راہ دیتی رہیں گی اور سلامتی قائمہ کی دعا کے ساتھ یاد فرماتی رہیں گی اور اوقات کو ذکر و فکر کے ساتھ اس حد تک معمور رکھیں گی کہ دل کو باسوا سے کلی قطع تعلق حاصل ہو جائے اور اس کا علمی و حسی تعلق اس (ما سوائے حق) سے ٹوٹ جائے اور کلمہ طیبہ کے تکرار کے ساتھ وجود بشریت کی نفی کرتی رہیں گی اور اپنے آپ سے تعلقات سلب کریں گی یہاں تک کہ عدم محض کے ساتھ جا یاں اور حقیقی فنا تک پہنچ جائیں۔

ازتست حجاب تو یقین است شرط ہمہ رہ روان ہمیں است

[یقینی بات ہے کہ تیرا حجاب تجھ ہی سے ہے، تمام راستہ چلتے والوں کی شرط یہی ہے]

سرائے مقہور کے حادثہ کی بابت جو آپ کی طرف سے لکھا گیا تھا واضح ہوا، اللہ سبحانہ کی حمد ہے کہ آپ مع متعلقین اس واقعہ سے سلامت رہیں اور کسی شخص کو کوئی گزند نہیں پہنچی، اور یہ جو آپ نے حال میں دیکھا ہے کہ حضرت خواجہ بزرگ درویشوں کی ایک جماعت کے ساتھ تشریف لائے ہیں اور اس وجہ سے کہ آپ افرنگیوں کے قلعہ میں پھری ہوئی ہیں اور قلعہ کے دروازے کو آپ پر بند کر دیا گیا ہے آپ گریہ و زاری

۱۳۲
لہ یہ کسی جگہ کا نام ہوگا۔ مترجم

کرتی ہیں، حضرت خواجہ نے فرمایا تم کیوں روتی ہو میں آگیا ہوں تاکہ تمہیں ان فرنگیوں سے آزاد کر دوں،
 انہوں (حضرت خواجہ قدس سرہ) نے دروازہ کھولا اور کہا ”تم جہاں چاہو چلی جاؤ۔“ یہ آفاقی دانی نفسی
 دشمنوں کے شر سے رہائی پانے کے بارے میں بشارت ہے چنانچہ حضرت خواجہ بزرگ کے قدیم کی برکت سے
 آپ مفسدوں کے شر سے محفوظ رہیں، امید ہے کہ ان کے انقباسِ نفس کی برکت سے انفسی دشمنوں
 سے بھی رہائی پالیں گی اور ان (انفسی دشمنوں) کی مزاحمت کے بغیر ترقیات حاصل کریں گی اور مراتب
 قرب تک پہنچ جائیں گی۔ آپ نے لکھا تھا کہ ”الحمد للہ آپ سابقہ غفلتوں سے قدرے حضور میں آگئی
 ہیں اور دو حصہ غفلت دور ہو گئی اور ایک حصہ باقی رہ گئی ہے“ جس قدر غفلت کہ زائل ہو گئی اور حضور کی
 حاصل ہو گئی ہے ایک نعمت ہے کوشش کریں کہ باطن سے غفلت پوری طرح سے دور ہو جائے اور
 حضور کامل کہ جس کے بعد غیبت نہ ہو حاصل ہو جائے یہی حضور جب غالب آجاتا ہے تو نفس حاضر
 درمیان سے اٹھ جاتا ہے، حق سبحانہ کا حضور خود بخود حاصل ہو جاتا ہے، کیا کیا جاسکتا ہے
 طریقے کا مدار صحبت پر ہے اور ترقی بظاہر اس کے ساتھ وابستہ ہے، لازمی دوری درمیان میں حاصل ہے
 اگر آپ حضور میں رہیں تو انشاء اللہ تعالیٰ خدمت کے لوازم اور حقوق کی ادائیگی میں نقصیر واقع نہ ہوگی
 وَاللّٰہُ یَفِیْضُ مَا یَشَاءُ اللّٰہُ تَعَالٰی سُبْحٰنَہٗ [جو کچھ اللہ تعالیٰ سچا کرتا ہے اسی میں بھلائی ہے] وَالسَّلَامُ اَوْلٰٓءِ اٰخِرًا

مکتوب ۹

شیخ ابوالمظفر یامپوری کے نام صحبت کے نوائد اور حضرت عالی (مجدد الف ثانی) قدس اللہ سبحانہ
 بسرہ الغزنی الاقدس کے روضہ منورہ کی برکات کے بارے میں تخریر فرمایا۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ الْعَلِیِّ الْاَعْلٰی وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ خَیْرِ الْوَرٰی
 عَلٰی الْمَوْجِبِ الْبَرِّۃِ التَّقِیِّۃِ اِمَامِہٖ اَمِّیِّۃِ اُمِّہٖ جُوکہ آپ نے ہر دینی شیخ نور محمد کے ہمراہ بیجا تھا
 پہنچ کر مسرت بخش ہوا، آپ نے صحبت پانے کی آرزو کی تھی اور روضہ منورہ کی زیارت کے شوق کا
 اظہار بھی کیا تھا، وقت پر موقوف ہے لیکر آج کل کتاب (ہر کام کا ایک وقت معین ہے) پیشک،
 کام کا، مدار صحبت پر ہے، (سائل) غیبت میں بھی صحبت و زانی شیخ کے مطابق فیوض حاصل کرتا ہے
 لیکن (صرف صحبت) اس صحبت کی گرد کو بی نہیں پہنچتی جو حقوق کی رعایت کے ساتھ ہو، صحبت صرف
 معانی کو جذب کرتی ہے لیکن جب صحبت اس کے ساتھ مل جائے تو سرخ گندمک بن جاتی ہے اور

تور علی نور ہو جاتی ہے اور روضہ منورہ کی برکات کی بیان کی جاسکتی ہیں کہ ہم کوتاہ فہموں کے ادراک کی رسائی سے بہت دور ہیں، ہر شخص اپنی استعداد کے مطابق اس کی برکات سے بہرہ مند ہے لیکن اس کی کُنہ و حقیقت کو کون پہنچ سکتا ہے، کسی نے خوب کہا ہے ۵

ہر کسے از ظن خود شد یارِ من از درون من بخت اسرارِ من

[ہر شخص اپنے گمان کے مطابق میرا دوست بن گیا (لیکن) اس نے میرے اندر سے میرے اسرار کو نہیں ڈھونڈا] جو خط آپ نے شاہ محمد کے ہاتھ بھیجا تھا وہ بھی پہنچا، اس میں لکھا ہوا تھا کہ "دل میں بلکہ تمام اعضا اور بال بال میں تیری (حضرت خواجہ محمد معصومؒ کی) صورت محبت کے ساتھ بلا قصد آتی ہے اور بہت زیادہ حلاوت و ذوق بڑھاتی ہے اس کے بعد میری صورت ہو بہو تیری صورت ہو جاتی ہے خاص کر توجہ کرنے کے وقت الخ" میرے مخدوم! اس کیفیت کے ساتھ متصف ہونا کمال مناسبت کی خبر دینے والا ہے، شاید کہ ایک حقیقت کا اتحاد اور دوسری حقیقت کے ساتھ محو ہونا حاصل ہوا ہے جو کہ صورت کے اتحاد کے ساتھ جلوہ گر ہوا ہے۔ ع

در عشق چنین بوالعجبها باشد [عشق میں ایسی ہی بوالعجیاں ہوتی ہیں]

بزرگوں نے جو کمون و بروز فرمایا ہے وہ گویا اسی قسم سے ہے۔ میرے مخدوم! یہ بیان آپ کے حال کے موافق تحریر ہوا ہے، بتدیوں کو جو یہ کیفیت پیش آتی ہے تو اس کا باعث کچھ اور ہوتا ہے۔ آپ نے برادرانِ نبیؐ خواجہ امان اللہ و خواجہ محمد مومن کے احوال و اطوار کے بارے میں جو کچھ لکھا تھا اس نے بہت مسرور کیا زادھما اللہ توفیقاً و عروجاً و ترقیاً [اللہ تعالیٰ ان دونوں کو مزید توفیق و عروج و ترقی عطا فرمائے] ان دونوں عزیزوں کو علیحدہ خطوط لکھوں گا، انشاء اللہ تعالیٰ۔ والسلام علیکم وعلیٰ سائرین اتبع الہدٰی

مکتوب ۹۱

حقائق و معارف آگاہ خواجہ محمد صدیق بدخشی بلقب بہ ہدایت کے نام حضرت مجدد الف ثانی (قدس سرہ) کے فراق کے اظہار اور حضرت موصوف کے کچھ کمالات کے بیان میں تحریر فرمایا، یہ مکتوب بہت طویل تھا اس کے بعض اوراق گم ہو گئے ان اوراق میں جو باتیں رگے تھے ان کو نقل کر لیا گیا۔
بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد لله وسلام علی عباده الذین اصطفیٰ، حقائق آگاہ و معارف
اشک کے قیام اس فرقت، زردہ گنہگار کی دعا و نیاز مندی قبول فرمائیں، سوزشِ سینہ و غمِ دیرینہ سے

متعلق چند سطریں بیاض پر لکھی تھیں اس کے مضمون کو اس عزیز الوجود (آپ) کی طرف ہدیہ کے طور پر ارسال کیا جا رہا ہے۔

میرے محترم! حضرت قطب الاقطاب زبۃ المحققین وارث المرسلین امام وغوث انام
(حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ) کے فراق کا غم ہمینوں اور دونوں کے گزرنے کے ساتھ اور زیادہ قوی ہوتا
جا رہا ہے اور جتنا پیرانا ہوتا جا رہا ہے اتنا ہی زیادہ تازہ ہو رہا ہے اور خاص طور پر آجکل اس شیفۃ مشاق پر
اُس یگانہ آفاق کے فراق کے باعث عجب وارفتگی پیدا ہو گئی ہے اور اُس مجلس بہشت آئین کی یاد سے جگر
کیاب اور آنکھیں پر آب ہوتی جاتی ہیں، اگر آپ تمام دنیا میں پھریں تو اس یثربی اللہ اجتمع کو کہاں دیکھیں گے
اور صحبت کے ان فیوض و برکات کو کہاں پائیں گے؟ اور وہ معارف و حقائق و دقائق جو ذات صفات
تعالیٰ و تقدس کے بارے میں (ان کی مجلس میں) بیان ہوتے تھے اور ہر شخص کے کانوں تک پہنچتے تھے
اب کس سے سنیں گے؟ اور وہ اسرار جو کہ محراب خاص سے بیان ہوتے تھے اب کہاں سے ظہور پائیں گے؟
اور وہ معاملات خاص کہ محراب راز میں سے بھی ایک بار سے زیادہ آدمیوں کو ان کے سننے کی گنجائش
نہ تھی اب کس سے سننے جائیں گے؟ اور وہ اسرار و معاملات کہ کوئی فرد وہاں (اُن کا) محرم نہ تھا اور
سر بہرہ فون ہو گئے وہ جدار ہے، اگرچہ اُن معاملات کے سننے کے باعث دل اضطراب میں اور سینہ
سوزش میں اور جو اس تشنگی میں اور عقل حیرت میں تھی لیکن حضرت عالی (قدس سرہ) کو صفت مذکور کے
ساتھ محض دیکھنے ہی سے دل کے لئے ایک حضور اور سینہ کے لئے ایک نور ظاہر ہوتا تھا جو کہ اضطراب
کے جوش اور سوزش کی آگ کو ٹھنڈا کر دیتا تھا اور عقل و حواس اُس قبلہ کبار کے دیدار کے رعب کے
باعث ہوش سے جلتے رہتے تھے اور تشنگی و حیرت سے خالی ہو جاتے تھے، اس لئے بہت مرتبہ ایسا
ہوا ہے کہ کوئی درویش اُن عالی حضرت (مجدد علیہ الرحمہ) کی قدمت میں بعض سوالات دریافت کرنے
یا باطنی احوال عرض کرنے کی نیت سے آیا ہے اُن کے سامنے آتے ہی تمام سوالات اس کی وسعت سینہ
سے محو ہو گئے اور احوال و مواجید میں سے کچھ بھی نہ رہا جس طرح طلوع آفتاب رات کی تاریکی کو دور
کر دیتا ہے، اسی طرح آپ کی قدمت میں حاضر ہوتے ہی تمام امور مذکورہ محو ہو جاتے تھے، اس اثنا میں
بعض اوقات حضرت عالی (اس درویش سے) دریافت فرماتے تھے کہ ہاں فلاں صاحب تمہارا کیا حال ہے؟
یا یہ فرماتے، اگر کچھ دریافت کرنا ہو تو کہو، لیکن وہ بیچارہ آپ کے سامنے از خود رفتہ ہو جاتا تھا اور
اس کی زبان بند ہو جاتی تھی اور وہ فہم و عقل سے خالی ہو جاتا تھا، کسی نے خوب کہا ہے

خرد از دیدنش تبیح خواناں گریزد، چو فرتوت از جواناں

[عقل ان کے دیکھنے سے تیسرے پر لکھی ہوئی اس طرح بھاگتی ہے جیسے بڑھا آدمی جوانوں سے بھاگتا ہے]
وہ شخص ہاں یا نہیں کچھ نہیں کہہ سکتا تھا اور اپنے حال کی نفی و اثبات اور کسی استفسار کے متعلق کچھ
بھی لب کشائی نہیں کر سکتا تھا اور بخود ہو کر نہایت شرمندگی کے ساتھ لوٹ جاتا تھا اور بعد

مکتوب ۹۲

۱۳۵

شیخ امام الدین پنجابی کے نام نصیحت کے بیان میں اور معرفت حاصل کرنے پر ترغیب دینے اور
 حاجی محمد شریف خادم کے بعض احوال کے بارے میں تحریر فرمایا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ حمد و صلوة و ارسالِ تسلیمات کے بعد عرض ہے کہ اس نوح کے
فقرا کے احوال و اطوار حمد کے لائق ہیں، مکتوب مرغوب کہ جس میں آپ نے برسوں کے بعد اس دور افتادہ
کو یاد کیا تھا اور وہ بھی حاجتمندوں کی سفارش کی تقریب سے تھا پہنچ کر مسرت بخش ہوا، اپنے عدم ملاقات
اور نہ آنے کے عذرات بھی لکھے تھے وہ بھی واضح ہوئے، میرے مخدوم! نہ آنے کے اسباب اور مرغوب چیزوں
کے ترک کرنے کو بھی اچھی طرح ملاحظہ فرمائیں اور ان عذرات کے بالمقابل رکھیں کہ کونسا پلڑا غالب ہے
اللہ تعالیٰ کا حق تمام حقوق پر غالب ہے اور اللہ عزوجل کی معرفت اہم مقاصد میں سے ہے،
ایمان حقیقی معرفت پر موقوف ہے جو کہ فنا فی المعروف سے عبارت ہے، امید ہے کہ یہ ایمان خلل سے
محفوظ اور زوال سے مامون ہوگا، اور جو ایمان کہ اس معرفت سے پہلے حاصل ہے وہ ایمان مجازی ہے
جو کہ زوال سے محفوظ نہیں ہے، اور یہ جو آیت قرآنی میں آیا ہے **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّا جَاءْنَاكُمْ بِالْحَقِّ**
رَسُولٍ لِّكُمْ لِنُنذِرَكُمْ وَأِتِّمُوا الْآيَاتِ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ [لے ایمان والو! اللہ در اس کے رسول پر ایمان لاؤ، اور یہ جو ماثورہ دعاؤں میں وارد ہوا ہے
اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ إِيمَانًا لَيْسَ بَعْدَ كُفْرٍ [لے اللہ! میں ایسا ایمان مانگتا ہوں جس کے بعد کفر نہ ہو]
گویا اسی ایمان حقیقی کی طرف اشارہ ہے۔ الغرض اس معرفت کا طالب ہونا چاہئے اور جہاں کہیں سے
اس نعمت (معرفت) کی خوشبودار غ میں پہنچے اس کے درپے ہو جانا چاہئے اور گھر بار کو چھوڑ دینا چاہئے
اور رشتہ داروں اور اولاد کو الوداع کہنا چاہئے اس لئے کہ وہ تعالیٰ شانہ سب سے زیادہ محبوب و
مرغوب ہے اس کا حق تمام حقوق پر غالب اور سب سے راجح ہے، **آيَةُ كَرِيمَةٍ قُلْ إِنْ كَانَ آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ
وَأَحْوَابُكُمْ وَأَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيرَتُكُمْ وَأَمْوَالٌ نَّاقَرْتُمْوهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسَاكِينُ تَرْضَوْنَهَا أَحَبَّ إِلَيْكُمْ مِّنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَجَمَاعَةٍ فِي سَبِيلِهِ فَتَرْتَوْنَ أَلَا**

[آپ کہہ دیجئے گا اگر تم کو اپنے باپ دادا، اپنی اولاد، اپنے بھائی، بیویاں، رشتے دار اور وہ مال جس کو تم نے کمایا ہے اور وہ تجارت جس کی کسادبازاری سے تم ڈرتے ہو اور وہ گھر جن کو تم پسند کرتے ہو (اگر تم کو) یہ سب چیزیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اور جہاد فی سبیل اللہ سے زیادہ محبوب ہیں تو تم منتظر ہو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنی عقوبت تم پر نازل کرے] اس حقیقت پر دلالت کرتی ہے۔ میرے مخدوم! عذرا مینر تمہیدات اسی وقت تک ہیں جب تک کہ شوق کی آگ اور طلب کا جنون دل میں پیدا نہیں ہوا ہے اور جب یہ آگ بھڑک اٹھتی ہے اور طلب کا جنون شعلہ زن ہوتا ہے سب تمہیدات چھپ رہے جاتی ہیں اور عذر کی زبان بند ہو جاتی ہے اور جذبِ الہی جل شانہ اس کو بالوں سے کھینچ کر معشوق کی طرف لیجاتا ہے اور محبوب کے کوچے میں پہنچا دیتا ہے بیشک عشق کے راستے میں قدرے جنون بھی درکار ہے اور قیدِ عقل سے تھوڑی سی رہائی بھی ضروری ہے۔

دل اندر زلفِ لیلیٰ بند کار از عقلِ مجنون کن کہ عاشقِ رازیاں دارد مقالاتِ خردمند کی

[دل کو لیلیٰ کی زلف میں قید کر دے اور مجنون کی عقل سے کام کر کیونکہ عقل مندی کی باتیں کرنا عاشق کے لئے نقصان دہ ہے] ہاں بڑھاپا اور جسمانی کمزوری (البتہ) ایک معقول عذر ہے۔ دیگر یہ کہ آپ نے اپنے باطنی احوال اور ان کے شکر و شکایات کی بابت کچھ نہیں لکھا، چونکہ محبت اور باطنی رابطہ قائم ہے (اس لئے) امید ہے کہ اس نسبت میں کوئی نقص واقع نہیں ہوا ہوگا بلکہ اگر ایامِ جدائی کے طویل زمانہ نے اثر نہ کیا ہو تو معاملہ ترقی میں ہوگا کہ ہمارے طریقہ کا مدارِ صحبت پر ہے، بہر حال جہاں کہیں بھی رہیں جمعیتِ (باطنی) کے ساتھ رہیں اور ذکر و فکر میں مشغول رہیں اور کمرِ محبت کو مولائے حقیقی جل شانہ کی عبادت و رضامندی میں چست باندھیں اور باطنی ترقی میں کوشش کریں مِّنْ اَسْتَوٰی یَوْمَآءَ فَهٖمْ مَّغْبُوۡنٌ [جس شخص کے دودن یکساں گزریں یعنی وہ ترقی نہ کرے] تو وہ خسارے میں ہے [دوستوں کو سلامتی ایمان کی دعا سے یاد رکھیں] میرے مخدوم! ایرادِ دینی حاجی محمد شریف نے طے کیا ہے کہ ہم (مخدوم) فقرہ کی صحبت میں رہے اور اس نے بہت سے فوائد حاصل کئے ہیں اور کثرتِ ترقیاں حاصل کی ہیں ان کی والدہ ہمیشہ وہاں پر رہیں تو قہر ہے کہ آپ ان کی خبر گیری کرتے رہیں گے اور ان کی خیریت پوچھتے رہیں گے، والسلام علیکم وعلیٰ سائرین اتبع الہدیٰ۔

مکتوب ۹۳

خواجہ امان اللہ قاضی زادہ برہان پوری کے نام ان کے حال کی شرح اور کمالات نماز کے بیان میں تحریر فرمایا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم و صلوٰۃ و تسبیح دعوات کے بعد عرض ہے کہ آپ کا جو خط شوق و ذوق پر مشتمل تھا پہنچا اس نے خوشوقت کیا، آپ نے لکھا تھا کہ "بعض نمازوں میں ایسی حالت پیش آتی ہے کہ گویا فقیر حضرت صمدیت جل جلالہ سے (اس طرح) کلام کرتا ہے کہ کوئی حجاب و پردہ درمیان میں نہیں رہا اور دست و پنجہ ہو جاتا ہے کہ نماز کو بھول جاتا ہے اور نظر حیرت سے اپنے آپ کو اور اپنے غیر کو نور کے بغیر نہیں دیکھتا اسی اثنا میں خود پر قابو پا کر ہوش میں آتا ہے، اچانک رقت و عاجزی غالب آجاتی ہے اور یہی حالت قرآن مجید کی تلاوت اور دوسری عبادات میں پیش آتی ہے۔" اے سعادت اتنا یہ کیفیت جو آپ کو پیش آتی ہے ایک اعلیٰ کیفیت اور مبارک حالت ہے، (ایسا) کیوں نہ ہو کہ نماز مومن کی معراج ہے جو کیفیت و ذوق کہ نماز سے پیدا ہوتا ہے وہ تمام اذواق و کیفیات ممتاز ہے اور چونکہ نماز میں قرآن مجید کی تلاوت بھی شامل ہے اور حدیث شریف من آزادان تجددت ربک فایقر القرآن (جو شخص یہ چاہے کہ اپنے رب سے کلام کرے تو اس کو چاہئے کہ قرآن مجید پڑھے) کے مطابق قرآن مجید کی تلاوت کرنا (گویا) اپنے پروردگار کے ساتھ بات کرنا ہے خاص طور پر جو تلاوت کہ نماز میں واقع ہو وہ اور ہی درجہ رکھتی ہے اور بہتر ثمرہ لاتی ہے، اور حدیث شریف میں آیا ہے قرآن فی صلوٰۃ خیر من قرآن فی غیر صلوٰۃ الحدیث (نماز میں قرآن کا پڑھنا نماز کے علاوہ قرآن پڑھنے سے بہتر ہے) پس اگر یہ حقیقت (جو آپ نے بیان کی ہے) نماز میں جلوہ گر ہو جس کی شان میں (حدیث شریف میں) آیا ہے اقرب فایکون العبد من الرب فی الصلوٰۃ (نماز میں بندہ اپنے رب سے زیادہ قریب ہوتا ہے) اور تکلم کی کیفیت ظاہر ہو تو گنجائش ہے اور نیز اگر نمازی حجاب کا رفع ہونا محسوس کرے تو مناسب ہے۔ اور حدیث شریف میں وارد ہوا ہے کہ نماز میں وہ حجاب اٹھایا جاتا ہے جو بندہ اور پروردگار کے درمیان ہے، نماز ایک دلربا محبوب ہے جب نمازی کے باطن پر اس کے جمال باکمال کا پرتو پڑتا ہے اور اس کے حسن و خوبی کا ظہور ہوتا ہے تو قریب ہے کہ اس (نمازی) کو مست و بخود کر دے اور اس کو از خود رقت بنا دے اور جب اس کے انوار سے متصف اور اس کے زیور سے آراستہ ہو جاتا ہے تو اپنے آپ کو نور پاتا ہے اور جامعیت انسان کے حکم کے مطابق اپنے غیر کو بھی نور دیکھتا ہے اور اپنے وصف کے ساتھ موصوف جانتا ہے گویا تمام اشیاء میں عارف جلوہ گر ہے جیسا کہ ابتدا میں اپنے آپ کو اور تمام اشیاء کو ذاکر پاتا ہے وہاں (ان اشیاء میں) بھی ذاکر وہ (عارف) ہے کہ وہ (اپنے آپ کو) اشیاء میں مشاہدہ کرتا ہے

۱۳۷
 ۱۔ بیہقی کی روایت کے الفاظ یہ ہیں قراءۃ القرآن فی الصلوٰۃ افضل من قراءۃ القرآن فی غیر الصلوٰۃ (مشکوٰۃ)
 ۲۔ سلم شریف کی روایت کے الفاظ یہ ہیں اقرب فایکون العبد من ربہ وہو ساجد فاکثر والدعاء (مشکوٰۃ)

سنتے ہیں کہ امام اجل حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ نماز میں تھے کہ بیہوش ہو کر گر پڑے اور جب ہوش میں آئے تو ان سے دریافت کیا گیا، انہوں نے فرمایا کہ میں قرآن مجید کی ایک آیت کو بار بار پڑھ رہا تھا یہاں تک کہ میں نے اس آیت کو اس کے مکمل (اللہ تعالیٰ) سے سنا، آپ نے لکھا تھا کہ میں ماہ رمضان میں معتکف تھا میں نے ستائیسویں شب میں طرح طرح کی چیزیں مشاہدہ کیں، خلاصہ یہ کہ وہ شب روشن، منور اور پر نور تھی اچانک فقیر (مجھ) پر ایک حالت و کیفیت رونما ہوئی، ایسا معلوم ہوا کہ یہ رات شب قدر ہے، میرے مخدوم! اس فقیر اور دوسرے دوستوں نے بھی اسی (ستائیسویں) شب میں بچاؤ اور برکات مشاہدہ کئے اور شب قدر کا گمان کیا وَالْغَيْبُ عِنْدَ اللَّهِ [اور غیب کا علم اللہ تعالیٰ ہی کو ہے] دوسرے احوال جو آپ نے دیکھے اور لکھے ہیں اور جو یہاں کہ آپ کو حال میں آنسو و علیہ و علی آلہ الصلوٰۃ والسلام کی جانب سے عطا ہوا ہے وہ سب عمرہ و اعلیٰ ہیں، اللہ تعالیٰ کمال و اکمال کے مراتب میں ترقی عنایت فرمائے۔

مکتوب ۹۲

۱۳۵

خواجہ کی جعفر خاں کے نام قصور کی دیوار و معرفت حاصل کرنے پر رغبت دلانے کے بارے میں تحریر فرمایا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اللّٰهُ تَعَالٰی اِنَّا لَوْنُكَ مَرْدًا جَوْكَ مَحَاہُ كِي كَجِي سَے پاكِ مِي عَلِيَّ عَلٰى آلِهِ
افضل الصلوٰت و افضل الحجات کے طویل آپ کے سینہ کو گھول دے اور آپ کے درجے کو بت کرے اور
آپ کے کام کو آسان کر دے آپ کے گواہی مانگ رہا ہے جو کہ اس سکین کے نام ارسال کیا تھا مشرف کیا۔
آپ سلامتی و عافیت کے ساتھ رہیں اور سنت شوریہ کے طریقہ پر قائم رہیں آپ نے حسن ظن کے طور پر
جو کچھ اس درجہ میں ونگار کے بارے میں لکھا تھا یہ فقیر کسی طرح اس خطبے کے قابل نہیں ہے اور نقص
کو بھی نہ کہ باعث اہل کمال کے ساتھ کچھ شبہ نہیں رکھتا اور اہل اللہ کی حال یا کوریں ہیں پتہ
ع من پیچم و کم زہیچ بسیارے [میں پیچھا کرتا ہوں اور بلکہ پیچھے سے بھی ایک کم ہوں] اس
اس قدر ہے کہ جو کچھ بزرگوں نے اس کا کارہ و عنایت فرمایا ہے جو کہ ان کی ذرا کمال کا قابل ہونے کے باوجود
اس کے حقداروں کو پہنچانا ہے اور اگر کسی ایک میں کچھ لڑائی یا توجہ تانے تو ان کا بڑے انصاف
سے ہے خود کو درمیان میں نہیں دیکھتا ہے۔

ماخوذہ ایم ایس ہمدان زمرطریست (مجموعہ خود کچھ نہیں ہیں یہ سب مطرب کا ماگ ہے)

میرے مشفق و مکرم! ہم اور آپ سے اس دنیائے فانی میں عبادت و بندگی حق جل و علا کی معرفت کا حاصل کرنا مطلوب ہے اور معرفت اس طائفہ عالیہ (صوفیہ) کے نزدیک معروف میں فنا ہوتے بغیر صورت پذیر نہیں ہے۔

سے تو مباشرتاً اصلاً کمال ابن سنت و بس رودر و گم شو وصال ابن سنت و بس

[تو ہرگز نہ رہ کمال یہی ہے اور بس، جا اس میں گم (فنا) ہو جا وصال یہی ہے اور بس]

پس عقلمندوں اور دانشمندوں پر لازم و ناگزیر ہے کہ اپنے حاصل کار و نقد روزگار مقصود و مطلوب میں غور کریں جس شخص کو مذکورہ معرفت حاصل ہے تو اس کے لئے خوشی و بشارت ہے جو کچھ اس کی پیدائش سے مقصود تھا وہ بجا لایا اور انسانی کمال تک پہنچ گیا اور جس شخص کو یہ معرفت حاصل نہیں ہے اس کو اس

کی طلب سے فارغ نہیں ہونا چاہئے اور جہاں کہیں سے اس نعمت کی بُو اس کے دماغ میں پہنچے اس کے دل سے

ہو جانا چاہئے، افسوس ہے کہ جو کچھ اس فانی دنیا میں اس سے طلب کیا گیا ہے وہ اس کو بجا نہیں لانا اور دوسرے امور میں مشغول ہوتا ہے اور جس چیز کی تخریب چاہی گئی ہے اس کی تعمیر کرتا ہے، کل (قیامت کے روز) کس

منہ سے بارگاہِ صمدیت میں آئے گا اور کس جیل سے عذر کی زبان کھولے گا۔

ترسم کہ یار با مانا آشتا بماند تارا من قیامت این غم بجا ماند

[میں ڈرتا ہوں کہ (مبارک) محبوب ہمارے (حال) سے ناآشتی رہے اور یہ غم دامن قیامت تک ہمارے ساتھ رہے]

آپ نے بیمار کی صحت یابی کی دعا کے لئے کہا تھا، برادرِ شیخ محمد علیم نے ان دنوں میں اور پہلے بھی اس قصہ کو تفصیل کے ساتھ لکھا تھا دعا و توجہ جو کچھ (ہم) فقار کا معمول ہے اس میں کوتاہی نہیں کی گئی،

بیش از بیش کی گئی ہے اور قبولیت کے آثار بھی معلوم ہوئے ہیں حضراتِ خواجگانِ عالی شان کا ختم بھی درویشوں کی جماعت کے ساتھ بارہا پڑھا گیا ختماتِ نورانی ظاہر ہوئے انشاء اللہ تعالیٰ صحت ہے،

ہم امیدوار ہیں کہ اس خط کے پہنچنے سے پہلے ہی رو بصحت ہو گئے ہوں گے۔ ص

باکریاں کار ہادشوار نیست [کرمیوں کے لئے کوئی کام دشوار نہیں ہے]

میرے مخدوم و مکرم! ما سوائے حق جل و علا کی گرفتاری امراضِ قلبیہ میں سب سے شدید مرض ہے

اس کے ازالہ کی فکر، ہم مقاصد میں سے ہے ص

وزفانہ اگر کس است یک حرف بس است [اگر گھر میں کوئی ہے تو ایک حرف (ہی) کافی ہے]

(خدا کرے) ظاہری و باطنی نعمت میں ترقی ہو۔



مکتوب ۹۵

شیخ علیم جلال آبادی کے نام ظاہری و باطنی نعمتوں کا شکر ادا کرنے پر ترغیب دینے کے بارے میں تحریر فرمایا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَ السَّلَامُ عَلٰی عِبَادَةِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اللّٰهُ تَعَالٰی اَلْکَمَالَ وَ اَلْکَمَالَ کَ الْعُلٰی مَرْتَبَةً تَحْتَ اَسْمَائِهِ (آپ کا) مکتوب گرامی پہنچ کر مسرت بخش ہوا اور اس کے حقائق واضح ہوئے، آپ نے حلقہ ذکر کی رونق اور دوستوں کی ترقی کے بارے میں لکھا تھا اللّٰهُمَّ زِدْ لَنَا اَشْرًا وَ زَادًا یَزِیْدُنَا اَشْرًا وَ زَادًا یَزِیْدُنَا اَشْرًا وَ زَادًا یَزِیْدُنَا اَشْرًا (اللہ تعالیٰ نے تم پر اپنی ظاہری و باطنی نعمتوں کو پورا کر دیا) پس جس کو نعمت عطا ہوئی ہے اس کو چاہئے کہ ظاہر و باطن سے اس عز و جل کے شکر میں مشغول رہے اور صورت و معنی میں حضوری کے ساتھ رہے اور اس کے غیر کے ساتھ اس کی اجازت کے بغیر مشغول نہ ہو، اس لئے فرمایا ہے وَ ذَرُّوا ظَاهِرًا اِلٰی نُوْرٍ یَّאْخُذُ بِالْجَنَّةِ (اور تم ظاہری و باطنی گناہ کو چھوڑ دو) تاکہ ظاہری گناہ کے ترک سے ظاہری نعمتوں کا شکر ادا ہو اور باطنی گناہ کے ترک سے کہ منجملہ ان کے ماسوا کے ساتھ وابستگی و التقات ہے باطنی نعمتوں کا شکر حاصل ہوتا ہے بزرگوں نے کہا ہے کہ شکر سے مراد بندہ کا ان تمام چیزوں کو جو اللہ تعالیٰ نے اس پر انعام فرمائی ہیں یعنی اپنے اعضا اور ظاہری و باطنی قوتوں کو ان مقاصد میں استعمال کرنا ہے جن کے لئے اللہ تعالیٰ نے ان (اعضا و قوی) کو پیدا کیا اور اس (بندے) کو عطا فرمایا ہے، اس کے باوجود اللہ جل و علا کی تدبیر سے بے خوف نہ رہے اور ڈرتا اور کانپتا رہے،

فَلَا یَاْمَنُ مِمَّا مَكَرَ اللّٰهُ اِلَّا الْقَوْمُ الْخٰسِرُوْنَ (پس اللہ تعالیٰ کی تدبیر سے خاسرے والی قوم ہی بے خوف رہتی ہے)

مکتوب ۹۶

بدر بیگ سمرقندی کے نا ان کی کیفیات کی وضاحت اور احوال کی شرح میں تحریر فرمایا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَ السَّلَامُ عَلٰی عِبَادَةِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اللّٰهُ تَعَالٰی اَلْکَمَالَ وَ اَلْکَمَالَ کَ الْعُلٰی مَرْتَبَةً تَحْتَ اَسْمَائِهِ (آپ نے جو مکتوب مغرب محبت کے باعث

بھیجا تھا چونکہ دوستوں کی سلامتی کی خبر دینے والا اور پسندیدہ احوال پر مشتمل تھا (اسلئے) اس کے مطالعہ نے بہت زیادہ خوشی بخشی۔ آپ نے قلبی وسوسے کے دور ہونے کی بابت لکھا تھا کہ "اس طرح پر رُوب ہو گیا ہے کہ اگر ہزاروں سال گزر جائیں تو بھی ماسوی اللہ کا خیال دل پر نہ گزرے الخ" میرے مخدوم دل سے غیر اللہ کا خیال بالکل دُور ہو جانا فناء قلب ہے اور ولایت کا پہلا درجہ ہے، بزرگوں نے کہا ہے جب تک نہ پائے ربانی حاصل نہیں ہوتی، قلب کو جو ماسوا سے کئی قطع تعلق حاصل ہوتا ہے اور تعلقات و مواعظ سے ربانی حاصل ہوتی ہے وہ یافت زبان اور معرفت کے بغیر نہیں ہے۔ آپ نے لکھا تھا کہ میں ایک رات بیداری میں دیکھتا ہوں کہ ایک نور نقطہ کی صورت میں ظاہر ہوا، اس نے میرے تمام وجود کو احاطہ کر لیا، معلوم ہوا کہ لطیف قلب و روح و خفی سب فنا ہو گئے گویا ایک ہڈی کا ٹکڑا باقی رہ گیا۔ یہ دید (آپ کے لئے) قلب کی مانند تمام لطائف کی فنا کی بشارت ہے لیکن تعجب ہے کہ آپ نے ستر کے بارے میں نہیں لکھا معلوم نہیں کہ کیا راز ہو گا اور اس فقیر نے عالم امر کے تمام لطائف کی فنا کی علامات اور (ان میں سے) ہر ایک کے خواص ایک مکتوب میں لکھے ہیں اُن معانی (علامات) کو اپنے اندر ملاحظہ کریں۔ آپ نے لکھا تھا کہ "تہجد کے وقت ایک اچھی حالت رکھتا تھا التحیات پڑھتے وقت اپنے آپ کو ایسا ایست پایا کہ (رب العزت) خود اپنے آپ سے سوال کرنے والا اور خود اپنے آپ کو جواب دینے والا ہے معراج کی بات میں جو حالت کہ سرور عالمیان علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت رب العزت کے درمیان التحیات پڑھنے میں واقع ہوتی تھی بعینہ وہی ظاہر ہوئی کہ گویا (گفتگو) اس کترین اور رب العزت تعالیٰ و تقدس کے درمیان ہے۔" میرے مخدوم اپنے آپ کو ایست پانا اور سوال و جواب سب حق تعالیٰ سے دیکھنا ایک عجیب حالت ہے گویا آپ کی زبان اس وقت میں شجرہ موسوی کے حکم میں ہو گئی تھی اور یہ یافت فنا و بقا کی خبر دینے والی ہے، اور یہ جو اس کے بعد آپ نے لکھا تھا کہ "اس کترین اور حضرت رب العزت کے درمیان ہے" یہ بظاہر سابق سے مطابقت نہیں رکھتا کیونکہ وہاں (ما سبق میں) آپ نے سوال و جواب و نزل سے کچھ وقت موب کئے ہیں اور اپنی نفی کی ہے اور یہاں آپ اپنا اثبات کیا ہے وہ مقام ولایت کے مناسب ہے۔" ان میں سے، آپ نے لکھا تھا کہ "ریقہ مراقبہ میں تھا ایک نہایت لطیف نور ظاہر ہوا اس کترین کو اس نے زیادہ لطفہ جسم سطر غائب ہو گیا" میں اپنے آپ کو ایک علم سے تعبیر کرتا تھا جو اس نور کا شاہدہ کرنے والا تھا اس کے بعد لطیفہ رحیمی سے ایک نہایت لطیف بے کیف نور فوارہ کی مانند اوپر کی طرف چڑھتا تھا میرے مخدوم! شاید کہ یہ آپ کے عین ثابتنہ نور ہو کہ اس کے چہرے کے وقت آپ کا وجود بشریت چھپ گیا اور اس نے خود خود جلوہ فرمایا ہے

۱۴۱

مراد یگر بجائے خود نہ بینی جو جاں آئی بجان من شبنی

(تو دوبارہ مجھ کو اپنی جگہ پر نہ دیکھے، تو جان کی مانند لے اور میری جان میں بیٹھے) والسلام اولاً و آخراً۔

مکتوب ۹۷

شیخ فقیر اللہ ننگالی کے نام نصیحت کے بارے میں تحریر فرمایا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم حمد و صلوة و تبلیغ دعوات کے بعد عرض ہے کہ اس نوحہ کے احوال اطوار حمد کے لائق ہیں امید ہے کہ آل برادر (آپ) بھی جمعیت کے ساتھ ہوں گے اور شریعت عالیہ و سنت منورہ مصطفویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام والتحیۃ کے طریقہ پر قائم ہوں گے۔ آپ نے جو خط ازراہ محبت جہان آباد سے بھیجا تھا اس نے پہنچ کر خوش وقت کیا اور جو خط آپ نے پٹنہ سے ارسال کیا تھا وہ بھی پہنچا، اپنے اوقات کو طاعات و عبادات اور ذکر و فکر میں صرف کریں اور سفر طویل (آخرت کے سفر) کا زاد راہ بنیاد کریں آیہ کریمہ و لنتنظر نفس ما قدّمت لبعثہا من نفس کو غور کرنا چاہئے کہ اس نے کل (قیامت) کے لئے کیا کیا (بھیجا ہے) [کے مضمون پر اچھی طرح غور کریں اور گوشہ نامرادی و گوشہ مسجد کو ترک نہ کریں اور مساکین و اہل جمعیت کے ساتھ صحبت رکھیں اور اہل تفرقہ و امر سے دور رہیں اور بلا ضرورت ان کے ساتھ نہ بیٹھیں، آیہ کریمہ و اصبر لنفسک مع الذین یدعون رکبکم بالعداۃ و العشیٰ یریدون مع وجہ [اور اپنے آپ کو ان لوگوں کے ساتھ پابند رکھئے جو صبح و شام اپنے رب کو محض اس کی رضامندی کیلئے یاد کرتے ہیں] اور پڑھیں، طالبان حق جل و علا کی خدمت اور رجحونی کریں اور اپنی توجہات کو ان سے نہ روکیں و در و افتادہ دوستوں کو خیر و سلامتی ایمان کی دعا کے ساتھ یاد رکھیں، والسلام اولاً و آخراً۔

مکتوب ۹۸

خواجگی کے نام قنایت کے حاصل کرنے اور وقت کو معمر رکھنے پر ترغیب دینے کے بارے میں تحریر فرمایا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم حمد و صلوة کے بعد عرض ہے کہ جو خط آپ نے ان دنوں میں بھیجا تھا پہنچ کر مسرت بخش ہوا، نسبت باطن کو عزیز جانیں اور اس کی اچھی طرح محافظت کریں، شاید کہ معرفت کے پھولوں میں سے کوئی پھول آپ کے باطن میں کھلے اور قرب اور پوتے وصال کی خوشخبری لائے اور بخود کر دے اور ہستی مومنین کو درمیان سے اٹھا دے اور عدمیت ذاتی ظاہر ہو جائے اور حضور خود بخود جلوہ گر ہو جائے، مختصر یہ کہ کوشش کریں کہ وقت بیکار نہ گذرے اور باطل حق نما اپنا فریضہ بنالے اور جہان آباد پٹنہ کے قریب ایک ٹھکانہ ہے۔

قُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا ۝۱۴۸ [آپ کہہ دیجئے کہ حق آیا اور باطل مٹ گیا بیشک باطل ٹٹنے ہی والا تھا] کا حاکم بشریت کے ممالک پر غلبہ پالے اور (اس کو) اپنے تصرف میں لے آئے اور ان ممالک کے خزانوں اور دہنیوں کو اس نسبت عالیہ کی دہنیوں کے مہروں میں ادا کرے اور جب تک اسے اُس و شوق کے چھپرے پر اس دہن کا ہم آغوش رہے اور ہمیشہ شراب وصال سے بخود رہے، والسلام اولاً و آخراً۔

مکتوب ۹۹

شیخ حسین منصور جالندھری کے نام ان کے احوال کی شرح میں مع بشارت عالی کے تحریر فرمایا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَ سَلَامٌ عَلٰی عِبَادِهِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اِکْرَامِیْ نَامَہ پینچر مسرت بخش ہوا، اللہ سبحانہ کی حمد ہے کہ فقیر کو ان دنوں میں صحت کلی حاصل ہے اگرچہ (ابھی) پیدل نہیں چل سکتا لیکن پالکی میں بیٹھ کر مسجد میں (صرف) چار نمازوں میں جاتا ہوں اور دو سنتوں کو خطوطاً بھی لکھتا ہوں آپ نے لکھا تھا کہ "اعلام والہام کے حکم کے مطابق اُس تعالیٰ شانہ کی بارگاہِ قدس میں منوجہ ہو کر بعض عوارض کے منکشف ہونے کی طلب کرتا ہوں تو اعلام والہام کے طور پر ظاہر کر دیا جاتا ہے، اس نعمت کا شکر بجالائیں، اللہ تعالیٰ خطا و غلطی سے محفوظ رکھے اس لئے کہ کشف میں اس (خطا و غلطی) کا احتمال واقع ہونا ثابت ہے اگر امور کوئی (حوادثِ یومیہ دنیویہ) کے کشف میں خطا ہو جائے تو معمولی بات ہے اور اسرار الہیہ اور ان کے مناسب امور یعنی اعتقادات و عبادات کے کشف میں کسوٹی شریعتِ حقہ ہے جو کشف کہ شرعی قوانین کے موافق ہو اور ان سے متضاد نہ ہو وہ اعتماد کے قابل ہے اور جو ایسا نہیں ہے (بلکہ متضاد ہے) وہ قابلِ اعتماد نہیں ہے۔ آپ نے لکھا تھا کہ "میں حقیقت کعبہ کے ساتھ متحقق ہونا پاتا ہوں تو (خواجہ محمد معصوم قدس سرہ) بھی غائبانہ توجہ کر کے کچھ لکھتے ہیں میرے مخدوم! معاملہ نازک ہے غائبانہ توجہ پر اکتفا نہیں کی جاسکتی، اگر ملاقات مقدر ہے تو انشاء اللہ تعالیٰ سامنے موجود ہونے میں اس معاملہ کی تشخیص کی جائے گی، اس کے باوجود (یہ فقیر) توجہ سے دریغ نہیں کرتا، اگر کچھ واضح ہو گیا تو انشاء اللہ تعالیٰ لکھا جائیگا۔ خط لکھنے کے بعد جب اس بارے میں غور کیا تو اس مقامِ نادر سے

آپ کے لئے کچھ معلوم ہوا، والغیب عند اللہ سبحانہ [اور غیب کا علم اللہ سبحانہ کو ہے] -

والسلام اولاً و آخراً

ۛ

مکتوبات

علامہ محمد باقر لائپوروی کے نام اُن کے خطوط کے جواب میں تحریر کیا جا چکا کہ اُن کے اور ان کے اصحاب کے لئے احوال اور مبارک کیفیات پر مشتمل تھے۔

بسم الله الرحمن الرحيم و ملوۃ و ارسال تسلیمات کے بعد عرض ہے کہ آپ کے تین خطوط ایک ہی ردیگے پہنچے، چونکہ فقیر کو نفاہت تھی (اس لئے) جواب نہیں دے سکا تھا۔ جبکہ صحت حاصل ہو گئی ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے لکھنے کی طاقت آگئی ہے، آپ کے تینوں خطوط تلاش کے بعد مل گئے، پہلا خط جو آپ نے برآمد سے لکھا تھا اس کے اثر و تاثرات، اور جو آپ نے لکھا ہے تو بہت زیادہ حصہ لکھا گیا ہے اور ان کے حاشیہ کا اکثر حصہ درست رہ گیا ہے، دوسرے دو خط درست ہیں (یعنی فقیر) ہر ایک کا محل جواب لکھا ہے۔ پہلے خط میں لکھا ہوا تھا کہ ”ظہر کی نماز میں چند مرتبہ کوئی چیز جو یہ ہنسی کی حالت ہوگی اُس جانب سے اپنے باطن میں پاتا تھا فرض نماز میں خاص طور پر امامت کی حالت میں ایک ایسی لذت و فحاشی آتی ہے کہ کیا عرض کرے۔“ اے سعادت آثار! ہنسی کا ظاہر جو تا کمال رضامندی کی خبر دینے والا ہے، خاص طور پر وہ جو کہ نماز میں پیش آتی ہے کہ وہ اصل سے تعلق رکھتی ہے اور لذت و فحاشی کیا کلام ہے کہ نماز میں کئی مرتبہ اور کمال تر ہے، اکمال اور رفع حجاب کا مقام ہے اور سب سے بڑا حجاب، انسان کا نفس ہے، اور یہ جو آپ خود کو عورتوں اور بے ریش لڑکوں کے زیورات سے آراستہ اور کبھی ایک، ہوتے، کی صورت میں جو کہ بے ریش لڑکوں کے لباس سے مزین ہے پاتے ہیں، یہ دیداریمان و اعمالی صالحہ کی زینت ہے اور قبولیت کے آثار اور محبت کی نشانی رکھتی ہے، اور آپ خود کو جو مثلاً تمام علم یا قدرت اور تمام قلب یا روح اور تمام خاک یا آتش سمجھتے ہیں یہ بقا باللہ کے آثار میں سے ہے، بزرگوں نے کہا ہے ”ثبات اللہ کلہ علمہ و کلہ قدرہ“ [اللہ تعالیٰ کی ذات تمام علم اور تمام قدرت ہے] اور یہ جو آپ لفظاً علم اپنی دو بروقتوں کے درمیان اپنی پیشانی پر لکھا ہوا دیکھتے ہیں ہو سکتا ہے کہ اس وجہ سے ہو کہ آپ کامیاب رہیں صفت علم ہو، اور یہ جو آپ دنیا کے بنانے والے [اللہ تعالیٰ] کو نہ عالم میں داخل اور نہ عالم سے خارج اور نہ اس کے متصل اور نہ اس سے جُدا دیکھتے ہیں نہایت اعلیٰ اور حقیقت کے مطابق ہے، آپ نے لکھا تھا کہ آج کل ”اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ“ [اللہ ہی اللہ کا ذکر کرتا ہے] کے معنی نے نمایاں پر توڑ ڈالا۔ بیچارہ سالک ابتداء سے انتہا تک اس کلمہ کے ساتھ

کلام کرنا ہے اور تجلی صوری سے الی ماشارا اللہ تعالیٰ اپنے آپ کو اس کلام کے مضمون کے ساتھ متحقق سمجھتا ہے ایمان و شخص کہ اس کی حقیقت تک پہنچ گیا ہو اور شرک کی باریکیوں سے پوری طرح رہائی پا چکا اور توحید کی آیت سے جا ملا ہو عقدا کا حکم رکھتا ہے (یعنی نایاب ہے) اس معنی سے جس قدر بھی نصیب وقت مہربان اور شرک کی باریکیوں سے جتنی بھی رہائی حاصل ہو جائے غنیمت ہے۔

آپ نے دوسرے خط میں اپنی کیفیات میں سے جو یہ لکھا تھا کہ "کبھی حقیقت کعبہ اور کبھی حقیقت قرآن مجید اور کبھی اس درجہ کا افلاس کہ اصل ایمان کے ساتھ کبھی مناسبت نہ رکھتا ہوا اور کبھی ایمان بالغیب و معاملہ اقربیت اور کبھی بعض افعال میں اپنے ساتھ ایک دنیا کی مشارکت سمجھتا ہے جیسا کہ آج ظہر کی نماز میں امامت کی حالت میں گویا ایک دنیا قیام و رکوع و سجود و قرارت اور تسبیح میں فقیر کے ساتھ شریک تھی" اس کے مطالعہ نے خوش وقت کیا، (یہ) احوال اعلیٰ اور معقول ہیں اور بعض اعمال میں افراد عالم کی شرکت استعداد کی جامعیت اور اس اسم کی جامعیت کی خبر دینے والی جو کہ (اس کا) مبداء تعین ہے گویا دوسرے اس کے اجزا ہیں اور کل کے فعل میں اجزا کو شریک پاتا ہے۔ اور یہ جو آپ نے لکھا ہے چاہئے کہ حقیقت قرآنی مرتبہ صفات ہیں ہوا اور اس کا اظہار مرتبہ ولایت کبریٰ میں ہو ذات کے اسما و صفات سے جدا و ممتاز ہونے کے بعد اس حقیقت کے منکشف ہونے کی کیا وجہ ہوگی؟ جو اب یہ شبہ سامنے موجود ہونے سے تعلق رکھتا ہے اور یہ جو آپ نے اپنے دوستوں کے احوال یعنی (کسی کا) دائرہ ظلال کو قطع کرنا اور کسی دوسرے کا ولایت کبریٰ سے حسد پانا اور اپنے اندر دائرہ ظلال کے پانے کے بعد اس دائرہ کا منہدم ہونا اور اس میں مخلوقات کی صورتوں کو دیکھنا اور اس دائرہ کے منہدم ہوجانے کے بعد بطن بطون میں نور لطیف کا مشاہدہ ہونا وغیرہ کے بارے میں لکھا ہے اوہ سب درست و سنجیدہ ہیں، حق سبحانہ ہمیشہ ترقیات عطا فرمائے۔

تیسرے خط میں لکھا تھا کہ (یہ فقیر) مراقبہ میں بیٹھا تھا اپنے اوپر نہایت نفیس زرین خلعت پایا اور بعض اوقات ایسا پاتا ہے کہ گویا (خیمہ کی) رسیاں اس مسکین کے باطن میں ڈال دی گئی ہیں اور کھینچا جا رہا ہے۔ ایک مرتبہ ایسا ظاہر ہوا کہ اس عاصی کے گناہوں کو معاف کر دیا گیا ہے۔ بہت اعلیٰ چیزیں اور عظیم نعمتیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ اجل شائے کا شکر بجالائیں اور مزید ترقیات کے طالب رہیں شکر سے مراد بندہ کا ان تمام چیزوں کو جو اللہ تعالیٰ نے اس پر انعام فرمائی ہیں یعنی اپنے اعضا اور ظاہری و باطنی قوتوں کو ان مقاصد میں استعمال کرنا ہے جن کے لئے اللہ تعالیٰ نے ان (اعضا و قوتوں) کو پیدا کیا اور اس (بندے) کو عطا فرمایا ہے، اور اس قسم کا شکر ادا کرنے والے بہت ہی تھوڑے

۱۲۵

لوگ ہیں: وَقَلِيلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّاكِرِينَ [اور میرے بندوں میں سے بہت کم لوگ شکر ادا کرتے ہیں] رخص قطع ہے، جو سجانہ کی طرف سے نعمت و عنایت ہے کہ (آپ کو) اس قسم کا خلعت پہنایا گیا اور اور گناہوں کی معافی کی بشارت دیتا ہے (اللہ تعالیٰ کی) عنایت ہے کہ محبت کے حلقوں اور جذب کی رسی سے کشاں کشاں لے جاتے ہیں اور مقصد تک پہنچاتے ہیں،

گر نیاید بخوشی موئے کشانش آرند [اگر وہ خوشی سے نہ آئے تو اس کے بال کھینچا لاتے ہیں] انسان کی کوشش کی کیا حیثیت ہے کہ جو اس طرح سے مقاصد تک پہنچائے جو چیزیں کہ آپ لکھتے ہیں جب تک (اللہ تعالیٰ کی) عنایت دستگیری نہ فرمائے اور معشوق کی کوشش رہبری نہ کرے انسان کی طاقت سے باہر ہیں، کسی نے خوب کہا ہے

مراگر تو سین دل نیست در راہ کمنڈ زلف او ہم نیست کوتاہ
اگر میرے دل کا گھوڑا لاسا ہے تو کیا ہوا، اس کی زلف کی کمنڈ بھی تو کوتاہ نہیں ہے [والسلام] اولاً و آخراً۔

مکتوبہ سنیہ

نیز ملا محمد باقر لاہوری کے نام ان احوال کی شرح میں تحریر فرمایا جو کہ انھوں نے لکھے تھے۔
بسم اللہ الرحمن الرحیم حمد و صلوة و ارسال تسلیمات کے بعد عرض ہے کہ آپ کا مکتوب مرغوب پہنچا، آپ نے جو اپنے جسم پر خلعت عالی کے پانے اور اپنے اندر انوار بے کیف کے مشاہدہ کرنے اور سینہ میں نور کے ظاہر ہونے کے جس کی مانند اس سے پہلے نہیں دیکھا تھا اور اس کو فضل و کرم کا اور تصور کرنے پھر اس (نور) کے پوشیدہ ہوجانے اور حقیقت قرآنی کے ظاہر ہونے کی بابت لکھا تھا واضح ہوا اور مخلوط کیا شاید کہ اس حقیقت کا پرتو آپ کے باطن پر چمکا ہے کہ جس نے آپ کو اس تصور میں ڈال دیا ہے، حق سجانہ و تعالیٰ اس نادر مقام سے کامل حصہ عطا فرمائے، اور جو نور کہ آپ نے سینہ میں دیکھا تھا اور اس کو نور فضل سمجھا تھا ہم امید رکھتے ہیں کہ یہ وہی فضل ہوگا کہ اس مقام میں کمالات کا حاصل کرنا محض فضل و کرم سے ہے علم و عمل کا اس مقام میں (کوئی) اثر و نتیجہ نہیں ہے اس مقام میں ترقی فضل و احسان پر موقوف ہے اور یہ مقام اصالت کے طور پر نیا یا اول العزم علیہم الصلوٰت و التسلیمات کے ساتھ مخصوص ہے اور دیکھنے امتیوز ہیں سے کس کو اس نعمت سے نوازتے ہیں

باکرمیاں کار ہا دشوار نیست [کرمیوں کے لئے کوئی کام مشکل نہیں ہے]

والسلام علی من اتبع الهدی

مکتوبات

ملا محمد امین حافظ آبادی کے نام اُن کے خط کے جواب میں مع بشارت کے تحریر فرمایا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم اللہ تعالیٰ آپ کو اپنے پسندیدہ طریقہ پر قائم رکھ کر ہمیشہ ترقیات عطا فرمائے
آپ کا خط جو کہ شوق و محبت کے اظہار پر مشتمل تھا اس نے پہنچ کر خوش وقت کیا حق سبحانہ و تعالیٰ شوق کے
شعلہ کو مشتعل اور محبت کی آگ کو بلند کرے یہاں تک کہ مقصدِ اعلیٰ تک پہنچائے اور ظل سے اصل تک
لیجائے۔ آپ نے لکھا تھا کہ ”کبھی کبھی اسم باطن میں سیر کی ابتداء محسوس ہوتی ہے۔“ امید ہے کہ یہ احساس
منتقل ہو جائے گا البتہ اس قدر معلوم ہوتا ہے کہ اس مقام سے کچھ حصہ الچھل طور پر ہو آپ کو حاصل ہو
اور اس بے پایاں سمندر سے ایک قطرہ آپ کے حلق میں ٹپکایا گیا ہے۔ وَالْعِلْمُ عِنْدَ اللَّهِ سُبْحَانَ
[اور صحیح علم اللہ سبحانہ کو ہے] والسلام

مکتوبات

محمد صدیق ولد شیخ محمد صالح تھا نیسری کے نام ان کے خواب کی تعبیر میں تحریر فرمایا۔

حمد و صلوة کے بعد بیان کیا جاتا ہے کہ جو حال آپ نے لکھا تھا اور اس کی تعبیر دریافت کی تھی واضح
ہوا، اسے سعادت آنا یا یہ خواب اگر اچھے خوابوں میں سے ہے اور پریشان خوابوں میں سے نہیں ہے تو
اس کی تعبیر و طرح پر ہو سکتی ہے اول یہ کہ یہ خواب ظاہر پر محمول ہو، حق تعالیٰ قادر ہے کہ یہ معنی
نصیب فرمائے اور ایسی قبولیت عطا کرے کہ اہل بدعت کے سردار و امراء اور سلاطین آپ کے ہاتھ پر
توبہ اور رجوع کریں اور طریقہ اخذ کریں اور ان میں اثر پیدا ہو جائے اور مل کر حرمین شریفین جائیں الخ۔
دوسری (تعبیر) یہ کہ آدمی ایک جامع نسخہ ہے علویات و سفلیات میں سے جو کچھ عالم کبیر میں ہے
وہ سب انسان میں ہے اُس میں عالم خلق ظاہر ہے اور عالم امر کا بھی (اس میں) نشان ہے شیطانی
صفاتِ ذمیہ (بھی) اس میں موجود ہیں اور نیک صفتِ حمیدہ بھی (اس میں) ثابت ہیں اہل بدعت
کا توبہ کرنا اور طریقہ اخذ کرنا گویا صفاتِ ذمیہ کا صفاتِ حمیدہ کے ساتھ تبدیل ہونا اور طریقہ کی
برکات سے اس لطیفہ کا فیضیاب ہوتا ہے کہ جس کے ساتھ یہ صفات قائم ہیں اور دو بادشاہ گویا اُن

دو لطیفوں سے کنایہ ہیں جو کہ لطائف کے سردار ہیں (یعنی) عالم امر کے لطائف خمسہ کا سردار قلب ہے اور عالم خلق کے لطائف خمسہ کا سردار نفس ہے، نفس اہل بدعت کے بادشاہ سے مناسبت رکھتا ہے اور وہ جو عالم امر سے ہے وہ اہل سنت کے بادشاہ سے مناسبت رکھتا ہے اور ان دو بادشاہوں کا تویہ کرنا اور توجہ لینا اور آپ کے ہمراہ حرمین شریفین تک جانا اور ایک کا اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو خواب میں دیکھنا گویا ان دونوں لطیفوں کے نزکیہ سے کنایہ ہے اور ان کا کمال تک پہنچنا اور اس طریقہ عالیہ سے حصہ پانا اور حرمین شریفین جانا عروج کے ساتھ مماثلت رکھتا ہے اور اس فقیر کے اشارہ سے پھر وطن آنا نزول کے ساتھ مشابہت رکھتا ہے۔ جانا چاہئے کہ خواب و حال صحیح ہونے کی صورت میں بشارت سے زیادہ نہیں ہے قوت و استعداد کی بشارت دینے والا ہے غالب طور پر حصول کی دلیل نہیں ہے سخت محنت کرنی چاہئے تاکہ معاملہ قوت سے فعل میں آجائے اور گوش سے آغوش تک پہنچے۔ والسلام علی من اتبع الهدی۔

مکتوبات

شیخ محمد اشرف کھانہ منہدی کے نام نصیحت کے بارے میں تحریر فرمایا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم حمد و صلوة و تسلیع دعوات کے بعد عرض ہے کہ آپ نے جو خط ازراہ شوق و محبت بھیجا تھا وہ پہنچ کر مسرت بخش ہوا، امید ہے کہ شوق کی آگ مشتعل اور محبت کا شعلہ سر بلند ہوگا تاکہ ماسوائے پوری طرح آزاد کردے اور قرب کی منازل تک پہنچائے اوقات کو ذکر و فکر کے ساتھ معمور رکھیں اور قیامت کا زاوڑہ تیار کریں، پیغمبر علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت کو مضبوط پکڑیں اور بدعت و اہل بدعت سے الگ رہیں، اہل بدعت کی آہل النار اہل بدعت روزخیزوں کہتے ہیں آپ نے سنا ہوگا، اہل سعادت انامیماں محمد باقر وہاں پر غنیمت ہیں ان کے ساتھ صحبت رکھیں اور ان سے توجہ لیں اور فقیر کا سلام پہنچائیں، والسلام اولاد و اخرا۔

مکتوبات

میر شرف الدین حسین اندجانی کے نام اس معاملہ کے بارے میں جو کھٹالال و اصول سے یاد رہے

مع آیه کریمہ لیسْفُونَ مِنْ رَحْمَتِي فَخْتَوْمِ طَلَايَةِ كِي تَاوِيلِ مِیْنِ تَحْرِیرِ قَرِیْبًا۔

حمد و صلوة و ارسال تسلیمات کے بعد عرض ہے کہ اس نواح کے فقہار کے احوال حمد کے لائق ہیں امید ہے کہ آل عزیز (آپ) بھی عافیت و جمعیت سے ہوں گے اور طریقہ پسندیدہ پر قائم ہوں گے اور ظل سے اصل کی طرف آئیں گے بلکہ اصل کو بھی ظل کی طرح پیچھے چھوڑ دیں گے اور جو کمال کہ ہمارے نزدیک معتبر ہے وہ ظلال و اصول سے ماوراء ہے اصل (بھی) ظل کی طرح اس دولت سرا سے راستہ میں ہے، وَفِي ذَالِكَ قَلِيلًا مِّنَ الْمُتَنَبِّهِينَ (اور اس میں رغبت کرنے والوں کو رغبت کرنی چاہئے) اصول سے گزرنے کے بعد معاملہ ذاتِ تعالیٰ کے ساتھ ہے ذاتِ تعالیٰ یا اعتبارات میں سے کسی اعتبار سے ماخوذ ہے کہ جس کی تعبیر رَحْمَتِي فَخْتَوْمِ (مہر لگی ہوئی خالص شراب) سے کی گئی ہے یعنی خوشبودار خالص شراب خَتَامُهُ مِسْكٌ (اس کو مشک سے مہر کیا گیا ہے) اس کے برتنوں پر مشک کی مہر ہے، خالص خوشبودار شراب، گویا اشارہ اس پیز کے ساتھ ہے کہ تعلق اور رنگوں کی مناسبت سے خالص ہے اس لئے کہ دائرہ ظل چونکہ عالم امکان کی اصل و مبداء ہے عالم امکان کے ساتھ اس کا کچھ تعلق موجود ہے اور دائرہ اصل دائرہ ظل کی اصل ہے (اس لئے) اس کو بھی ایک گونہ مناسبت اس عالم کے ساتھ ثابت ہے اور رَحْمَتِي فَخْتَوْمِ (مہر لگی ہوئی خالص شراب) اس تعلق و مناسبت سے بالائز اور آزاد ہے اور اس شراب کے برتن ابرار کے باطن ہیں اور ختام مسک (مشک کی مہر) محبت ذاتی ہے جو کہ شرکت سوتل ہے کا غبار کے وصول کی مانع ہے جو کہ اس محبت کو نہیں پہنچے ہیں اور عالم سفلی کے مجوس ہیں اور ظلال کی قید اور اصول کی چار دیواری میں ہیں اور چونکہ ذات اس مقام میں اعتبار سے ماخوذ ہے مثلاً اعتبار مسجودیت وغیرہ، اس کی تعبیر مَزَاجُهُ مِنْ تَسْنِيمٍ (اس کو تسنیم (جنت کی ایک نہر) سے مرکب کیا گیا ہے) سے کی گئی ہے اور یا نسبتوں اور اعتبارات سے خالی و مجرد ذات (مراد) ہے کہ اس مقام پر حصہ مقررین کے لئے ہے جیسا کہ ارشاد ہے) عَيْنًا يَشْرَبُ بِهَا الْمُقَرَّبُونَ (وہ ایک چشمہ ہے جس سے مقررین پیتے ہیں) اس قسم کی محبت ذاتی جو اعتبارات کی آمیزش کے بغیر مقررین کی روزی ہے، والسلام

مکتوبات

مرزا محمد تقی کے نام بلند متنی اور محبوب حقیقی جلت عظمت کے ماسوا کی طرف متوجہ ہونے کے بارے میں تحریر فرمایا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ حمد و صلوة و ارسال تسلیمات کے بعد عرض ہے کہ گرامی نامہ نے مشرف کیا

سلامتی و عافیت کے ساتھ رہیں اور شریعت عالیہ و سنت منورہ کے طریقہ پر قائم رہیں اور صورت سے حقیقت کی طرف آئیں اور لفظ سے معنی کی طرف مائل ہوں، کسی نے خوب کہا ہے

قومے ز وجود خویش فانی رفت ز حروف در معانی

(ایک قوم اپنے وجود سے فانی رہے خبر ہے وہ حروف سے معانی کے اندر چلی گئی ہے)

اعلیٰ ہمتی اور بلند فطرتی ایک ایسے مطلب کو چاہتی ہے جو کہ دوام و ہمیشگی کے ساتھ موصوف ہو اور فنا و زوال کی گرد آس کے پاک دامن کو نہ پہنچی ہو اور جو چیز کہ ہلاکت کے مقام میں ہے وہ قابل توجہ نہیں ہے اس کا تعلق و گرفتاری بعد و جریان کا باعث ہے، حتیٰ بحانہ نے اس غلطی و کبر بانی کے باوجود بندوں کو کمال بندہ نوازی سے اپنی بارگاہ قدس میں انبیاء علیہم الصلیات و البرکات کی زبان سے دعوت دی ہے اور وصول کی راہ کو بیان و واضح کیا، افسوس ہے کہ (انسان) اس قسم کی دعوت سے چشم پوشی اور روگردانی کر کے نفس و شیطان کی دعوت میں آئے، قرب کی دولت اور وصال کی لذت محروم ہو کر عذاب و ناامیدی کی طرف مائل ہو، وہ لذت جنات نعیم کی لذتوں سے زیادہ ہے اور عذاب و زرخ کے عذاب سے بدتر ہے **فَقِرْ وَالْإِلَهَ إِلَهِي لَكُمْ مِنَّةٌ نِّزِيرٌ مُّبِينٌ** [پس تم اللہ تعالیٰ کی طرف دوڑو بیشک میں تم لوگوں کو اس سے کھلم کھلا ڈرانے والا ہوں] میرے مکرم و شفقت آثار! آپ نے جو کچھ ملامتوں کی زبانی کہلوا یا تھا اس نے پہنچایا، آپ کو معلوم ہو کہ فقیر اس امر میں دعا و توجہ سے دریغ نہیں رکھتا اور حضرات خواجگان کا ختم جماعت کے ساتھ کرا رہے، امیدوار ہے کہ قبولیت کے آثار ظاہر ہوں گے اور تیر نشانہ پر پہنچنے کا اہل قریب عجیب [بیشک و قریبے اور قبول کرنے والا ہے] و السلام علیکم و علی سائرین اجمعین

مکتوبات

سیارت مآب سید اسرائیل کے نام مطلب کی بلندی اور طالب کے عجز کے بارے میں تحریر فرمایا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم حمد و صلوة و ارسال تسلیمات کے بعد عرض ہے کہ اس نواح کے فقرا کے احوال و اطوار حمد کے لائق ہیں امید ہے کہ آنجناب بھی عافیت و جمعیت سے ہوں گے اور شریعت عالیہ و سنت منورہ کے طریقہ پر قائم ہوں گے اور دوستوں کو دعائے خیر سے فراموش نہیں کرتے ہوں گے۔ آپ کی بیماری کی بابت سن کر دوستوں کا دل غمگین ہوا، اللہ سبحانہ کی حمد ہے کہ سنا گیا ہے اب آپ رو بصحت ہیں۔ میرے مکرم! کیا کہا جائے اور کیا لکھا جائے کہ مطنوب کے الطاف تحریر سے

بالا تر ہیں اور محبوب کی غایات بیان سے باہر ہیں، جب تک اس نے جلوہ نہیں فرمایا ہے طالب بیچارہ اس کی جستجو میں ہے اس کے روح پرور نعمات، اور روح افزا حکایت کے ساتھ مانوس و مالوف ہے اور جب وہ جلوہ گر ہو جاتا ہے غمزدہ سالک صحرائے عدم کا رخ کر لیتا ہے اور کَلَّ لِسَانُهُ [اس کی زبان، گونگی ہو گئی] کا مصداق ہو جاتا ہے اس کے بعد کون کہے اور کون سنے اور کون پائے اور کیا پائے سے گیرم کہ بغمخانہ مایار خرامد کو حوصلہ و طاقت دیدار کہ دارد [میں مانتا ہوں کہ ہمارے غمخانہ دل میں محبوب خوش خرام ہے لیکن اس کے دیدار کا حوصلہ و طاقت کس کو ہے] پس وہی ذات ہے کہ جس نے اپنی تعریف، خود کی ہے اور انہی ذات کی حمد بذات خود کی ہے پس وہی حامد و محمود ہے اور حمد مفسود سے اس کے ما سوا سب قاصر ہیں، والسلام اولاً و آخراً۔

مکتوبات ۱۰۸

شیخ بایزید سہارنپوری کے نام لکھ کر اللہ الا اللہ کی حقیقت اور اس چیز کے بارے میں تحریر فرمایا جو مقام نفی و اثبات سے تعلق رکھتی ہے۔

۱۵۰

بسم اللہ الرحمن الرحیم حمد و صلوة و ارسال تسلیمات کے بعد عرض ہے کہ آپ کا مکتوب مرغوب پہنچ کر مسرت بخش ہوا، اللہ تعالیٰ جمعیت و عافیت کے ساتھ رکھے اور اپنے پسندیدہ طریقہ پر استقامت بخشنے، استقامت بہت بڑا کام ہے، بزرگوں نے کہا ہے **الِاسْتِقَامَةُ فَوْقَ الْكِرَامَةِ**، [استقامت کرامت پر فوقیت رکھتی ہے] **شَيْبَانِي سُورَةُ هُوْدٍ** [مجھ کو سورہ ہود نے بوڑھا کر دیا] آپ نے سنا ہوگا، آپ نے نہ آنے کے عذرات لکھے تھے، بیشک **الْأُمُورَاتُ كُلُّهَا مَرَهُونَةٌ بِأَوْقَاتِهَا** **يُنْظَلُّ أَجَلُ كِتَابٍ** [تمام امور اپنے وقتوں کے ساتھ مقید ہیں، ہر کام کا ایک وقت معین ہے]۔ آپ نے لکھا تھا کہ میں حال میں دیکھتا ہوں کہ حرم کے اندر خائفانہ کعبہ کے دروازے کے متصل معکف ہوں اور میرے متعلقین کعبہ کے اندر ہیں، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کعبہ کو مجھے عنایت کر دیا گیا ہے اور مجھ کو کعبہ کے ساتھ شان خاص حاصل ہو گئی ہے۔ یہ ایک نادر بشارت ہے اللہ تعالیٰ اس کے انوار و برکات سے کامل حصہ عطا فرمائے اور کعبہ مفسود تک پہنچائے، اور اس گھر بیت اللہ کی حقیقت کے ساتھ نے ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا **تَقَامُ شَيْبَانِي بِرَسُولِ اللَّهِ** [میں آپ کو دور سے بولے گا] اس کے جواب میں آپ نے یہ فرمایا۔

اتحادِ عطا فرمائے، فقیر اس بارے میں بقدرِ طاقت متوجہ ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ۔ اور یہ جو کلمہ طیبہ بلا قصد زبان پر جاری ہو جاتا ہے اور کبھی کبھی خاص طرز کے ساتھ، بغیر اس کے کہ زبان متحرک ہو مشاہدہ ہو تاہم عمرہ ہے اور اس کلمہ طیبہ کی حقیقت کے ساتھ باطنی مناسبت کی خبر دینے والا ہے، امید ہے کہ نفعی کا معاملہ حسب مقدور سراجاً تمام ہوگا اور لا یدُنُّ لَکُ اللهُ إِلَّا اللهُ [اللہ ہی اللہ کا ذکر کرتا ہے] کی حقیقت جلوہ گر ہوگی یہاں تک کہ جو چیز نفعی کے قابل اور غروب ہو جانے والی ہے اس سے جو کچھ باقی رہے وہ مطلوب کے لئے حجاب اور شرکِ دامنگیر ہے۔ ح

درونِ دیدہ اگر نیمِ موسیٰ بسیارست [اگر آنکھ کے اندر آدھا بال ہو تو وہ بھی بہت ہی]

جو چیز کہ غروب ہو جانے والی ہے اس کو لاکے نیچے لانا چاہئے اور لَا أَحِبُّ الْأَفْئِدِينَ [میں غروب ہونے والوں سے محبت نہیں کرتا] کی تلوار کے ساتھ اس سے منقطع ہو جانا چاہئے اور اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهَیْ [میں نے اپنا منہ موڑ لیا] کے مرحلہ سے احدیتِ مجرّمہ [اللہ تعالیٰ] کی طرف رخ کرنا چاہئے اور جو بشریت سے جس قدر کہ باقی ہے وہ اندرونِ چور ہے اور کوئی شرکِ جاگزیں اس بات کی اجازت نہیں دیتا کہ إِلَّا اللهُ اُس بارگاہِ مقدس کی طرف راجع ہو اور کلمہ نفعی و اثبات کے تکرار کے ساتھ اپنی خدائی کا اثبات کرتا ہے فَالْحَدَّ ذَرَّکُلُّ الشَّیْءِ اِیْسِ اس سے پوری طرح بچنا چاہئے [دیکھیں کون شہیاز ہے جو شرک کے جبال سے پوری طرح نکل جائے اور اس کے دقائق سے پوری طرح رہائی حاصل کرے اور اپنے حوصلہ کے مطابق اثبات کا شکار کرے اگرچہ اجمالی طور پر ہی ہو۔ اس معاملہ کی دشواری سے متعلق ریاضۃ ہے کہ صوفیائے کرام میں سے ایک بزرگ ہلاکت کے گرداب میں جاگڑا تھا، اس نے ناز کی کہ اُس میں اس ہلاکت کی جگہ سے نجات پاؤں تو ہرگز حقِ جعل و عدا کو یاد نہ کروں، کیونکہ وہ بزرگ اپنے پار کرنے کو اپنا ہنر و اہلیت دیکھتا تھا اور اُس کا یاد دہانا اس بارگاہِ قدس تک نہیں پہنچتا تھا۔ اور یہ بھی اسی قسم سے ہے کہ محمد معشوقِ طوسی رحمۃ اللہ علیہ جو بیوشنہ مومنوں میں سے تھے اور اپنے آپ کو اِنَّا لَنَحْنُ اِیْمَنُیْرُیْ ہِیْ عِبَادَتُ کرتے ہیں [کی قرارت کے قابل نہیں دیکھتے تھے] اور جب اس کلمہ کو کہتے تھے تو ان کے ہر بونہ سے خون پھٹتا تھا پھر انھوں نے کہا کہ میں حالتِ عورت کے حکم میں ہوں جو کہ نماز پڑھنے کے لائق نہیں ہے۔ میدانِ نفعی و اثبات کے شہسوارانِ یکے تاز حضرت خلیل و حضرت حبیب علیہما الصلوٰۃ والتسلیمات ہیں اس کلمہ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ کے جز اول کو جو کہ نفعی سے تعلق رکھتا ہے اصالت کے طور پر حضرت خلیل (ابراہیم علیہ السلام) نے پورا کیا اور شرک کے دروازوں میں سے کوئی دروازہ ایسا نہیں چھوڑا کہ جس کو انھوں نے بند نہ کر دیا ہو اور لَا أَحِبُّ الْأَفْئِدِينَ [میں غروب ہونے والوں سے محبت نہیں کرتا] کہتے ہوئے شرک کے دقائق سے بھی

رہائی پائے، پس اس شرک سے کلی طور پر پاک ہو گئے اور یکسو ہو کر کنارہ کشی کر لی اس لئے اللہ عزوجل نے ان کے نفی شرک کے باعث اپنی کتاب (قرآن مجید) میں متعدد جگہ ان کی تعریف فرمائی ہے اور اس کلمہ (لا الہ الا اللہ) کا جزوتائی (الا اللہ) مرتبہ اثبات میں ہے جو کہ نفی کا نتیجہ اور اس کی علت غائی ہے اور اثبات سے تعلق رکھتا ہے اس کو اصالۃ کے طور پر حضرت حبیب علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام نے بقدر طاقت بشری پورا کیا اس لئے ختم نبوت کی قہر آپ سے موسوم ہوئی، اور محبوبیت ذاتیہ جو کہ شہائے کمالات ہے اس کا قرعہ آپ ہی کے نام نامی پر نکلا پس آپ امام انبیاء و صاحب شفاعت اور سید اولین و آخرین قرار پائے اور آپ ہی ربوبیت کا اظہار ہوئے اور آپ ہی محبوبیت کے اہل قرار پائے اور آپ ہی سے مقام عبودیت کی تکمیل ہوئی علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسائر النبیین من الصلوات افضلها ومن التحیات اكملها ومن التسلیمات اشملها [آپ پر اور آپ کی آل واصحاب وتمام انبیائے کرام پر سب سے افضل صلوات و سب سے اعلیٰ تحیات اور سب سے بتر تسلیمات ہوں]۔

مکتوب ۱۰۹

خواجہ احمد بخاری کے نام ایمان غیب کو ایمان شہودی پر ترجیح دینے کے بارے میں تحریر فرمایا۔
 بسم اللہ الرحمن الرحیم حمد و صلوة و ارسال تسلیمات کے بعد عرض ہے کہ آپ نے جو مکتوب مرغوب حاجی بیگ کے ہمراہ بھیجا تھا پہنچ کر مسرت بخش ہوا، آپ عافیت و جمعیت کے ساتھ رہیں اور شریعت عالیہ و سنت مسورہ کے طریقہ پر قائم و دائم رہیں اور ہمیشہ ترقی کرتے رہیں اور ظل سے اصل کی طرف مائل ہوں بلکہ اصل کو بھی ظل کی طرح پیچھے چھوڑ دیں اور شہود سے غیب کی طرف رغبت کریں حق سبحانہ متقیوں کی صفت ایمان بالغیب بیان فرمانا ہے اور فرمانت اولئک علیٰ ہدای من ربکم [وہ لوگ اپنے رب کی طرف سے ہدایت پر ہیں] اور ہدایت اس راستہ کی طرف رہنمائی ہے جو کہ مطلوب تک پہنچانے والا ہے اس لئے ایمان بالغیب مطلوب تک پہنچانے والا ہوا اور اگر شہود مطلوب تک پہنچانے والا ہوتا تو چاہئے تھا کہ حق سبحانہ اس کی رہنمائی فرمانا لیس فلیس [جب ایسا نہیں ہے تو ایسا بھی نہیں ہے]۔ اگر یہ کہا جائے کہ شہود بے پردگی چاہتا ہے اور غیب پردہ میں ہے اس لئے شہود افضل ہے اور مطلوب تک پہنچاتا ہے اور غیب راستہ میں رہ جاتا ہے اور حجاب سے رہائی نہیں دیتا تو نہیں چاہتا [میں] کہتا ہوں کہ رویت و شہود کا مقام آخرت میں ہے دنیا میں واقع نہیں ہے اس دنیا کا کھنڈہ

یقین حاصل کرنا ہے جو کہ غیب سے قریب تر ہے اور یہ جو بعض طالبین کو شہود و مشاہدہ پیش آتا ہے وہ ذات تعالیٰ کا شہود نہیں ہے بلکہ صفات میں سے کسی صفت اور ظلال میں سے کسی ظل کا شہود ہے کہ جس کو اس نے ذات تصور کر لیا ہے حالانکہ ذات و راء الوراہ ہے اللہ سبحانہ ہی جانتا ہے کہ کتنے حجابات ابھی درمیان میں ہیں۔ ۷

گر ز معشوقت خیالے در سرت نیست معشوق آن خیالے دیگرست

[اگر تیرے سر میں معشوق کا کوئی خیال ہے تو وہ معشوق نہیں ہے بلکہ کوئی اور ہی خیال ہے]

پس ذات عزوجل سے نسبت رکھنے والی چیز غیب ہے اور شہود اس (ذات) میں وہم و شک ہے۔ کہتے ہیں کہ شیخ ابواسحاق گازرونی (رحمۃ اللہ علیہ) نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا انہوں نے پوچھا یا رسول اللہ! توحید کیا چیز ہے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو چیز تیرے دل میں گزرے یا تیرے خیال میں آئے اللہ سبحانہ اس سے باور ہے، والسلام اولاً و آخراً۔

مکتوبات

خواجہ محمد صادق البخاری ثم المدنی کے نام لایذکر اللہ الا اللہ کی حقیقت بیان میں تحریر فرمایا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ العلی الاعلی والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد المصطفیٰ علی المرصوبہ البرۃ التقیٰ، اما بعد، روزمرہ کے امور شکر کے لائق ہیں، اللہ سبحانہ سے آپ کی عافیت اور شریعت عالیہ و سنت منورہ مصطفویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام والتحیہ کے طریقے پر استقامت کے لئے دعا کی گئی ہے۔ آپ کے بہت سے خطوط پینچے اور مطالعہ میں آکر انہوں نے خوشوقت کیا ہے چونکہ فقیر خط کے لکھنے میں بہت سست ہے اور نیز کبھی تندرست ہے اور کبھی مریض، اس لئے جواب لکھنے میں کوتاہی ہوئی ہے (امید ہے کہ) اپنے اوقات کو اذکار و طاعات کے وظائف سے معمور رکھیں اور مولا حقیقی کی خوشنودیوں کے حاصل کرنے میں جان و دل سے کوشش کریں اور قبر و قیامت کا زادیہ تیار کریں، اس قسم کی عبادت کریں کہ عابد کا وجود درمیان میں نہ ہو اور لا یدک اللہ الا اللہ [اشری اللہ کا ذکر کرتا ہے] جلوہ گر ہو جاتے، جس تک وجود بشریت کا کچھ اثر درمیان میں ہے ذکر و عبادت معیوب ہے اور اس بارگاہ مقدس و علی کے لائق نہیں ہے لایذکر اللہ الا اللہ کو صاحب تجلی صوری جو کہ بتدی ہے اور صاحب تجلی معنوی کہ متوسط ہے اور منتہی جو کہ صورت و معنی سے گذر چکا ہے سب ہی کہتے ہیں لیکن

جو شخص کہ اس کی حقیقت کو پہنچا ہو وہ عقلمند اور ہے کہ وہ شرک کے دقائق سے گذر چکا ہے اور (اس نے) نفی کے معاملہ کو آخری نقطہ تک پہنچا ہوا ہے، حق سبحانہ اس خوشگوار مشروب کا کوئی قطرہ ہم جیسے تشنہ لبوں کے حلق میں ٹپکائے اور دائمی طور پر سیراب کرے، (اندر قریب عجیب) (بیشک وہ قریب) (اور قبول کرنا لایا) یہ جو حال آپ نے دیکھا اور لکھا تھا کہ کوئی چیز آسمان سے آئی ہے اور تمام مخلوق خدا ہاتھ اٹھائے ہوئے ہے تاکہ وہ چیز ان کے ہاتھ میں آجائے میں بھی ان کے درمیان میں ہاتھ اٹھائے ہوئے ہوں، وہ چیز میرے ہاتھ میں آپڑی، مخلوق متعجب و متحیر ہو گئی کہ وہ چیز کہاں گئی۔ جب میں نے ان کی حیرت کو دیکھا تو میں نے کہا کہ وہ میرے ہاتھ میں آگئی ہے، وہ ساری مخلوق میری طرف رخ کر کے آگئی تاکہ مجھ سے لے لیں (لیکن) وہ نہیں لے سکے، مجھے نذا آئی کہ تو جانتا ہے یہ کیا ہے؟ یہ ایک امر ہے جو عقدا کا حکم رکھتا ہے (اور) ابھی تک کسی کو عطا نہیں ہوا ہے یہ حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے بچا ہوا تھا تجھ کو عطا ہوا ہے میرے مخدوم! یہ حال بہت روشن ہے، حق تعالیٰ اس کے آثار ظہور میں لائے، امیدوار رہیں، والسلام اولاً و آخراً عزیزوں کو جو کہ سلسلہ میں داخل ہیں سلام پہنچائیں۔

مکتوبات

خواجہ علی جعفر خاں کے نام محبت کے اسرار اور مخلوق خدا کے ساتھ نیکی کرنے کے فضائل میں تحریر فرمایا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم حامداً ومصلياً، اللہ تعالیٰ آپ کی ذات باریکات کو اپنے الطاف و عنایات میں شامل فرما کر باطنی جذباتِ قویہ سے مکرم و ممتاز رکھے، آپ کے عنایت نامہ و گرامی نامہ نے مشرف کیا، درویشوں کی محبت اور ان کے ساتھ توجہ و اخلاص رکھنا بہت اعلیٰ نعمت اور اعظم دولت ہے اور اسی طرح نایافت کے درد کی بابت جو آپ نے لکھا تھا یہ بھی ایک بہت بڑا امر اور یافت کی تمہید ہے بزرگوں نے کہا ہے کہ اگر وہ (اللہ تعالیٰ) کچھ دینا چاہتا تو طلب (کا مادہ ہی) نہ دیتا، انسان کی قدر و قیمت محبت کی وجہ سے ہے اور تمام موجودات سے اس کی بزرگی و امتیاز اسی درد کے باعث ہے۔

قدسیاں را عشق ہست و درد نیست درد را جز آدمی در خورد نیست

[قدسیوں (فرشتوں) کو عشق ہے اور درد نہیں ہے، درد کا اہل آدمی کے سوا کوئی نہیں ہے]

لیکن درد و محبت کے (مختلف) مراتب و درجات میں ہر شخص اس (درد و محبت) کے مطابق اس کے انوار و برکات کا امیدوار ہے، حق تعالیٰ اس محبت کے شعلہ کو بلند کرے اور شوق و درد کی آگ کو بجڑ کائے تاکہ ماسویٰ سے

پوری طرح رہائی و داد اور حرمِ قدس میں پہنچائے، محبت کی برکات اور اس کے کمالات کی بابت کیا لکھا جاسکتا ہے، محبت ہی ہے کہ جس نے وجود و ایجاد کی سلسلہ جنبانی کی ہے اور پوشیدہ خزانے کو ظہور کے تخت پر اور غیب کے اسرار کو شہود کی جلوہ گاہ میں لائی ہے، محبت ہی ہے جو کہ محبتِ صادق کو اپنے حلقوں کے ذریعہ کھینچ کر قرب کے درجات میں پہنچاتی ہے اور شیدائے مشفاق کو اپنے آپ سے رہائی دلا کر محبوب سے وصل کر دیتی ہے، محبت ہی ہے کہ جس کے وسیلے سے مریدِ صادق پیر کے کمالات کو جذب کرتا ہے اور اس کے رنگ میں رنگ جاتا ہے۔

میرے مکرم! مخلوقِ خدا کا رجوع اور ان کی کارگزاری جو کہ عالمِ اسباب میں آپ کے سپرد کی گئی ہے ایک بہت بڑا کام ہے ہمت کو جمع اور نیت کو صحیح کر کے اس بزرگ کام میں لگ جائیں اور اپنے مالک (اللہ تعالیٰ) کے غلاموں اور کنیزوں کے کام بنانے کی نیکی کو اہم کاموں میں سے تصور فرمائیں، رسولِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تمام مخلوق اللہ تعالیٰ کا کُنبہ ہے پس اللہ تعالیٰ کے نزدیک مخلوق میں سب سے زیادہ محبوب وہ شخص ہے جو اس کے کُنبہ کے ساتھ سب سے اچھا سلوک کرے، اور یہ جو اپنے تخریر فرمایا ہے کہ فاعلِ حقیقی اور کارسازِ مطلق کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے اپنے آپ کو مطلق درمیان میں نہ دیکھے انہو" یہ ایک نازک خیال اور تصوف کا خلاصہ اور معرفت کا مغز ہے، اس کے مطالعہ نے باطنی لذت بخشی اور مطلوب کی بوشتاقوں کے حلق میں پہنچائی قیلیدہ دَرَقائِل میں اس کہنے والے کو شارت ہے [آپ نے عصمتِ پناہ تلحِ مستورات کی شفا یابی کے بارے میں جو لکھا تھا دوستوں کے لئے خوشی و مسرت کا باعث ہوا، الحمد للہ سبحانہ علیٰ خلائک وعلیٰ جمیع نعمائہ] اس پر اور اللہ سبحانہ کی تمام نعمتوں پر اس کا شکر ہے [ہم امیدوار ہیں کہ کمزوری کا باقی حصہ جو رہ گیا ہے وہ بھی جانا رہے گا اور صحتِ کاملہ حاصل ہوگی، فقیر دعا و توجہ میں جو کہ فقرا کا معمول ہے کوتاہی نہیں کرتا اور دعا کے مقبول اوقات میں اس امرِ عظیم میں مشغول رہتا ہے۔

چشمِ دارم کہ دیداشک مرا حسن قبول
آنکہ در ساختہ است قطرہ بارانی را
[وہ اللہ جس نے بارش کے قطرہ کو موتی بنا دیا ہے وہاں میں کھتا ہوں کہ میرے آنسوؤں کو بھی حسن قبول عطا فرمائے گا] آپ کی ظاہری باطنی

مکتوبات

شیخ عبد العظیم علیہ السلام کی نام ان کے عزیز کے جواب میں تحریر فرمایا جو کہ انہوں نے اپنے حالات کی وضاحت میں لکھا تھا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم حمد و صلوة و ارسال تسلیمات کے بعد عرض ہے، گرامی نامہ وصول ہو کر مسرت بخش ہوا، آپ نے اعلیٰ کیفیات و مبارک احوال لکھے تھے جن کے مطالعہ نے باطنی لذات بخشیں، اللہم زد [لے اللہ! اور زیادہ فرما] اس قسم کے معاملات اسرار میں سے ہیں جس قدر بھی کم بیان کئے جائیں اور قید تحریر میں نہ آئیں بہتر ہوگا کہ شور و فتنہ کا باعث ہے۔ اور نیز کہاں سے معلوم ہوتا ہے کہ اس قسم کے امور متشابہات کے اسرار میں سے ہیں، اسرار متشابہات وہ ہیں کہ ہمارے حضرت عالی (محمد الف ثانی) رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس قدر زیادہ علم و معرفت کے باوجود کسی سے ان کا اظہار نہیں فرمایا حتیٰ کہ اپنے صاحبزادوں سے بھی جو کہ ان حضرت عالی کے محرم راز اور خطا اور غلطی سے محفوظ تھے بیان نہیں فرمایا اور ان کے چھپانے میں کامل حرص کے ساتھ کوشش فرمائی اور وہ اسرار سر بہر چلے گئے۔ یہ کہ جو کچھ آپ نے لکھا ہے بہت بلند ہے حق سبحانہ و تعالیٰ بندگی کی حقیقت تک پہنچانے جو کہ مقامات عروج کی انتہا ہے اور خواجہ عبدالرحیم کے احوال سے جو کچھ آپ نے لکھا تھا عمدہ و پسندیدہ، اس کے مطالعہ نے خوش وقت کیا اللہم و فقہر لہم صائبک [لے اللہ! ان کو اپنی خوشنودیوں کی توفیق عطا فرما] آپ نے ان دوستوں کے نام لکھے تھے جو طریقے میں نئے داخل ہوئے ہیں واضح ہو کہ اللہم اکثر اخواننا فی الدین [لے اللہ! دین میں ہمارے بھائیوں کو زیادہ فرما] والسلام

مکتوبات

سید علی باریہ کے نام ایمان غیب کی ایمان شہود پر ترجیح کے بارے میں تحریر فرمایا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم حمد و صلوة و ارسال تسلیمات کے بعد عرض ہے کہ گرامی نامہ پہنچ کر مسرت بخش ہوا چونکہ یہ دنیا دار عمل ہے (اس لئے) عمل میں کوشش کرنی چاہئے اور اس کی مقدار و کیفیت کو بڑھانے میں کامل جدوجہد ملحوظ رکھنی چاہئے تاکہ یہاں سے دور تر اور اخلاص کے زیادہ نزدیک ہو جائے اور شرف قبولیت تک پہنچے، دیدار کامل کا مقام آگے آنے والا ہے من کان یرجو لقاء اللہ فان اجل اللہ لایاتہ [جو شخص اللہ تعالیٰ کی ملاقات کی تمنا کرے تو وہاں لے کر بلاشبہ اللہ تعالیٰ کی مقرر کی ہوئی ساعت ضرور آنے والی ہے] عدم یافت سے رنجیدہ نہ ہوں اور غیب کی بلندی سے شہود کی پستی میں نہ جائیں اور اس کی آرزو نہ کریں، مقام شہود آخرت ہے اس جگہ دنیا کا مشہور معلول (علت و سبب والا) اور تلاش خراش کی علت کے ساتھ موسم ہے غیب اس مقام میں اصالت رکھتا ہے اور اصل حصول

کے ساتھ متعلق ہے، شہودِ ظلال کے ساتھ وابستہ ہے لیکن عوام کے غیب اور اخص ان خواص کے غیب میں بہت فرق ہے، عوام کا غیب حجابات کے باعث ہے کیونکہ حجابات درمیان میں حائل ہیں ظلمانی حجابات بھی ہیں اور نورانی حجابات بھی اور خواص ظلمانی حجابات سے نکل کر نورانی حجابات سے جانے ہیں لیکن ان حجابات کو عین صاحبِ حجاب (ذاتِ حق سبحانہ) سمجھ کر ان میں اٹک گئے ہیں اور ان کے شہود کے ساتھ لذتِ یاب ہو گئے ہیں اور اخص ان خواص دونوں قسم کے حجابات سے نکل چکے ہیں اور شہود و مشاہدہ سے بالاتر چلے گئے ہیں، والسلام اولاً و آخراً۔

مکتوبات ۱۱۴

خان محمد بیگ کولابی کے نام اس بیان میں تحریر فرمایا کہ تمام احوال پر اعتبار نہیں کرنا چاہئے۔
 بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ وسلام علی عباده الذین اصطفیٰ جو خط کہ سعادت آثار
 بلادم خان محمد بیگ نے بھیجا تھا پہنچا، آپ نے جو چند احوال لکھے تھے عمدہ ہیں اپنے کام میں مشغول رہیں
 اور ذکر و فکر کے ساتھ اوقات کو معمور رکھیں، اور یہ جو آپ کبھی اپنے آپ کو گم پاتے ہیں بہت خوب ہے
 کسی بزرگ نے کہا ہے کہ میں ایسا عدم چاہتا ہوں کہ پھر کبھی نہ لوٹوں اور یہ جو آپ نے لکھا تھا کہ حضرت
 امیر سید علی ہمدانی ظاہر ہوئے بندہ کی طرف کچھ کدورت بھری نگاہ کی۔ میرے مخدوم! اس قسم کے احوال
 اعتبار کے لائق نہیں ہیں شیطان ایک طاقتور دشمن گھات میں ہے چاہتا ہے کہ کسی نہ کسی طرح آدمی کو
 راہِ حق اور صراطِ مستقیم سے ہٹا دے جو شخص کہ حق کا طالب اور اس تک پہنچنے کے راستہ کا متلاشی
 ہوگا حضرت امیر اس شخص سے کس طرح کدورت رکھیں گے جو اعتقاد و محبت کا اس سے پہلے آپ ان
 کے ساتھ رکھتے تھے اس پر قائم رہیں اور جو کام آپ کو دیش ہے اس پر ثابت قدم رہیں اور اس قسم کے خواہے خیال کے
 باعث متزلزل نہ ہوں اور بزرگوں کا ایک پیر کا مرید اگر اپنی ہدایت کو دوسری جگہ یا دہ سچھے تو جائز ہے کہ پہلے پیر کا
 انکار کے بغیر دوسری جگہ مرید ہو جائے کیونکہ مقصود حق و ہل علیٰ ہر حقیقت پیروی ہے جس کی صحبت میں ہدایت نظر آئے۔
 والسلام

مکتوبات ۱۱۵

ملاحسن پشاوری کے نام استقامت کی فضیلت کے بیان میں تحریر فرمایا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم حمد و صلوة و تبلیغ دعوات کے بعد عرض ہے کہ اس نوح کے احوال حمد کے
 لائق ہیں اللہ تعالیٰ دوستوں کو دلجمعی اور ظاہری و باطنی استقامت کے ساتھ محفوظ رکھے کہ کا کا مدار
 استقامت پر ہے (بزرگوں کا قول ہے کہ) **الِاسْتِقَامَةُ تَوْقِ الْكِرَامَةِ** [استقامت کرامت سے بڑھتی ہے]،
شَيْبَانِي سُوْرَةُ هُوْدٍ [مجدد کو سورہ ہود نے بڑھا کر یا] مشہور حدیث ہے، جب سید انبیا سرور انقیاء علیہ
 و علی آلہ الصلوٰۃ والسلام یوں ارشاد فرمائیں اور استقامت کا امر آنحضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو پڑھا
 کرے تو ہم جیسے بوالہوس اگر استقامت کی ہوس کریں اور استقامت کا دم بھریں تو محض ہوس و خیال پر
 بہ حال جدوجہد اور کوشش کرنی چاہئے کہ اس بے پایاں سمندر سے کوئی چلو ہاتھ میں آجائے اور حلق
 میں پیچھے **مَا لَا يَدْرِكُ كَلْمًا لَا يَنْزِلُ كَلْمًا** [جو چیز پوری حاصل نہ ہو سکے اس کو کلمی طور پر چھوڑ دینا چاہیے]
 آپ کی استقامت کا حال سننے میں آتا ہے تو دل بہت خوش ہو جاتا ہے **اللَّهُمَّ زِدْ لِي اللَّهُمَّ زِدْ لِي** اور زیادہ فرمایا
 نتائج کے منتظر ہیں، آپ کے خطوط ایک بعد دیگرے پہنچ کر مسرت بخش ہوئے اس طرف سے جواب میں کوتاہی لگ
 ہوئی ہے (امید ہے کہ) معذور جانیں گے، فقیر لکھنے میں کاہل ہے اور فرصت بھی نہیں کھتا۔ دوستوں سے دعا کی
 امید کی گئی ہے۔ والسلام

مکتوبات

فضیلت مآب سید اسراہیل کے نام افتائے ائم اور شکرِ خفی کے دقائق سے پوری طرح رہائی
 پانے کی حقیقت کے بیان میں تحریر فرمایا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد لله وسلام على عباده الذين اصطفى، سادت شرافت بناہ
 کا گرامی نامہ پہنچ کر مسرت بخش ہوا، آپ نے صحت مزاج کے بارے میں لکھا تھا مزید مسرت ہوئی اس پر
 اور اللہ تعالیٰ کی تمام نعمتوں پر اس سبحانہ کی حمد ہے آپ نے اپنے آپ سے عدم کے جدا ہونے اور اس کے
 عدم صرف سے ملحق ہونے کی بابت لکھا تھا عمدہ و مبارک ہے اور فتائے مطلق کا پتہ اور عین و اثر کے
 زائل ہونے کی خبر دینے والا ہے اس کے بعد ذکر و توجہ و حضور و معرفت سب اس بارگاہ مقدس کی طرف
 منسوب ہے جب تک وجود بشریت سے بال بھر بھی باقی ہے حقائق مذکورہ معلول رعلت و سبب والے ہیں اور

لہ عن ابن عباس قال ابو بكر يا رسول الله قد شئت قال شيتني سورة هود والواقعة والمرسلات و
 عم يقساء لون واذا الشمس كورت رواه الترمذي ۱۲ مشکوٰۃ باب البكا۔ ۲۷ سورة ہود میں اللہ تعالیٰ آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم کو استقامت کا حکم ان الفاظ میں فرماتا ہے **فاسْتَقِمْ كَمَا اَمَرْت**۔

اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں اور وہ نفی و اثبات سے اپنی الوہیت کا اثبات کرتا ہے (اور حقائق
 تذکرہ) اس بارگاہ کے لائق نہیں ہیں، کسی رُف کہا کہ آئیہ کریمہ وَإِنْ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا يَسْتَجِيبُ لَهُ بِحَمْدِهِ
 [اور چیز اس کی حمد کی تسبیح پڑھتی ہے] میں بجزہ کی ضمیر شئی کی طرف لوٹتی ہے یعنی جو شخص کہ تجہید و
 تسبیح کرتا ہے (الحمد لله وسبحان الله کہتا ہے) وہ اپنی تسبیح و تحمید کرتا ہے اور وہ اسی کی طرف لوٹتی ہے
 اور اس بارگاہ مقدس تک نہیں پہنچتی، جتنک نفی کے تمام مراتب کو طے نہ کرے اور شرکِ خفی کے ^{۱۵۸}
 ذائق سے رہائی نہ پالے اس مرض سے نجات ممکن نہیں ہے، یہ مرض ایک قوی ناسور ہے کہ ہر دوا سے
 علاج پذیر نہیں ہوتا، جتنک خلیل (حضرت ابراہیم علیہ السلام) کی مانند راستہ کی خس و خاشاک کو
 جو کہ اس ناسور کو قوت پہنچانے والی ہیں لا اِحْبُ الْاِذْلِيْنَ (میں غریب ہونے والوں سے محبت نہیں کرتا)
 کی جھاڑو سے صاف نہ کرے اور وَجَّهْتُ وَجْهِيَ [میں نے اپنا رخ کر لیا] کی منزل تک عبور نہ کرے ناسور
 کی جڑ پوری طرح نہیں کٹتی۔ جو شخص کہ اس رہائی کی حقیقت سے جا ملتا ہے اور شرک کے ذائق سے
 آزاد ہو گیا ہے وہ عقائے نایاب کا حکم رکھتا ہے، ہم جیسے بو الہوسوں کو ان باتوں کا کہنا اور سنتا بھی
 غنیمت ہے، جو حال کہ آپ نے لکھا تھا یعنی باطن کا ظاہر سے جدا ہونا اور اسی حال کا دوستوں میں
 مشاہدہ کرنا عمدہ و مبارک ہے، خفی سبحانہ دوستوں کو درجہ کمال تک پہنچائے۔

مکتوبات

مخدوم زادہ عالی مرتبہ جامع علوم ظاہری و باطنی صاحب کمالات اعلیٰ مخدوم و مخدوم زادہ عالی جا
 خواجہ محمد عبید اللہ کے نام گرامی صحت طالبان کو فیوض و برکات سے فیضیاب کرنے کے بارے میں تحریر فرمایا۔

بسم الله الرحمن الرحيم طمحو و صلوة و تبلیغ دعوات کے بعد عرض ہے کہ یہاں کے احوال ہر طرح
 حمد کے لائق ہیں، آپ کے جانے کے بعد آجکل شیخ عبدالاحد فقیر کے ساتھ نشست و برخاست
 رکھتے ہیں اور اپنے کام میں بہت سرگرم ہیں، شب و روز خدمت میں حاضر ہیں، خانقاہ میں ایک
 حجرہ لیکر زندگی بسر کر رہے ہیں عجیب کیفیت وارفنگی رکھتے ہیں بہت ترقی کر لی ہے اور شیخ بدیع الدین
 اور میر محمد باقر (بھی) مشاؤ الیہ (شیخ عبدالاحد) کے ساتھ موافقت کر کے طلبگاری کے لوازم کو حسب
 مقدور انجام دے رہے ہیں، الغرض ان تینوں عزیزوں کا معاملہ روز بروز ترقی ہے، دوسرے دو
 بھی ترقی کر رہے ہیں اور طالبین علاق و اسباب کو قطع کر کے اطراف و جوانب سے یہاں پہنچ رہے ہیں

اپنے کام میں سرگرم ہیں اور فیض حاصل کر رہے ہیں، پہلے ہی قدم میں (باسواسے) رہائی و آزادی حاصل کرتے ہیں سُستی اور (باسوا کی) گرفتاری اس بے حاصل کے حصہ میں آتی ہے اور قرعہ مجبوری و دوری اس (فقیر کے نام) نکلا ہے، شرم آتی ہے کہ اس (باسوا کی) گرفتاری کے باوجود آزاد لوگوں کے ساتھ صحبت رکھتا ہے اور اپنے آپ کو کسی طرح بھی ان لوگوں کی مجلس کے قابل نہیں دیکھتا اور یہ شعر اپنے اور اپنے دوستوں کے حال کے موافق پاتا ہے۔

ما گرفتاریم بر بانا وک بیدارینہ سنبل وگل در کنارِ مردمِ آزاد رینہ

[ہم گرفتار ہیں ہم پر ظلم و ستم کے تیر بربسا (اور) سنبل اور پھول آزاد آدمیوں کی آغوش میں ڈال] حق جل و علا کی قدرت کا مطالعہ کرنا چاہئے کہ یہ فقیر اس سُستی و افسردگی کے باوجود جس جماعت کے ساتھ نشست و برخاست کرتا ہے شعلہ شوق ان میں پیدا ہو جاتا ہے اور ان کی آتشِ محبت کو بھڑکانا ہے کہ جس کے ذریعہ وہ باسوا سے رہائی حاصل کرتے ہیں اور ترقیاں پاتے ہیں **الذی جعل لکم من الشجر**

۱۵۹
۳۶
۸۰

الْأخْضَرِ نَارًا [وہ ذات جس نے تمہارے لئے سبز درخت سے آگ کو پیدا کیا] وہی حضرت موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے حجر و شجر کا قصہ ہے کہ انھوں نے سبز درخت سے دھوئیں کے بغیر خالص آگ دیکھی پھر انھوں نے سنا جو کچھ کہ سنا، اور سنگِ خارا سے پانی کے اتنے چٹھے نکالے کہ وہ ایک کثیر جماعت کے فائدہ اٹھانے کا سبب بن گئے، جاننا چاہئے کہ مرئی حقیقی اور مرشدِ مطلق وہی تعالیٰ شانہ ہے

ازیا و شما بہانہ بر ساخته اند [ہیں اور تمہیں تو بہانہ بنایا گیا ہے]

کسی نے خوب کہا ہے۔

ایشاں بیندایں ہمہ الحان ز مطرب ست [وہ کچھ نہیں ہیں یہ سب مطرب کاراگ ہے]

ازتست طلسم این خزانہ من بیچ نام دریں میسانہ

[اس خزانہ کا طلسم تجھ سے ہے، میں اس کے درمیان کچھ نہیں ہوں]

مکتوبات

نیز مخدوم زادہ بلند درجہ صاحب کمالاتِ اصلیہ واقف اسرارِ لئی مع اللہ حضرت خواجہ عبید اللہ کے نام دید قصور اور ان کمالات کی شرح میں جو کہ کمالات ولایت و نبوت و اور پیہ اور صفتِ علم کے کچھ کمالات کے بیان میں تحریر فرمایا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِهِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی، فرزند عزیز کا مکتوب مرغوب پہنچ کر مسرت کا باعث ہوا چونکہ قصور کی دید اور امیدوں کے مہتمم ہونے پر مشتمل اور ابتدا حوال و اعلیٰ کیفیت پر محیط تھا مزید مسرت بخش ہوا، بیشک جو کچھ اس جانب منسوب ہے بھلائی و قبول اس میں سلوک جگہ بندہ کی ذات شر و نقص ہے تو (اس سے) منسوب امور کو اس پر قیاس کرنا چاہئے، درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے، جس قدر خیر و کمال کا جلوہ زیادہ ہوگا نقص و شرت کی دید (اسی قدر) زیادہ ہوگی۔

معشوق اگرچہ گشت ہم خانہ ما ویرانہ ترازا اول ست ویرانہ ما

[معشوق اگرچہ ہمارا ہمنخانہ ہو گیا ہے لیکن ہمارا ویرانہ پہلے سے بھی زیادہ ویران ہے]

آپ نے اپنی موجودہ حالت کی بابت لکھا تھا کہ بے کیفی کی نسبت کہ جس کا اختصاص لطائف عالم امر و خلق میں سے کسی لطیفہ کے ساتھ نہیں سمجھتا ہے کلّیت کو احاطہ کر لیتی ہے، شاید کہ یہ معاملہ کمالات و ولایت و کمالات مرتبہ نبوت سے ماوراء ہے کیونکہ یہ دونوں کمالات ان دس لطائف کے ساتھ خصوصیت رکھتے ہیں، حقیقت نماز ہے جو کہ اس خصوصیت سے بالاتر ہے اور کلّیت کو اس سے حصہ ہے سَجَدَ لَكَ سَوَادِي وَخِيَالِي [میرا وجود اور خیال تجھے سجدہ کرتا ہے] اس کا نشان ہے اور حقیقت کعبہ و حقیقت قرآنی اور جو کچھ ان حقائق کے اوپر ہے اسی قسم سے ہے اس لئے کہ قرآن حکیم، و کعبہ (مکرمہ) کو نماز کے ساتھ خاص خصوصیت ہے اور باقوں کے بارے میں کیا کہا جائے کہ کلّیت اختصاص کی طرح اس بارگاہ سے راستہ میں ہے مَنْ لَمْ يَذُقْ لَمْ يَدْرِ [جس شخص نے نہیں چکھا اس نے نہیں جانا]۔

اور یہ جو آپ نے صفت علم اور اس کے حُسن و جمال اور ناز و غمزه جو کہ اس شخص کو بہوش کر دیتے ہیں کے انکشاف و تجلی اور اس سبحانہ و تعالیٰ کی بارگاہ قدس میں اُن کی قدر و منزلت کے بارے میں لکھا تھا واضح ہوا، اس صفت کے حُسن و جمال سے ہے کہ یہ صفت حق تعالیٰ کے نزدیک محبوب ترین صفات سے ہے، اور ناز و غمزه لازمہ محبوب ہے اس (صفت) کے کمال و جمال سے ہے کہ موصوف کے ساتھ متحد ہو جاتی ہے کیونکہ کمال محبت کا مقتضا روئی گو دور کرنا ہے پس سمجھ لیجئے لیکن یہ حُسن معنوی حُسن ہے اور (یہ) جمال بے کیفی کا جمال ہے، چون و کیف کے مفید اس حُسن سے کیا پائیں، حُسن اُن کے نزدیک صورت کا حُسن ہے اور جمال (اُن کے نزدیک) کیف و چون آمیز جمال ہے جو شخص کہ بے کیفی و بے چونی کا نشہ نہ رکھتا ہو وہ اس حُسن کو نہیں پاسکتا اور حُسن معنی کو حُسن صورت ہے جدا نہیں کر سکتا اور جو حُسن کہ صورت و معنی سے ماوراء ہے وہ خود ایک الگ امر ہے۔

جاننا چاہئے کہ اس بیان کے بموجب اگر حضرت خلیل (ابراہیم) و حضرت نوح علی نبینا و علیہما الصلوٰۃ والسلام میں مجوسیت کے معنی ثابت کئے جائیں تو بعد نہیں ہے کیونکہ ان دونوں بزرگوں کا مبداء تعین بھی صفتِ علم ہے لیکن فرق ہے کیونکہ وہاں شانِ علم ہے جو کہ ذاتِ تعالیٰ و تقدیر پر سرگز زائد نہیں ہے اور یہاں صفت ہے جو کہ زائد ہے۔ آپ نے لکھا تھا کہ "بعض اسرار جو کہ حقیقتِ محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام و التمجید کے ساتھ مناسبت رکھتے ہیں وہ ظاہر ہوتے ہیں، ان (اسرار) کو صباحت کے مرکز میں جو کہ ملاحظت ہے داخل کریں یا نہ" ان اسرار کا ظاہر ہونا مبارک ہے اور اگر اکابر کے طفیل اس مرکز سے بہرہ ور کریں تو فضل و کرم سے دور نہیں ہے اور نورِ علی نور ہے۔

مکتوب ۱۱۹

صافظ ابواسحاق کے نام نصائح اور تعبیر احوال کے بیان میں تحریر فرمایا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم حمد و صلوة و تبلیغ دعوات کے بعد عرض ہے کہ آپ نے جو مکتوب گرامی اس مسکین کے نام ارسال کیا تھا پہنچ کر مسرت بخش ہوا۔ آپ نے جو حال میں جناب حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ و صحبہ وسلم کو دیکھا ہے اور شیخ عبدالقادر قدس سرہ کو بھی دیکھا ہے اور ان سے غایات کو مشاہدہ کیا ہے اور دوسرے حال میں ایک بزرگ نے آپ کو عطیات دیئے ہیں اور اس وقت دل اس طرح حرکت میں آیا کہ پھٹ جانے کے قریب ہو گیا اور تیسرے حال میں آپ نے حضرت جبرئیل علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھا ہے جو حاملِ وحی اور واسطہ رسالت ہیں، یہ سب عمرہ و مبارک اور بشارت پر بشارت ہے، اپنے کام میں خوب منہمک رہیں اور جہاں تک ہو سکے ذکر و فکر میں مشغول رہیں اور اس قلیل فرصت میں آخرت کا زاویرہ تیار کریں اور مولائے حقیقی جل شانہ کی رضامندی میں دل بجان سے کوشش کریں اور اللہ تمہیں، دُور افتادہ دوستوں کو سلامتی خاتمہ کی دعا کے ساتھ یاد رکھیں۔

آپ نے لکھا تھا کہ "رسالہ یا قوتیہ" کے پڑھنے سے دل میں ایسا شوق غالب ہوا ہے کہ توکری اور گمبار ترک کر کے صحبتِ (عالی) میں پہنچ جاؤں انہ میرے مکرم! یہ شوق ایک بڑی نعمت ہے کام کا مدار شوق و محبت پر ہے اور ترقی و قرب کا معاملہ اس سے وابستہ ہے، حُسن کو دیکھنے والی آنکھ اور کمال و جمال کا ادراک کرنے والی نگاہ جس قدر روشن اور تیز ہوگی شوق و عشق کو (اسی قدر) بڑھائے گی اور معشوق کے پاس سے بے تعلق و بے گانہ بنا دے گی اور معرفت کی کھڑکی اس کے باطن میں کھول دے گی۔

آں را کہ بحسن دیدہ تیز ست این عشق بلائے خانہ خیز ست
 [جس شخص کی آنکھ حسن کے لئے تیز ہے اس کے لئے عشق خانہ خیز آفت ہے]
 میرے مخدوم! چونکہ ایک بڑا کتبہ آپ کے ساتھ وابستہ ہے اور آپ کے ذمہ قرض (بھی) ہے اس لئے
 ترک (ملازمت) کے جلدی کرنے میں توقف و تاہل درکار ہے اور ترک حقیقی کے حاصل ہونے تک ترکِ حلکی
 اختیار کریں، اور ترکِ ظاہری کے مقابلے میں ترکِ معنوی پر کفایت کریں، الصَّوْفِيُّ كَارِئٌ بَائِسٌ [صوفی کائن
 و بائن ہوتا ہے] (یہ مقولہ) آپ نے سنا ہوگا یعنی صوفی ظاہری طور پر مخلوق کے ساتھ ملا رہتا ہے اور
 حقیقی و معنوی طور پر ان سے جدا ہوتا ہے۔ والسلام اولاً و آخراً۔

مکتوبات ۱۲

مولانا محمد صدیق پشاوری کے نام کمالِ فنا و نیستی اور حضرت صدیق اکبر (رضی اللہ عنہ) میں اس
 معنی کے کمال کے حصول اور اس کمال کے باعث ان کے ایمان کے اس امت کے ایمان پر
 فضیلت رکھنے اور اس (فنا و نیستی) سے اوپر کے معاملات کی طرف اشارہ کے بیان میں تحریر فرمایا۔
 بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اللّٰهُ تَعَالٰی کَمَالِ وَاکْمَالِ كے اعلیٰ مرتبہ تک پہنچائے، آپ کا مکتوب
 مرغوب پہنچ کر مسرت بخش ہوا، آپ نے لکھا تھا کہ ”یہ فقیر ہمیشہ چاہتا ہے کہ اپنی حقیقتِ حال لکھے
 لیکن اس وجہ سے کہ اپنے آپ کو اور اپنے احوال کو اس قابل نہیں جانتا کہ عرض کرے بیکار و حیران رہ جاتا،
 میرے مخدوم! احوال لکھتے رہیں اور ان کو جلدی قلمبند کریں اور اس معاملہ میں کسرِ نفسی کو کام میں نہ لائیں
 کیونکہ یہ (احوال کا لکھنا) غائبانہ توجیہ کا باعث ہوتا ہے اور گفتگو کا راستہ کھولتا ہے۔ آپ نے لکھا تھا کہ
 ”اس وقت فنایت و گناہی اور سلبِ کلی کے سوا اپنے اندر کچھ نہیں دیکھتا اور تَخَلَّقُوا بِاَخْلَاقِ اللّٰهِ
 [اللہ تعالیٰ کی صفات کے ساتھ منصف ہو جاؤ] اس وقت جلوہ گر ہوگی ہے کسی بزرگ نے جو یہ فرمایا ہے
 این جملہ شدی ولے مسلمان نشدی [تو یہ سب کچھ تو ہو گیا لیکن مسلمان نہیں ہوا]
 اس کی کتنا اس وقت ظاہر ہوئی، بیشک کام کا مدار اسی فنایت و سلبِ کلی پر ہے اور تَخَلَّقُوا بِاَخْلَاقِ اللّٰهِ
 [اللہ تعالیٰ کی صفات سے منصف ہونا] اسی فنایت کا نتیجہ ہے کیونکہ ہستی کا شکار نیستی کے جال کے
 بغیر صورت پذیر نہیں ہے اور اسلام حقیقی اسی نیستی و تَخَلُّق سے وابستہ ہے، جب تک سالک کے آثار
 کی کچھ بُور میان میں ہے، اسلام کی حقیقت میں کمی ہے اور اس نے شرکِ خفی کے گردا گرد رہانی نہیں

پائی ہے اور لایڈنگُ اللہ اِلا اللہ [اللہ ہی اللہ کا ذکر کرتا ہے] کے راز تک نہیں پہنچا ہے، اس امت میں جو کہ خیر الامم ہے فنا و نیستی کے میدان کے شہسوار بلکہ نار صدیق اکبر ہیں کہ جن کی شان میں (حدیث شریف میں) آیا ہے کہ جو شخص چاہے کہ مردہ کو زمین پر چلتا ہوا دیکھے تو اس کو چاہئے کہ ابو قحافہ کے بیٹے (ابو بکر صدیق) کو دیکھے لے کیونکہ دوسرے صحابہ کرام میں بھی اس کمال کے پائے جلنے کے باوجود اس کمال کے ساتھ ان کے ذکر کی تخصیص بھی اس کمال میں ان کے کامل امتیاز کی خبر دینے والی ہے اس لئے آنجناب (صدیق اکبر) کا ایمان تمام امت کے ایمان سے افضل ہوا جیسا کہ وارد ہوا ہے کیونکہ ایمان کا کمال فنا و نیستی کے کمال پر بنتی ہے جیسا کہ گذر چکا ہے اور اس لئے انھوں نے آنسور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایک ایسا اتحاد و تعلق پیدا کیا جو کسی دوسرے شخص کو میسر نہیں ہے مَا صَبَّ اللَّهُ شَيْئًا فِي صَدْرِي إِلَّا صَبَبْتُهُ فِي صَدْرِ أَبِي بَكْرٍ [اللہ تعالیٰ نے جو کچھ میرے سینہ میں ڈالا وہ سب میں نے ابو بکر کے سینہ میں ڈال دیا] مَا ظَنَنْتُكَ يَا ثَنِيْبٍ اَللّٰهُ تَالِثُهُمَا [ان دو کے بارے میں تیرا کیا گمان ہے جن کا تیسرا اللہ ہے] میرے مخدوم اور اراثت و اسرار کا جو معاملہ کہ سابقین کے درمیان ہے وہ اس گفتگو سے ماوراء ہے اور اس نیستی کا ثمرہ اور اسلام حقیقی کا نتیجہ ہے بلکہ بعض اس قسم کے ہیں کہ محض فضل پر موقوف اور صرف محبت سے وابستہ ہیں، کوئی اور عمل اس کمال تک پہنچانے والا اور اس لازوال بخشش کا ثمرہ دینے والا نہیں ہو سکتا، اعمال راستہ میں رہ جاتے ہیں، عارف اس وقت اپنے آپ کو شریعت کی صورت و حقیقت سے باہر پاتا ہے اس معنی میں نہیں کہ احکام شریعت کے بحالانے سے بے نیاز ہو جاتا ہے اور مروی کا تالیح نہیں رہتا کہ یہ کفر و الحاد ہے بلکہ یہ ایک ایسا امر ہے کہ جب تک تو اس (مقام) تک نہ پہنچے نہیں پائے گا۔ مَنْ لَمْ يَدْخُلْ لَمْ يَدْخُرْ [جس نے نہیں چکھا اس نے نہیں جانا] وَفِي ذَلِكَ قَلِيلٌ مِّنَّا قَلِيلٌ وَمِنْ قَلِيلٍ مِّنَّا قَلِيلٌ [اور اس میں رغبت کرنے والوں کو رغبت کرنی چاہئے]۔ والسلام او لا و آخراً۔

مکتوبات ۱۲۱

شیخ عبد العظیم جلال آبادی کے نام محبت ذاتیہ کی علامت اور قبض و بسط کی شرح اور سالک کے کام میں رکاوٹ اور اس کے باطن کی بے رونقی اور اس کا علاج اور سیر کی صحبت اور مرید کی محبت کے فوائد اور اس طریقے کے دوسرے طریقوں سے اقرب ہونے کے بیان میں اور نیز اس بیان میں کہ یہ طریقہ ضرور موصل ہے اور اس طریقہ عالیہ نقشبندیہ کی تعریف میں تحریر فرمایا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ حمد و صلوة و ارسالِ تسلیمات کے بعد عرض ہے (یہاں کے) احوال ہر طرح سے حمد کے لائق ہیں، اللہ تعالیٰ سے آپ کی عافیت اور ظاہری و باطنی استقامت کے لئے دعا کی گئی ہے آپ کے گرامی نام سے یکے بعد دیگرے پہنچ کر مسرت بخش ہوئے، چونکہ فقیر کو چور دلا حق تھا اس کے باعث تکلیف غالب رہی اور قلم پکڑنے اور لکھنے کی طاقت نہیں تھی اس لئے جواب کے لکھنے میں تاخیر واقع ہوئی، اس ماہ مبارک (رمضان) میں مسجد کی حاضری و تراویح و ختم قرآن سے محروم رہا، الحمد للہ کہ ماہِ شوال میں ماہِ سابق کی نسبت افاقہ رہا، اب جبکہ ماہِ ذی قعدہ کی چھ تاریخ ہے چند روز سے پالکی میں بیٹھ کر باہر مہمانخانہ میں آتا ہوں اور چند گھنٹی درویشوں کے ساتھ بیٹھ جاتا ہوں ابھی تک مسجد میں نہیں جاسکا ہوں، کیونکہ وہ کچھ فاصلہ پر ہے، اور روزانہ اور چار زانو بیٹھنے کی طاقت (ابھی) نہیں ہوئی ہے، اور کسی خوب کہا ہے

لَيْتَكَ تَحْلُوْا وَالْحَيٰوَةُ قَسِيْرَةٌ ۝ وَلَيْتَكَ تَرْضٰى وَاَلَا نَا مَغْضٰبٌ

[کاش کہ آپ میرے حق میں شیریں ہو جائیں خواہ زندگی تلخ رہے اور کاش کہ آپ مجھ سے راضی ہو جائیں اگرچہ تم (مخلوقِ نامراض ہو جاؤ) اور بزرگوں نے کہا ہے کہ محبتِ ذاتیہ کی علامت یہ ہے کہ (محب کی نظر میں) محبوب کا انعام و ایلام دونوں یکساں ہو جائیں یعنی محب محبوب کے ایلام سے بھی لذت پائے جیسا کہ اس کے انعام سے لذت پاتا ہے اور ہمارے حضرت عالی (مجدد الف ثانی) قدس اللہ سبحانہ بسرہ نے تحریر فرمایا ہے کہ ایلامِ محبوب اس کے انعام سے زیادہ لذت بخش ہے اس لئے کہ اس کے انعام میں محبوب کی خواہش اپنے نفس کی خواہش کے ساتھ مخلوط ہے اور ایلام میں خالص محبوب ہی کی خواہش ہے اور اپنے نفس کی خواہش کی مخالفت ہے، ان دونوں میں بڑا فرق ہے اور یہ عجائبات میں سے ہے

اگر مرادِ تولدے دوست نامرادیِ ماست مرادِ خویش دگر بار من خواہم خواست

(لے دوست اگر تیری مراد ہمارا نامراد ہونا ہے تو پھر میں اپنی مراد نہیں چاہوں گا)

آپ نے یہ جو حضرت سلمہ اللہ تعالیٰ علی رؤس العالمین کے غلاموں کی مشغولی کی کیفیت کے بارے میں لکھا تھا کہ انہوں نے فرمایا کہ ہم سرور ہیں اور روز بروز اپنے باطن میں بہت زیادہ جمعیت پاتے ہیں اور کبھی کبھی بیخودی اور کچھ غیبت رونما ہوتی ہے اور کبھی کبھی حق تعالیٰ کی عنایت کو اپنے بارہ میں بہت زیادہ پاتے ہیں، اس کے مطالعہ سے بہت خوشی حاصل ہوئی، اللہ تعالیٰ اس معاملہ کو ہر روز بہتر کرے، اِنَّ قَرِيْبًا مِّنْ حَبِيْبٍ [بیشک وہ قریب (اور) قبول کرنے والا ہے] اور اگر کبھی قبض پیش آئے تو اس سے پریشان نہیں ہونا چاہئے کیونکہ سالکوں کو سلوک کے دوران قبض پیش آتا ہے اور ان کی ترقی کا باعث ہوتا ہے

اور قبض و بسط دونوں احوال میں داخل ہیں گویا اس راستہ کے ارکان سے ہیں، قابض و باسط ہر ایک اسماء الہی میں سے ہے سالک کبھی ایک اسم کا مورد (ہوتا) ہے اور کبھی دوسرے اسم کا مظہر (ہوتا) ہے لیکن قبض و بسط کا معاملہ اس وقت تک ہے جب تک کہ سالک احوال کی تلویحات میں ہے اور جب معاملہ تلویح سے تمکین میں آجائے تو قلب اور تمام لطائف عالم امر احوال کی تلویح سے رہائی پالیتے ہیں اور قبض و بسط کی لوٹ پھیر سے آزاد ہو جاتے ہیں اس وقت نسبت باطن زوال و خلل سے محفوظ ہو کر دوام وقت اور استمرار حال سے متصف ہو جاتی ہے اس وقت اگر قبض ہے تو ظاہر پر ہے اور وہ باطن لطائف میں سرایت نہیں کرتا۔ جاننا چاہئے کہ سالک کے کام میں رکاوٹ اور اس کے باطن کی بے رونقی کا ظہور کبھی ہو سکتا ہے کہ قبض کے باعث ہو جو کہ احوال سے ہے جیسا کہ اس کی تفصیل گذر چکی ہے اور کبھی کسی لغزش کے ارتکاب اور صفات بشریت کے غلبہ کی وجہ سے کچھ ظلمت باطن پر طاری ہو جاتی ہے اور (اس کو) بے رونق کر دیتی ہے اور ذکر کے انوار کو چھپا دیتی ہے، اس وقت توبہ و استغفار لازم اور انابت و تضرع ناگزیر ہے تاکہ بشریت کی کدورت اور لغزش کی ظلمت درمیان سے رخصت ہو جائے اور ذکر و طاعات کے انوار چمک جائیں اور چونکہ قبض اور اس کدورت کے درمیان جو کہ لغزش یا صفات بشریت کے ظہور کے باعث تھی فرق کرنا دشوار ہے اس لئے استغفار و انابت ہر حال میں نافع و فائدہ مند ہے، انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والبرکات و علی اکہم اگرچہ گناہوں سے پاک ہیں لیکن لوازم بشریت کے باعث کبھی ان کے باطن پر غبار و پردہ آجاتا ہے اور وہ استغفار کے محتاج ہوتے ہیں حدیث شریف میں ہے کہ بیشک البتہ میرے قلب پر غبار آجاتا ہے اور تحقیق میں اللہ تعالیٰ سے دن میں تشریحاً استغفار کرتا ہوں، اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ پیر کاوٹ نسبت باطن کے صنعت کی وجہ سے ہوتی ہے اور چونکہ نسبت نے قوت پیدا نہیں کی ہوتی اس لئے کبھی ظاہر ہوتی ہے اور کبھی پوشیدہ ہو جاتی ہے جب تک نسبت راسخ نہ ہو جائے مرشد کے ظاہری بُعد و غیبت کی حالت میں یہ صنعت پیش آتا ہے اور اس کا علاج رہبر (پیر) کی صحبت اور اس کی توجہ ہے تاکہ نسبت قوت پکڑ لے اور نلکے ہو جائے اور فنا کی حد تک پہنچ جائے، مرشد کی توجہ دوسری صورت میں بھی جبکہ کسی لغزش کے باعث کچھ ظلمت طاری ہوئی ہو نفع دینے والی ہی، پیر کامل کی توجہ ظلمت و کدورت کے پہاڑوں کو خواہ وہ کسی ذریعے سے بھی پیدا ہوئے ہوں مُرید صادق سے دور کر دیتی ہے اور اس کے باطن کو پاک کر دیتی ہے اور قبض میں بھی یہ توجہ فائدہ مند ہے جلدی سے بسط میں لے آتی ہے اور ترقی کی راہ اس پر کھول دیتی ہے، الغرض کام کا مدار صحبت و توجہ پر ہے جو کہ محبت و سپردگی کے ساتھ جمع ہوتی ہے ایک جانب سے محبت و سپردگی اور دوسری جانب سے توجہ (ہونی چاہئے)

ہو سکتا ہے کہ رہبر کی توجہ کے بغیر تنہا محبت نفع دینے والی ہو لیکن محبت کے بغیر محض توجہ بہت کم نفع دیتی ہے، محبت ہی ہے جو کہ پیر کی مخفی کیفیات کو جذب کرتی ہے اور اس کے مخصوص کمالات کو اپنے اندر کھینچتی ہے اور فنا فی الشیخ بلکہ فنا فی اللہ پیدا کرتی ہے اور جب طرفین سے مذکورہ صفات ظاہر ہو جائیں تو امید ہے کہ ترقی کا راستہ کھل جائے اور جلدی سے منزل مقصود تک پہنچ جائے اور راستہ میں نہ رہے۔ حضرت خواجہ نقشبند قدسنا اللہ تعالیٰ بسرہ الا قدس نے فرمایا ہے کہ ہمارا طریقہ سب طریقوں سے اقرب ہے اور تیز فرمایا ہے کہ میں نے حق سبحانہ و تعالیٰ سے ایک ایسا طریقہ مانگا ہے جو ضرور حق تعالیٰ تک پہنچانے والا ہے، دوسرے طریقوں سے اس طریقہ کی اقربت اس وجہ سے ہے کہ اس طریقہ کی ابتدا اس جذبہ سے ہے جو کہ سلوک پر مشتمل ہے اور سلوک اس کے ضمن میں طے ہو جاتا ہے اور جو جذبہ کہ سلوک کے بغیر ہوتا ہے جیسا کہ بعض ایسے مجذوبوں سے (ظاہر) ہوتا ہے جن سے سلسلہ طریقت جاری نہیں ہوتا، ان اکابر کے نزدیک احاطہ اعتبار سے ساقط ہے اور ولایت کا ثمرہ دینے والا نہیں ہے اور چونکہ جذبہ محبت بخشنے والا ہے (اس لئے) سالک جذبہ و محبت کے حلقے میں گرفتار ہو کر قرب کی منزلوں تک پہنچ جاتا ہے اور آسانی کے ساتھ منازل سلوک طے کرتا ہے اس لئے یہ راستہ اقرب ہو جاتا ہے اور دوسرے طریقوں میں چونکہ ابتدا سلوک سے ہے اس لئے وہ ریاضتوں اور مجاہدوں سے منازل سلوک طے کرتے ہیں اور ایک عمر اس میں صرف کرتے ہیں اس کے بعد معاملہ جذبہ تک پہنچتا ہے اور راستہ طویل ہو جاتا ہے اور اس طریقہ میں سلوک جذبہ کے ضمن میں حاصل ہو جاتا ہے اور راستہ اقرب ہو جاتا ہے، سلوک طالب کی جانب سے ہے پس (یہ) راہ رفتن (چلنا) ہوا اور جذبہ مطلوب کی جانب سے ہے پس (یہ) راہ بردن (لیجانا) ہوا، رفتن اور بردن میں بہت فرق ہے، حق تعالیٰ کے جذبات میں سے ایک جذبہ دونوں گروہوں (انسان و جن) کے عمل کے برابر ہے۔ اور یہ جو حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہ نے فرمایا ہے کہ یہ طریقہ ضرور حق تعالیٰ تک پہنچانے والا ہے، اس کی تشریح یہ ہے کہ سالک کو ترقی سے باز رکھنے والے مواقع اور وصول سے روکنے والے امور میں سے یا جذبہ ابتر ہے جو کہ سلوک کے ساتھ جمع نہیں ہوا ہے یا سلوک ابتر یعنی جذبہ کے بغیر سلوک ہے اور اس طریقہ میں نہ سلوک خالص ہے اور نہ جذبہ ابتر ہے (بلکہ) ایسا جذبہ ہے جس میں سلوک شامل ہے پس اس طریقہ میں سالک کے توقف اور اس کی راہ میں رکاوٹ کا باعث طالب کی کستی کے سوا اور کچھ نہیں ہے، جو طالب صادق کہ پیر کمال کی صحبت میں رہے اور طلب کی خوشترتقا اکابر نے مقرر کی ہیں ان کو پورا کیے امید ہے کہ وہ ضرور حاصل ہو جائے گا۔ اور یہ جو ہم نے کہا کہ

”کامل پیر کی صحبت میں رہے“ یہ اس لئے ہے کہ ناقص کے ذریعے کوئی کامل نہیں بنتا، ناقص خود واصل نہیں ہے وہ دوسرے کو کس طرح واصل کرے گا، پس طالب کے لئے اس طریقہ کا اختیار کرنا اولیٰ و انسب ہے۔ اور نیز یہ سلسلہ عالیہ (حضرت) صدیق اکبر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) تک پہنچتا ہے بخلاف باقی تمام سلسلوں کے اور حضرت سرور انبیاء علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ تک ان کا وسیلہ حضرت صدیق اکبر (رضی اللہ عنہ) ہیں، جس قدر وسیلہ قوی ہوگا، وصول کا راستہ (اسی قدر) اقرب ہوگا اور قرب کی منزلیں (اسی قدر) جلد طے کر لی جائیں گی اور یہ جو اس سلسلہ عالیہ کے اکابر کی تحریریں آیا ہے کہ ”ہماری نسبت تمام نسبتوں سے اوپر ہے“ درست ہے، کیونکہ ان کی نسبت حضرت ابو بکر صدیق (رضی اللہ عنہ) کی نسبت ہے جو کہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے بعد تمام انسانوں سے افضل ہیں۔ اور نیز اس طریقہ عالیہ کا مدار سنت کو لازم پکڑنے اور بدعت سے اجتناب کرنے پر ہے، اس طریقہ کے اکابر حتیٰ الامکان عزیمت پر عمل کرنے کو ترک نہیں کرتے اور رخصت پر مائل نہیں ہوتے، کیفیات و معارف کو علوم دینیہ کا خادم جانتے ہوئے شرع کے نفیس جواہرات کو بچوں کی مانند وجد و حال کے جوڑ و موڑ (اخروٹ و منقہ) کے عوض نہیں دیتے اور صوفیوں کی خرافات پر دھوکا نہیں کھاتے، نص سے فص کی طرف مائل نہیں ہوتے اور فتوحات دینیہ (قرآن و حدیث) سے فتوحات مادیہ (شیخ ابن عربی قدس سرہ کی کتاب) کی طرف التفات نہیں فرماتے، یہی وجہ ہے کہ ان کا وقت دائمی ہے اور ان کا حال استمراری ہے، ماسوا کے نفوش ان کے باطن سے اس طرح پرمٹ جلتے ہیں کہ اگر وہ ہزار سال تک ماسوا کا خیال دل میں لانے کے لئے تکلف کریں تب بھی بیسرنہ ہو وہ تجلی ذاتی جو کہ دوسروں کیلئے برق کی مانند ہے ان بزرگوں کے لئے دائمی ہے وہ حضور کہ جس کے پیچھے غیبت ہو ان بزرگوں کے

نزدیک احاطہ اعتبار سے ساقط ہے: رِجَالٌ لَا تُلْهِهُمُ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ (وہ لوگ کہ سوداگری اور خرید و فروخت میں اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غافل نہیں ہوتے) ان کی صفت ہے۔ حضرت خواجہ احرار قدس سرہ نے فرمایا ہے کہ اس سلسلہ عالیہ کے نوابگان قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم ہر زرق و رقص (ریا کار اور رقص کرنے والا) کے ساتھ نسبت نہیں رکھتے ان کا معاملہ بلند ہے۔

جف باشد شرح او اندر بیاں ہچو راز عشق باید در نہاں
لیک گفتم وصف او تا رہ بر نہ پیش از آن کہ قوت او حسرت تو زند

[اس کی شرح کو بیان کرنا انصافی ہے عشق کے راز کی طرح اس کو پوشیدہ رکھنا چاہئے، لیکن میں نے اس کی صفت اس لئے بیان کر دی تاکہ قبل اس کے کہ اس کے عدم حصول پر حسرت کریں اس راہ پر چلیں]

مکتوب ۱۲۲

سلطان وقت مدظلہ کے نام سجدہ کے فضائل اور ذکر سے مذکور کی طرف ترقی کرنے پر ترغیب
 دینے اور اس تعالیٰ شانہ کی تشریح و تقدیس کے بیان میں اور اس بارے میں تخریر فرمایا کہ اس
 تعالیٰ سبحانہ کو تجلیات و مشاہدات و اسما و صفات کے ماوراء ڈھونڈنا چاہئے۔

بسم الله الرحمن الرحيم الحمد لله العلي الاعلى والصلوة والسلام على رسوله
 محمد ومصطفیٰ خیر الوری صاحب قاب قوسین او ادنیٰ وعلیٰ الابرار التقی واصحابہ
 اصحاب المقامات والدرجات العلیٰ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ تعالیٰ کے نزدیک
 بندہ کی کوئی حالت اس سے زیادہ پسندیدہ نہیں ہے کہ وہ اس کو سجدہ کرتے ہوئے دیکھے اور اس بندہ کا چہرہ
 خالک آلود ہو اور نیز بیت شریف میں ہے کہ سجدہ کرنے والا اللہ تعالیٰ کے دونوں تدمون پر سجدہ کرتا ہے
 پس بندہ کو چاہئے کہ سجدہ کرے اور خوب رغبت سے کرے اور خوب دعا کرے اور نیز حدیث شریف میں ہے
 کہ جب بندہ سجدہ کرتا ہے تو اس کا سجدہ اس کی پیشانی کے نیچے کی زمین کو زمین کے سانوں طبق تک پاک
 کر دیتا ہے اور نیز حدیث شریف میں ہے کہ اس شخص کے لئے خوشخبری ہے جس نے اپنے اندر کوئی نقص و
 نامی نہ ہونے کے باوجود تواضع کی اور جس نے مانگنے کے بغیر اپنے نفس میں ذلت اختیار کی اور مال کو بذر
 اس نے جمع کیا معصیت کے بغیر خرچ کیا اور اہل ذلت و مسکنت پر رحم کیا اور اہل فقر و حکمت سے میل جول
 رکھا اور اس شخص کے لئے خوشخبری ہے جس نے اپنے علم پر عمل کیا اور اپنے زائد مال کو (اللہ تعالیٰ کی راہ میں)
 خرچ کیا اور اپنے آپ کو فضول گوئی سے روکا اس کو طبرانی نے روایت کیا ہے۔

کمزین دعا گویان (یعنی یہ فقیر) حضرت ناصر الملتہ والدین امرح الاسلام و مؤید المسلمین،
 خلیفۃ اللہ تعالیٰ فی الارضین کے آستانہ عالیہ کے مقیمین و غنیہ عالیہ کے خادین کی خدمت میں عرض
 کرتا ہے کہ یہ مسکین بے بضاعت و ناکارہ ہونے کے باوجود آنجناب کی سلامتی جان و ایمان کی دعا سے
 فارغ نہیں ہے اور ترقی درجات اور ظاہری و باطنی استقامت کی طلب سے غافل نہیں ہے۔
 ایں دعا از من از خلق چاہا آمین بار [یہ نامیری طرف سے اور تمام مخلوق کی طرف سے آمین ہے]
 حضرت سلامت ابراہیم دینی شیخ عبد العظیم نے ایک خط اس فقیر کو لکھا تھا اور (اس میں)
 آنجناب کی جمعیت باطنی اور اس امر جلیل میں مشغولیت و پابندی کے بارے میں لکھا تھا اس کو پڑھ کر

اسدِ تعالیٰ جلّ سلطانہ کا شکرِ جلالاً یا کہ ان ظاہری مشغولیات کے باوجود آپ کے حقیقت پسندوں کو مطابقتِ حقیقی کے ساتھ ایک خاص تعلق اور مقصودِ تحقیقی کے ساتھ ایک مفہومِ شوق ہے، امید ہے کہ یہ تعلق روز بروز زیادہ ہوگا اور آتشِ شوقِ قوت پذیر ہوگی، یہاں تک کہ (یہ تعلق) ذکر سے مذکور تک پہنچائے گا اور دال سے مدلول تک لے جائیگا اور لفظ سے معنی تک کھینچ لائے گا۔ کسی نے خوب کہا ہے

قومے ز وجودِ خویش فانی رفتہ ز مروت در معانی

[ایک قوم اپنے وجود سے فانی (بے خبر) ہے وہ حروف سے معانی کے اندر چلی گئی ہے]

اس بارگاہِ جلّ و علا میں ہم معنی و غیر کا اطلاق میدانِ عبارت کی سنگی کے باعث ہے ورنہ

آج ہم آہستہ آہستہ کہ برتر زبان ست [وہاں سب کچھ وہ ہے جو کہ بیان سے بالاتر ہے]

اس سجانہ کو لفظ و معنی سے ماوراء طلب کرنا چاہئے اور آفاق و انفس، تخلیقات و ظہورات، توحید و اتحاد اور مشاہدات و مکاشفات سے ماوراء ڈھونڈنا چاہئے۔

تواز خوبی نے گنجی بعالم مراہرگز کجا گنجی در آغوش

[جب تو عالم میں خوبی کی وجہ سے نہیں ساسکتا تو پھر میری آغوش میں کہاں ساسکتا ہے]

سیر و سلوک سے مقصود حجابات کا رفع ہونا ہے خواہ وہ حجابات و جوبی ہوں یا امکانی ہوں، نہ یہ کہ مطلوب کے جال میں لے آئیں اور عنقا کو شکار کر لیں۔

عنقا شکار کس نہ شود دام باز ہیں کابنجا ہمیشہ باد بدست است دام را

[عنقا کو کوئی شکار نہیں کر سکتا تو اپنا جال اٹھانے کیونکہ یہاں ہمیشہ جال کو لگانا ایسا ہیسا کہ ہوا کو ہاتھ میں لینا یعنی اسکو کچھ حال نہیں یہ کمال (جو بیان ہوا) مشکوٰۃ نبوت سے ماخوذ ہے اور یہ دید (مذکور) ولایتِ انبیاء علیہم الصلوٰت و التسلیمات کا نتیجہ ہے، امتیاز میں سے بعض اُن حضرات کو اس کمال سے حصہ ہے جو کہ تبعیت و ولایت کے طور پر اُن (انبیاء کرام) علیہم البرکات کے کمال تک پہنچے ہیں اور وہ ان حضرات کے صحو کی شراب سے گم ہو کر بے ہوش ہو رہے ہیں، اہل ولایت میں سے اہل سُکر نے کمال کو شہود و مشاہدہ میں سمجھا ہے اور وہ جنبات کے ساتھ خوش ولذت یاب ہیں اور توحید و اتحاد کی طرف گئے ہیں، یہ لوگ اگرچہ امکانی و ظلمانی جویاں ہیں مگر یہ کھل چکے ہیں لیکن نورانی و جوبی حجابات میں رہ گئے ہیں اور ان سے بہانی نہیں پائی ہے اور ان کے شہود کو شہودِ حق اور اس کی تجلی سمجھ کر کہتے ہیں کہ تجلی ذات برقی ہے یعنی برقی خاطر کی مانند ہے پھر پردہ میں آجاتی ہے، اور جو اکابر کہ کمالات و ولایت (انبیاء) کے ساتھ منتصف ہوئے ہیں اور انہوں نے توحید و اتحاد کو راستہ میں چھوڑ دیا ہے اور تخلیقات و ظہورات سے بلسد ہو کر اور

شہود و مشاہدہ سے گذر کر حجاباتِ (ظلمانی و نورانی) سے پوری طرح باہر نکل چکے ہیں اور انہوں نے یقین کے ساتھ جان لیا ہے کہ یہ شہود اس سبحانہ و تعالیٰ کا شہود نہیں ہے اور یہ تجلی اُس تعالیٰ شانہ کی ذاتِ مقدس کی (تجلی) نہیں ہے بلکہ اس کی صفات میں سے کسی ایک صفت اور اس کے کمالات میں سے کسی ایک کمال کا ظہور ہے جو کہ ذات کا حجاب ہے اور ذاتِ اقدس کا طالب اس کی صفات و کمالات کے شہود سے خوش نہیں ہوتا اور آرام نہیں پاتا، اسی لئے یہ اکابر حضرت خلیل (ابراہیم علیہ السلام) کی طرح لَا أَحِبُّ الْآفَلِينَ [میں غروب ہونے والوں سے محبت نہیں کرتا] کہتے ہوئے اور اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهَیْ [میں نے اپنا رخ پھیر لیا] پڑھتے ہوئے اس (شہود) کے ماوراء کی طرف دوڑے ہیں اور انہوں نے اسمِ صفت سے ذاتِ تعالیٰ و تبارک و تقدس کے سوا اور کچھ نہیں چاہا ہے۔

بوصلتِ تارسم صد بار از با افگند شوقم کہ تو پروازم و شایخ بلندے آشیانِ ام
[اس کے وصل تک سانی سے پہلے میرا شوق مجھ کو سینکڑوں بار پاؤں سے گرا دیتا کیونکہ میں نیامی اڑنے والا ہوں اور ایک بلند شایخ پر اللہ سبحانہ ہمیں ان معانی کے ساتھ ایمان اور اس چشمہ سے ایک گھونٹ عطا فرمائے، آفتابِ جہان ناری و سلطنت کے اتوار و برکات و استقامت و ترویجِ ملت کے آثار و روافضوں ہوں الحمد للہ اولاً و آخراً والصلوة والسلام علی رسولہ دائماً و علیٰ آلہ الکرام و صحبہ العظام۔

مکتوب ۱۲۳

۱۴۹

خواجہ ملک جعفر خان کے نام سیر عاشق و معشوق کے راز اور عارف کے قلب کی جامعیت کے بیان میں تحریر فرمایا
بسم اللہ الرحمن الرحیم حقیقتِ جامعہ قلبیہ جمالِ لا بزال کا آئینہ ہو، حدیثِ قدسی میں ہے
لَا یَسْعَى اَرْضَیْ وَلَا سَمَآئِیْ وَلَکِنْ یَسْعَى قَلْبَ عَبْدِ الْمُؤْمِنِ [نہ میں زمین میں سماتا ہوں نہ آسمان میں لیکن میں اپنے مومن بندے کے قلب میں سماتا ہوں] قلبِ انسانی جب تصفیہ کے ذریعہ اپنے کمال کو پہنچ جاتا ہے تو اس بات کی قابلیت پیدا کر لیتا ہے کہ جو ب کے اسرار اور قدم کے اتوار اس کے آئینہ میں جلوہ گر ہو جائیں اور معشوق کی سیر عاشق میں ظاہر ہو جائے، اس شعر کے کہنے والے نے اسی سیر کی طرف اشارہ کیا ہے۔

آئینہ صورت از سفر در دست کاں پذیرائے صورت از نور دست

[عاشق آئینہ کی طرح سفر سے دست ہے (یعنی سفر کا مقلع نہیں ہے) کہ وہ صورت کو نور کی وجہ سے قبول کرتا ہے]

اس وقت دل کو اس قدر وسعت پیدا ہو جاتی ہے کہ وہ اس کے بالمقابل آسمانوں اور زمین کے طبقات کی کوئی حیثیت نہیں دیکھتا ہے۔ شیخ بائزید بسطامی قدس سرہ نے اس مقام میں کہا ہے کہ اگر عرش کو اور جو کچھ اس میں ہے اس سب کو عارف کے قلب کے گوشہ میں رکھ دیں تو عارف کو قلب کی وسعت کے باعث اس کا احساس نہیں ہوگا۔ شیخ جنید (قدس سرہ) اس کی شرح و تائید میں فرماتے ہیں کہ حادث جب قدیم کے ساتھ مل جاتا ہے تو اس کا کوئی اثر نہیں رہتا یعنی عرش و ما فیہ جو کہ حادث ہے عارف کے قلب کے بالمقابل جو کہ اتوار قدم کے ظہور کا مقام ہے محو و لا شے ہونے کی نسبت رکھتا ہے تو محسوس کہاں ہوگا جانتا چاہئے کہ لفظ یَسْعَى قَلْبٌ عَبْدِی [میں اپنے مومن بندے کے قلب میں سماتا ہوں] اور (لفظ) سیر معشوق در عاشق سے کوئی شخص حلول و اتحاد کے معنی نہ سمجھے کہ وہ تعالیٰ شانہ اس سے پاک و بری ہے یہ (یعنی اللہ تعالیٰ کا قلب مومن میں سمانا اور سیر معشوق در عاشق) ایک بے کیف امر ہے جو اس مقام والوں پر واضح اور ظاہر ہے مَنْ لَمْ يَدُقْ لَمْ يَدْرِ [جس نے نہیں چکھا اس نے نہیں جانا] اس سے جو کچھ ہمارے فہم و خیال میں آتا ہے حق سوائے اس سے پاک و برتر ہے۔

انصالی بے تکلیف بے قیاس ہست رب الناس را با جان ناس

[لوگوں کے پروردگار کو لوگوں کی جان کے ساتھ ایک بے کیف و بے قیاس اتصال ہے]

حق سبحانہ و تعالیٰ ہم جیسوں کو ان معانی کے ساتھ کچھ ایمان نصیب کرے اور اس چشمہ سے ایک گھونٹ عطا فرمائے۔

مکتوب ۱۲۴

خواجہ احمد بخاری کے نام ان کے دوست کے حال کی شرح اور واقعہ کی تعبیر میں تحریر فرمایا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ حمد و صلوة و ارسالِ تسلیات کے بعد عرض ہے کہ آپ کے گرامی نام نے پہنچ کر خوش وقت کیا اللہ تعالیٰ ہمیشہ ترقی میں رکھے اور شریعت و سنت کے طریقہ پر استقامت عطا فرمائے۔ فقیر نے سر نہ آنے کے بعد بہت بیماری و کمزوری اٹھائی، اللہ شہ و المنتہ کہ ان دنوں میں صحت ہے اور روز بروز ضعف کم ہو رہا ہے اور ایک دو وقت پالکی میں بیٹھ کر باہر بھی نکلتا ہے اور دوستوں کے ساتھ بیٹھتا ہے یہ۔

من از نور وئے نہ پیچم گرم بیازاری کہ خوش بود ز عزیزاں تحمل خواری

[اگر تو مجھ کو آزار پہنچائے تو بھی میں بہرہ مند نہیں پھیروں گا کیونکہ عزیزوں کی طرف سوزت کو برداشت کرنا چاہئے]

آپ نے لکھا تھا کہ سیادت پناہ سید محمد و فاقلب میں تیس سے زیادہ مرتبہ (نفسی و اثبات) کہتا ہے اور پہلے جو کچھ آنکھ بند کر کے دیکھتا تھا اب وہ کھلی آنکھ سے دیکھتا ہے، بیشک سید مذکور بہت سعادتمند ہے لیکن اس کو صحبت قلیل حاصل ہوئی ورنہ انشاء اللہ تعالیٰ بہت ترقی کرتا اس حال سے مطالعہ سے ہم بہت خوش ہوئے۔ اور یہ جو آپ کے منتسبین ہیں سے ایک شخص نے دیکھا ہے کہ "آپ کے سامنے ایک نعمت ہے کہ جس سے ہفت اقلیم (تمام دنیا) کے لوگ اور وحشی جانور اور پرندے حصہ پاتے ہیں اور ان کی دلجمعی ہوتی ہے" ایک اعلیٰ بشارت ہے لیکن چونکہ خواب کا معاملہ ہے دیکھئے کیا تعبیر ہوتی ہے بہر حال اس کی استعداد کی خبر دینے والا ہے قوت سے فعل میں آنا اور بات ہے اکثر ایسا ہوتا ہے کہ صاحب معاملہ کے معاون و مددگار اس قسم کی کوئی چیز دیکھتے ہیں واللہ عند اللہ تعالیٰ [اور حقیقت معاملہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے] والسلام اولاً و آخراً

مکتوب ۱۲۵

شیخ ابو المنظر پانپوری کے نام نماز کے بعض خاص اسرار اور احوال کی تعبیر میں تحریر فرمایا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد لله العلی الاعلی والسلام علی عباده الذین اصطفوا
خصوصاً علی سید الوری محمد المصطفیٰ صاحب قاب قوسین او ادنیٰ و علی الصیحة البرة النقی
اما بعد، مکتوب مرعوب جو کہ کیفیات و واردات پر مشتمل تھا پہنچا، مسرت بخش ہوا، حق سبحانہ ترقیات کے
دروازے کھلے رکھے اور کمال کے اعلیٰ مرتبہ تک پہنچائے اور ذکر و تلاوت و نماز میں صلاوت و رقت کو
زیادہ کرے اور حقیقت قرآن و حقیقت صلوٰۃ سے کامل حصہ عطا فرمائے۔ نماز اسی (ظاہری) صورت پر
محدود نہیں ہے (بلکہ) عالم غیب میں ایک حقیقت کہتی ہے جو کہ تمام خالق سے اوپر ہے اور حدیث
قِفْ بِأَسْمَاءَ فَإِنَّ اللَّهَ تَعَالَى يُصَلِّيُ لَكَ مُحَمَّدًا شَهْرًا يَأْتِيهِ بِسَبْكِ اللَّهِ تَعَالَى مَا لَمْ يَصَلُوهُ فِيهَا مِنْ كَلِمَةٍ
اس حقیقت کی طرف اشارہ ہے دیکھئے کون صاحب نسب ہوگا کہ جو اس حقیقت سے اطلاع پائے اور
اس کے باغیوں سے کوئی پھول چنے اور اس کی نماز اس حقیقت کی اقتدا کا شرف پائے اور تحریر میں شرکت
پیدا کرے اور امام و مقتدی کی قرابت کے اتحاد کے باعث قرب قاص حاصل کرے اور ایمان کی قرابت کے ساتھ
جو کہ حقیقت میں اس کی قرابت ہو بل کہ کلام نفسی کی مانند مطلوب کا ہم آغوش ہو جائے کسی نے خوب کہا ہے
اندر سخن دوست تھاں خواہم گشتن تا بر لب او بوسہ زخم چو نش بخواند
[میں دوست کی بات میں پوشیدہ ہونا چاہتا ہوں تاکہ جب وہ اس کو پڑھے تو میں اس کے لب کو بوسہ دوں]

ہمارے حضرت عالی (مجدد الف ثانی) قدسنا اللہ سبحانہ بسره العزیز سے ہم نے سنا ہے کہ علم کی طرح کلام کو منکلم کے ساتھ ایک ایسا اتحاد ہے جو کسی دوسری صفت کو نہیں ہے پس اس راہ سے قرب و منزلت کو حاصل فرمیں۔

فہم عن فہمنا سمحاً جس نے سمحاً نماز کے اسرار کہا تم تک بیان کروں مع
قلم این جا رسید و سر بشکست [قلم بیان تک پہنچا اور اس کی نوک ٹوٹ گئی]
آپ نے دو حال جو اس ناکارہ کے بارے میں دیکھے ہیں ایک یہ کہ کوئی شخص اس مسکین کی جانب اشارہ کر کے عربی زبان میں کہتا ہے کہ فلاں شخص اس قسم کا ولی اللہ ہے کہ حق تعالیٰ نے اس کو پسند کر لیا ہے اور اس سے اوپر کوئی ولی اللہ نہیں ہے، دوسرا حال یہ کہ کوئی بزرگ اس درویش کی طرف اشارہ کر کے کہتا ہے کہ جو کوئی اس کو دیکھے لے یا اس سے مس کرے وہ بہشتی ہے۔ واضح ہوا، فقیر اگرچہ اس خطاب کے قابل نہیں ہے لیکن جبکہ آپ جیسے بزرگ اس طرح کی کوئی چیز دیکھیں تو وہ ضرور کوئی محل رکھتی ہوگی یا آپ نے اپنے حسن ظن کے مطابق دیکھا ہے حقیقت میں خواہ کچھ بھی ہو۔

چشم دارم کہ دہرا شک مرا حسن قبول آنکہ در ساختہ است قطرہ بارانی را
[میں امید رکھتا ہوں کہ وہ (اللہ تعالیٰ) جس نے بارش کے قطرے کو موتی بنا دیا ہر میرے آنسوؤں کو حسن قبول عطا فرمائے گا]
دوسرے دو حال جو کہ عزیزی شیخ محمد نے دیکھے ہیں دونوں عمرہ و روشن ہیں حق تعالیٰ سبحانہ مراتب کمال تک پہنچائے اور پوشیدہ معانی کو قوت سے فعل میں لائے [انہ قریب عجیب] (میںک وہ قریب دار قبول کرنا لایا)

مکتوب ۱۲۶

خواجہ امان اللہ قاضی زاہر برہانپوری کے نام حال کی تعبیر اور حدیث معراج یا محمد فانا وانت
الحدیث کی شرح میں تحریر فرمایا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد لله وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ، مکتوب شریف پہنچ کر
مسترت کا سبب ہوا، آپ نے شوق کا اظہار کیا تھا، حق سبحانہ آتش شوق کو شعل کرنے ناکہ ما سوا سے پوری
طرح آزاد کرے اور قرب کے سراپدوں تک پہنچائے۔ اور یہ جو آپ نے حال میں دیکھا ہے کہ جناب حضرت
رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ایک مجلس میں بیٹھے ہیں اور لوگ دائیں اور بائیں بیٹھے ہیں اور آپ
بھی اس مجلس میں بیٹھے ذکر نفی و اثبات جس دم کے ساتھ کر رہے ہیں اور اس کے معنی کو لا موجود الا اللہ
کے ساتھ تصور کر رہے ہیں اس مجلس میں ایک شخص آپ سے کہتا ہے کہ تو شاید پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) کے

وجود کی بھی نفی کرتا ہے اور ان کو نیست (عدم) کر رہا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ آنسو رسولی اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نیست نہیں کر رہا ہوں اسی اثنا میں آپ ہوشیار ہو گئے۔ "میرے مخدوم! صوفیائے کرام جو باسوی سے وجود کی نفی کرتے ہیں وہ اسائناتا وجود کی نفی کرتے ہیں اور مستقل طور پر موجود نہیں جانتے کیونکہ وجود ان کے نزدیک اس تعالیٰ شانہ کے خاص انخاص اوصاف میں سے ہے اور وہ اس میں کسی دوسرے کی شرکت نہیں جانتے، اگر ممکن ہیں وجود ہے تو وہ اس تعالیٰ سبحانہ کے وجود کا پرتوا اور اس بارگاہ سے مستفاد و مستعار ہے، یہ ظلی وجود واجب تعالیٰ کے وجود کے بالمقابل فانی اور لاشیٰ نظر آتا ہے اور نفی کے قابل ہے اور قریب ہے کہ وہ وہم و خیال کی چیزوں میں شمار ہو، کُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ [اس (شر) کی ذات کے سوا ہر چیز ہلاک ہونے والی ہے] نص قرآنی ہے، بیشک جب حادث قدیم کے ساتھ مل جاتا ہے تو اس کا کوئی اثر باقی نہیں رہتا۔ پس وجود اصالت و استقلال کے طور پر ممکن سے ہمہ وقت منتفی ہے اور وجود ظلی ثابت ہے، عوام و خواص اور انبیاء علیہم الصلوٰت والبرکات وغیر انبیاء سب اس معاملہ میں برابر ہیں اور سب کا وجود مستعار و مستفاد ہے اور مستقل و صلی وجود حضرت ذوالجلال (تعالیٰ شانہ) کا خاصہ ہے پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم نے معراج کی رات اپنے آپ کو نفی کیا اور واجب الوجود تعالیٰ و تقدس کے بالمقابل اپنے آپ کو نیست تصور کیا جیسا کہ آپ نے فرمایا

اللَّهُمَّ أَنْتَ وَمَا أَنَا وَمَا سِوَاكَ تَرَكْتُ لِأَجْلِكَ [اے اللہ! تو ہے اور میں نہیں ہوں اور میں نے تیرے ماسوا کو تیری خاطر چھوڑ دیا] اگر یہ کہا جائے کہ معراج کی حدیث میں جو یہ نقل کرتے ہیں يَا مُحَمَّدُ أَنَا وَأَنْتَ وَمَا سِوَاكَ خَلَقْتُ لِأَجْلِكَ [اے محمد! میں ہوں اور تو ہے اور میں نے تیرے ماسوا کو تیری خاطر پیدا کیا] حق تعالیٰ اپنے حبیب کا اثبات کرتا ہے تو پھر آنسو رسولی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم نے اپنی نفی کیوں کی کہ جواب میں (یہ) فرمایا اللَّهُمَّ أَنْتَ وَمَا أَنَا وَمَا سِوَاكَ وَتَرَكْتُ لِأَجْلِكَ میں کہتا ہوں ہو سکتا ہے کہ اثبات وجود مہوہوب کے اعتبار سے ہو جو کہ ولادت ثانیہ کے ساتھ مربوط ہے اور نفی عدمیت صلی اور فقر فطری کے اعتبار سے ہو جو کہ ممکن کا مفرد ہے یعنی حق سبحانہ نے جب اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو نعمت عظمیٰ کے اظہار کے ساتھ نوازا کہ جو وجود مہوہوب و بقا بذات تجھ کو عطا ہوا ہے کسی اور شخص کو بیسر نہیں ہوا ہے اور میں نے سب کو تیرا طفیلی کر دیا ہے تو آنسو رسولی علی آلہ الصلوٰة والسلام نے تواضع و کسر نفسی کے طور پر ذاتی عدمیت اور فطری فقر نظر کرتے ہوئے اپنی نفی کی اور نعمت کو اس بارگاہ کے حوالہ کر کے اس (تعالیٰ شانہ) کا اثبات کیا جیسا کہ کوئی بادشاہ اپنے کسی نوکر پر مہربان ہو کر اس پر اپنے انعامات کی تعداد کا اظہار کرے اور اس کو مرہلتہ کرے اور وہ فطری خوبی کے باعث جو کہ اس کو حاصل ہے تواضع کے

طور پر اپنی نفی کرے اور (اپنی) قدیمی فقر و احتیاج کو یاد کرے اور کہے کہ میں کچھ نہیں ہوں اور یہ تمام نعمتیں تیری طرف سے ہیں۔

از نشت طلسم این خزانہ من بیچ نیم دریں میانہ
من ذرہ خاک آستانم تومی طلبی بر آسمانم
ہم گنج توئی و ہم تو گنجور من دست ہی فشانم از دور

[اس خزانہ کا طلسم تجھ سے ہے، میں اس کے درمیان کچھ نہیں ہوں۔ میں آستانہ کی خاک کا ایک ذرہ ہوں، تو مجھ کو آسمان پر بلانا ہے۔ خزانہ بھی تیرا ہی ہے اور خزانہ والا بھی تو ہی ہے، میں نے دور سے عالی ہاتھ جھاڑے] اور دوسرے احوال بھی عمدہ و روشن ہیں، اللہ تعالیٰ مراتب کمال پر ترقی عطا فرمائے، والسلام اولاً و آخراً۔

مکتوب ۱۲۷

خواجہ مومن قاضی زادہ برہانپوری کے نام نماز کی خصوصیات کے بارے میں اور آثارِ بشریت کے دور ہوتے اور محبت کے اسرار اور ان کے احوال کی شرح میں تخریر فرمایا کیونکہ انہوں نے لکھا تھا کہ قرآن مجید کی تلاوت میں جو الفاظ کہ زبان سے نکلتے ہیں وہ بعینہ تمام اعضاء سے نکلتے ہیں گویا رُوں رُوں ایک زبان ہے اور بہت لذت پیدا ہوتی ہے اور حرکات و سکنات اکثر اوقات اُس بارگاہِ اقدس کی جانب راجع ہو جاتی ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ حمد و صلوة و ارسالِ تسلیمات کے بعد عرض ہے کہ مکتوب شریف پہنچ کر مسرت بخش ہوا، چونکہ نیک احوال و کیفیات پر مشتمل تھا مسرت میں اضافہ کیا، اللہ تعالیٰ ہمیشہ ترقیات عطا فرمائے اور غرور و خود پسندی سے دور کرے۔ آپ نے لکھا تھا کہ ”نماز میں ایک ایسی حالت رُو نما ہوتی ہے کہ حجاب درمیان سے اٹھ جاتا ہے اور جس رکن کو ادا کرتا ہے پھر دوسرے رکن پر لوٹنے کا ذوق نہیں ہوتا اور غیر کا خیال ہرگز دل میں نہیں گذرتا اور اس وقت بہت زیادہ خوف پیدا ہو جاتا ہے اور اپنے آپ کو خس و خاشاک کی مانند بھی نہیں پاتا“ آپ جان لیں کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ نماز کی حالت میں وہ حجاب اٹھا دیا جاتا ہے جو نمازی اور اس کے پروردگار کے درمیان ہوتا ہے۔ اور ہمارے حضرت عالی (مجید الف ثانی) قدسنا اللہ تعالیٰ سبحانہ نے لکھا ہے کہ یہ حجاب کا دور ہونا شہتی کی نماز کے ساتھ مخصوص ہے اس نعمتِ عظمیٰ پر اللہ عزوجل کا شکر بجا لائیں اور اس کی کیفیت کے زیادہ ہونے میں

کوشش کریں اور نماز کو آداب و شرائط اور طویل قیام و قرارت کے ساتھ ادا کریں جو قرب کہ اس (نماز) کی ادائیگی کے دوران ہوتا ہے وہ اس کے باہر نہیں ہے، **وَأَمْرٌ أَهْلَكَ بِالصَّلَاةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا** اپنے اہل و عیال کو نماز کا حکم کر اور نماز کی ادائیگی پر قائم رہ [نماز کے کچھ اسرار برادر عزیزم شیخ ابوالمظفر (برہانپوری) کے خط میں لکھے گئے ہیں اگر آپ ان کا مطالعہ کریں گے تو ظاہر یہ ہے کہ محظوظ ہوں گے۔

آپ نے لکھا تھا کہ ”بہتا ہوا پانی، صحر اور درخت وغیرہ اشیا کے دیکھنے میں ایک رقت پیدا ہوتی ہے اور کچھ ایسے اسرار معلوم ہوتے ہیں جو ہرگز بیان میں نہیں آسکتے اور مشغولی کے وقت ایک ایسی حالت پیش آتی ہے نہ ہستی درمیان سے اٹھ جاتی ہے اور مقام حیرت پیدا ہو جاتا ہے۔“ یہ تمام احوال معقول و پسندیدہ ہیں حق سبحانہ تعالیٰ کے کمال اور انتفا کی حقیقت تک پہنچانے تاکہ بشریت کے آثار پوری طرح درمیان سے اٹھ جائیں اور **لَا يَدْرُكُ لِللَّهِ الْكَلْبَةُ** [اللہ کو اللہ ہی یاد کرنا ہے] جلوہ فرما۔ آپ نے لکھا تھا کہ ”جب کبھی میں تمہاری طرف متوجہ ہوتا ہوں تو ایک کیفیت پیدا ہو جاتی ہے اور محبت کا ایک ایسا نشہ اس طرف سے وارد ہوتا ہے کہ کیا لکھا جائے۔“ میرے مخدوم! یہ تمام کیفیات اسی نشہ سے پیدا ہوتی ہیں اور یہ دیدار اسی محبت سے ظاہر ہوتی ہے، کام کا مدار محبت پر ہے جو کہ ظہور و اظہار کا سبب ہوتی ہے، محبت ہی ہے جو کہ پوشیدہ راز اور مخفی خزانہ کو ظہور کی جلوہ گاہ میں لاتی ہے، محبت ہی ہے جو کہ حجابات کو دور کرتی ہے اور رملِ عرباں (بے حجاب وصل) تک پہنچاتی ہے، آپ نے لکھا تھا کہ قرآن مجید کی تلاوت کرنے میں جو الفاظ کہ زبان سے نکلتے ہیں وہ بعینہ تمام اعضاء سے (بھی) نکلتے ہیں گویا رواں رواں ایک زبان ہے اور بہت زیادہ لذت پیدا ہو جاتی ہے اور حرکات و سکنات اکثر اوقات اس بارگاہ اقدس کی طرف راجع ہو جاتی ہیں میرے مخدوم! غلبہ ذکر کے وقت ہر عضو ذکر ہو جاتا ہے دل اور تمام لطائف کے ساتھ (اس کی) خصوصیت نہیں رہتی، اگر تلاوت میں بھی کیفیت پیش آئے اور تمام اعضاء تلاوت میں مشغول ہو جائیں تو گنجائش ہے اور نیز جب بندہ کلامِ الہی کے سنتے کے لئے آمادہ ہو جاتا ہے اور اپنی کلیت کے ساتھ متوجہ ہوتا ہے تو حواس سمع (کان) کے ساتھ خصوصیت نہیں رکھتا اگر تلاوت بھی اپنی کلیت کے ساتھ کرے تو کیا تعجب ہے شاید کہ اس معاملہ کا راز یہ ہے کہ ہر حکم جو اس بارگاہ اقدس سے منسوب ہے وہ کلیت کے ساتھ ہے کیونکہ حصے اور اجزا ہونا وہاں محال ہے اگر تکلم ہے تو کلیت کے ساتھ ہے اگر استماع ہے تو وہ بھی کلیت کے ساتھ ہے ہر گونے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات کلی طور پر علم ہے، کلی طور پر قدرت ہے اور کلی طور پر ارادہ ہے علیٰ بذا القیاس [اور صفتوں کو بھی اسی پر قیاس کر لیجئے] مخلوق کے حکم کے مطابق عارف متخلق بھی

اپنی کلیت کے ساتھ منکلم اور اپنی کلیت کے ساتھ سامع ہو جانا ہے علیٰ ہذا القیاس، کلام الہی کے ساتھ تکلم کرنے میں یہی بہت زیادہ واضح ہے اس لئے کہ یہ وہی کلام ہے کہ حق سبحانہ جس سے کلیت کے ساتھ تکلم ہے، والسلام اولاً و آخراً۔

مکتوبات ۱۲۸

محمد باقر لاہوری کے نام ان کے احوال کی شرح اور ان کو ملت مقامات اور روشن اسرار کے حصول کی بشارت دینے کے بارے میں اور اس بیان میں کہ لطائف عالم امر کا عروج کہا تک ہے اور عناصر اربعہ کا حصہ کہاں ہے اور اس شبہ کے حل میں جو کہ حقیقت قرآنی کے کمالات نبوت پر توجیہ رکھنے کے بارے میں کیا تھا اور اس بیان میں کہ جو شخص صاحب قومیت ہو اس کو ذات حصہ اور غیر مجہری المشرک کا حقیقتاً اتھان سے محو شیخ کی ضمنیت کے ذریعہ سے ممکن بلکہ واقع ہے اور ان کے دوستوں کے احوال کی شرح اور حق جل و علا کے طالبین کی خدمت پر ترغیب دینے کے بارے میں تحریر فرمایا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم و صلوة و آریسالیٰ تسلیمات کے بعد عرض ہے کہ آپ کے مکتوبات شریفہ کے بعد دیگرے پہنچ کر مسرت کا باعث ہوئے چونکہ روشن کیفیات اور بتدریج احوال پر مشتمل تھے اس لئے مسرت میں اضافہ کیا، فقیر نے ان ایام میں بیماری بہت اٹھائی چنانچہ اپنے آپ لکھنے اور بیٹھنے کی طاقت نہیں رکھتا تھا، اللہ سبحانہ کی حمد ہے کہ اب پوری طرح صحت ہے اور دوستوں کو خط بھی لکھتا ہوں اگرچہ کھڑا ہونے یا دوڑنا بیٹھنے کی طاقت ابھی تک نہیں ہوتی ہے، آپ کے پانچ چھ خط سردست موجود ہیں ہر ایک کے مختصر جواب میں مشغول ہونا ہوں۔ آپ نے لکھا تھا کہ اس مرتبہ کی حائری میں جن نسبتوں کے حصول کی بشارت دی گئی تھی (یہ عاجز) ان کا ادراک کرتا ہے اور اپنے اس کی تفصیل نکھی سب واضح ہوا، حق سبحانہ اسی طرح ہمیشہ ترقیات پر رکھے، اس کے بعد آپ نے لکھا تھا کہ میں ایک روز (حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کے) مکتوبات جلد سوم کا سہتر واں مکتوب مطالعہ کر رہا تھا اسی اثنا میں حقیقت سلوۃ کا کچھ پرتو جو کہ انوارِ قدیم کے عجائبات پر مشتمل تھا ہایت بلندی و بے کیفی کے ساتھ اس فقیر کے باطن پر چمکا اور حقیقت قرآنی کے اوپر ظاہر ہوا اور اس نے ہایت درجہ اپنا غلوب بنالیا اور بدت تک اس نسبت سے غلوب رہا اور بلاشبہ محسوس کرتا تھا کہ یہی اسی حقیقت

(یعنی حقیقتِ صلوة) کا پرتو ہے کبھی کبھی فرض نماز میں یہ کیفیت پیدا ہوتی ہے۔ اور آپ نے دوسرے خطوط میں بھی اس معنی کے حصول کا اظہار کیا ہے اور وہ حال جس کی تعبیر حقیقتِ صلوة اور وہ معاملہ جو کہ اس حقیقت سے اوپر ہے وہ آپ نے معلوم کیا ہے اور اس معاملہ کی صحت و سقم معلوم کرنے کے لئے اس فقیر سے توجہ کرنے کی درخواست کی ہے۔ میرے مخدوم! فقیر اس معاملہ میں متوجہ ہوا، ظاہر ہوا کہ آپ کو اس عجیب و غریب نسبت سے کچھ حصہ حاصل ہو گیا ہے بلکہ اقتدارِ صلوة بصلوة بھی معلوم ہوئی، والغیب عند اللہ تعالیٰ ہے۔ [اور غیب کا علم اللہ تعالیٰ کے پاس ہے]۔ آپ نے لکھا تھا کہ ”عروج بہت معلوم ہوتا ہے، ایسا ظاہر ہوتا ہے کہ لطائف نے اپنے اصول سے بھی جو کہ عرشِ عظیم سے اوپر ہیں بالاتر ترقی کی ہے“ بیشک لطائف کا اپنے اصول سے ترقی کرنا ولایت کی شرط ہے ولایتِ صغریٰ میں لطائف کا عروج اسما و صفات کے ظلال تک ہے اور ولایتِ کبریٰ میں اسما و صفات کے اصول تک ہے، عالمِ امر کے لطائف کا عروج ولایتِ کبریٰ تک ہے بلکہ ولایتِ کبریٰ کے دائرہ اولیٰ تک زیادہ تر معاملہ عالمِ خلق کے ساتھ ہے ولایتِ کبریٰ کے باقی دائروں سے نفس کا حصہ ہے اور عناسیر رجبہ کا حصہ ولایتِ علیا و کمالاتِ نبوت سے ہے۔ آپ نے لکھا تھا کہ کبھی حقیقتہ الحقائق کے ساتھ مناسبت ظاہر ہوتی ہے اور نزول کی طرف رخ محسوس ہوتا ہے، بیشک کمالِ عروج کے بعد نزول سے واسطہ پڑتا ہے اور یہ نزول تمہارے اس کے ثمرات و نتائج بہت زیادہ ہیں، اور آپ نے جو یہ نزول ملائکہ کے ظہور اور انیس جانبی کاتب (فرشتے) کے بیکار رہنے کی بابت لکھا ہے یہ ایک بہت بڑی نعمت ہے لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَشْكُرُونَ تو میں ضرور تم کو اور زیادہ دوں گا اور آپ نے جو انعام کے بالمقابل ایلام کی لذت کے زیادہ ہونے کا اظہار کیا ہے، بیشک اسی طرح ہونا چاہئے دوسرے حسرات نے محبتِ ذاتیہ کی علامت انعام و ایلام کا برابر ہونا کہا ہے اور ہمارے حضرت عالی (مجدد الف ثانی قدس سرہ) کے نزدیک انعام کی نسبت ایلام زیادہ لذت بخش ہے یہ محبت کی دیوانگیوں میں سے ہے مَنْ لَدَيْدِي لَدَيْدِي [جس نے نہیں چکھا اس نے نہیں جانا]۔ آپ نے لکھا تھا کہ حقیقتِ صلوة و خلعت و محبت سے حصہ دونوں معنی میں پاتا ہے اور خلعت کا نفیس پشمینہ کا بے رنگ خلعت ظاہر ہوتا ہے، یہ کیفیات اکثر نمازوں میں خصوصاً فرض نمازوں میں اور کبھی اس (نماز) کے علاوہ پاتا ہے اور کبھی حقیقتہ الحقائق کے ساتھ مناسبت اور کبھی فناء فاس مفہوم ہوتی ہے۔ نیز حقیقتِ معبودیت صرف جو کہ حقیقتِ صلوة کے اوپر ظاہر ہوئی تھی اور اس مصرع

من بجائے میروم کا بنجا قدم نامحرم است [میں ایسی جگہ جا رہا ہوں کہ جس سے قدم بنا واقف ہے] کا مضمون

اس بے نشان مقام کا نشان ہی پرتو انداز ہوئی حقیقتِ قرآن مجید بلکہ ذات و صفات واجب تعالیٰ شانہ

اس عجیب مقام میں نمودار ہوئیں البتہ میرے مخدوم! جو چیزیں کہ آپ لکھتے ہیں ہم جیسے ناکاروں کو ان امور کا تصور اور دل میں خیال آنا بھی غنیمت ہے اور ان معانی پر ایمان لانا کافی اور نتیجہ بخش ہے (اگرچہ یہ امور نہایت دشوار ہیں) لیکن چونکہ آپ اس نسبت والوں کے ساتھ محبت و رابطہ رکھتے ہیں (اس لئے) ان حضرات کی برکات و نسبت خاص سے امیدوار ہیں، اَللّٰهُمَّ مَعَ مَنْ اَحَبَّ (آدمی اس کے ساتھ ہے جس سے وہ محبت کرتا ہے) کوئی لہجہ ایسا نہیں گذرتا کہ معیت محب صادق کے نصیب نہ ہو کیونکہ اگر وہ کسی مقام میں محبوب سے کوتاہی کرے تو معیت درست نہیں ہوتی لیکن تفاوت محبت کے مطابق معیت میں بھی تفاوت ہوتا ہے، باوجودیکہ ان مقامات میں سے بعض میں آپ مشرّف بھی ہوتے ہیں لیکن حقیقت قرآنی کا اس مقام میں ظاہر ہونا جو کہ معیوبیت نہ ہے محل تامل ہے جیسا کہ پوشیدہ نہیں ہے اور نیز حقیقت قرآنی ہمارے حضرت عالی (مجدد الف ثانی قدس سرہ) کے مطابق حضرت ذات تعالیٰ کی وسعت بچوں کا برابر ہے اور یہ حقیقت ذات مجرد پر تائد ہے پس معیوبیت صرف کے لائق نہیں ہوگی اور اس بارگاہ عالی سے نیچے ہوگا۔ اس بیان سے وہ شبہ ساقط ہو گیا جو کہ وارد کیا گیا ہے کہ حقیقت قرآن صفت کلام یا شان کلام سے پیدا ہوتی ہے اس لئے ولایت کبریٰ میں داخل ہوگی اور اس کے کمالات نبوت سے فوقیت رکھنے کی کیا صورت ہوگی کیونکہ یہ معنی کہ وسعت بچوں کا برابر حضرت ذات تعالیٰ ہے ولایت سے گاہ و کمالات نبوت و حقیقت کعبہ سے بالاتر ہے، پس سمجھ لیجئے۔

آپ نے لکھا تھا کہ "ایک مرتبہ ذات مہبوب کا پر تو اس کینہ پر چمکا اس وقت میں جس طرح کہ افعال و صفات کو اس طرف سے پانا تھا جسم و جنبہ بھی اسی طرف سے پانا تھا بلکہ جسم بھی نگاہ بصیرت سے اٹھ گیا تھا اور نورانیت کے سوا کوئی اور امر ادراک و مشاہدہ میں نہیں آتا تھا" میرے مخدوم! ذات مہبوب سے مراد اگر وجود مہبوب حقانی ہے جو کہ ولادت ثانیہ سے وابستہ ہے تو ٹھیک ہے اور اگر مراد وہ حقیقت ہے جو کہ صاحب نسبت قیومیت کو عطا ہوتی ہے اور اسی کے ساتھ خصوصیت رکھتی ہے اور اس نعمت والے کا ایک زمانہ میں متعدد ہونا واقع نہیں ہے تو محل تامل ہے، مگر کہ فنا فی الشیخ کے واسطے جو کہ اس نسبت کا حامل ہے ذات مہبوب کے ساتھ کچھ نسبت پیدا کرے اور اس کے انوار و برکات سے بہرہ مند ہو جائے جیسا کہ لفظ "پر تو از ذات مہبوب نافت" (ذات مہبوب کا پر تو چمکا) اس معنی کی تفسیر ہے والا ہے اور اس قسم کی نسبت ذات مہبوب کے ساتھ ممکن بلکہ واقع ہے اور اسی طرح حقیقتاً فنا تک وصول ہے (کہ) اگر وہ محمدی المشرب ہے تو اس کو راہ وصول حاصل ہے اور غیر محمدی المشرب اگر فنا فی الشیخ کے واسطے سے حاصل ہو جائے تو گنجائش رکھتا ہے۔

آپ نے لکھا تھا کہ "بعض اہل ہند کے لئے نفی و اثبات کے معنی فارسی زبان میں مشق کرنا دشوار ہے
 ہندی زبان) میں کہنا جائز ہے یا نہیں؟ میرے مخدوم! ابھی تک بزرگوں سے معلوم نہیں ہے کہ ہندی
 میں کسی شخص کو سکھایا ہو، ہم بھی اس قسم کے لوگوں کو جو فارسی میں سکھاتے ہیں تو وہ تھوڑی سی محنت سے
 یاد کر لیتے ہیں اگر کسی پر بہت زیادہ دشوار ہو تو ہندی میں بتائیں، اہل عرب کو جو ہم بتاتے ہیں تو عربی زبان
 میں بتاتے ہیں اور لا مقصوداً الا اللہ سے دلالت کرتے ہیں۔ محمد عارف نے ولایت علیا کے ساتھ کچھ
 ۱۴۵ مناسبت پیدا کی تھی اور عناصر کا تصفیہ جو اس نے حاصل کیا تھا وہ اسی کے باعث تھا لیکن ولایت کبریٰ
 میں مقام رکھنا تھا اب ان دو تین دنوں میں توجہ کرنے سے معلوم ہوا کہ اس ولایت میں پہنچ گیا ہے
 عناصر کے تصفیہ کی حقیقت اس مقام میں ہے پہلے اس مقام میں عناصر کے تصفیہ کی صورت تھی۔
 عبدالواحد نے بھی بہت ترقی کی ہے قریب ہے کہ احاطہ ظلال سے باہر آجائے۔ اور آپ نے دوسرے
 دوستوں کے جو احوال لکھے ہیں سب عمدہ و پسندیدہ ہیں آپ ان کے احوال میں خوب مشغول ہوں اور احساندہ
 کے ساتھ ان کی خدمت کریں، حدیث یاد آؤ اور آیت لیلیٰ طالباً فلن یبکھا فإلے داؤد! جب تو
 میرے کسی طالب کو دیکھے تو اس کا خام ہو جا [آپ نے سنی ہوگی۔ اور نیز حدیث نقل کرتے ہیں إِنَّ أَحْسَبَ
 عِبَادَ اللَّهِ إِلَى اللَّهِ مِنْ حَبَّ عِبَادَ اللَّهِ إِلَى اللَّهِ وَحَبَّ اللَّهِ إِلَى عِبَادِهِ] بیشک اللہ کے بندوں میں
 اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب وہ بندہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے بندوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف دوست بنانا ہے
 اور اللہ تعالیٰ کو اس کے بندوں کی طرف دوست بنانا ہے [والحمد لله أولاً و آخراً و الصلوٰۃ والسلام علی رسولہ
 دائماً و سروداً و علی آلہ الکرام و صحبہ العظام الی یوم القیام۔

مکتوبات ۱۲۹

خواجہ محمد ماہ پسر خواجہ عبدالرحمن نقشبندی کے نام تعزیت و نصیحت کرنے اور شریعت عالیہ و سنت نبویہ

اور دوام ذکر پر ترغیب دینے کے بارے میں تحریر فرمایا۔

حمد و صلوٰۃ و ارسال تسلیات کے بعد عرض ہے کہ کیا لکھا جائے کہ ہولناک واقعہ اور وحشت انگیز
 منبر کے سننے پر دوستوں کو کس قسم کی مصیبت پہنچی اور کتنا رنج و غم پیش آیا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاٰجِعُونَ
 [بیشک ہم اللہ کے ہیں اور بیشک ہم اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں] لیکن چونکہ مولائے حقیقی جل شانہ کی تقدیر

سے خواجہ محمد ماہ پسر خواجہ عبدالرحمن نقشبندی کے بارے میں تحریر فرمایا، ترمیم

ارادہ سے صبر و رضا کے سوا چارہ و مفرت ہیں ہے سے

من از تو روئے نہ پیچم گرم بیا زاری کہ خوش بود ز عزت زان نخل خواری

[اگر تو مجھے آزار پہنچائے تب بھی میں تجھ سے روگردانی نہیں کروں گا کیونکہ عزیزوں کی طرف سے ذلت کو برداشت کرنا اچھا ہوتا ہے]

آپ کو چاہئے کہ شریعت و طریقت کے راستہ پر قائم رہیں تاکہ حقیقت تک راہ پائیں اور اپنے بزرگوں کے

طریقے اور روش کو نہ چھوڑیں تاکہ ان کے فیوض و برکات سے بہرہ مند ہوں، دنیاوی زندگی بہت تھوڑی ہے

اور آخرت کا معاملہ دائمی و ابدی ہے ایسا کام کرنا چاہئے کہ نجات اخروی حاصل ہو جائے اور بالکل

حقیقی سے سرخروئی نصیب ہو جائے، حق سبحانہ نے آدمی کو بیکار پیدا نہیں کیا ہے اور اس کی مرضی یہ

نہیں چھوڑا ہے کہ وہ جو کچھ سمجھ میں آئے کرے اور جس طرح چاہے زندگی بسر کرے، اس کو اوامر و نواہی

کا پابند بنایا ہے، انسان اس کے سوا چارہ نہیں رکھتا کہ اس (اللہ تعالیٰ) کے اوامر و نواہی کے مطابق

زندگی بسر کرے جس چیز کا اس کو امر کیا گیا ہے اس کو بجالائے اور جس چیز سے منع کیا گیا ہے اس سے کنارہ کش

ہو جائے اگر وہ ایسا نہ کرے تو وہ سرکش بندہ ہوگا اور طرح طرح کی سزاؤں کا مستحق ہوگا۔ ذکر و فکر

میں مشغول رہیں اور اگر ذکر کہنے میں دل کو بیزاری پیدا ہو اور وہ ذکر کہنے سے باز رکھے تو محض وقوف قلبی

یابے کیفیت توجہ میں مشغول ہو جائیں۔ اور یہ جو آپ نے لکھا ہے کہ آرام و جمعیت اس میں ہے کہ دل

کی حرکت جس طرح کی ہو ہو اور دل میں کوئی خیال نہ گزرے یہاں تک کہ اسم ذات کے تلفظ کا خیال بھی نہ گزرے

جس وقت یہ صفت ظاہر ہوتی تمام چیزوں سے روک دیتی ہے، اس حال میں آرام و جمعیت زیادہ سے زیادہ مشاہد

کرتا ہے، میرے محروم! یہ حال عمدہ ہے اور دل کو ماسوا سے جس قدر بھی قطع تعلق حاصل ہو جائے نعمت ہے

لیکن بشرطیکہ فرائض و واجبات میں خلل واقع نہ ہو ورنہ خطرہ ہی خطرہ ہے جیسا کہ آپ نے خود لکھا ہے لیکن

صفت مذکورہ کو ہاتھ سے نہ دین اور ڈرتے اور کانپتے رہیں اور سنت پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر مضبوطی

سے قائم رہیں راہ نجات ہی ہے اور اس کے علاوہ بیکار محنت کرنا، آپ کی استقامت کیلئے دعا کی گئی ہے،

بِسْمِ اللّٰهِ سُبْحٰنَہٗ وَاِیَّاکَ مَعْلٰی جَادَا الشَّرِیْعَۃَ الْعَلِیْبَۃَ اللّٰہِ تَعَالٰی ہِمِّنْ اُوْرَآپ کو شریعت عالیہ کے طریقہ پر ثابت قدم رکھو

مکتوبات

شیخ حسین منصور جان ندری کے نام ان کے بلند روشن احوال کی تعریفیں مع بعض بشارات

عالیہ کے اور اس بارے میں جو غیر قطب قطب کے مردگاروں میں سے ہو اگر وہ اپنے آپ کو

فیض کا واسطہ پلے تو گنجائش رکھتا ہے اور اس شبہ کے حل میں تحریر فرمایا جو انھوں نے لکھا تھا کہ
حقیقت قرآنی مرتبہ صفات میں ہے اس کا تفوق کمالات نبوت پر جو کہ مرتبہ ذات ہے کس طرح ہوگا؟۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِهِ
محمد و آلہ اجمعین جو مکتوبات شریفہ آپ نے اس سے پہلے بھیجے تھے انھوں نے پہنچ کر خوش وقت کیا اور
مسترا فرما ہوئے، اس وقت میں (یہ) فقیر بیمار تھا، جواب لکھنے کی طاقت نہیں رکھتا تھا اب جبکہ مرض
کی شدت سے آرام ہے دونوں خطوں کے جواب میں جو کہ اعلیٰ و روشن احوال و کیفیات پر مشتمل تھے مشغول
ہوئے اور آپ یہ جو رعایت خداوندی جل شانہ جو کہ چند و چون سے باہر ہے اس کے شامل حال ہونے کو
مشاہدہ کرتے ہیں اور کدورتوں کے دور ہونے اور لغزشوں کے معاف ہونے کو جو محسوس کرتے ہیں اور بعض
اوقات اپنے آپ کو فیض و رحمت و مغفرت کا واسطہ پاتے ہیں اور جو فیوض و برکات کہ سرور کائنات علیہ وآلہ
افضل الصلوات و اکمل التحیات کی ہر گاہ سے دائمی طور پر اپنے اوپر پاتے ہیں گویا کہ ایک نہر اس بحرِ محیطا کو
اس جانب کو کھودی گئی ہے اور دائمی طور پر جاری ہے اور گویا اپنی نظر مبارک سے ہرگز اوجھل نہیں
کرتے ہیں اور ایک لمحہ بھی اپنی مہربانی سے دور نہیں کرتے اور ان امورِ بکتوبہ میں شک و شبہ نہیں پاتے
بلکہ دن میں دوپہر کے وقت سورج کے دیکھنے کی مانند پاتے ہیں، یہ ایک بڑی نعمت ہے، اس کے
مطالعے سے سرور کیا اور معنوی لذتیں بخشیں، اللہم زد [اے اللہ! اور زیادہ فرما]۔ اور آپ اپنے آپ کو
جو فیض کا واسطہ پاتے ہیں "میرے مخدوم! یہ معاملہ قطب کے ساتھ وابستہ ہے لیکن جو غیر قطب کہ
قطب کے معاونوں اور مددگاروں میں سے ہے اگر یہ معنی اپنے اندر محسوس کرے تو گنجائش رکھتا ہے
اور جیسا کہ عالم مجاز میں وزیر مخلوق کو شاہی انعام پہنچانے کا واسطہ ہوتا ہے اگر وزیر کے مددگار
بھی جو کہ مرجع خلائق ہیں اپنے آپ کو انعامات کا واسطہ سمجھیں تو کیا بعید ہے۔ آپ نے حقیقت
قرآنی کے بارے میں دریافت کیا تھا ظاہر ہوتا ہے کہ اس حقیقت میں (آپ کو) بہت ترقی واقع ہوئی
ہے، بظاہر یہ معاملہ انجام کو پہنچ گیا ہے۔ اور آپ نے صباحت کے حصہ اور پرتو کے بارے میں جو
پوچھا ہے وہ بھی محسوس ہوتا ہے الغیب عند اللہ سبحانہ [غیب کا علم اللہ سبحانہ کو ہے]۔ آپ نے
لکھا تھا کہ جب کمالات نبوت کا معاملہ ذات بحت (محض) کے ساتھ تعلق رکھتا ہے تو حقیقت کج
و حقیقت قرآنی کے اس پر فوقیت رکھنے کی کیا صورت ہے، میرے مخدوم! کہاں سے معلوم ہوا کہ
کمالات نبوت کا تعلق ذات بحت کے ساتھ ہے اس فقیر (خواجہ محمد معصوم قدس سرہ) سے کس نے نقل کیا
ہے، فقیر نے ہرگز نہیں کہا ہے اور حضرت عالی (مجدد الف ثانی قدس سرہ) نے کلام میں بھی معلوم نہیں ہے

ہاں ان کمالات تک وصول و لایت نہ گانہ کے حصول کے بعد ہے اور اسماء و صفات، شیون و ننبارات اور تزیینات و تقدیسات کے عبور کے بعد ہے اور اسم الظاہر و اسم الباطن سے ترقی کے بعد ہے جو کہ طریقہ کے بیان والے مکتوب میں تفصیل کے ساتھ مذکور ہے لیکن ان کمالات نبوت کے ذاتِ بحت سے متعلق ہونے میں کلام ہے

کَيْفَ لَوْ ضُرِلَ إِلَى سَعَادٍ وَّوُدُّهَا قَلِّلَ الْجِبَالِ وَّوُدُّكَ نَجِوَاتٍ

[سعاد (محبوب) تک پہنچا کس طرح ہو سکتا ہے جبکہ اس کے راستے میں بلند پہاڑ اور غارِ حائل ہیں] یہ معاملہ ذاتِ محض کے ساتھ کس طرح متعلق ہو سکتا ہے جبکہ حضرت عالی (مجدد علیہ الرحمہ) نے اسی مکتوب میں حقیقتِ کعبہ کو جو کہ عظمت و کبرائی کے سراپروں سے عبارت ہے کمالاتِ نبوت کے اوپر لکھا ہے اور کمالاتِ نبوت سے حصہ جزوِ ارتضیٰ (خاک) کے لئے ثابت کیلئے ہے اور حقیقتِ کعبہ سے حصہ ہیئت و حرانی کے لئے جو کہ عالمِ خلق و عالمِ امر کا مجموعہ ہے حاصل ہونا لکھا ہے اور نیز اسی مکتوب میں مرتبہ ذات کو ان کمالات کے اوپر ثابت کیا ہے جیسا کہ انھوں نے لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات اس وجود و عدم سے ماوراء ہے اور نیز انھوں نے لکھا ہے کہ یہ ماوراء ہونا حجابات کے وجود کے اعتبار سے نہیں ہے کیونکہ حجابات تمام اٹھ چکے ہیں بلکہ عظمت و کبرائی کے ثبوت کے اعتبار سے ہے جو کہ ادراک کی مانع ہے اور حقیقتِ قرآنی حقیقتِ کعبہ ربانی کے اوپر ہے اور وہ ہمارے حضرت عالی (مجدد قدس سرہ) کے

برایقہ پر مبادی و معنی چون حضرت ذاتِ تعالیٰ سے عبارت ہے جیسا کہ انھوں نے (مکتوبات کی بدلتا میں تفصیل کے ساتھ بیان فرمایا ہے پس اشکالِ دور ہو گیا اور شبہ جاتا رہا۔ اگر آپ حضرت عالی (قدس سرہ) کے کلام کا نتیجہ کرتے تو ظاہر ہے کہ آپ اس اشکال سے رہائی حاصل کر لیتے۔ زیادہ عجیب بات یہ ہے کہ آپ نے حضرت عالی (قدس سرہ) کی تحقیق سے آگاہی حاصل کیے بغیر حقیقتِ قرآنی کو ایک خط میں شانِ کلام لکھا ہے اور دوسرے خط میں اپنی غلطی کا اعتراف کیا ہے کہ میں نے پہلے خط میں غلطی لکھا،

حقیقتِ قرآنی صفتِ زائدہ ہے غلطی کے اعتراف کا کوئی موقع ہے، جس طرح کلام اللہ تعالیٰ کی صفتِ زائدہ ہے اسی طرح وہ شانِ غیر زائدہ بھی ہے اور یہ دونوں باتیں حقیقت کے طور پر ہیں حجاز درمیان میں نہیں ہے پس کلام کو ایک کے ساتھ مخصوص کرنا اور دوسرے کی نفی کرنا کس معنی میں سے ہوگا، اور تسلیم کر لینے کی صورت میں کہ کلام صفت کے ساتھ مخصوص ہے اگر اس کی حقیقتِ شان ہو تو کیا نقص ہے اور تحقیق وہی ہے جو حضرت عالی (قدس سرہ) افادہ فرمائی ہے۔ اور نیز آپ نے پوچھا تھا کہ جب سالک لایاتِ ثلاثہ و کمالاتِ نبوت سے مشرف ہو جاتا ہے اور اس کی سیر حقائق میں واقع ہوتی ہے

مکتوب ۱۳، فنوم، ۱۲، ۱۱، ۱۰، ۹، ۸، ۷، ۶، ۵، ۴، ۳، ۲، ۱

۱۸۱

مکتوب نمبر ۱۳، ۱۲، ۱۱، ۱۰، ۹، ۸، ۷، ۶، ۵، ۴، ۳، ۲، ۱

تو کیا وہ ولایات و کمالات میں سے ہر ایک کا عروج و نزول علیحدہ رکھتا ہے یا ایک عروج کے ساتھ ولایات و کمالات سے مشرف ہو جاتا ہے اور ایک نزول کے ساتھ نازل ہو جاتا ہے۔ میرے مخدوم! بعض اشخاص ایسے ہوتے ہیں کہ ایک عروج کے ساتھ ان مقامات کو طے کر کے نزول کرتے ہیں اور بعض دوسرے اشخاص کے عروج و نزول متعذر ہوتے ہیں اور بعض کو بعض مقامات میں عروج ہوتا ہے اور نزول نہیں ہوتا یہ معاملہ البین کی قابلیتوں کے مطابق مختلف ہوتا ہے اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ یہ تفاوت بلکہ سیر (مرشد) کی تربیت کے تفاوت کے اعتبار سے ہوتا ہے۔ آپ نے کوہستان کے سفر کا ارادہ کیا ہے بہتر ہے استخاروں کے بعد متوجہ ہوں، فقیر کی جانب سے بھی اجازت ہے۔ دیگر فقیر طریقہ چشتیہ کسی شخص کو نہیں بتاتا اور خرچہ بھی نہیں دیتا یہ اس لئے لکھا ہے) تاکہ واضح ہو جائے، سُبْحَانَكَ لَا عِلْمَ لَنَا إِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا إِنَّكَ أَنْتَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ

۳۱۲

مکتوبات ۱۳۱

شیخ انور نورسراہی کے نام اُن کے احوال و کیفیات کی تعریف میں اور اس بارے میں تحریر فرمایا کہ تجلی ذات کے لئے دوام ناگزیر ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَ سَلَامٌ عَلٰی عِبَادِهِ الذِّیْنَ اصْطَفٰی، جو خط آپ نے ازراہ محبت بھیجا تھا پہنچ کر مسرت بخش ہوا، آپ نے اپنی کیفیات و احوال کے بارے میں جو کچھ لکھا تھا وہ سب اعلیٰ و پسندیدہ ہے اس کے مطالعہ نے خوشوقت کیا، اس میں لکھا ہوا تھا کہ "حقیقتِ صلوة اس طرح منکشف ہوتی کہ تو کا ایک درخت ہے اور اس درخت کی شاخ قبلہ کے سامنے واقع ہے اور فقیر اس درخت کو اپنے دائیں جانب دیکھتا ہے" شاید کہ اس حقیقت کی مناسبت درخت کے ساتھ بیچ کہ درخت وسعت و تفصیل کی خبر دیتا ہے کیونکہ درخت بیج کی تفصیل ہے اور نماز بھی حضرت ذاتِ تعالیٰ و تقدس کی وسعت بیچون کا مرتبہ ہے اور چونکہ اس (نمازی) کی توجہ کعبہ مقصود کی طرف ہے جو کہ مرتبہ معبودیتِ صرف ہے (اس لئے) اس درخت کی توجہ قبلہ کی سمت میں متمثل ہوتی اور یہ جو آپ درخت کو دائیں جانب دیکھتے ہیں اس بات کی خبر دیتا ہے کہ آپ کے لئے اس درخت کی طرف سیدھا راستہ ہے امید ہے کہ مطلب تک پہنچا دے گا اور اس حقیقت سے کچھ حصہ حاصل ہو جائے گا۔

ماتما شا کمان کو تہ دست تو درخت بلند بالائی

[ہم (صرف) سیر کرنے والے اور کوتاہ دست ہیں (اور) تو بلند و بالا درخت ہے]

آپ نے لکھا تھا کہ ایک روز کسی نماز میں اپنے آپ کو آسمان کے اوپر دیکھا اور ایک تودہ دیکھا کہ نماز کے الفاظ اس تودہ میں منصور ہوتے تھے اور نماز کی ادائیگی کے دوران رکوع و سجود میں ایک ایسا حذا و لطف ہوتا تھا جو تقریر و تحریر سے باہر ہے۔ ایسا کیوں نہ ہو کہ نماز مومن کی معراج ہے اور نہایت قرب کا مقام اور دوری حجاب کا وقت ہے۔ آپ نے لکھا تھا کہ میں غیبت میں دیکھتا ہوں کہ ایک بے جہت و بے کیف تودہ ہے وہاں میں نے اپنے آپ کو ایسا معلوم کیا کہ میں مقبول بندہ اور اپنے مالک کا پسندیدہ ہوں اور کمترین کی زبان سے نکلا کہ میں اچھا بندہ ہوں۔ میرے مخدوم! چونکہ اس دید و علم میں آپ درمیان میں نہیں ہیں اور غیب سے یہ کلمہ آپ کی زبان پر جاری ہوا ہے (اس لئے) عمدہ اور مبارک ہے اللہ تعالیٰ کا شکر بخالائیس اور اس کی رحمت کے زیادہ سے زیادہ امیدوار رہیں اور اپنے افعال و اعمال سے باپوس ہوں اور محض رحمت سے امید رکھیں اس کا قبول کرنا ہمارے افعال سے وابستہ نہیں ہے، آپ نے لکھا تھا کہ "مراقبہ میں ظاہر ہوا گویا کہ بے جہت و بے کیف تجلی ذات ہے اور اس کی حسن و خوبی ہم خیال ہیں نہیں آتی۔" میرے مخدوم! تجلی ذات کی علامت اس کا دائمی ہونا ہے کہ جس کے پیچھے چھپ جانا نہ ہو اور جو چھپ جانے والی ہو وہ تجلی ذات سبحانہ نہیں ہے بلکہ شیونات میں سے کسی شان کی تجلی ہے اس لئے تجلی ذاتی برقی کہ جو مشائخ نے فراردی ہے ہمارے حضرت عالی (مجدد قدس سرہ) کے نزدیک تجلی ذات نہیں ہے بلکہ شیونات میں سے کسی شان کی تجلی ہے جو کہ جلد چھپ جانے والی ہے۔ میرے مخدوم! آپ نے میرے فرزند کے خط میں حقیقت قرآنی کے منکشف ہونے اور نماز ادا کرتے وقت اپنے آپ کو محو مطلق دیکھنے اور اس وقت میں لذت عظیم کا مشاہدہ کرنے اور طالبین توجہ کی تاثیر کے ظاہر ہونے اور مجلس کی رونق کی بابت جو کچھ لکھا تھا یہ سب عمدہ و عالی ہے، اس کے مطالعہ نے خوش وقت کیا اللہم زد [لے اللہ اور زیادہ فرما] طالبین کے احوال میں اچھی طرح مشغول رہیں اور ان پر توجہات سے دریغ نہ کریں لیکن ڈرنے اور کانپنے رہیں اور تصرع والتجا کرتے رہیں ایسا نہ ہو کہ اس راستے سے بندہ کی تیرائی بچا ہی گئی ہو گوشہ نامرادی میں اوقات کو ذکر و فکر کے ساتھ بسر کریں اور اسرار کا خزانہ حاصل کریں۔

۱۸۳

مکتوب ۳۲

خواجہ احمد بخاری کے نام اس بیان میں کہ جو کچھ محبوب حقیقی سے پہنچتا ہے وہ محبوب مرغوب ہے اور رزق کی تنگی و فراخی اس تعالیٰ شانہ کا خاص فعل ہے اور ان کے دوستوں کے احوال کی شرح میں تحریر فرمایا۔

اللہ تعالیٰ شریعتِ منورہ و سنتِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے طریقہ پر قائم و دائم رکھا رکھا رہی و باطنی ترقیات سے مکرم و ممتاز فرمائے، گرامی نامہ پہنچ کر مسرت بخش ہوا، آپ نے (اس) فقیر کی بیماری کے متعلق لکھا تھا، اللہ تعالیٰ سبحانہ کی حمد ہے کہ ان دنوں آرام ہے لیکن کھڑا ہونے کی طاقت ابھی تک نہیں آئی ہے، مَا أَصَابَ مِنْ مُصِيبَةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي أَنْفُسِكُمْ إِلَّا فِي كِتَابٍ مِنْ قَبْلِ أَنْ نَبْرَأَهَا [زمین میں اور تمہاری جانوں میں کوئی مصیبت نہیں پہنچتی مگر یہ کہ وہ لوح محفوظ میں لکھی ہوئی ہے قبل اس کے کہ ہم اس کو پیدا کریں] جو کچھ اس طرف سے پہنچتا ہے مرغوب و محبوب ہو پیشانی و ابرو پر بل ڈالے بغیر کشادہ روئی کے ساتھ اس کا استقبال کرنا چاہئے، بندگی کا راستہ ہی ہے بعض دوست روزگار کی تنگی اور قرضداریوں کے بارے میں شکایت کا اظہار کیا کرتے ہیں شکایت کا کوئی موقع نہیں ہے جو رزقِ مقدر ہے اس میں کسی کمی و زیادتی کا احتمال نہیں ہے، رزق کا ننگ و کشادہ کرنا اس تعالیٰ شانہ کا خاص فعل ہے کسی شخص کو اس میں دخل نہیں ہے اللَّهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَشَاءُ وَيَقْدِرُ [اللہ جس کے لئے چاہتا ہے رزق کو کشادہ کرتا ہے اور جس کیلئے چاہتا ہے ننگ کرتا ہے] اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ بندہ اپنے دل کے رخ کو تمام سمتوں سے ہٹا کر اس (تعالیٰ شانہ) کے ذکر و عبادت میں یک سو یکا، رو ہوجائے اور پوری طرح آخرت کی تعمیر میں مشغول کرے اور اس کا مطمح ہمت مولائے حقیقی جل سلطانہ کی خوشنودیوں کے سوا اور کچھ نہ ہو، وَإِذْ كُنْتُمْ فِي رَيْبٍ مِمَّنْ يَنْتَحِلُ إِلَىٰ بَيْبُنَيْلَا [اور اپنے پروردگار کا ذکر اور تمام سمتوں سے ہٹ کر اس کی طرف پوری طرح متوجہ ہوجا] اور فاشی امور کو اس (اللہ تعالیٰ) کے حوالہ کر دے اور کشود کا کو اسی کی طرف سے جانے اور اسی سے طلب کرے، رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ فَاتَّخِذْهُ وَاوَّلِيًّا [وہ مشرق و مغرب کا پروردگار ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں پس تو اس کو اپنا کار ساز بنالے] حدیث شریف میں آیا ہے سونے اور چاندی کے لئے ہلاکت ہے (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ الفاظ سن کر صحابہ کرام نے عرض کیا تو پھر ہم کیا جمع کریں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ذکر کرنے والی زبان، شکر کرنے والا قلب اور اسی بیوی جو آخرت کے لئے دردگار ہو۔ اور نیز حدیث شریف میں آیا ہے کہ جس شخص نے اپنے تمام فکروں کو ایک فکر (فکر آخرت) بنا دیا، اللہ تعالیٰ اس کی تمام فکروں کے لئے کافی ہوگا اور جس شخص کو دنیاوی فکروں نے گھیر لیا تو اللہ تعالیٰ کو اس کی پرواہ نہیں کہ وہ ان افکار کی کسی بھی وادی میں ہلاک ہو۔

۱۸۲

۱۸۲

آپ نے سید محمد اور ان کے بڑے بھائی کے جو کچھ احوال لکھے تھے واضح ہوتے۔ آپ نے اپنے بھائی کے حالات میں لکھا ہے کہ ”وہ پہلے جو کچھ آنکھ بند کئے ہوئے دیکھتے تھے اب وہ کھلی آنکھوں سے دیکھتے ہیں“ میرے مخدوم! یہ بات باطن کی ترقی پر دلالت نہیں کرتی اور کمال اس بات کیساتھ وابستہ نہیں ہے۔

ع تو میاش اصلا کمال ابن ست و بس [تو ہرگز نہ رہے یعنی خود کو ملے] کمال ہی ہر اور بس اور آپ مراتب قلب کو جو مشاہدہ کرتے ہیں یہ عمدہ و اعلیٰ ہے حق سبحانہ ہر مرتبہ قلب کے کمال سے بہرہ ور کرے اور قلب بسط سے کچھ حصہ عطا فرمائے۔ آپ نے محمد زاہد کے احوال کے بارے میں بلند اور اعلیٰ کیفیات لکھی ہیں اس تعالیٰ شانہ کے کرم سے نزدیک ہے لیکن یہ جو آپ نے لکھا ہے کہ ”وہ ولایت کبریٰ کی تفصیل وار سیر کر کے پانچویں نصف دائرہ میں مقام قبولیت متعین کرتا ہے اور اسی طرح ولایت علیا کے ہمسایہ میں نقطہ متعین کرتا ہے کہ وہ بھی مقام قبولیت ہے“ معلوم نہیں ہوا کہ یہ مقام قبولیت کس چیز سے عبارت ہے اور کس قسم کی قبولیت ہے اور پانچواں نصف دائرہ کس معنی میں ہے اگر مراد ایک قوس ہے کہ حضرت عالی (مجدد قدس سرہ) نے جس کو ولایت کبریٰ کی انتہا قرار دیا ہے تو جو چھٹا نصف دائرہ کہنا چاہئے کیونکہ قوس جو چھ دائرہ میں ہے تین دائرے کمال ہیں اور ان کے اوپر قوس ہے آپ نے لکھا تھا کہ ”یارانِ طریقت جو آپ سے وابستہ ہیں ان کو جس جگہ کوئی دشواری اور مانع پیش آتا ہے اور رکاوٹ واقع ہوتی ہے اس قاک نشین (مکتوب) کی طرف متوجہ ہوتے ہیں، ان پر فقیر کی صورت ظاہر ہو جاتی ہے اور اس جگہ سے گزار دیتی ہے اور فقیر کچھ بھی نہیں دیکھتا اور کچھ خیر نہیں لکھتا میرے مخدوم! تکمیل و ارشاد اللہ تعالیٰ جل شانہ کا معاملہ ہے مرنی حقیقی وہی سبحانہ و تعالیٰ ہے لیکن ظاہری اعتبار سے یہ معاملہ پیر و مرشد سے وابستہ کر دیا گیا ہے اس کے توسط سے مرید کا کام درجہ کمال تک پہنچانے میں کبھی ایسا ہوتا ہے کہ مرشد کو اس توسط کی اطلاع ہوتی ہے اور کبھی نہیں ہوتی ع

ازما و شما بہانہ بر ساختہ اند [ہم کو اور تم کو تو بہانہ بنا لیا گیا ہے]

خاص طور پر جبکہ مرشد اربابِ جہل میں سے ہو تو اس کو مرید کے احوال اور اپنے واسطہ ہونے کی اطلاع بہت کم ہوتی ہے اس کے باوجود اس کی صحبت میں لوگ کمال و افعال کے مرتبہ تک پہنچتے ہیں اور صاحبِ احوال و صاحبِ علم ہوتے ہیں اور اس جہل سے اس کے کمال و تکمیل میں کچھ نقص نہیں ہوتا ہے اسی کے احوال و کمالات ہیں جو کہ مریدوں کے آئینوں میں ظاہر ہوتے ہیں۔

والسلام اولاً و آخراً

❖

مکتوبات

شیخ شرف الدین سلطانی پوری کے نام میں لکھے گئے احوال میں مشغول ہونے پر تڑپنے اور توجیح نیت پر تاکید کرنے کے بارے میں تحریر فرمایا۔

حمد و صلوٰۃ و ارسال تسلیات کے بعد عرض ہے (یہاں کے) احوال ہر طرح حمد کے لائق ہیں اللہ تعالیٰ سے آپ کی عافیت اور اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ طریقہ پر ظاہری و باطنی طور پر استقامت کیلئے دعا کی گئی ہے جو گرامی نامہ آپ نے ان دنوں ارسال کیا تھا پیچ کر مسرت افزا ہوا، آپ نے صبح اور ظہر کے وقت حلقہ ذکر اور نماز مغرب کے بعد دوستوں کو توجہ دینے کے طریقہ لی پابندی اور مجلس کی رونق اور توجہات کی تاثیر اور اس کے آثار ظاہر ہونے اور اس پر عظیم ترقیات کے بارے میں جو کچھ لکھا تھا اس نے خوشی میں صاف کیا۔

اللَّهُمَّ اكثِرْ لِأَخَوَانِنَا فِي الدِّينِ [اے اللہ! ہمارے دینی بھائیوں کی تعداد بڑھا]۔ آپ کو چاہئے کہ اس پل لفظ کام میں بہت زیادہ اہتمام کریں۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ بیشک اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے پسندیدہ وہ شخص ہے جو بندوں کو اللہ تعالیٰ سے محبت کرنے والا بنائے اور اللہ تعالیٰ کی محبت کو اس کے بندوں کی طرف متوجہ کرے؛ تصحیح نیت میں جان و دل سے کوشش کریں اور ہمیشہ التجا و تضرع کرنے والے رہیں۔ آپ نے حقیقت قرآنی سے منصف ہونے اور اس سے اوپر عبور پانے کے متعلق جو کچھ لکھا تھا واضح ہوا اس کی تفصیل آپ کی یہاں موجودگی سے تعلق رکھتی ہے اس لئے کہ معاملہ نازک ہے اور جو کچھ آپ (اپنے اندر) پاتے ہیں ایک بہت بڑی نعمت ہے امید ہے کہ یہ دو باتوں سے خالی نہیں ہوگی یا اس وقت حاصل ہے یا عنقریب حاصل ہونے والی ہے، بہر حال اللہ جل شانہ کا شکر بجالائیں اور اس بات کی ہمت کریں کہ (معرفت کے) اس بحرِ عمان سے کوئی موتی ہاتھ لگے جو سات پشت کی سعادت کا سبب ہے اور آکھوں بہشت رونما ہوں، دوستوں سے دعا کی امید کی جاتی ہے والسلام اولاً و آخراً۔

مکتوبات

سید نعمت اللہ بنگالی کے نام ان کے احوال کی شرح اور واقعہ کی تعبیر میں تحریر فرمایا۔

الحمد لله وسلام على عباده الذين اصطفى، جو خط کہ سیارت مآب سید نعمت اللہ نے اپنے احوال کے

بارے میں ازراہ محبت بیجا تھا اس نے پہنچ کر خوش وقت کیا، آپ نے اُس ٹور کے زور کے بارے میں جو کہ حقیقت کعبہ سے تعبیر کیا گیا ہے اُس کے بعد پر تکلف اور الفاظ قرآنی سے مزین خلعت کے عطا ہونے کے متعلق جو لکھا تھا واضح ہوا، امیدوار رہیں کہ قرآن مجید کے فیوض و برکات سے بہرہ ور ہوں اور عنقریب حقیقت کعبہ سے حصہ پانے کی مانند اس کی حقیقت سے کچھ حصہ پائیں، آپ نے لکھا تھا کہ ایک حال میں مجھ پر تجلی (وارد) ہوئی، میں نے اپنے آپ کو اس میں عدم محض پایا، اس کے بعد اس ذات کے ساتھ بقا پائی، اس اثنا میں القافر آیا گیا کہ یہ حضرت عیسیٰ (سیدنا ابراہیم) علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کا حال ہے، آیہ کریمہ اِنِّیْ وَرَبِّکَ وَنَجَّیْ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ [بیشک میں نے اپنا منہ اس ذات کی طرف کیا جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا] آخر آیت تک کا حال معنی القافر آیا گیا اس کے بعد فقیر موٹا ہونے لگا اس حد تک کہ آسمان وزمین اپنے اندر پایا تھا حق جل و علا کی تجلی اس احقر کے اندر ظاہر ہوتی تھی اس اثنا میں فرمایا گیا کہ یہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا حال ہے۔ میرے مخدوم! اس حال کی تعبیر ظاہر ہے، حق سبحانہ و تعالیٰ دونوں ولایتوں سے بہرہ ور فرمائے اور ہر ایک کے انوار سے منور کرے، یہ حال ایک واضح بشارت ہے امیدوار رہیں پہلی تجلی میں چونکہ عدمیت و محویت، شرک سے بیزار، سب سے منہ موڑنا اور اذعیار (باسوی شہ) کی مشارکت کے بغیر بارگاہ قدس کی جانب منہ کرنا ہے (اس لئے اس کی) مناسبت حضرت خلیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ ہے کہ جنہوں نے نفی کے معاملہ کو نقطہ آخر تک پہنچا ہے اور دوسری تجلی مقام اثبات و تجلی ذات کے ساتھ مناسبت رکھتی ہے جو کہ خاتم الرسل علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام کا حال ہے۔

مکتوب ۱۳۵

عادل بیگ پسر کامل بیگ کے نام آخرت کی تعمیر اور کینی دنیا کی مذمت کے بارے میں تحریر فرمایا۔ اللہ تعالیٰ (آپ کو) ماسوا کی غلامی سے آزاد کرے (یہاں کے) احوال ہر طرح حمد کے لائق ہیں (اپنے) اوقات کو ذکر و فکر کے ساتھ معمور رکھیں، آخرت کا زیادہ تیار کریں اور کینی دنیا کی جھوٹی چمک والی چیزوں پر شیدا نہ ہوں اور اس کی زمینت پر فریفتہ نہ ہوں اور اس کے کروف کے باعث آپ سے باہر نہ ہوں کیونکہ (دنیا) فنا و ہلاک ہونے والی ہے کوئی ثبات نہیں رکھتی اور ایک شکر آلود زہر ہے اور ایک ملمع کی ہوئی نجاست ہے، اس زہر کا مقتول دائمی موت میں گرفتار ہے اور سردی حسرت میں مبتلا ہے فَاخْذُوا كَلِمًا تَحْذَرُ [پس اس سے پوری طرح بچنا چاہئے]۔

ہم اندر زمین بتو این ست کہ تو ظنی و خانہ رنگین ست

[میری تمام نصیحت تجھ کو یہی ہے کہ تو بچہ ہے اور گھر رنگین ہے]

۱۸۷

زندگی وہی ہے جو مولائے حقیقی تعالیٰ شانہ کی خوشنودیوں میں صرف ہو جائے اور اس کی طلب و درد میں
بسر ہو جائے باقی زندگی عمر کے شمار میں نہیں وبال میں داخل ہے۔

برچہ جز عشق خدائے احسن ست گر شکر خوردن بود جاں کمندن ست

[خدائے احسن کے عشق کے سوا جو کچھ بھی ہے اگرچہ شکر (مٹھالی) کا کھانا ہی کیوں نہ ہو وہ بھی جان کو ہلاک کرنا شروع کرتا ہے]
احوال نکتہ رہیں اور دوستوں کو دعائیں یاد رکھیں۔ والسلام

مکتوبہ ۱۳۶

محمد حسین کابلی کے نام ان کے خط کے جواب میں تحریر فرمایا۔

الحمد لله وسلام على عباده الذين اصطفى، برادر دینی صوفی محمد حسین سلام ٹپھیں اور ظاہری و
باطنی استقامت کے ساتھ رہ کر دوستوں کو دعا کے ساتھ یاد کرتے رہیں، جو معاملہ آپ کو عید کی رات میں پیش
آیا تھا وہ آپ نے لکھا تھا اور تو صرف کے مشاہدہ کی خبر دی تھی واضح ہوا اور سرت و خوش دلی کا باعث ہوا
حق سبحانہ ہمیشہ ترقی میں رکھے اور مفسد اعلیٰ کی کوئی علامت ظاہر فرمائے۔ آپ نے حافظ چیمو کی خدمت کی
شکر گزاری لکھی تھی اور وہ جو فقر و صلحا کی خدمت کرتے ہیں بیان کی تھی واضح ہوئی، حق سبحانہ ان کو خزانے خیر
عطا فرمائے، آپ نے لکھا تھا کہ وہ کہتے ہیں کہ میں مشغولی کے وقت اپنے آپ کو نیست پاتا ہوں تم اس کے
مطالعہ سے سرور ہوئے، حق سبحانہ و تعالیٰ اس دید کو زیادہ کرے اور ہستی موبہوم کا کچھ بھی اثر نہ چھوڑے تاکہ
فنائے حقیقی ظاہر ہو جائے ایک بزرگ نے کہا ہر آشتی عداً مالا آعوداً ابداً (میں یا عدم چاہتا ہوں کبھی وہاں نہ لوٹوں۔) والسلام

مکتوبہ ۱۳۷

حاجی محمد شریف غلام کے نام ان کے خط کے جواب میں تحریر فرمایا جو کہ عجیب معارف و نادر تحقیقات پر مشتمل ہے۔

بسم الله الرحمن الرحيم الحمد لله وسلام على عباده الذين اصطفى، برادر دینی حاجی محمد شریف
نے دیانت کیا ہے کہ قربِ نوافل و قربِ فرائض کے معنی کیا ہیں اور کفرِ شریعت و کفرِ طریقت کیا ہے اور ہر ایک

کی علامات کیا ہیں؟ آپ جان لیں کہ قربِ نوافل وہ قرب ہے جو عباداتِ نافلہ پر مرتب ہوتا ہے اور چونکہ نوافل میں عابد کا وجود درمیان میں ہے (اس لئے) جو قرب کہ اس پر مرتب ہوگا وہ ایسا قرب ہوگا کہ وجودِ سالک درمیان میں رہے گا یہ قرب فنا کرنے والا نہیں ہے اس لئے کہ صاحبِ قرب کا وجود ابھی تک درمیان میں ہے بزرگوں نے کہا ہے کہ قربِ نوافل وہ ہے کہ بندہ فاعل ہو اور حقِ جل و علا اس کے فعل کا آلہ ہو، حدیثِ قدسی میں آیا ہے لَا يَزَالُ عَبْدِي يَتَقَرَّبُ إِلَيَّ بِالنَّوَافِلِ حَتَّىٰ أُحِبَّهُ فَإِذَا أَحْبَبْتُهُ كُنْتُ لَهُ سَمْعًا وَبَصَرًا وَوَيْدًا ^{۱۸۸} اور رجلاً [میرا بندہ نوافل کے ذریعے ہمیشہ مجھ سے قرب حاصل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرتا ہوں اور جب میں اس سے محبت کرتا ہوں تو اس کے کان، آنکھ، ہاتھ اور پاؤں بن جاتا ہوں] اور اس کی تائید کا مضمون ایک اور روایت میں آیا ہے قَبِي يَسْمَعُ وَبِي يُبْصِرُ [پس وہ مجھ ہی سے سنتا ہے اور مجھ ہی سے دیکھتا ہے] اور قربِ فرائض میں چونکہ محض امرِ الہی تعالیٰ شانہ کی تعمیل ہے وجودِ عارف درمیان میں نہیں ہے، پس جو قرب کہ اس پر مرتب ہوتا ہے وہ ایسا قرب ہوتا ہے کہ عارف کا وجود اس کے درمیان میں نہیں ہوتا، اس لئے بزرگوں نے کہا ہے کہ قربِ فرائض وہ ہے کہ حق تعالیٰ فاعل ہو اور بندہ اس کے فعل کا آلہ ہو، جیسا کہ وارد ہوا ہے الْحَقُّ يَنْطَلِقُ عَلَىٰ لِسَانِ مُحَمَّدٍ [حقِ عمرہ کی زبان پر بولتا ہے] بولنے والا حق ہے اور عمر رضی اللہ عنہ کی زبان آلہ سے زیادہ نہیں ہے اور نیز وارد ہوا ہے اِنْفَوْا عَضْبَ عُمَرَ فَإِنَّ اللَّهَ يَعْضَبُ [عمرہ کے غصے سے ڈرو اس لئے کہ بیشک (ان کے غصہ کے وقت) اللہ تعالیٰ غصہ کرتا ہے] پس قربِ فرائض سالک کے وجود کو فنا کرنے والا ہے اور قربِ نوافل فنا کرنے والا نہیں ہے اور جمع بین القربین (دونوں قریبوں میں جمع) یہ ہے کہ فاعل و آلہ دونوں حق تعالیٰ ہی ہو اور بندہ درمیان میں کچھ نہ ہو اور آئیہ کریمہ و ہارمیت اذ رہمیت ^{۱۸۹} وَلَكِنَّ اللَّهَ رَحِيٌّ [اور (کنکریوں) آپ نے نہیں پھینکا بلکہ اللہ نے (ان کو) پھینکا] میں ان تینوں قسم کے قرب کی طرف اشارہ ہے۔

کفرِ شریعت وہ ہے کہ بندہ کسی ایسے امر کا مرتکب ہو جس کا از نکاب شریعت منورہ میں کفر ہو اور وہ شخص شریعت کے حکم سے کافر ہو جائے اور کفر طریقت مرتبہ جمع سے عبارت ہے کہ اس مقام میں سلام کی خوبی اور کفر کی برائی میں تمیز سالک کی نظر سے اٹھ جاتی ہے اور وہ سب کو صراطِ مستقیم پر سمجھتا ہے اور کہتا ہے ۵

بکفر و باسلام یکساں نگر کہ ہر یک ز دیوان اور دقربیت

[کفر اور اسلام کو یکساں دیکھو کیونکہ ان میں سے ہر ایک اس کے دیوان کا ایک دقرب ہے]

۱۸۸ یہ حدیث صحیح بخاری میں مروی ہے اور حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ نے اس کو اختصار کے ساتھ اور بالمعنی نقل کیا ہے۔

حسین منسور (حلاج) اسی مقام میں تھا جب اس نے کہا ہے

كَفَرْتُ بِدِينِ اللَّهِ وَالْكَفْرُ وَاجِبٌ لَدَائِئًا وَعِنْدَ الْمُتَسَلِّمِينَ قَيْمٌ

(میں نے اللہ کے دین سے انکار کیا اور یہ انکار کرنا مجھ پر واجب اور مسلمانوں کے نزدیک برا ہے)

اس مقام میں سُکر وقت دامنگیر ہے، محبت کی بخودی کے باعث سالک اچھے اور بُرے کے درمیان تمیز نہیں رکھتا اور جب سُکر سے صحو میں آتا ہے اور بخودی سے ہوش اور عدم تمیز سے تمیز کی طرف مائل ہوتا ہے تو (اُس وقت) اسلام کو اچھا اور کفر کو برا جانتا ہے اور اسلام حقیقی کے ساتھ مشرف ہو جاتا ہے اور کفر سے بیزاری ظاہر کرتا ہے پس کفر طریقت اسلام حقیقی کا زنیہ ہوا۔

آپ نے بتدی و منتہی کے حضور اور ان دونوں کی غیبت اور قبض و بسط کے بارے میں پوچھا تھا، آپ جان لیں کہ بتدی کا حضور ایک ایسا حضور ہے کہ جس کے پیچھے غیبت ہے اور متوسط کا حضور ایک ایسا حضور ہے کہ جس کے پیچھے غیبت نہیں ہے اور ان دونوں (قسم کے) حضور میں حاضر (صاحب حضور) کا وجود درمیان میں ہے اور اس (وجود) کو فاعل نہیں ہوتی ہے۔ منتہی کا حضور ایک ایسا حضور ہے کہ ذات حاضر درمیان میں نہیں ہے، حاضری و حضور کی صفت کے بغیر ایک خود بخود حضور ہے اور شاہدی و مشہوری کے وصف کے بغیر ایک شہود ہے مَن لَمْ يَدْرِ لَمْ يَدْرِ [جس نے نہیں چکھا اُس نے نہیں جانا] بتدی کی غیبت ذکر کی حقیقت جامعہ پر جو کہ حس و شعور کا مقام ہے سلطان ذکر کے غلبہ کے ذریعہ حس سے اس کی غیبت ہے، منتہی کی غیبت تجلیات زائید و صفاتیکہ کے غلبہ کے وقت اپنی ذات صفات سے اس کی غیبت اور اس مستی موہوم پرستی حقیقی کے غلبہ کے وقت اس کا چُھپ جانا بلکہ معدوم ہو جانا ہے، اور دوسرے لفظوں میں ہم کہتے ہیں کہ بتدی کی غیبت اس کے باطن سے ذکر و حضور کا چُھپ جانا ہے اور منتہی کی غیبت اُس کے ظاہر کا باطن کے معاملہ سرپردہ میں آ جانا ہے کیونکہ اس کے باطن کو غیبت نہیں پردہ جو کچھ رکھتا ہے وہاں کے طور پر رکھتا ہے قبض و بسط اور باطن کا وہ ہوتی ہے جو کہ بتدی ہے، قلب جب تک مقام تلون میں ہے قبض و بسط کا مورد ہے جب وہ تمکین سے جا ملا قبض و بسط سے رہائی پا گیا، منتہی کو قبض و بسط نہیں ہو جو صوفیہ کی اصطلاح میں مستعمل ہے، اُس کو تمکین و یک رنگی کے باوجود بعض عوارض کے پیش آنے کے باعث بے مزگی و بے حلاوتی پیش آتی ہے اور کبھی صفائی وقت ظاہر ہوتی ہے اس پر قبض و بسط کا اطلاق مجاز کے طور پر کیا جاتا ہے اگرچہ یہ اطلاق مشہور و آشکار ہے۔

آپ نے علم الیقین، عین الیقین اور حق الیقین کے بارے میں پوچھا تھا۔ آپ جان لیں کہ علم الیقین اثر سے مؤثر کی طرف استدلال ہے اور عین الیقین کا مؤثر کا اثر کے پردہ کے بغیر شہود ہے اور مشہود میں اس

حد تک فنا اور معدوم ہونا ہے کہ شاہدی و مشہودی کی صفت سے خالی ہو، اور حق الیقین اس سے متصف ہوتا ہے اور یہ بقا و شعور کا مقام ہے جیسا کہ دھوئیں سے آگ کا پتہ لگانا (علم الیقین) اور آگ کا مشاہدہ کرنا (عین الیقین) اور عین آگ ہو جانا (حق الیقین) ہے۔ بزرگوں نے کہا ہے کہ علم و عین ایک دوسرے کے حجاب ہیں علم کے وقت عین نہیں ہے اور جب عین آگیا تو علم جاتا رہا اس لئے کہ فانی و مستہلک حیرت و جہل کے ساتھ متصف ہے جو کہ علم و دانش کے منافی ہے اور مرتبہ حق الیقین میں یہ حجابیت نہیں ہوتی اور شہود و علم آپس میں جمع ہوتے ہیں کیونکہ یہ شعور و بقا کا مقام ہے اور یقین کے یہ تینوں درجے اُس وقت تک ہیں جب تک کہ سالک کی سیر اصول میں ہے جو کہ مقام ولایت سے تعلق رکھتے ہیں اور جب معاملہ اصول سے اوپر چلا جاتا ہے اور بساطت صرف پیش آتی ہے تو یہ درجات کوتاہی کرتے ہیں اور فنا و بقا راستہ میں رہ جاتی ہیں۔

آپ نے پوچھا تھا کہ عین و اثر کا زائل ہونا کس مقام میں متحقق ہوتا ہے، ولایت کبریٰ کی ابتدا میں یا اس کی انتہا میں (اس کا جواب یہ ہے کہ عین و اثر کے زائل ہونے کی ابتدا اس ولایت کبریٰ) کی ابتدا میں ہے اور اس کا کمال اس ولایت کی انتہا میں ہے اس لئے کہ ظلال اور قیدِ انفس سے نکلنا جو کہ عین و اثر کے زائل ہونے کا باعث ہے ولایت کبریٰ کی ابتدا میں ہے اور جب تک اصول درمیان میں ہیں (اس وقت تک) آثار میں سے کوئی اثر باقی ہے اور جب اصول منقطع ہو جاتے ہیں تو آثار میں سے کوئی اثر باقی نہیں رہتا۔

آپ نے قرب و اقربیت کے معنی اور ان دونوں کے درمیان فرق دریافت کیا تھا۔ آپ جان لیں کہ قرب بعد کے بالمقابل ہے جب بعد مفقود ہو جاتا ہے تو قرب منقطع ہو جاتا ہے اور لیکن قرب و بعد نسبتی امور ہیں سے ہیں ایک چیز کسی ایک چیز کی نسبت قریب ہے اور دوسری چیز کی بہ نسبت دور ہے کابل ہم سے لاہور کی بہ نسبت دور ہے اور بلخ کی بہ نسبت قریب ہے اس لئے مراتب بعد کے فقدان کے تفاوت کے مطابق قرب کے مراتب متفاوت ہوتے ہیں اور جب بعد کسی لحاظ سے بھی نہیں رہتا تو کمال قرب ثابت ہو جاتا ہے اور وہ اتحاد میں ہے پس کمال قرب اتحاد میں ہوا اور اقربیت کا معاملہ اس سے بھی زیادہ نازک ہے جانب قرب میں اتحاد سے بھی گزر جانا چاہئے تاکہ اقربیت ظاہر ہو جائے، اور اس شخص کی ذات اُس (تعالیٰ شائے) کی بہ نسبت بعید ہوگی اور مشکل ہے کہ محدود عقل اس باری کی تک پہنچ سکے اور اپنے سر زیادہ نزدیک کو تصور کر سکے ذوقِ صحیح و کشفِ صریح ہونا چاہئے جو کہ اوار تہوت سے اخذ کیا ہوا ہے تاکہ اس عجیب بات کا ادراک کرے اور فرقانِ مجید کے ساتھ کچھ یقین حاصل کرے مَن لَمْ يَدُقْ لَمْ يَدْرِ (جس نے نہیں چکھا اس نے نہیں جانا)۔

دیگر آدابِ طریقت میں سے ہے کہ طالبِ شیخ کے حضور میں شیخ کے علاوہ کسی دوسری چیز میں شیخ کی اجازت کے بغیر متوجہ نہ ہو حتیٰ کہ ذکر و نوافل میں بھی مشغول نہ ہو اور اگر اس کے حضور میں کسی دوسری چیز میں متوجہ ہوگا تو ظاہر یہ ہے کہ وہ اس وقت شیخ کے فیوض و برکات سے محروم ہے مگر شاذ و نادر کے خلاف ہوگا) مثلاً کوئی شخص شیخ کے ساتھ نسبت کی قوت کمال درجہ پر رکھتا ہو اس کے باوجود توجہ و عدم توجہ کے درمیان فرق موجود ہے۔ ————— جو حال کہ آپ نے دیکھا ہے اور اسی طرح جو حال کہ حافظ محمد حسن نے آپ کے بارے میں دیکھا ہے اعلیٰ و روشن ہے اور شہادت دینے والا ہے امیدوار رہیں کہ حق سبحانہ قوت سے فعل میں اور گوش سے آغوش میں لائے اِنَّهٗ قَرِیْبٌ مُّجِیْبٌ (بیشک قریب اور قبول کرنے والا ہے) آپ نے محبت ذاتی و صفاتی و افعالی و محبوبیت و محبتیت کے بارے میں پوچھا تھا، آپ جان لیں کہ (جس طرح) حضرت حق جل و علا اپنی ذات کو دوست رکھتا ہے اسی طرح اپنی صفات و افعال کو بھی دوست رکھتا ہے اور اپنے اسماء و صفات کے ظلال کو بھی دوست رکھتا ہے اور ان افرادِ محبت میں سے ہر ایک فرد و اعتبار رکھتا ہے محبوبیت و محبتیت، کمالاتِ محبوبیت ذاتیہ کا ظہور حضرت حبیب (محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی ذات میں ہے اور کمالاتِ محبتیت ذاتیہ کا ظہور حضرت کلیم (موسیٰ) علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات میں ہے اور محبوبیت اسماء و صفات کا ظہور ان کی محبتیت کی طرح دوسرے انبیاء علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ و التسلیمات و البرکات میں ثابت ہے اور محبوبیت و محبتیت ظلالِ اسماء و صفات کا ظہور محبوبین و محبین اولیاء میں موجود ہے۔ ————— آپ نے عروج و نزول اور سیرالی اللہ فی اللہ کے معنی دریافت کئے تھے، آپ جان لیں کہ عروج و رو بجی ہونے کو اور نزول و رو بخلق ہونے کو کہتے ہیں، سیرالی اللہ چونکہ دائرہ امکان کا طے کرنا ہے اور سیر فی اللہ اسماء و صفات واجب تعالیٰ و تقدست میں سیر ہے اس لئے یہ دونوں (قسم کی) سیر جانبِ عروج میں ہے اور دوسری دو (قسم کی سیر) یعنی سیر عن اللہ باشد و سیر فی الاشیاء باشد جانبِ نزول میں ہے۔ دیگر فنا و بقا حقیقت میں صفاتِ ذمیرہ کا صفاتِ حمیدہ کے ساتھ بدل جانا اور نہ بندہ کسی جگہ نہیں جانا اور احکامِ بندگی اس کے ساتھ نہیں مچنے اور بقا کی جانب میں بھی بندہ حق سبحانہ نہیں بن جانا۔ خفایا کا بدل جانا محال ہے، اگر یہ کہا جائے کہ فانی شخص فنا کے وقت میں اپنے آپ کو محو لاشئ پاتا ہے اور وہ اپنی ذاتِ صفات سے کوئی نام و نشان نہیں دیکھتا اس کی کیا وجہ ہے؟ اس کے جواب میں ہم کہتے ہیں کہ اوصافِ ذمیرہ لطیفہ نفس میں کامل استحکام رکھتے ہیں اور تابنت میں ہیں، غرور و سرکشی، نافرمانی اور جہل مرکب کہ اس نے اپنی کمالات کو خود اپنے سمجھ کر اپنے آپ کو کامل و خیر یقین کیا ہے (یہ مذکورہ صفات) اس کی ذات کے قائم مقام بن گئے ہیں اس لئے ان صفات کا زوال ذات کا زوال منصرف ہونے لگتا ہے اور اس (نفس) کے مطہر ہونے سے حقیقت کا بدل جانا سمجھنے لگتا ہے فیم من فیم (سمجھ گیا جو سمجھ گیا)

مکتوبات ۱۳۸

خان محمد سیک کولابی کے نام ان کے احوال کی شرح میں اور اس بیان میں تحریر فرمایا کہ مطلوب کے بے نہایت ہونے کے باوجود (سالک کو) منتہی کہنا کس معنی میں ہے۔

حد و صلوة و تبلیغ دعوات کے بعد عرض ہے کہ جو خط آپ نے اس سے کچھ عرصہ پہلے بھیجا تھا اس نے پہنچ کر مسرور کیا، آپ نے قصور کی دید کے بارے میں لکھا تھا، حق سبحانہ و تعالیٰ اس دید کو زیادہ کرے (کہ یہ) عجیب انعام دیتی اور اعمال کی قیمت کو بڑھاتی اور قبولیت کے قابل بناتی ہے۔ یہ جو آپ نے مغفہ (وردی الحج) کو بعد دوپہر مراقبہ میں اپنے آپ کو اونٹ پر سوار عرفات کے مجمع میں دیکھا ہے اور عجیب برکات آپ کو پہنچی ہیں اور اکثر آپ خود کو کعبہ مکرمہ کے طواف میں پاتے ہیں اور ایک دفعہ کعبہ معظمہ کو آپ نے اپنے اندر پایا یہ سب عمدہ و اعلیٰ ہے ان مقامات مقدسہ کی برکات، اور کعبہ متورہ کے اتوار کے امیدوار ہیں اللہ تعالیٰ اس کی حقیقت سے بہرہ ور فرمائے تاکہ ذات بخت کی طرف کوئی راہ پیدا ہو جائے اور مکان سے صاحب مکان کی طرف کوئی دریکہ کھل جائے۔ اور یہ جو آپ نے لکھا ہے کہ "اس کے بعد ایک نسبت معلوم ہوئی کہ گویا ذات بخت ہے الہم" گویا اس واردات کی طرف ایک اشارہ اور بشارت ہے۔ آپ نے پوچھا تھا کہ "مطلوب کی (کوئی) نہایت نہیں ہے پس طالب کی طلب کی بھی (کوئی) انتہا نہیں ہونی چاہئے تو پھر منتہی کہنا کس معنی میں ہوگا؟" آپ جان لیں کہ منتہی وہ شخص ہے جو مطلوب کی ابتدا تک پہنچ جائے اور سیر الی اللہ کو طے کر کے سیر فی اللہ میں داخل ہو جائے، اس کے بعد وہ کمالات محبوب کے مراتب کے اعتبار سے کہ جن میں سے بعض بعض سے اوپر ہیں مراتب کی انتہا میں پہنچتا ہے وہ محبوب کے کمالات میں جس قدر سیر کرتا ہے اسی قدر انتہا کے مراتب میں پہنچتا ہے اور مطلوب کالا انتہا ہوتا بھی اس کے کمالات و صفات کے اعتبار سے ہے۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ مراتب وصول کالا انتہا ہونا جیسا کہ بعض حضرات اس کے قائل ہیں اس شخص کے حق میں ہے کہ جس کی سیر اسما و صفات کی تفصیل میں واقع ہوئی ہو، بزرگوں نے کہا ہے کہ معشوق کے کمالات کی انتہا نہیں ہے، ہر آن میں ایک نہ ایک کمال کے ساتھ بجلی فرماتا ہے، ایک اور بزرگ نے کہا ہے کہ وصول کے مراتب ابداً آباد تک طے نہیں ہوتے، تیسرے بزرگ فرماتے ہیں کہ

بیزارم ازاں کہنہ خدائے کہ توداری ہر لحظہ مراتب ازہ خدائے دگرست

[میں اس پرانے خدا سے بیزار ہوں جو کہ تو رکھتا ہے میرے لئے ہر لحظہ ایک اور نیا خدا ہے]

جو تھے بزرگ کہتے ہیں ۵

حُسنِ غایتہ دار نہ سعدی را سخن پایاں بمیرد تشنہ مستقی و دریا ہچناں باقی

[انس کے حُسن کی کوئی انتہا ہے اور سعدی کے کلام کی کوئی حد ہے استفا والا پیا سامر جانا ہے اور دریا اسی طرح باقی رہتا ہے] اور جو راستہ کہ ہمارے حضرت عالی (مجدد الثانی قدس سرہ) کو عطا ہوا ہے وہ ایک راستہ ہے کہ اسما و صفات وہاں بطریقِ اجمال طے ہو جاتے ہیں اور ذات تک وصول پسر آ جاتا ہے اور مراتب وصول طے ہو جاتے اور انتہا پذیر ہو جاتے ہیں بخلاف تفصیلی سیراٹے کے کہ ذات مجرد تک وصول اس کے حق میں عنقائے روزگار (ناپید) ہے کیونکہ وہ پرانی تجلیات سے بزار ہے اور تازہ تجلیات میں گرفتار ہے اور ذات متجلی سے جو کہ تجلیات کے ماوراء ہے محروم ہے اور راستہ میں ہے، یہ اجمال کا راستہ نبیاری علیہم الصلوٰۃ والسلام اور ان کے صحابہ کرام علیہم الرحمۃ والرضوان کی شاہراہ ہے والسلام علی من اتبع الهدی۔

مکتوب ۱۳۹

سلطان عبدالرحمن بلخی کے نام قلبِ انسانی کے کمالات کے بیان میں تحریر فرمایا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم حامداً ومصلياً، خدا کرے کہ مضغہ قلبیہ کی حقیقت اسرار معنویہ کا خزانہ ہو جو کچھ عالم کبیر میں ہے وہ سب عالم صغیر میں جو کہ تمام عالموں کا آئینہ ہے ثابت ہے۔ عالم صغیر انسان کو کہتے ہیں جو کہ عالم خلق و امر سے مرکب ہے اور جو کچھ عرش کے نیچے ہے یعنی افلاک و عناصر وغیرہ (وہ عالم کبیر ہے) اور جو کچھ عرش کے اوپر ہے عالم امر کے لطائف سے ہے اور جو کچھ عالم صغیر میں ہے وہ عالم اصغر میں ہے جو کہ انسان کا قلب ہے کہ نہایت چھوٹا ہونے کے باوجود تمام عالمین کا جامع ہے اور بسیط ہونے کے باوجود کمال وسعت کے ساتھ موصوف ہے اور ذاتِ اقدس (تعالیٰ و تقدس) کے ساتھ اس کی مناسبت بہت زیادہ ہے کیونکہ اس بارگاہ میں کمالِ بساطت کمالِ وسعت باہم جمع ہیں اس لئے اس نے تصفیہ کے بعد اس مرتبہ مقدسہ کی آئینہ داری کی قابلیت پیدا کر لی اور وَلٰكِنْ يَسْمَعِي قَلْبٌ عَجْدِي الْاَوْمِنْ [لیکن میں اپنے مومن بندے کے قلب میں سماتا ہوں] کے شرف و شرف ہو گیا ہے اور تصفیہ قلب احکام شرعیہ سے آراستہ ہونے اور سنن مصطفویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام و التجریک کے ساتھ مزین ہونے اور بدعت ناپسندیدہ اور نفسانی خواہشات لذات میں اہماک سے پرہیز کرنے اور دوا ذکر و مراقبہ اور محبت شیخ پر استغنا سے وابستہ ہے، پس آپ کیلئے ان اچھی عادات کی پابندی لازم ہے تاکہ آپ میں مُلک کے عجائبات اور ملکوت کے اسرار ظاہر ہوں اور آپ انوارِ لاہوت کا آئینہ بن جائیں۔

مکتوب ۱۲

حضرت موصوف (خواجہ محمد معصوم قدس سرہ) کے برادرزادہ مخدوم زادہ عالی مرتبہ شیخ عبدالاحد رحمۃ اللہ علیہ کے نام حقیقتِ صلوٰۃ کے حقیقتِ قرآنی پر قوت رکھنے اور اس شبہ کے حل میں جو کہ اس جگہ وارد ہوتا ہے اور یہ کہ حقانیتِ ثلاثہ کا معاملہ فصلِ الہی میں داخل ہے اور حقیقتِ کھفانق کے ساتھ انطباق کی تحقیق کے بارے میں اور اس بیان میں کہ قطب مدار قطب ارشاد اور صاحب نسبتِ قیومیت کے علاوہ ہوتا ہے اور اس بارے میں تحریر فرمایا کہ ذاتِ مہیوب کے عطا ہونے کے بعد عالمِ نزول کے ساتھ ہوتا ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ بَعْدَ مَنْ حَمَدَكَ وَ لَكَ الْكَمْدُ بَعْدَ مَنْ كَمَدَكَ وَ عَلٰی نَبِيِّكَ وَ حَبِيْبِكَ الصَّلٰوةُ وَ التَّحِيَّاتُ بَعْدَ مَنْ ذَكَرَكَ وَ بَعْدَ مَنْ لَمَّ بِذِكْرِكَ وَ عَلٰی اِلٰهِهِمْ وَ اَصْحَابِهِمْ كَمَا يَفْتَضِي كَرَمُكَ وَ يَلْتَمِسُ بِقَضَاكَ ، اَمَّا بَعْدُ فَرَزَمْدَارِ حَمْدِ شَيْخِ عَبْدِ الْاَحَدِ نَعِيْ بُوْحَبَّابِہٖ كَہ حَقِیْقَتِ قُرْآنِی مَبْدَاً وَ سَعَتِ یُحِیْوٰنِی ذَاتِ تَعَالٰی سَہٗ عِبَارَتِہٖہٗ اَپ بِنَانِ كَرِیہ كَہ حَقِیْقَتِ صَلٰوةٗ كَسِ اَعْتِبَارِ و شَانِ سَہٗ عِبَارَتِہٖہٗ . اَپ جَان لَیْنِ كَہ حَضْرَتِ عَالِی (مَجْدِ الْفِثَانِی قَدَسِ سَرِّہٗ) تَہٗ حَقِیْقَتِ صَلٰوةٗ كَہ بَارَہٗ مِیْن لَكْہَا ہِہٗ كَہ اَس مَقَامِ مِیْن كَمَالِ و سَعَتِ یُحِیْوٰنِی ہِہٗ پَس حَقِیْقَتِ قُرْآنِی مِیْن مَبْدَاً و سَعَتِ ہِہٗ اَوْر اَس جِگَہ (حَقِیْقَتِ صَلٰوةٗ مِیْن) كَمَالِ و سَعَتِ ہِہٗ لَیْكِن اَس كَوَا تَنَہٗ كِی صَوْرَتِ مِیْن شَبَہٗ و اَرْدِ ہُو تَا ہِہٗ كَہ مَبْدَا شَیْ كُوشِی پَر سَبَقَتِ و قَوْبِیْتِ ہِہٗ پَس حَقِیْقَتِ قُرْآنِی كُ حَقِیْقَتِ صَلٰوةٗ پَر مَقْدَمِ ہُو نَا چَا ہِنَہٗ اَوْر حَالَا نَكْہ اَنھُوں (مَجْدِ عَلِیہِ الرَّحْمَہٗ) نَہٗ حَقِیْقَتِ صَلٰوةٗ كُ حَقِیْقَتِ قُرْآنِی سَہٗ اَو پَر لَكْہَا ہِہٗ . جَوَابِ ، ہُو سَكْنَا ہِہٗ Kَہ یَہ مَبْدَا ہُو نَا سَا لَكِ كَہ عُرُوجِ كِی جَانِبِ مِیْن ہُو یَعْنِی عُرُوجِ كَہ مَدَارِجِ مِیْن و سَعَتِ كَا شُرُوعِ حَقِیْقَتِ قُرْآنِی سَہٗ ہُو اَوْر اَس كَا كَمَالِ اَو پَر كِی حَقِیْقَتِ مِیْن ہُو اَوْر اَس اَعْتِبَارِ سَہٗ مَبْدَا ہُو نَہٗ كُ نَا خِرِہٗ . دُوسَرَا جَوَابِ یَہ ہِہٗ Kَہ تَفُوْقِ دُو تُوں جَانِبِ سَہٗ ہِہٗ (اَوْر) دُو اَعْتِبَارِ سَہٗ ہِہٗ . حَقِیْقَتِ قُرْآنِی چُوْنَكِہ حَقِیْقَتِ صَلٰوةٗ كَا جَزُو ہِہٗ جِیسا Kَہ حَضْرَتِ عَالِی (مَجْدِ قَدَسِ سَرِّہٗ) نَہٗ لَكْہَا ہِہٗ Kَہ اَگَر حَقِیْقَتِ كَعْبَہٗ ہِہٗ تُو اَس كَا جَزُو ہِہٗ اَوْر اَگَر حَقِیْقَتِ قُرْآنِی ہِہٗ تُو وہِہٗ بَی اَس كَا جَزُو ہِہٗ كِیونَكِہ نَمَازِ عِبَادَتِ كَہ تَمَامِ كَمَالَاتِ و مَرَاتِبِ كِی جَامِعِ ہِہٗ Kَہ اَصْلِ الْاَصْلِ كِی نَسَبَتِ كَہ سَا تَحْتِ ثَابِتِ ہِہٗ اَوْر (اَس مِیْن) شَكِّ ہِنِیْنِ ہِہٗ Kَہ جَزُو كُ و كَلِّ پَر تَقْدِمِ اَوْر كَلِّ كُ نَفِیْلَتِ (حَاصِلِ) ہِہٗ كِیونَكِہ كَلِّ اُس جَزُو پَر بَی شَمَلِ ہِہٗ اَوْر دُوسَرِہٗ اَجْزَا پَر بَی . پَس ظَاہِرِ كَہ اَعْتِبَارِ سَہٗ جَزُو كُ بَا طِنِ اَوْر تَبِہٗ كَہ اَعْتِبَارِ سَہٗ كَلِّ كُ قَوْبِیْتِ ہِہٗ .

۱۹۴

آپ نے لکھا تھا کہ حقائق ثلاثہ (حقیقت کعبہ و قرآن مجید و نماز تک وصول تفضل (فضل دکر) میں داخل ہے یا نہیں) (جواب) ان حقائق کا معاملہ کمالات نبوت سے اوپر ہے (اس لئے) داخل تفضل ہونا چاہئے، آپ نے لکھا تھا کہ حقیقت الحقائق تک وصول غیر محمدی المشرب کو ہو سکتا ہے یا نہیں اور اگر قافی الشیخ کے ذریعے سے اس دولت کے ساتھ مشرف ہو جائے تو آیا اس کو کامل طور پر کحوق و انطباق میسر ہوتا ہے یا نہیں؟ (جواب) آپ جان لیں کہ کحوق کامل محمدی المشرب کے لئے ہے، غیر محمدی المشرب کو اپنے شیخ کے ضمن میں جو کہ محمدی المشرب اور صاحب انطباق ہے اگر میسر ہو جائے تو گنجائش رکھتا ہے۔ آپ نے پوچھا تھا کہ صاحب نسبت قیومیت کے عہد میں قطب مدار اُس کے علاوہ ہونا یا یہ منصب اُسی کے سپرد ہوتا ہے؟ (جواب) آپ جان لیں کہ قطب ارشاد اس کے علاوہ نہیں ہوتا، ہاں مختلف علاقوں کے اقطاب جو کہ جزوی اقطاب ہیں اگر اس کے عہد میں ہوں تو گنجائش رکھتا ہے بلکہ واقع ہے اور وہ (صاحب نسبت قیومیت) بمنزلہ کل ہے اور یہ (اقطاب علاقہ) اس کے انوار و برکات سے مستفیض و مستفید ہیں لیکن قطب مدار اس کے علاوہ ہوتا ہے کیونکہ اس کے لئے گوشہ نشینی و تنہائی ناگزیر ہے، کہتے ہیں کہ آل سرور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں قطب مدار تھا اور وہ صحبت کے مشرف سے بھی کبھی مشرف ہوتا تھا لیکن کوئی شخص اس کو نہیں پہچانتا تھا الا ما اشار اللہ تعالیٰ۔ اور یہ جو کہا جاتا ہے کہ روح کو بدن سے جدا ہونے کے بعد فنا نہیں ہے یہ حکم باقی تمام لطائف امر میں بھی جاری ہے اور یہ جو کہا جاتا ہے کہ فلاں شخص کی روحانیت ظاہر ہوئی اور اس نے ایسا ایسا فائدہ پہنچایا اور فائدہ حاصل کیا اس سے مراد اپنی خصوصیت کے ساتھ لطیفہ روح ہے وَالْغَيْبُ عِنْدَ اللَّهِ بُيُوتًا (اور غیب کا علم اللہ سبحانہ ہی پاس ہے) آپ نے لکھا تھا کہ ذات مہرب کے عطا ہونے کے بعد معاملہ عروج سے وابستہ ہوتا ہے یا نزول سے یا کسی کے ساتھ بھی (خصوصیت نہیں رکھتا) (جواب) آپ جان لیں کہ اس نسبت والا بزرگ چونکہ قیومیت کی نسبت رکھتا ہے اور تکمیل و ارشاد کا معاملہ بھی اس سے وابستہ ہوتا ہے اس لئے ضرور اس کو صاحب نزول ہونا چاہئے اور ظاہر و باطن کے ساتھ مخلوق کی طرف متوجہ ہونا چاہئے اور اگر یہ صاحب نزول کبھی کبھی عروج بھی کرے تو گنجائش رکھتا ہے بلکہ ایسا ہوتا ہے والسلام علیکم وعلیٰ سائرین اتبع الہدی۔

۱۹۵

مکتوبات ۱۲

شیخت مآب حافظ عبد الجلیل دہلوی کے نام اس بیان میں تحریر فرمایا کہ ممکن خیر کمال کی جنس سے

جو کچھ رکھتا ہے وہ سب مرتبہ و جوہ سے مستفاد و مستعار ہے۔

حمد و صلوة و ارسال تسلیمات کے بعد عرض ہے کہ (یہاں کے) احوال ہر طرح حمد کے لائق ہیں، اللہ تعالیٰ سے آپ کی عافیت اور شریعت عالیہ و سنت منورہ مسطفویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام والجنۃ کے طریقہ پر استقامت اور آپ کے باطنی درجات کی مدارج کمالات الہیہ میں ترقی کے لئے دعا کی گئی ہے۔ گرامی نامہ جو کہ ازراہ محبت آپ نے اس مسکین کے نام ارسال کیا تھا پہنچ کر مسرت و سرور افرابوا۔ آپ کو چاہئے کہ اسی طرح اپنے ظاہری و باطنی احوال لکھتے رہیں اور اس ناکارہ کو دعائے خیر کے ساتھ یاد کرتے رہیں اس کم بضاعت سے امداد طلب کرنا مستعیر (مانگی ہوئی چیز والے) سے مانگنے اور عاجز فقیر سے سوال کرنے کی مانند ہے، ممکن بیچارہ خیر و کمال کی جنس سے جو کچھ رکھتا ہے وہ سب مرتبہ و جوہ سے مستفاد و مستعار ہے وہ فی نفسہ خیر و کمال سے عاری اور حسن و جمال سے خالی ہے، امانات اہل امانات کی طرف لوٹتی ہیں، وہ ایک وجود نامعدم ہے اس کا فقر ذاتی اور اس کا فاقہ سرمدی ہے عدم سے کیا حاصل ہو اور شر سے کیا ظاہر ہو

من یحکم و کم زہیج ہم بسیارے وزیرج و کم از بیج نیاید کارے

[یہ بیج ہوں اور دیکھ بیج سے بھی بہت کم ہوں اور بیج سے اور جو بیج سے بھی کم ہو اس سے کوئی کام نہیں بنتا] اس قدر ہے کہ بعض طالبین کے ساتھ جو نشست و برخاست رکھتا ہوں تو ان میں قابل اعتبار آثار ظاہر ہوتے ہیں وہ ترقیات حاصل کرتے ہیں اور بعض کمال تک پہنچتے ہیں یہ سب بزرگوں کی عنایت و برکات سے ہے اور یہ فقیر درمیان میں نہیں ہے بلکہ حقیقی تربیت کرنے والا حق جل شانہ ہے۔ ع

از ما و شما بہانہ بر ساختہ اند [ہمیں اور تمہیں تو بہانہ بنایا گیا ہے]

کسی نے خوب کہا ہے

ایشان نیندراں ہمہ الحان ز طرب است
ایہ بیج جمع الاقر کلہ فائیدہ و توکل علیہ
(وہ کچھ نہیں ہیں یہ سب طرب کا لاک ہے)
سب امور اسی کی طرف رجوع ہوں گے سو آپ اسی کی عبادت کیجئے
اور اسی پر بھروسہ رکھئے۔

مکتوبات ۱۲۲

۱۹۶

حقائق و معارف آگاہ جامع علوم ظاہری و باطنی شیخ محمد کبیری دامت برکاتہ کی خدمت میں جرائی کے غم و الم کے اظہار اور حضرت پیر دستگیر (جدد الف ثانی) رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزند مطہر کے فیوض و برکات سے متعلق اشارہ کے بارے میں تحریر فرمایا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَحْمَدُ اللّٰهُ عَلٰی نَوَالِهِ وَاَصْلٰی وَاَسْلَمَ عَلٰی جِیْبِهِ اَحْمَدُ وَاَلِهٖ، اس نواح کے فقراء کے احوال حمد کے لائق ہیں اللہ عزوجل سے آپ کی سلامتی اور ظاہری و باطنی استقامت کے لئے دعا کی گئی ہے۔ مہینے محرم! ایام فراق دراز ہو گئے ہیں اور ظاہری ضروری جدائی طویل ہو گئی ہے، شوق کی بات بیان سے باہر ہے اور عشق کا قصہ کوئی انتہا نہیں رکھتا اور اب دوستوں کو جدائی کی طاقت نہیں رہی ہے اور خشناقوں کی جان لب پر آگئی ہے جلدی تشریف لائیں اور محبت کرنے والوں کو آلام فراق سے نجات دلائیں، اگرچہ افسوس ہے کہ کوئی شخص (اس) دیارِ عالی سے کہ فیوض و انوار کا مقام ہے اس دیارِ سفلی کی طرف کہ کفر و بدعت کا منبع ہے آئے، اور (یہ فقیر) اس دیارِ ظلماتی کی طرف آنے اور ان نورانی مقامات سے کماؤں بے نشان (حق جل و علا) کی نشانی رکھتے اور غیبِ الغیب کی ترجمانی کرتے ہیں ہجرت کرنے سے اس قدر حسرت و ندامت رکھتا ہے کہ کیا لکھے، یہاں بھی جو شخص ہے وہاں کی برکات کا امیدوار ہے اور اس پر نظر جائے ہوئے ہے۔

دریں دیارِ بدارِ زندہ ام کہ گاہے نسیمِ عاطفتے زانِ دیارِ مے آید

[میں اس دیار میں اس وجہ سے زندہ ہوں کہ کبھی کبھی اس دیار سے کچھ نسیمِ لطف آ جاتی ہے]

ہاں اگر حضرت پیرِ دستگیر (قدس سرہ) کے روضہ مطہرہ کی زیارت اور اس مرقدِ منورہ کے مجاوروں کی ملاقات کی نیت سے آئیں تو درست ہے تاکہ اس مقام کے فیوض و برکات سے بھی مستفید ہوں، سرزمینِ ہند اگرچہ ظلمت و کدورت سے پُر ہے لیکن چشمہ حیات تاریکیوں میں ہے۔

تاریکی دروں آبِ حیات ست [تاریکی کے اندر آبِ حیات ہے]

ان دنوں قطعاً سرستدانِ دو حرمِ محترم کے طفیل میں فیوض و انوار کی کثرت سے رشکِ ہند و غیرت سندرہ ہے اس (سرہند) کو ہند سے نہ جانیں کہ یہ ولایت کی کھڑکی ہے بلکہ اسرارِ نبوت کا نمونہ ہے جو طالبانِ حق جل و علا کہ نیازِ مندی کا سر اس مزارِ فائض الانوار پر رکھتے ہیں اور صدقِ نیت سے اس مرقدِ مطہر کی زیارت کرتے ہیں ان فیوض و برکات سے فیضیاب و مستفید ہوتے ہیں اور ایک نوش و سینکڑوں جوش و خروش کے ساتھ خود سے بیگانہ ہو کر مطلب کی جستجو کرتے ہیں یہاں کہ بہت سے والے عدمِ فلوں اور اس چشمہ حیات سے رغبت نہ ہونے کے باعث پیاسے میں اور ان برکات سے محروم ہیں۔ کسی نے خوب کہا ہے۔

زہرِ یک نقطہ اش جوں نافہ تر شمیم وصلِ جاناں میزند سر

ولے آں کز برودت در زکام ست چہ داند نافہ اش گرد در مشام ست

[اس کے ہر ایک نقطہ سے تروتازہ مشکِ نافہ کی مانند، محبوب کے وصال کی خوشنویا ہر ہوتی ہے لیکن جو شخص بڑی کی وجہ سے زکام میں مبتلا ہے اگر اس کے دماغ میں مشکِ نافہ ہو تب بھی اس کو کیا خبر!] والسلام اولادِ آخراً۔

مکتوبات

محمد صادق بیٹی کے نام ان کے سوال کے حل میں کہ فنا و بقا کس معنی میں آیا و چود کا زائل ہونا ہے یا کوئی اور چیز ہے؟ اور فنا کے اسرار و دقائق کے بیان میں تحریر فرمایا۔

الحمد لله وسلام على عباده الذين اصطفى: سعادت آثار محمد صادق بیٹی نے پوچھا تھا کہ فنا و بقا کس معنی میں ہے آیا و چود کا زائل ہونا ہے یا کوئی اور چیز ہے؟ آپ جان لیں کہ فنا و بقا اللہ تعالیٰ جل شانہ کے اسرار میں سے ایک ستر ہے (اور ذوقی و وجدانی ہے جو صحیح طور پر نہ بیان میں آسکتا ہے اور تقریر و تحریر میں سما سکتا ہے، ع

لذت فی شناسی بخدا تانہ چینی [خدا کی قسم، جنگ تو شراب کو نہیں حکمے گا اس کی لذت کو نہیں چکانے]

اہل اللہ کا اس بات پر اجماع ہے کہ مطلوب حجاب انسان کا اپنا نفس، اَنْتَ الْعَلَمَةُ عَلَى مَمْسِكَ
سے ازتست حجاب تو یقین ست شرط ہمہ رہروان ہمین ست
[یعنی بات ہے کہ تیرا حجاب تجھ ہی سے ہے، تمام راستہ چلنے والوں کی شرط یہی ہے]

اور جنگ سالک سے کچھ شریاتی ہے وہ معرفت کی طرف کوئی راستہ نہیں رکھتا ہے
تایک سرموز خویشتن آگاہی گردم زنی از راہ فنا گمراہی
[جنگ تو اپنے آپ سے ایک بال بھر بھی آگاہ ہے اگر تو راہ فنا کا دم مارتا ہے تو گمراہ ہے]

پس لاکے پھاوڑے سے بشریت کے پہاڑ کو چڑھنا چاہئے تاکہ حقیقی قنایت ظاہر ہو جائے اور ذاتی نیستی
رو نما ہو جائے اور اس میں شک نہیں ہے کہ بندہ کو احکام بندگی کسی وقت ساقط نہیں ہوتے اور بندہ ہرگز حق (تعالیٰ)
نہیں بن جاتا، یہ بات بندہ کے باقی رہنے پر دلالت کرتی ہے جس جو کچھ کہ صوفیہ کے نزدیک مسلم ہے وہ اس کے ساتھ کس
طرح جس ہوگا اور یہ ثابت ہوتا ایکن میں کس طرح متصور ہوگا ع

بیاض، ومباشل مشکل این ست [رہ بھی اور نہ بھی رہ شکل یہ ہے]

عقل محدود اس اشکال کا حل تلاش نہیں کر سکتی اور اس گتھی کے سلجھانے کو محال جانتی ہے (اللہ تعالیٰ کی)
غایت کی پیشقدمی چاہئے جو اس گتھی کو سلجھا دے اور اشکال کو حل کرے اور ناممکن کو حالت امکان
میں لائے، عرفت رکی بیجمع الاخذ ادا [میں نے اپنے رب کو اضداد کے جمع کرنے سے چھپانا] اس بارگاہ میں
اضداد جمع ہیں اور تضاد احکام ایک، در سب میں طے ہوتے ہیں اگر عارف متعلق بھی احکام تضاد کا سرور ہو جائے تو کیا بعد ہے
اثبات وجود و سلب وجود اس بارگاہ میں جمع ہیں اگر ہونا نہ ہونا عارف میں جمع ہو جائیں تو گنجائش رکھتا ہے۔

مکتوب ۱۲۲

شیخ محمد مومن گیلانی ثم برہانپوری کے نام ان کے احوال کی تعبیر اور بعض مفادات عالیہ کے حصول کی بشارت اور اس سوال کے حل میں جو اخصوں نے کیا تھامع اشارات عالیہ کے تحریر فرمایا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ العلی وسلام علی عباده الذین اصطفیٰ، اما بعد سعادت آثار شیخ محمد مومن نے چند احوال دیکھے اور فقیر کو لکھے تھے اور ایک سوال بھی کیا تھا، پہلے حال کو بجنسہ لکھتا ہوں، پہلا حال یہ ہے کہ جمعہ کے روز تیسار بج ۲۰ ماہ محرم الحرام کو جبکہ میں آنجناب (خواجہ محمد معصوم قدس سرہ) کی خدمت میں روضہ منورہ (مجدد علیہ الرحمہ) کی زیارت کے لئے گیا ہم سب روضہ شریف کے اندر مراقب تھے اور آن جناب (خواجہ محمد معصوم) سلمہ اللہ سبحانہ حضرت امام المریدین (مجدد الف ثانی قدس سرہ) کی تربیت کے سربانے مراقبہ میں بیٹھے تھے اچانک اس حقیر کو مشہود ہوا کہ قبلہ کی جانب سے ایک عظیم نور ظاہر ہوا اور اس نے ایک عالم کو احاطہ کر لیا اور روضہ منورہ کی چار دیواری میں آگیا اور جس جگہ میں کہ آنجناب مراقب تھے کچھ مدت تک ٹھہرا رہا، محسوس کیا گیا کہ اس نور میں حضرت خاتمت علیہ علی آلہ الصلوٰۃ والسلام ہیں، اس اثنا میں اس کترین کے دل میں خیال گذرا کہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمارے حضرت (خواجہ محمد معصوم) کے بارے میں کیا فرماتے ہیں، اس خیال کے آتے ہی حضرت رسالت پناہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے شیخ معصوم یا یہ فرمایا محمد المعصوم کے ساتھ مصافحہ کیا تو بلاشبہ اس نے مجھ سے مصافحہ کیا، اس کے بعد وہ عظیم نور وہاں سے منتقل ہو کر حضرت مجدد الف ثانی (قدس سرہ) کے روضہ منورہ کے دروازے پر پہنچ کر ٹھہر گیا اور حضرت مجدد الف ثانی (قدس سرہ) کی قبر منور سے ایک نور اس نور کے استقبال کے لئے نکل کر اس سے مل گیا اور نور کے منتقل ہوتے وقت (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے) فرمایا کہ شیخ احمد کا قول بقی حق ہے۔ اس کے بعد وہ نور منتقل ہو کر یربیتہ سکینہ علی سالتہا افضل الصلوٰۃ واکمل التیمات پہنچا اور (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے) روضہ منورہ مطہرہ میں داخل ہو گیا، اس وقت اس حقیر کی نظر میں اس جگہ سے یکربیتہ منورہ تک بھی روشن تھا اور روضہ شریف بھی مشہود تھا آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام والتیمتہ روضہ منورہ پر ہمیں یہ الفاظ فرماتے ہیں کہ جس نے اس (شیخ محمد معصوم) سے مصافحہ کیا تو ضرور اس نے مجھ سے مصافحہ کیا۔ میرے مخدوم! اس حال میں جو حضرت خاتمت ۱۹۹
علیہ علی آلہ الصلوٰۃ والسلام نے اس ناکارہ کا نام اپنی زبان (مبارک) پر ڈونڈا لاکر ازراہ کرم و عنایت

بشارت دی ہے اس (فقیر) کا سرِ عجز و نیازِ فقر و نیاز کی بلندی پر پہنچ گیا ہے اور اس کم مایہ کے ہاتھ نے دامنِ مراد کو پالیا، اپنی تمام برائیوں کے باعث کسی طرح بھی اپنے آپ کو اس خطاب کے قابل نہیں سمجھتا لیکن

باکرمیاں کار بادشوار نیست [کرمیوں کے لئے کوئی کام مشکل نہیں ہے]

سے بیتوانی کہ دہی اشکِ مرا حسنِ قبول لے لے کہ در ساختہ قطرہ بارانی را

[لے وہ ذات (اللہ) کہ جس نے بارش کے قطرے کو موتی بنا دیا ہے میرے آنسوؤں کو حسنِ قبول عطا فرما سکتا ہے]

اور یہ جو آپ نے دوسرے حال میں دیکھا ہے کہ حضرت عالی (مجدد الف ثانی) قدس اللہ سبحانہ

کی جانب سے آپ کو حقیقتِ صلوة کا خلعت عطا ہوا ہے پھر اس فقیر نے وہ خلعت آپ کو پہنایا ہے

اس کی تعبیر وہی ہے کہ آخری توجہ میں اس فقیر نے آپ کو اس نسبتِ عالیہ کے حصول کی بشارت دی تھی

اور آپ نے اس کا کچھ حصہ محسوس کیا تھا۔ اور یہ جو آپ نماز کی صف میں قعدہ میں شامل ہوئے ہیں اور

کہہ رہے ہیں کہ یہ انبیاء علیہم الصلوٰت والتسلیمات والبرکات کی صفت ہے، عمدہ و مبارک و حق سبحانہ و تعالیٰ

ان کی برکات سے اس عجیب مقام سے بہرہ ور فرمائے اور ان (حضرات انبیاء علیہم السلام) کی نماز کی خوشبو

سے کچھ حصہ ہم جیسے پس ماندگان کے دلغ میں پہنچائے خواہ نماز کے آخری جزو ہی سے حصہ مل جائے

اور ان کے قعدہ ہی سے کچھ نصیب ہو جائے وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ [اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودگی

بڑی چیز ہے]۔ اور یہ جو وہ (انبیاء علیہم السلام) فرماتے ہیں کہ آپ کو حقیقتہً الحقائق سے حصہ ہے ایک

عجیب بشارت ہے آپ امیدوار رہیں۔

آپ نے پوچھا تھا کہ کیا سبب ہے کہ تو (خواجہ محمد معصوم قدس سرہ) کہتا ہے کہ طالبین کے

سلوک طے کرنے میں حقیقتہً الحقائق کے ساتھ بحقوق کی بشارت حقائق ثلاثہ کے وصول کے بعد ہے اور حالاً

یہ تینوں حقیقتیں مراتب و جوبی میں داخل ہیں اور حقیقتہً الحقائق حقائق امکانی میں سے ہے اس مقام

حل کرنا چاہئے ایک مدت ہو گئی ہے کہ اس مسکین کا دل پریشان ہے، میرے معذور! کوئی اشکال نہیں

اور حقیقتہً الحقائق کے ساتھ بحقوق اور حقائق ثلاثہ کے وصول میں کوئی ترتیب و توقف نہیں ہے، یہ جا

ہے کہ بحقوق مذکور ہو جائے اور حقائق کا وصول میسر نہ آئے اور نیز ہو سکتا ہے کہ وصول واقع ہو جائے

اور بحقوق نہ ہو اس لئے کہ انبیاء علیہم الصلوٰت والسلام خود اپنے حقائق سے حقیقت کعبہ اور اس کے

اوپر تک پہنچے ہیں اور جو شخص کہ ان کے قدم پر ہے ہو سکتا ہے کہ ان کے حقائق (کے واسطے) سر پہنچے

اور حقیقتہً الحقائق درمیان میں نہ آئے اور وصول کے بعد اگر اپنے شیخ کے توسط سے حقیقتہً الحقائق

کے ساتھ ملحق ہو جائے تو گنجائش رکھتا ہے جیسا کہ (حقائق ثلاثہ کے) وصول سے پہلے بھی جائز ہے

اس حقیقت تک پہنچ جائے اور یہ جو فقیر نے بعض دوستوں کو ان کے حقائقِ ثلاثہ تک پہنچنے کے بعد (حقیقتہً الحقائق سے) کحوق کی بشارت دی ہے وہ بھی اسی قسم سے ہے یہ کلیہ نہیں بلکہ اتفاقاً یہ ہے کہ وصول کے بعد توجہ اس جانب میں واقع ہوئی ہے ورنہ اگر وصول سے پہلے توجہ واقع ہو جائے تو ہو سکتا ہے کہ کحوق مذکور حال ہو جائے، ہاں محمدی المشرق کے حق میں اگر وصول سے پہلے کحوق کہا جائے تو گنجائش رکھتا ہے، کیونکہ اس کے لئے حقائقِ ثلاثہ تک وصول کا راستہ حقیقتہً الحقائق کے ساتھ ملحق ہوتا ہے، والحمد للہ عند اللہ عزوجل [جمع علم اللہ عزوجل کو ہے] والسلام علی من اتبع الهدی۔

مکتوب ۱۳۵

سلطان عبدالرحمن ملخی کے نام اذکر کی فضیلت اور ان کے احوال کی شرح میں تحریر فرمایا۔

حمد و صلوة و ارسالِ تسلیمات کے بعد عرض ہے کہ گرامی نامہ پہنچ کر مسرت بخش ہوا، اللہ سبحانہ کی حمد کے کتاب عافیت سے ہیں اور حق جل و علا کی باتیں مشغول رہتے ہیں، بندہ جب حق تعالیٰ کو یاد کرتا ہے تو حق سبحانہ بھی اس بندہ کو یاد فرماتا ہے فاذا کرفونی اذکرکم [پس تم مجھے یاد کرو میں تم کو یاد کروں گا] اس جانب سے دوام ذکر کی صورت میں اس جانب سے بھی دوام ذکر ہوگا اور اس سے زیادہ اور کونسی سعادت ہوگی کہ مالک و مولیٰ حقیقی جلالت عظمت ہمیشہ بندہ کو یاد کرے اور بندہ ہمیشہ اس تعالیٰ شائے کامورد فیوض رہے۔ آپ نے لکھا تھا کہ (یہ فقیر کبھی کبھی اپنے آپ کو اتنا بڑھا ہوا پاتا ہے کہ گھر کو اپنے آپ سے پر دیکھتا ہے، یدید علی ہے اور استعداد کی جامعیت کا پتہ دیتی ہے، امید ہے کہ اس سے زیادہ بڑھیں گے اور آفاق کو احاطہ کر لیں گے۔ آپ نے لکھا تھا کہ اپنے آپ کو سبز لباس سے آراستہ اور زیورات و مشاہدہ کیا ہے، میرے مخدوم! اس کیفیت کے مطالعہ نے خوشوقت کیا، یدید بلند نسبت کی خبر دیتی ہے اور اعلیٰ بشارت دینے والی ہے، والسلام اولاً و آخراً۔

مکتوب ۱۳۶

شیخ میردہلوی کے نام ان کے احوال کی شرح اور بشارت کی طرف ایک اشارہ کے بیان میں تحریر فرمایا
الحمد للہ و سلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ، گرامی نامہ پہنچا مسرور و خوش وقت کیا، حق سبحانہ دل جمعی اور ظاہری و باطنی انتقامت کے ساتھ کے فاتح الامم مقامہ فوق الکرامہ تیرا پس بیشک

استقامت کرامت سے افضل ہے) آپ نے لکھا تھا کہ وہم و خیال جو کہ سلوک و جذبہ کے ثمرات کے شعبہ سے
 ہیں ان کے کوچے سے رہائی حاصل ہے اور اصل الاصول کے سوا اور کوئی مطلع نظر نہیں جاتا۔ میرے مخدوم!
 وہم کی قید اور خیال کے کوچے سے رہائی پانا اس دنیائے فانی میں مشکل ہے، کامل طریقہ پر وصل کا مرقا آخرت ہے اور ملاقات
 کا زمانہ موت کا وقت ہے اَلْمَوْتُ جَسْرٌ يُؤْصِلُ الْجَحِيْبَ اِلَى الْجَحِيْبِ [موت ایک پُل ہے جو
 دوست کو دوست سے ملاتا ہے] موت ہی ہے جو اس قید سے رہائی بخشتی ہے اور اس کوچے سے نکالتی ہے
 مَنْ كَانَ يَرْجُو الْقَاءَ اللّٰهِ فَاِنَّ اَجَلَ اللّٰهِ لَا يَدْرِي (جو شخص اللہ تعالیٰ کی ملاقات کی تمنا کرتا ہے تو وہ جانتا ہے کہ
 بلاشبہ اللہ تعالیٰ کی مقرر کی ہوئی ساعت ضرور آنے والی ہے) اس دنیاوی زندگی میں بہت کم ایسا ہوتا ہے
 کہ اس گرداب سے نجات پائے اور مطلوب کو خیال سے تراشے بغیر آغوش میں کھینچے۔ وہی شیخ ابو سعید
 ابو الخیر کے استاد کی بات ہے کہ یہ اتنی نوادرات میں سے ہے۔ آپ نے لکھا تھا کہ اس کے باوجود یہاں
 کا شعلہ جوش میں اور تپش کی آگ خروش میں ہے "بیشک تجر و عجز ہر وقت دامنگیر ہے اور اگرچہ وہم و خیال
 کے کوچے سے رہائی پا چکا ہے لیکن مشکل ہے کہ ممکن بیچارہ امکان سے پاؤں باہر نکالے اور قید رہائی پا
 ۵ سید رونی زہمن درود عالم جدا ہرگز نشد واللہ اعلم

[مکن سے اس کی رویا ہی دونوں جہان میں ہرگز جدا ہونے والی نہیں ہے واللہ اعلم]

مکن واجب تعالیٰ سے کیا پائے اور عقیدہ منطلق سے کیا حاصل کرے پس عجز ہر وقت دامنگیر ہوگا اور یہاں
 تپش کا شعلہ مشتعل رہے گا۔ آپ نے لکھا تھا کہ "دائرہ خلت سے بے کیف انس اور بے چون الفت تہایت
 لطافت کے ساتھ معلوم ہوتی ہے اور کبھی کبھی اس دائرہ کے مرکز سے بھی کچھ تغور اساحسہ فیض رساں ہوتا ہے
 میرے مخدوم! اس نعمت کا شکر بجالائیں اور اس کی ترقی و تقویت طلب کریں، بالمشافہ بھی اس (نعمت)
 کے احوال کا تذکرہ کیا گیا تھا اللہ سبحانہ کی حمد ہے کہ وہ ظاہر ہو گئی ہے اللہ تعالیٰ لغزش و خطا سے محفوظ رکھے
 اللّٰهُمَّ اَرِنَا حَقَائِقَ الْاَشْيَاءِ كَمَا هِيَ (اے اللہ! ہمیں اشیاء کے حقائق دکھا دے جیسی کہ وہ ہیں) والسلام۔

مکتوب ۱۲۷

شیخ عبد العظیم جلال آبادی کے نام ان کے خط کے جواب میں تحریر فرمایا۔

حد و صلوة و ارسال تسلیات کے بعد عرض ہے کہ دیہاں کے جملہ احوال ہر طرح حمد کے لائق ہیں،
 اللہ سبحانہ سے آپ کی عاقبت اور ظاہری و باطنی استقامت کے لئے دعا کی گئی ہے پس بیشک استقامت

کرامت پر فوقیت رکھتی ہے اور اس معنی کی تصدیق اس حدیث سے ہوتی ہے جس میں وارد ہوا ہے کہ مجھ کو ^{سلف} ^{رداد انتہزی} سورہ ہود نے بڑھا کر دیا۔ آپ کے گرامی نامے کے بعد دیگرے پہنچ کر مسرت بخش ہوئے چونکہ اعلیٰ احوال و کیفیات پر مشتمل تھے اس لئے مسرت میں اضافہ کیا، حق سبحانہ اسی طریقے پر ترقیات کے دروازے کھلے رکھے اور نبوی خیموں کے سایہ اور حقیقت مصطفوی علیٰ صاحبہا افضل الصلوات و اکمل التسلیمات والبرکات ^{ص۲۲} کے ہمایہ میں جگہ دے ہم جیسے یواہوسوں کو اس قسم کی آرزوئیں محض تمنائیں ہیں۔

کجا ماؤ کجا زنجیر زلفش عجب دیوانگی کا ندر سمر افتاد
 (کہاں ہم اور کہاں اس کی زلف کی زنجیر، سر میں ایک عجب دیوانگی پیدا ہو گئی ہے)

ہم کو ہر چیز سے جدائی کا غم اور گناہوں کا ماتم ناگزیر ہے۔ آپ نے شوقِ ملاقات کا اظہار کیا تھا فقیر کو بھی مشتاق جائیں۔ والسلام اولاً و آخراً۔

مکتوب ۱۲۸

خان محمد بیگ کولابی کے نام ان کے احوال کی شرح میں تحریر فرمایا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد لله وسلام علی عباده الذین اصطفیٰ، (یہاں کے) احوال و اطوار حمد کے لائق ہیں، اللہ تعالیٰ سے آپ کی عافیت اور ظاہری و باطنی استقامت کیلئے دعا کی گئی ہے تاکہ وہ حصول درجات اور بلندی احوال کے لئے وسیلہ ہو جائے، جو خط کہ آپ نے ازراہ محبت بھیجا تھا پہنچ کر مسرت بخش ہوا، آپ نے لکھا تھا کہ جس وقت نگاہ ذاتِ محبوب پر پڑتی ہے تو (یہ فقیر) اپنے آپ کو مستور پاتا ہے کوئی چارہ کار نہیں پاتا سوائے اس کے اپنے آپ کو نیست و نابود کر لے اور حسد زیادہ کوشش کرتا ہے اپنے جہل کو اور زیادہ پاتا ہے؟ (جواب) آپ (خود کو) مستور کیوں نہ پائیں کیونکہ معشوق کے جلوہ کے وقت عاشق اپنے لئے نامناسب پاتا ہے اور اس کے سامنے ہونے کے قابل نہیں پاتا بلکہ بالمقابل ہونے کی طاقت نہیں رکھتا، چاہتا ہے کہ اسبابِ صحرائے عدم کی جانب لے جائے اور اپنا کوئی نام و نشان نہ چھوڑے۔

بے ہر جا بود مہر آشکارا شہار جز نہاں بودن چہ یارا
 بیشک جس جگہ سورج نکلا ہوا ہو، شہار (ایک شاہ کا نام) کو سوائے پوشیدہ ہونے کے اور کیا مجال ہے؟
 سالک جس قدر زیادہ کوشش کرتا ہے (اسی قدر) وہ اپنی نیستی (فنایت) میں کوشش کرتا ہے اور حسد

نیستی زیادہ ہوگی جہل و حیرت (اسی قدر) زیادہ ہوں گے اور صفات کمال سے کہ منجملہ ان کے علم بھی ہے (اسی قدر) زیادہ خالی ہوگا۔ آپ نے لکھا تھا کہ ”تمازاد کرنے میں خصوصاً قرائن ادا کرنے اور قرآن مجید کی تلاوت میں عجب وقت گزرتا ہے اس وقت کا شکر نہ کس زبان سے ادا کیا جاسکتا ہے“ میرے مخدوم! نمازہ مومن کی معراج ہے اور خاص الخاص قرب کا مقام ہے جو حالت ولذت کہ اس کے ادا کرنے میں پیش آتی ہے خاص طور پر قرائن کے ادا کرنے میں بہت ہی کمال الکمال ہے۔ اپنے اپنے دوستوں کے ذوق و شوق کی بابت لکھا تھا، اللہ تعالیٰ جل شانہ کا شکر بجا لائیں اور اپنے کام میں مشغول رہیں اور اللہ تعالیٰ کی خفیہ تدبیر سے بے فکر نہ رہیں اور ڈرنے اور لڑنے رہیں اور فقیر کے احباب میں سے جو مبتدی کہ آپ کی صحبت کے ذوق کا اظہار کرے اس کے ساتھ مجلس رکھیں اور توجہ فرمائیں والسلام علی من تبع الہدیٰ۔

مکتوبہ

۲۰۳

میرنگ کو لانی کے نام عدمیت ذاتیہ کے ظہور اور عدم کی ذات میں شر و نقص ہونے کے باوجود اس کے کمال ہونے کی تحقیق میں تحریر فرمایا۔

اللہ تعالیٰ آپ کو شریعت عالیہ و سنت منورہ مصطفویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام والتحیۃ کے طریقے پر قائم و دائم رکھ کر باطنی جذبات قویہ کے ساتھ مکرم و ممتاز رکھے۔ جو خط کہ آپ نے ازراہ محبت بھیجا تھا پہنچ کر مسرت بخش ہوا، آپ نے لکھا تھا کہ میں اپنے آپ میں نہ غیبت پاتا ہوں نہ حضور اور نہ جمعیت، عدم محض پاتا ہوں۔ بیشک غیبت، حضور اور جمعیت سب انسان کے منتسبات اور اس کے اوصاف میں سے ہیں، جب تک منتسبات سے خالی اور اوصاف سے عاری نہ ہو جائے (اس وقت تک) عدمیت ذاتیہ کا ظہور جو کہ سالک کے حق میں کمال ہے، محال ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ عدم شر محض اور نقص خالص ہے جو خیر کی بُو بھی نہیں رکھتا اس کے ظہور میں کیا خیر اور کونسا کمال ہے اور اسی طرح اوصاف کمال کے سلب میں کیا کمال ہے بلکہ سراسر نقص و شرارت ہے۔ میں (جو اب میں) کہتا ہوں کہ جو کچھ ممکن کا ذاتی ہے وہ عدم ہے اور وجود اور وجود کے تالیح کی تمام صفات کمال اس میں مرتبہ و جوب سے مستعار و مستفاد ہیں اور اس مرتبہ کی صفات کا عکس و پرتو ہیں اور ممکن نے اس انعکاس کے واسطے سے اپنی عدمیت ذاتیہ اور نظری نقص و شرارت کو قلموش کر دیا ہے اور عاریتی کمالات کے باعث اپنے آپ کو خیر و کمال خیال کر لیا ہے اور اس خیال فاسد و جہل مرکب سے انانیت و خودی کا مصدر بن گیا ہے اور اس (اللہ تعالیٰ) کے مخصوص

اوصاف میں شرکت کا دعویٰ ظاہر کیا ہے اور انار بکلمہ الاعلیٰ (میں تمہارا رب اعلیٰ ہوں) کی آواز اس کی ذات سے بلند ہوئی ہے پس اس کے حق میں کمال یہ ہوا کہ وہ اپنی عدمیت ذاتیہ سے آگاہ ہو جائے اور عاریتی کمالاً کو اس کے اہل کے حوالہ کرے اور انانیت و جہل مرکب سے رہائی پالے اور شرکت کے دعویٰ سے جو کہ اس کے وصول کی راہ میں رکاوٹ بن گیا ہے نجات پالے اور نفس انارگی سے نکل جائے اور فناء حقیقی سے مشرف ہو جائے۔ اے سعادت انار! فقیر کے دوستوں میں سے جس نے کہ شغل (طریقہ ذکر وغیرہ) کو اچھی طرح نہیں سمجھا ہے آپ اس کی طرف توجہ کریں اور طریقہ قادریہ کی اجازت کو حاضری پر موقوف رکھیں، والسلام

مکتوب ۱۵

۲۰۴

شیخ محمد باقر لاہوری کے نام ان کے اعلان کے دوستوں کے احوال کی شرح میں تحریر فرمایا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم طہر و صلوة و ارسال تسلیات کے بعد عرض ہے کہ مکتوب شریف پہنچ کر مسرت افزا ہوا، آپ نے لطائف عالم امر کے جدا جدا عالم خلق کی طرف نزول کے بارے میں لکھا تھا واضح ہوا، لطائف عالم خلق کے نزول کی بابت نہیں لکھا انصوں نے بھی نزول کیا ہوگا اس لئے کہ عالم خلق کو (بھی) عالم امر کی مانند ایک عروج ہے کہ رُوحی جہل و علا ہے اور ایک نزول ہے کہ رُوحی جہل و علا ہے اور ان لطائف عشرہ کے نزول سے وابستہ ہے، معلومیت کے باوجود جو کہ معلوم کی اصل کے ساتھ تعلق رکھتی ہے نہ کہ اس کے ظل کے ساتھ، مدد کے میں صورت معلوم کے حاصل نہ ہونے کی بابت آپ نے جو لکھا ہے بہت اعلیٰ ہے اور ہمارے حضرت عالی کے مخصوص معاملات میں سے ہے، خشک ہے کہ محدود عقل اس دقیقہ تک پہنچ سکے، یہ بات زمانہ کے عجائب میں سے ہے کہ وہ غائب شخص کا تعلق حسن سے پیدا کرے اور حصول صورت کے بغیر مومن لَمَّ يَدِي لَمَّ يَدِي جس نے نہیں چکھا اُس نے نہیں جانا

یہ جو آپ نے محبوبیت ذاتیہ کی نسبت کے ادراک اور تعینات ثلاثہ یعنی علمی و جودی اور حقی سے بہرہ یاب ہونے اور دلغ سے وسوسہ کے دور ہونے اور انعام کی نسبت ایلام سے زیادہ لذت پانے کی بابت متعدد خطوط میں لکھا ہے بہت عظیم و اعلیٰ چیزیں ہیں ان امور میں سے اکثر حضرت پیر دستگیر (مجدد الف ثانی) قدس اللہ سبحانہ و سرہ العزیز کے خصائص میں سے ہیں، ان کے مطالعہ نے باطنی لذات بخشیں، حق جہل و علا حضرت عالی (مجدد علیہ الرحمہ) کے تمام کمالات سے بہرہ مند کرے اور ترقیات کے دروازے کھلے رکھے

۱۵ صرت ۸۰ آیت ۲۲۲ جیسا کہ فرعون نے یہ الفاظ کہے تھے۔

اِنَّ قَرِيْبًا مُّحِيْبًا [بیشک وہ قریب اور قبول کرنے والا ہے] اور آپ نے خاتمہ اچھا ہونے کے طور اور اپنے آپ کو بلج و جمیل اور نمکین پانے کے بارے میں جو لکھا تھا یہ ایک بڑی نعمت ہے، مبارک ہو، لیکن ابہام چونکہ ظنی چیز ہے (اس لئے) ابہام موجود ہے۔ آپ نے لکھا تھا کہ ”محمد فاضل ولایت اخفی اور علم کا مبداء ہونے اور نماز کے بعض افعال میں اپنے ساتھ افرادِ عالم کی شرکت اور حقیقت کعبہ معظمہ کے انوار بلکہ اس کے ساتھ متحقق ہونے اور قلوبِ خمسہ و قلوبِ بیسوط و وسعتِ مضغہ کے ساتھ کچھ مناسبت پاتا ہے اور محمد غارف و محمد زاہد (دونوں) افرادِ ذات و تصفیہ خاک اور وسعتِ مضغہ (قلب) کے ساتھ کچھ مناسبت محسوس کرتے ہیں، بلاجمال و عبد الواحد (دونوں) ولایتِ کبریٰ کی طرف مائل ہیں۔ یہ سب واضح ہوا اور اس نے مسرور کیا اللہم اَکْثِرْ اَخْوَانَنَا فِي الدِّيْنِ [اے اللہ! ہمارے دینی بھائیوں کو زیادہ کر] ۲۰۵

میرے محروم! بعض طالبین کے وہ امور جو قوت سے فعل میں نہیں آئے ہیں کبھی ایسا ہوتا ہے کہ اندراج یا انعکاس یا تخیل کے طور پر ان کا تصور ظہور کرتا ہے حالانکہ ابھی ان کا وقت نہیں پہنچا ہوتا، اس معاملہ میں اچھی طرح غور و فکر کی ضرورت ہے اور نیران کے عادات و اطوار میں تامل اور ان کی استقامتِ عدم استقامت کو ملاحظہ کر کے اجازت دینا چاہئے، اور ہم ان دوستوں کے بارے میں نہیں کہہ رہے ہیں کہ جن کے احوال آپ نے لکھے ہیں بلکہ یہ کلیہ (قاعدہ) ہے تاکہ دوستوں کو ملحوظ رہے، والسلام علیکم وعلیٰ سائرین اربع الہدی۔

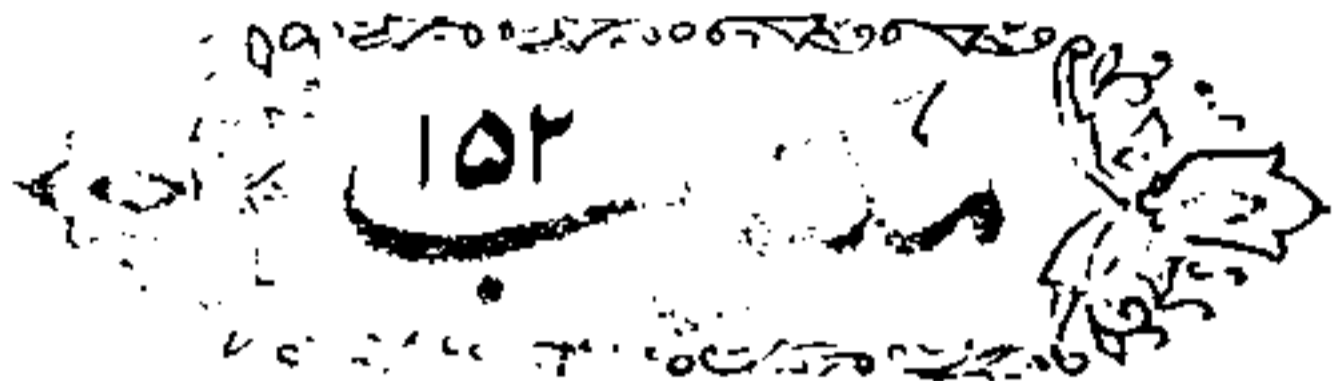
مکتوبات ۱۵۱

خواجہ محمد شریف بخاری کے نام ان کے حال کی شرح میں تحریر فرمایا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اللّٰهُ سُبْحٰنَہٗ کِی حَمْدُہٗہٗ کِی (یہاں کے) احوال و اطوار استقامت کی راہ پر ہیں، امید ہے کہ آں عزیز (آپ) بھی سلامتی و عافیت کے ساتھ ہوں گے، اور ظاہری و باطنی استقامت کے ساتھ منصف ہوں گے، مکتوب شریف نے پہنچ کر خوش وقت کیا، ان دنوں میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے بیماری میں تخفیف ہے لیکن کچھ درد باقی ہے، کھڑا ہونے کی طاقت نہیں ہے، نماز چار زانو بیٹھ کر ادا کرتا ہوں اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی کُلِّ حَالٍ وَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ حَالِ اَہْلِ النَّارِ بِرَحْمٰتِ اللّٰہِ تَعَالٰی کِی حَمْدُہٗہٗ اور میں اہلِ دوزخ کی حالت سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں [اور یہ جو آپ نے دیکھا ہے کہ آپ کو موتیوں کے چمکتے ہوئے زیورات پہنائے گئے ہیں اس کے بعد کہتے ہیں کہ یہ نسبتِ محبوبیت ہے] آپ کو مبارک ہو عجیب بشارت ہے بشرطیکہ قوت سے فعل میں آجائے اور گوش سے آغوش میں آسپنے، اللہ سبحانہ کی حمد ہے کہ

آپ کی عبارت فعل کی کچھ خبر دیتی ہے اور آغوش کی کچھ صفت ظاہر کرتی ہے کیونکہ آپ نے لکھا ہے کہ میں اس بشارت سے خوش و سر بلند ہوا۔ جب مجھ کو اپنے حال میں لایا گیا تو خاص آثار و علامات بارانِ نبیوں کی مانند نازل ہو رہے تھے، تین روز تک یہ بشارت کی کیفیت قائم رہی، اس وقت بھی ان مشاہدات پر دل کو متوجہ رکھتا ہوں گویا وہی وقت حاصل ہے۔ ان سطور کے مطالعہ سے دل بہت مسرور ہوا اور امید کیا۔

۱۵۲



شیخ بازمید سہارنپوری کے نام اس حال کی تعبیر میں جو انہوں نے دیکھا تھا اور ایک دوست کے احوال کی شرح میں جو کہ انہوں نے لکھا تھا تحریر فرمایا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ حَامِدًا لِلّٰهِ الْعَظِیْمِ وَمُصَلِّیًّا عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ (یہاں کے احوال ہر طرح حمد کے لائق ہیں اور آپ کی عاقبت اور ظاہری و باطنی استقامت کے لئے دعا کی گئی ہے اور امید کی گئی ہے۔ گرامی نامہ پنچکمرست بخش ہوا جو احوال کہ آپ نے دیکھے اور لکھے ہیں عمدہ و روشن ہیں اور یہ جو آپ نے سات محل دیکھے ہیں اور چھ محلات کی تعبیر چھ لطائف سے کی ہے اور ساتوں محل کی تعبیر چھ میرے مخدوم! یہ سات محل گویا ان سات قدم سے عبارت ہیں کہ جن کو ہمارے حضرت عالی (مجدد الف ثانی) قدس اللہ بجانہ بسرہ نے اپنے مکتوبات میں لکھا ہے کہ یہ راستہ کہ ہم جس کے طے کرنے کے درپے ہیں سات قدم ہے ان میں سے پانچ عالم امر سے اور دو عالم خلق سے ہیں جو کہ نفس و قالب ہیں، حاصل مطلب یہ ہے کہ ساتواں محل جو کہ نہایت بلند ہے کمالات و ولایت کے اعتبار سے کہ عالم امر اس جگہ اصل ہے اور عالم خلق اس کا تابع ہے، لطیفاً خلقی ہے جو کہ عالم امر کا انتہی (آخری مقام) ہے اور ولایت کے لئے اس لطیفہ اور اس کی اصل سے اوپر کوئی گزر نہیں ہے اور کمالات نبوت کے لحاظ سے کہ وہاں عالم خلق اصل ہے اور عالم امر اس کا لطیفی ہے (ساتواں محل) لطیفہ قالب ہے جو عناصر اربعہ کو شامل اور وجود خاکی پر محیط ہے کیونکہ کمالات نبوت سے بالاصالت حصہ اس کے لئے ہے اور حقیقت میں لطائف عشرہ کے اوپر ہے اور خاک کی پستی اس کی بلندی کا سبب ہو گئی ہے۔ آپ کی تعبیر کے موافق یہ ہے کہ ساتواں محل یہی لطیفہ قالب ہوگا کیونکہ آپ نے پہلے چھ محلات کی تعبیر چھ لطیفوں سے کی ہے جو کہ پانچ لطائف عالم امر ہیں اور ایک لطیفہ نفس ہے لہذا ساتواں محل لطیفہ قالب ہوگا اور کمالات نبوت میں قدم جس قدر

راخ ہوگا جزوِ خاکی کے کمالات اسی قدر زیادہ جلوہ گر ہوں گے اور اس کے درجات اسی قدر زیادہ واضح ہوں گے۔ آپ نے شیخ عبد اللہ کے احوال کہ جس نے آپ سے طریقہ اخذ کیا ہے لکھے تھے کہ وہ صفات کو اصل کے ساتھ ملحق پاتا ہے اور اپنے آپ کو ان سے خالی دیکھتا ہے لیکن چونکہ جہل بہت زیادہ رکھتا ہے وہ اپنے احوال کی تفصیل پر مطلع نہیں ہوتا اس لئے اس کے حال کی حقیقت سے اطلاع فرمائیں۔ میرے مخدوم! جو کچھ وہ پاتا ہے معقول و درست ہے میں اس قسم کے شخص کو بہت زیادہ صاحبِ جہل نہیں کہہ سکتا، کہاں سے (معلوم ہوا) کہ وہ ان دوسری چیزوں سے بھی جو وہ رکھتا ہے جاہل ہے؟ یہ دید تجلی صفات کا نتیجہ اور فتنے نفس کی خبر دینے والی ہے اور اس فنا کا کمال یہ ہے کہ جس طرح صفات کمال اصل کے ساتھ ملحق ہو گئیں اور عدم کے سوا سالک میں کچھ نہیں رہا (اسی طرح) یہ عدم بھی جو کہ کمالات کا آئینہ تھا عدم مطلق کے ساتھ ملحق ہو جاتا ہے اس وقت عارف سے نہ عین رہتا ہے نہ اثر لائقی وَلَا تَبْقَى وَلَا تَذَرُ [نہ وہ باقی رکھے گی نہ چھوڑے گی] اس کے بعد مَنْ قَتَلْتُمْ فَأَنَا دِيْتُهُ [جس کو میں قتل کرنا ہوں اس کی دیت میں خود ہو جانا ہوں] کے حکم کے مطابق بقا کا معاملہ رہتا ہے اور ولایتِ کبریٰ کا معاملہ آگے پیش ہے فنا و بقا کی صورت اگرچہ ولایتِ صغریٰ میں حاصل ہو گئی تھی لیکن فنا و بقا کی حقیقت ولایتِ کبریٰ میں ہے میں سمجھتا ہوں کہ عدم خاص کا عدم مطلق کے ساتھ ملحق ہونا اس ولایتِ کبریٰ کے خصائص میں سے ہے، والسلام

مکتوب ۱۵۳

شیخ ابوالمکارم کے نام طلب پر ترغیب اور صحبت کے فوائد کے بارے میں تحریر فرمایا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم حمد و صلوة و ارسالِ نیلمات کے بعد عرض ہے کہ آپ نے جو گرامی نامہ اس مسکن کے نام ارسال کیا تھا پہنچا، آپ نے اپنے شیخ قدس رفیٰ صحبت کی نعمت جاتے رہنے پر افسوس اور رنج و الم کا اظہار کیا تھا واضح ہوا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَيْہِ رٰجِعُوْنَ [ہم سب اللہ کے ہیں اور ہم اسی کی طرف لوٹ جانے والے ہیں] جو کچھ مقدر ہے اس سے چارہ نہیں ہے لَکُلِّ اَجَلٍ کِتٰبٌ [ہر کام کا ایک وقت معین ہے] ابھی کچھ نہیں گیا۔
ع گردے بستہ شد لے دل دیکرے بکشايد [لے دل اگر ایک دروازہ بند ہو گیا تو دوسرا کھل جائیگا]

طلبگاری کے لوازم بجالانے چاہئیں اور جس جگہ سے طلب کی بود بملغ میں پہنچے اس کے درپے ہو جانا چاہئے، فرصت کے ایام بہت غنیمت ہیں، دوبارہ دنیا میں آنا نہیں ہے، اس معنی کی طلب اس ناکارہ سے کرنا تمنا سے زیادہ اور کچھ نہیں ہے اس کے باوجود جو کچھ حاصل ہے اگرچہ وہ کچھ نہیں ہے (پھر بھی) دوستوں کے

دریغ نہیں ہے لیکن ہمارے طریقہ کا مدار صحبت پر ہے، قرب و بعد کس طرح برابر ہوں گے کہ او پس قرتی کسی صحابی کے مرتبہ کو نہیں پہنچتے، دوسرے طریقوں میں بھی اگرچہ قرب و بعد یکساں نہیں ہیں لیکن اس طریقہ عالیہ میں مدار صحبت پر ہے دوسرے طریقوں میں اس کی مانند نہیں ہے ہاں مریدِ رشید محبت اور باطنی تعلق کے مطابق جو کہ وہ اپنے شیخ مقتدا سے رکھتا ہے شیخ کے باطن سے اس کی غیر موجودگی میں بھی فیوض و برکات اخذ کرتا ہے اور باطنی رابطہ کے ذریعہ اس کے پوشیدہ معانی کو جذب کرتا ہے لیکن حصول معرفت اور ولایت کے درجات تک وصول غالب طور پر صحبت سے وابستہ ہے **لَا تَعْدِلُ بِالصُّحْبَةِ شَيْئًا كَاثِنًا مَا كَانَ** [خواہ کوئی چیز بھی ہو اس کو صحبت کے برابر قرار نہ دو] فقیر بھی غائبانہ توجہ سے اپنے آپ کو باز نہیں رکھے گا انشاء اللہ تعالیٰ۔ حق سبحانہ، اپنے فضل اور کمالِ کرم سے بزرگوں کے باطن سے فیضیاب کرے اوقات کو ذکر و فکر کے ساتھ معمور رکھیں اور باطنی بیماری کا علاج اس قلیل فرصت میں ذکر کثیر کے ساتھ تلاش کریں اور دُور افتادہ دوستوں کو دعائے خیر سے یاد کریں، والسلام اولاً و آخراً۔

مکتوب ۱۵۲

حقائق و معارف آگاہ خواجہ محمد حنیف کابلی کے صاحبزادگان کے نام خواجہ مرحوم کی تعزیت اور ضروری نصح کے بیان میں تحریر فرمایا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَوَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادَةِ الذِّیْنَ اصْطَفٰی، برخوردارِ سعادت اطوار
خواجہ عبید اللہ (ابن خواجہ محمد حنیف) مع برادر و مشیرگان (درجہ کمال کو پہنچیں اور ان نور چشمان کی والدہ عصمت پناہ اور تمام اہل سلسلہ جو وہاں اقامت پذیر ہیں اور ان کی خدمت میں قیام رکھتے ہیں اس جانب سے سلام عاقبت انجام پڑھیں اور سب کے سب) تشریح منورہ و سنت مصطفیٰ علیہ و علیٰ آلہ الصلوٰت و البرکات و التسلیمات العلیٰ کے طریقہ پر قائم و دائم رہیں اور مشائخ کی محبت و متابعت پر کامل استقامت کے ساتھ رہیں۔ کیا لکھوں کہ اس حادثہ جانگاہ کو سن کر ان دوستوں پر کس قسم کا رنج و غم اور کس طرح کی مفارقت و مصیبت پیش آئی لیکن چونکہ مولائے حقیقی جل شانہ کے ارادہ و تقدیر سے ہے (اس لئے) تسلیم و رضا کے سوا چارہ و مفر نہیں ہے ہم نے بھی صبر کیا آپ بھی صبر کریں اور حق جل و علا کے فعل سے راضی و شاکر رہیں اور رفتگان کو دعا و صدقہ سے یاد کریں اور خواجہ مرحوم کے فیوض و برکات سے امیدوار رہیں اور ان کے خزار پراتوار سے ہمیشہ طالب فیض رہیں اور دوستوں کو چاہئے کہ

اس جگہ کو آباد رکھیں اور خواجہ (مرحوم) کے طریقہ کو اچھی طرح ملحوظ رکھیں، حلقہ ذکر و شغل کو قائم رکھیں اور آنے جانے والوں کی خدمت کریں اور خواجہ (مرحوم) کے صاحبزادوں کی خوشنودی و خدمت گاری میں دل و جان کے ساتھ کوشش کریں اور (ان کے) بچوں کی اچھی تربیت کریں اور آداب سکھائیں (ان کے بچے) پنجوقتہ نماز کے لئے جماعت میں حاضر ہوں اور سبق بلا تاغہ پڑھیں، کیا کیا جائے ہم ان سے دُور پڑے ہوئے ہیں دل گڑھتا ہے، ہم امیدوار ہیں کہ حق سبحانہ و تعالیٰ ان بچوں کو بے فیض نہیں رکھے گا اور درجہ

کمال تک پہنچائے گا۔ اِنَّ قَرِيْبٌ مُّجِيْبٌ [بیشک وہ قریب ہے (اور) قبول کرنے والا ہے]۔

زہر دوستاں خون شد در دین سید جان من قراق ہمنشیاں سوخت مغز استخوان من

(دوستوں کی جدائی سے میری جان سینے کے اندر خون ہو گئی) (اور) ہمنشیاں کے ذائق نے میری ہڈیوں کا گودا اجلا دیا) (اور) استخوان اولاً و آخراً۔

مکتوب ۱۵۵

۲۰۹

شیخ انور سرائی کے نام ان کے حال کی تعبیر میں جو انھوں نے دیکھا تھا اور حقائق ثلاثہ کی طرف اشارہ کے بیان میں تحریر فرمایا۔

حمد و صلوة و تبلیغ دعوت کے بعد عرض ہے کہ آپ نے جو خط از راہ محبت بھیجا تھا اس نے پہنچ کر خوش وقت کیا، وہ حال جس میں آپ نے حضرت رسالت پناہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا ہے اور غایات مشاہدہ کی ہیں عمدہ و مبارک ہے اور بشارت ہے۔ اور یہ جو آپ نے دیکھا ہے کہ ایک بہت سجا ہوا عجیب سفید گنبد تین محرابوں والا ہے اور آپ نے اپنے آپ کو درمیان میں دیکھا اس کے بعد منکشف معلوم ہوا کہ یہ گنبد حقیقتہً الحقائق ہے اور یہ تین محرابیں حقائق ثلاثہ ہیں اور نیز آپ نے لکھا ہے کہ ”میں حقیقتہً الحقائق میں بہت ترقی دیکھتا ہوں گویا کہ تو (خواجہ محمد معصوم قدس سرہ) کشاں کشاں لیجاتا ہے“ اس کے مطالعہ نے بہت مسرور کیا، حق سبحانہ و تعالیٰ بے اندازہ ترقیات نصیب فرمائے اور حقائق اربعہ کے بہرہ مند بنائے اور حقیقتہً الحقائق تک حصول سمجھ میں آتا۔ والغیب عند اللہ تعالیٰ (اور غیب کا علم اللہ تعالیٰ کو ہی) آپ نے لکھا تھا کہ میں نے تینوں حقیقتوں میں فرق معلوم کیا، حقیقت کعبہ مقام دل سے تعلق رکھتی ہے اور حقیقت قرآنی مقام روح سے تعلق رکھتی ہے اور حقیقت صلوة لطیفہ اخفی کے مقام سے تعلق رکھتی ہے۔ میرے مخدوم! یہ معنی محل غور ہیں اس بارے میں اچھی طرح غور و فکر کریں جو کچھ ہمارے حضرت عالی (محمد الف ثانی قدس سرہ) کے کلام سے معلوم ہوتا ہے یہ ہے کہ کعبہ کو دائیں اور بائیں سے جو کہ قلب روح کا

مقام ہے تعلق نہیں ہے حضرت عالی (مجدد الف ثانی قدس سرہ) نے ستر ستر مکتوب میں لکھا ہے جس طرح (تقریباً) انسان کا قلب عرشِ رحمن جل سلطانہ کا نمونہ ہے اور اس کا ظہور قلبی ظہور عرش کا نمونہ ہے (اسی طرح) بیت اللہ سر بھی انسان میں نشان و نمونہ ہے جو کہ درمیانہ ہے اور دائیں بائیں سے بے تعلق ہے اور حسنِ سبقت میں لکھا ہے "ان حقائق کا معاملہ بہت نازک ہے ہم جیسے بواہوسوں کا دستِ فکر اس کے دامن (نک رسائی) سے قاصر ہے والسلام اولاً و آخراً و علی رسولہ دائماً و سرمداً۔"

مکتوب ۱۵۶

شرافت و نجابت پناہ خواجہ عبدالصمد کابلی کے نام اپنی نصیحتوں اور دیکھنے دینی کی یوفائی کے بارے میں تحریر فرمایا۔
بسم اللہ الرحمن الرحیم حمد و صلوة و ارسال تسلیمات کے بعد عرض ہے کہ (یہاں کے) حالات بہر حال حمد کے لائق ہیں اور آپ کی سلامتی اور ظاہری و باطنی استقامت کے لئے دعا و امید کی گئی ہے افسوس کہ عمر اختتام کو پہنچ رہی ہے اور کوئی عمل نہیں ہو سکا، حجت درست ہو گئی اور دنیا کی یوفائی بدیہی اولی ہو گئی اور فتنے اور مصیبتیں پے در پے آ رہے ہیں، احباب و نخت ہائے جگر کوچ کر رہے ہیں اور کوئی بیداری ہو شیاری نہیں ہے اور نہ ہی توبہ و انابت ہے (بلکہ غفلت میں اضافہ اور گناہوں میں زیادتی ہے) **أَوْلَا بَرُونَ أَهْمٌ** یفتنون فی کل عامہ مرۃً اُخرتین ثم لا یتوبون ولا ھمدید کرؤن [کیا وہ غور نہیں کرتے کہ وہ ہر سال ایک مرتبہ یاد و مرتباً زما نش میں پڑتے ہیں پھر بھی تائب نہیں ہوتے اور نصیحت حاصل نہیں کرتے] یہ کونسا ایمان ہے اور کیسی مسلمانی ہے کہ کتاب و سنت سے نصیحت قبول کی جاتی ہے اور نہ واضح نشانیوں کے مشاہدہ سے عبرت حاصل کی جاتی ہے۔ سوچنا چاہئے کہ وہ دوست و ہم نشین جو گذشتہ اور گذشتہ سے پیوستہ سال اکتھے ہمسرو ہم بستر اور مونس و ہمدم تھے کہاں چلے گئے،

کجا رفتند آں یاراں کہ بودند مونس و مانی [وہ دوست کہاں گئے جو کہ مونس و محبوب تھے]

ان کا کوئی نشان ظاہر نہیں ہوتا اور کوئی شخص ان کا کوئی پتہ نہیں دیتا۔

چناں خرمین عمر شان شد بباد کہ ہرگز کے زان نشانے نداد

[ان کی عمر کا خرمین اس طرح برباد ہو گیا کہ کوئی شخص ان کا کچھ بھی پتہ نشان نہیں دیتا]

اللھم لا تخیر منّا اجرھم ولا تقبیلنا بعدھم [اے اللہ! ہمیں ان کے اجر سے محروم نہ کر اور ان کے بعد ہمیں فتنہ میں نہ ڈال] پس ہم پر اور ہمارے پیمانہ گان پر لازم ہے کہ عمر و روزہ کو غفلت میں نہ گذاریں اور

خوابِ خرگوش میں نہ لگائیں اور اس سلسلے فانی (دنیا) سے دل نہ لگائیں اور اس قحبہ بیوقا کے فریقہ نہ ہوں اور مولائے حقیقی جل شانہ کی خوشنودیوں سے کلی موافقت کریں اور نفس و شیطان کے مکر اور ہوا و موس کے گرداب سے دوری اختیار کریں اور قیامت کو پیش نظر رکھ کر اپنے آپ کو مردوں میں شمار کریں وَ عَدَّ نَفْسًا مِّنْ أَصْحَابِ الْقُبُورِ اور تو اپنے آپ کو اہل قبور میں سے شمار کیا اور وجود و حیاتِ مہوم سے آزاد ہو کر اس موت میں مشغول ہوں جو موت سے پہلے ہے اور اپنی ذاتی عدمیت واصلی نیستی کے ساتھ موافقت کریں، وہ معدوم ہوا اپنے اوپر کسی موجود کے احکام جاری کرے اور وجود کے عنوان سے ظاہر ہوا اور وہ نیست جو کہ ہست کی تہمت کے ساتھ ہو وہ مخلوق کے لئے قابلِ مضحکہ ہے۔

وَصَافِي خُودٍ بِرَغْمِ حَاسِدَاتَا كَيْ تَرَوِيحَ جِنِّ مَتَلَعِ كَاسِدَاتَا كَيْ

[تو حاسد کے خلاف مرضی اپنی تعریف کتب کرنا رہے گا تو ایسی کھوٹی پونجی کو کتبک رواج دیتا رہے گا] ہستی اور اس کے توابع صاحبِ ہستی و موجود حقیقی کے لائق و مناسب ہیں اور (یہ) شے کو اس کے مقام میں رکھنا ہے، ممکن کا کمال اپنے سے کمال کی نفی کرتے ہیں ہے اور اس کی بھلائی بھلائی کے سلب میں ہے۔

در عالمِ مازما جستر نام نماند در صبح وجود ما جتر شام نماند

[ہماری دنیا میں ہمارے نام کے سوا کچھ نہ رہے اور ہمارے وجود کی صبح سے سوائے شام کے کچھ نہ رہے]

ع چل خسرو گھر اپنے سانجھ پڑی سب لیں [لے خسرو اپنے گھر چل سارے دیس میں شام ہوگی]

دوستوں سے دعائے سلامتی خاتمہ کی امید کی گئی ہے۔

مکتوب ۱۵

شیخ محمد باقر لاہوری کے نام ان کے احوال کی شرح میں تحریر فرمایا جو کہ بعض اسرار پر مشتمل تھے۔

کلمات اکتساب میاں محمد باقر نے جو اپنی خاص کیفیات اور اپنے دوستوں کی ترقیات کے احوال لکھے تھے ان کے مطالعہ نے باطنی لذات بخشیں، اس قسم کے اسرار و معاملات کہ جن سے آپ کو نواز گیا ہے اور صحبت کی تاثیر عطا فرمائی گئی ہے عجائبِ روزگار سے ہیں اگر دنیا کے گرد پھریں تو معلوم نہیں کہ ان کی

لے یہ ایک حدیث کا ٹکڑا ہے وہ حدیث اس طرح ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے جسم کا کوئی حصہ پکڑ کر فرمایا دنیا میں اس طرح زندگی بسر کر جس طرح کوئی مسافر ہوتا ہے یا پل پر سے گزرنے والا ہوتا ہے اور اپنے نفس کو اہل قبور میں سے شمار کرے رواہ البخاری (مشکوٰۃ باب الاصل والخص)

مثل و نمونہ کسی دوسری جگہ پائیں اَعْمَلُوا اَلْاٰلَ دَاوُدَ شٰكِرًا وَّقَلِيْلًا مِّنْ عِبَادِيَ الشَّاكِرِيْنَ [اے آل داؤد
شکر کے طور پر عمل کرو اور میرے بندوں میں سے تمہارے لوگ شکر ادا کرتے ہیں] سے

سعادت ہاست اندر پردہ غیب نگہ کن تا کرار نرند در جیب

[پردہ غیب کے اندر بہت سی سعادتیں ہیں دیکھتے کس کی جیب میں ڈالتے ہیں]

لیکن مقطعات کے اسرار جن کا چھپانا لازم ہے اور ان کی شان میں خُطْمَ الْبَلْعُوْمِ [حلق کاٹ دیے جائیں]
آیا ہے اور ہمارے حضرت عالی (مجدد الف ثانی قدس سرہ) قرن اول کے بعد کے زمانہ میں ان (اسرار مقطعات)
کے ساتھ ممتاز ہیں یہ ایک دوسرا امر ہے۔ ع

لذت فی شناسی بخدا تانہ چشمی [خدا کی قسم جب تک تو حکیمے کا نہیں شراب کی لذت کو نہیں بچانے گا]
ہم امیدوار ہیں کہ ہم جیسے ناکارہ لوگ وَلِلّٰہِ رِضْوَانٌ مِّنْ کَاسِ الْکُوْاْمِ نَصِيْبٌ [بزرگوں کے پیالے سے زمین کیلئے
بھی حصہ ہے] کے حکم کے مطابق بے بہرہ نہیں رہیں گے اور اس کے اس آب حیات سے ان نشہ لیوں کے حلق میں
ٹپکائیں گے، چونکہ آپ نے ان اسرار کے ساتھ ہمسائیگی کا حق پیدا کیا ہے اور ان کے اطراف میں گھومے
پھرے ہیں (اس لئے) امیدوار ہیں مِّنْ حَاقِمٍ حَوْلِ الْحَمِيّیْ یُوْشٰکُ اَنْ یَّقَعَ فِیْہِ [جو جانور چراگاہ کے گرد
چرے گا قریب ہے کہ وہ اس میں واقع ہو جائے گا] آپ نے ملاحظت و محبت ذاتیہ وغیرہ کے متعلق جو کچھ لکھا ہے
وہ واضح ہوا، اَللّٰہُمَّ زِدْہُ [اے اللہ اور زیادہ فرما] اس سے زیادہ لکھنے کی طاقت نہیں ہے والسلام اولاً و آخراً۔

مکتوبات ۱۵۸

ملاحظہ فرمائیں مولانا اور سکی کے نام ان کے خط کے جواب میں جو بعض کیفیات عالیہ پر مشتمل تھا
تحریر فرمایا۔

برادر عزیز میں مولانا اور سکی کے خطوط نے جو کہ کیفیات و واردات عالیہ پر مشتمل اور محبت ذاتیہ
کی خبر دینے والے تھے کہ جہاں انعام و ایلام برابر ہے بلکہ ایلام کو انعام پر فوقیت ہے خوشوقت
مسرور کیا، حق سبحانہ و تعالیٰ اسی طرح ہمیشہ ترقیات میں رکھے، اس ناکارہ کو دعائے خیر و سلامتی
خاتمہ سے یاد رکھیں اور اس محبت و عقیدت سے جو کہ آپ کو حاصل ہے ایشارہ فرمائیں۔
والسلام اولاً و آخراً

مکتوب ۱۵۹

سیادت پناہاں میر محمد ابراہیم و میر محمد اسحاق کے نام ان کے احوال کی شرح میں تحریر فرمایا۔
 فرزند ان گرامی میر محمد ابراہیم و میر محمد اسحاق دونوں نے عدبیت اور صفات کے اپنی اصل کما حقہ
 ملحق ہونے کے بارے میں جو کچھ لکھا تھا عمدہ و مبارک ہے، اس بارے میں کچھ توجہ کی گئی اور اس نسبت
 شریفیہ کے زیادہ ہونے کیلئے کچھ تصرف کیا گیا اور دونوں عزیزوں کی اس مقام میں ترقی مقہوم ہوئی، اللہ تعالیٰ
 جل شانہ، کا شکر بجالائیں کہ اس نغوری سیادت میں اس قسم کا انعام جو کہ عنقائے نادر کا حکم رکھتا ہے
 آپ (دونوں) کو عطا ہوا ہے، امید ہے کہ جس طرح کمالات اپنی اصل کی طرف عود کر گئے ہیں اور عدم صرف
 باقی رہا ہے عدم بھی جو کہ کمالات کا آئینہ ہے اپنی اصل کی طرف جو کہ عدم مطلق ہے عود کرے گا اور سالک
 کے عین و اثر کو زائل کر دے گا۔ ع

اس کا رد دولت ست کنوں تا کراد مند [پنصیب کی بات ہو دیکھے اب کس کو عنایت کرتے ہیں]
 والسلام اولاً و آخراً (خدا کرے) برخوردار میر محمد یعقوب قلبی جمعیت کے ساتھ ہیں وہ اپنے احوال کے بارے میں کبھی نہیں لکھتے۔

مکتوب ۱۶۰

حاجی حبیب اللہ حصاری کے نام ان کے احوال کی تغیر میں تحریر فرمایا۔
 الحمد للہ العلی الاعلیٰ و سلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ، جناب حاجی حرمین شریفین اس مسکن کا
 مشتافانہ سلام پڑھیں (یہاں کے احوال) حمد کے لائق ہیں اور اللہ تعالیٰ سے آپ کی عنایت اور اللہ کے
 پسندیدہ طریقہ پر آپ کی ظاہری و باطنی استقامت کے لئے دعا کی گئی ہے۔ فقیر نے ان دنوں میں سخت
 بیماری اٹھائی ہے، اللہ سبحانہ کی حمد ہے کہ اب رو بصحت ہے اور قلم ہاتھ میں لیتا ہے اور حسب طاقت
 دو منوں کو چند کلمات لکھتا ہے چونکہ قاصد اس طرف روانہ ہو رہا تھا اور اس نے خطوط کے جواب مانگے تھے
 (اس لئے) دو کلمے دونوں عزیزوں کو لکھے گئے تاکہ خالی نہ رہے، جو احوال کہ آپ نے دیکھے اور لکھے ہیں وہ سب
 بہت عمدہ و اعلیٰ ہیں۔ خیبر کے جہاد میں جو آپ آں سرور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک ہیں اور آنحضرت
 علیہ و علی آلہ الصلوٰۃ والسلام کے کلام سے استفادہ کرتے ہیں کہ یہ فتح آپ کے نام سے ہے، یہ شرکت گویا

جہاد اکبر میں ہے جو کہ انفسی دشمنوں کے ساتھ ہے اور اقواج اسلام کا جو کہ لطائف عالم امر میں خیر انفسی کے کفار پر آنسو و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کی اعانت سے غلبہ ہے کیونکہ خیر جس طرح آفاق میں موجود ہے انفس میں بھی ہے اور آپ (مکتوب الیہ) کے نام سے فتح انفسی دشمنوں پر غلبہ پانے اور اسلام حقیقی کے حاصل ہونے کی بشارت ہے، ماہ مبارک رمضان (شریف) میں قرآن مجید سنتے وقت آپ کو جو قطبیت ارشاد کا الہام ہوا ہے شاید کہ یہ بشارت کمالات مرتبہ قطبیت کے حاصل ہونے کی ہے نہ کہ منصب قطبیت کی۔ اور وہ چیزیں جو کہ آپ کے بھائی صاحب دیکھتے ہیں عمدہ و مبارک ہیں ان ربّک، و اوسع المغفرۃ [بیشک تیرا رب وسیع مغفرت والا ہے] آپ نے اپنے دوستوں کے احوال سے جو کچھ لکھا ہے سب عمدہ و اعلیٰ ہے اس کے مطالعہ نے خوش وقت کیا۔ **رَادَهُمُ اللّٰهُ مَبْعَانَهُ تَوْفِيقًا وَ شَوْقًا وَ تَرْقِیًّا [اللہ سبحانہ ان کی توفیق و شوق و ترقی میں اضافہ فرمائے]** ان کے احوال میں اچھی طرح مشغول ہوں اور توجہات سے دریغ نہ کریں اور دوستوں کے ہجوم سے ڈرنے اور لڑنے میں کہ خود پسندی و غرور کا مقام ہے اس لئے التجا و تضرع کرتے رہیں اور استغفار و توبہ کو لازم پکریں اور گوشہ نشینی کی طرف راغب رہیں اور ایک دو وقت اس کے لئے مقرر کر لیں اور باقی وقت دوستوں کے ساتھ ہمنشینی رکھیں اور در افتادہ دوستوں کو دعائیں یاد رکھیں۔ والسلام اظلا و آخرا۔

مکتوب ۱۶۱

میرزا الطیف بخاری کا تولد کے نام افادہ نبی کی حقیقت کے بیان میں تحریر فرمایا۔

محمد ہمدان بعد محمد و نصلی علی نبیہ محمد و الصلوٰۃ و السلام ما عبت سلامیہ
اس توارح کے احوال و اطوار حمد کے لائق ہیں امید ہے کہ آنجناب بھی بعافیت ہوں گے اور شریعت و سنت کے طریقے پر قائم ہوں گے، فرع سے اصل کی طرف آئیں گے اور صورت سے حقیقت کی طرف مائل ہوں گے
گرامی نامہ پہنچ کر مسرت بخش ہوا۔ آپ نے لکھا تھا کہ "دیہ فقیر" کثرت مشاغل کے باعث جس چیز کے ساتھ مانو ہے مدعا کے موافق (اس میں) مشغول نہیں ہو سکتا لیکن غفلت بھی نہیں ہے جس وقت کہ فرصت پاتا ہے غنیمت جان کر (اس میں) مشغول ہو جاتا ہے، ٹھیک ہے، اس قدر بھی غنیمت ہے، بزرگوں نے کہا ہے
مَا لِدِرَاكُ كُلِّ لَآئِي تَرَكَ كُلَّهُ [جو چیز پوری حاصل نہ ہو سکے اس کو کلی طور پر چھوڑ دینا نہیں چاہئے] لیکن امید ہے کہ نسبت اور باطنی حضور دائمی ہوگا اور اس کے پیچھے غنیمت نہیں ہوگی اور ظاہری مشاغل باطنی نسبت میں فتور کا سبب نہیں ہوں گے۔

دارم ہمہ جا باہمہ کس در ہمہ حال در دل ز تو آرزو در دیدہ خیال

[میں ہر جگہ ہر شخص کے ساتھ ہر حال میں دل میں تیری آرزو اور آنکھ میں تیرا خیال رکھتا ہوں]

اور یہ جو آپ نے لکھا ہے کہ اپنی ہستی کو محبت میں عین نیستی کر دیا ہے۔ اس نے بہت مسرور کیا اور آپ کی استعداد کی لطافت کی خبر دی، حق سبحانہ اس محبت کی آگ کو مشتعل کرنے تاکہ ماسوا سے پوری طرح رہا کرے اللہ سبحانہ کی حمد ہے کہ محبت میں ہستی نیستی میں تبدیل ہو گئی ہے، فنایت و عدمیت انسان کی ذاتی (صفت) ہے وجود اور اس کے توابع حضرت معبود (اللہ تعالیٰ) کی خاص صفات کمال میں سے ہیں، اگر ممکن میں یہ صفات ظاہر ہیں تو وہ بھی اسی بارگاہ سے مستفاد و مستعار ہیں ممکن نے اس عاریتی دید سے ان کمالات کو اپنے آپ سے جان کر جہل مرکب کے باعث اپنے آپ کو تیر و کمال تصور کیا ہے اور اپنے مولائے حقیقی کے ساتھ برابری و شرکت کا دعویٰ پیدا کیا ہے اور غرور و اتانیت کا محل ہو گیا ہے، (جب اللہ جل شانہ کا فضل اس کے حق میں آہنچتا ہے اور اس کو جہل مرکب سے رہائی دلاتا ہے اور اپنی معرفت سے نوازتا ہے (اس وقت) وہ جانتا ہے کہ یہ کمالات دوسری جگہ سے ہیں اور یہ صفات اس تعالیٰ شانہ کی صفات کا ظل ہیں۔ مولوی (معنوی رومی) قدس سرہ نے کہا ہے۔

چوں بدانتی کہ ظل کیستی فارغی گرمردی دگر زیستی

[جب تو نے جان لیا کہ تو کس کا سایہ ہے تو پھر خواہ مردہ ہو یا زندہ ہو توبے فکر ہے]

یہ عاریتی و ظلی دید جب عارف پر غالب آجاتی ہے تو وہ ان کمالات کو ٹھیک طرح پران کے مالک کے سپرد کر دیتا ہے اور ظلال کو اصل کے ساتھ ملحق پاتا ہے اور وہ نیستی ذاتی و عدمیت اصلی سے ملحق ہو جاتا ہے اور اتانیت (خودی) سے اس حد تک نکل جاتا ہے کہ اگر ساہا سال گذر جائیں تب بھی وہ اپنے آپ کو آنک کے ساتھ تعبیر نہیں کر سکے گا، اس وقت فنائے حقیقی کے ساتھ متصف ہو جائے گا اور نفس انارگی کو

رہائی پا جائے گا اس کے بعد من قتلته فاننا ذیبتہ [جس کو میرا قتل کرنا ہوں اس کا خون ہمیں خود ہو جاتا ہوں]

کے مطابق بقا کا معاملہ پیش آتا ہے آیہ کریمہ اَوْ مِّنْ کَانَ مِثْلًا فَا حِیْبَتْہٗ [کیا ایسا نہیں ہے کہ جو شخص مردہ تھا

پھر ہم نے اس کو زندہ کر دیا] اس معنی کی طرف اشارہ رکھتی ہے اور یہ بقا و لاوت ثانیہ ہے کہ عارف وجود مومنین

سے نکل کر وجود مومنین خفانی کے ساتھ موجود ہو گیا ہے روایت میں ہے کہ جو شخص رُو دفعہ پیدا نہیں ہو گا وہ

آسمانوں اور زمین کی سلطنت میں داخل نہیں ہو گا۔ جو احوال کہ آپ نے دیکھے اور لکھے ہیں اور اسی طرح جو

فیوض و برکات کہ مزارق انص الاوار سے معلوم کئے ہیں وہ عمدہ و مبارک ہیں، اللہ تعالیٰ ان اکابر کے طفیل

میں حقیقت کار سے اطلاع بخشنے اور کمال انسانی سے بہرہ ور فرماتے انہ قریب مجیب۔

مکتوبات

شیخ محمد یوسف گردیزی پیرزادہ ملتان کے نام ان عبارات کے بیان میں جو کسر نفسی کی خریدنے والی ہیں اور افادہ معاملہ میں خود کو نہ دیکھنے اور ممکن کی حقیقت اور اس کی فنا کے بارے میں اور اس بیان میں کہ افادہ و استفادہ کا مدار صحبت پر ہے تحریر فرمایا۔

۲۱۵

الحمد لله وسلام على عباده الذين اصطفى خصوصاً على سيد الوری صاحب نقاب قوسین اودنی و علی الہ وصحبا لبررة التقی اما بعد، آپ کی جانب سے گرامی نامہ رسول ہوا وہ ایسا مکتوب تھا کہ جس کی عبارات کے چہروں میں جنت کی تروتازگی تھی یہ ذرہ بمقدار اس خطاب کا سزاوار تھیں اور اور نہ ہی اس مضمون کا مستحق ہے وہ عبارات جو آپ نے اپنی کسر نفسی و تواضع کی بنا پر اس گرامی نامہ میں لکھی ہیں وہ اس قرینہ ناکارہ کے حق میں صادق آتی اور بیان واقع ہیں، اس گرداب سے نجات اور رب الارباب (اللہ تعالیٰ) کی بارگاہ میں خلوص توجہ کی درخواست اس مسکین سے کرنا ایسا ہے جیسا کہ کسی ادھار لینے والے سے ادھار مانگنا اور کسی محتاج سے سوال کرنا۔ فقیر اپنے اندر اس طائفہ علیا کے ساتھ کوئی مناسبت نہیں دیکھتا اور اس طبقہ عالیہ کے اسرار میں کوئی شرکت نہیں پاتا، اس کے باوجود جو طالبین کہ اطراف و اکناف سے آتے ہیں بقدر استعداد پیرہ و رہوتے ہیں اور کمال و اکمال کا خیال کرتے ہیں یہ سب بزرگوں کے انفاسِ نفیسہ کی برکات ہیں، یہ مسکین درمیان میں کچھ نہیں ہے۔

ما خود نیمم این ہمہ الحان ز مطرب است [ہم خود کچھ بھی نہیں ہیں یہ سب مطرب کا راگ ہی]

بیشک نیستی و عدمیت ممکن کی ذاتی ہے وجود اور باقی تمام کمالات جو توابع وجود ہیں سب اس کے اثر مرتبہ و حجب سے مستعار و مستفاد ہیں، ممکن بیچارہ اپنی ذات کو فراموش کر کے اپنے عاریتی کمال کو چیر و کامل تصور کے ہوئے ہے اور اس نے اپنے مولا کے مخصوص ترین اوصاف میں شرکت تلاش کی ہے اور اس وجہ سے اس نے غرور و تکبر پیدا کر لیا ہے، وہ یہ نہیں جانتا کہ اس کی ذات عدم ہے جو کہ ہر شر و فساد کا منبع ہے جیسا کہ وجود ہر خیر و کمال کا مبداء ہے (یہ بات) اس (ممکن) کی ذاتی چہالت ہے کہ اس نے اپنے آپ کو کامل سمجھا ہے، کمال اس کے حق میں اپنے آپ سے کمال کی نفی کرنا ہے اور اس کی بھلائی، بھلائی کے سلب میں ہے، کسی نے خوب کہا ہے۔

وصافی خود بر غم حاسد تا کے ترویج چنین متلع کا سدا کے
[تو حاسد کے خلاف مرضی اپنی تعریف بکنگ کرتا رہے گا تو ایسی کھوٹی پوچی کو کنتک رواج دیتا رہے گا]

بات دوسری طرف چلی گئی، یہ درویش دلریش انشا اللہ تعالیٰ غائبانہ توجہ اور پیچھے پیچھے دعا کرنے سے بے فکر نہیں ہے ہم امیدوار ہیں کہ آپ انشا اللہ تعالیٰ اس محبت کی بدولت جو کہ آپ طائفہ عالیہ کے ساتھ رکھتے ہیں ان بزرگوں کے فیوض و برکات سے فیضیاب اور ان اکابر کے انوار و اسرار سے بہرہ مند ہوں گے، اس محبت کو سرمایہ سعادت تصور فرمائیں، حق سبحانہ اس آتش محبت کو بلند فرمائے اور شعلہ شوق کو مشتعل کرے تاکہ ماسوا سے پوری طرح رہائی دلا دے اور قرب معرفت کے سراپدوں تک پہنچائے، اِنَّ قَرِیْبًا مِّنْ حَبِیْبٍ [بیشک وہ قریب ہے اور قبول کرنے والا ہے] — میرے کمزور! افادہ و استفادہ کا معاملہ صحت سے وابستہ ہے خصوصاً ہمارے طریقے میں کہ اس کا مدار صحت پر ہے، کسی کامل و مکمل کی صحت یسر آنے تک شرعی طور طریقوں اور پسندیدہ سنتوں پر قائم رہیں اور لہو و لعب اور نیا جنس کی صحت سے بچتے رہیں اور وظائف و اذکار با ثورہ کے ساتھ اوقات کو معمور رکھیں علوم دینیہ میں مشغول ہونا بڑی عبادات میں سے ہے والسلام

مکتوب ۱۶۳

میر عثمان کولابی کے نام فنائے قلب کی حقیقت اور فنائے نفس پر ترغیب دینے کے بارے میں تخریر فرمایا۔

حامداً و مصلياً، آپ کا مکتوب مرغوب پہنچ کر مسرت بخش ہوا، آپ نے جو ذکر اسم ذات کے جاری ہونے اور اس کے تمام لطائف بلکہ تمام بدن میں سرایت کر جانے اور نفی و اثبات کے آثار بازنہ پھینچنے اور دل کی ماسوا سے اس حد تک بے تعلقی کہ اگر دل میں ماسوا کا خیال لائیں تو نہ آئے، کی بابت لکھا تھا، اس کے مطالعہ نے مسرور کیا، اللہم زد [لے اللہ اور زیادہ فرما] اس نیان کے واسطے سے جو کہ دل کو ماسوا سے حاصل ہوا ہے یہ حالت کہ ماسوا کا خیال دل میں نہ آئے اگرچہ اس کا خیال لایا بھی جائے فنائے قلب سے تعبیر کی جاتی ہے اور ولایت کے درجوں میں سے پہلا درجہ ہے، کوشش کریں کہ دوسرے درجات تک ترقی کریں اور انسانی کمال تک پہنچیں، شریعت عالیہ و سنت منورہ کے طریقہ پر قائم رہیں اور مولائے حقیقی جل شانہ کی خوشنودیوں میں دل و جان سے کوشش کریں اور آخرت کا تادیلہ تیار کریں اور دوستوں کو دعائیں یاد رکھیں۔ والسلام اولاً و آخراً

مکتوبات ۱۶۲

شیخ حسین منصور برکی جالندھری کے نام ان کے واردات و کیفیات کی شرح اور احوال کی تعبیر میں جو کما حقہ نے لکھے تھے اور استفسارات کے جواب میں تحریر فرمایا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادَةِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی، آپ کا مکتوب مرغوب جو کہ روشن کیفیات اور بلند احوال پر مشتمل تھا پہنچ کر مسرت بخش ہوا، حق سبحانہ ترقیات کے دروازے ہمیشہ کھلے رکھے اور سنت نبویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام و التمجیہ کے طریقہ پر استقامت عطا فرمائے۔ آپ نے لکھا تھا کہ کبھی محمد کو ان نسبتوں کے ساتھ مشرف کیا جاتا ہے کہ جن کی طرف نہ اشارہ کیا جاسکتا ہے اور نہ ہی ان کو بیان کیا جاسکتا ہے اور کبھی نورانی نذیرین خلعت سے سرفراز کیا جاتا ہے گویا خواستہ پانا خواستہ کشاں کشاں لے جایا جاتا ہے، (جواب) بیشک جو نسبت کہ مرتبہ چونی سے تعلق رکھتی ہے وہ بھی بیچون سے اور عبارت و اشارہ سے بالاتر ہے، ذوقی ہے نہ کہ بیانی۔ ع

لذت فی شناسی بخدا مانہ چشتی (خدائی قسم جتنا تو چکھے گا نہیں شراب کی لذت کو نہیں پہچانے گا) کبھی اس بیچونی نسبت کو صورت متالیہ سے ظاہر کرتے ہیں تاکہ سمجھنے اور سمجھانے کے قریب ہو جائے اور بیان میں آجائے اور جو آپ نے لکھا ہے کہ کوئی شخص آپ کے بارے میں کہتا ہے کہ اس کا وجود تمام ممکنات میں سرایت کے ہوئے ہے، بیشک کامل معرفت والا عارف جو کہ تمام اسماء و صفات سے بہرہ ور ہے وہ اقرارِ عالم کے لئے بمنزلہ کل ہے، یہی وجہ ہے کہ حقیقتِ محمدی تمام حقائق میں سرایت کے ہوئے ہے، بعض عارفوں نے کہا ہے کہ تجلی ذاتی کے وقت عارف اپنے آپ کو کل (سمجھتا) اور تمام اشیاء کو احاطہ کئے ہوئے پاتا ہے، اسی مقام میں کسی عارف نے کہا ہے کہ جمع محمدی صلی اللہ علیہ وسلم جمع الہی سے جامع تر ہے اس لئے کہ جمع محمدی مرتبہ وجوب و امکان کا جامع ہے نہ کہ جمع الہی۔ جانتا چاہئے کہ یہ بات شیخ نمونہ کے اس کی اصل کے مشابہ ہونے کی قسم ہے اس لئے کہ جو کچھ جمع محمدی علیہ وآلہ الصلوٰۃ والسلام میں ہے وہ مرتبہ وجوب تعالیٰ و تقدس کا نطل و نمونہ ہے نہ کہ اس مرتبہ کی اصل جو کہ اس سے بتر ہے کہ ممکن کا احاطہ میں آئے۔ کسی نے خوب کہا ہے۔

تو از خوبی نے گنجی بعالم
مراہرگز کجا گنجی در آغوشش
(جب از خوبی کی وجہ سے عالم دنیا) میں نہیں ساسکتا تو پھر میری آغوش میں بھلا کہاں ساسکتا ہے)

اور عذابِ میت کا مشاہدہ کرنے اور پھر آپ کی توجہ سے اس کے عذاب سے نجات پانے اور نیز کسی شخص کی نسبت اور اس کے دل کی بات جو آپ پر وارد ہوتی ہے اس کے منکس ہونے اور نیز کسی مریض کے جو کہ ناامیدی کو پہنچ چکا تھا آپ کی توجہ سے شفا یاب ہونے کی بابت جو آپ نے لکھا تھا وہ سب ظاہر ہوا اور مزید شکرانہ کا باعث ہوا۔ آپ نے لکھا تھا کہ جس وقت اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ اعمال کی توفیق پانا ہوں تو کمالِ درجہ کی نورانیت و تصفیہ اپنے اندر مشاہدہ کرتا ہوں اور اگر آداب میں سے کسی ادب کی غرور گذشت واقع ہو جاتی ہے تو اس کی کدورت بھی بدرجہ کمال اپنے اندر محسوس کرتا ہوں۔ میرے مخدوم احمد شریف میں آیا ہے مَنْ سَاءَتْهُ سَيِّئَةٌ وَسَرَّتَهُ حَسَنَةٌ فَهُوَ مُؤْمِنٌ (جس شخص کو اس کے گناہ نے غمگین کیا اور اس کی نیکی نے خوش کیا تو وہ مؤمن ہے)۔ اور یہ جو آپ نے مسجد فقرا میں نیکیوں کے کئی گنا ہونے کے بارے میں لکھا ہے، عمدہ ہے لیکن اگر یہ معاملہ آنکھوں سے دیکھنے اور مشاہدہ میں آجائے تو بہت اچھا ہو، اگرچہ آپ نے استخارہ میں اس معنی کو معلوم کیا ہے لیکن استدلال کی راہ سے نہیں ہے۔ آپ نے پوچھا تھا کہ اگر ولی سے گناہ کبیرہ صادر ہو جائے تو وہ ولایت سے گر جاتا ہے یا نہیں۔ میرے مخدوم امشاخ کے نزدیک مسلم ہے کہ الْقَائِي لَا يَرُدُّ (فانی کو رد نہیں کیا جاتا) جو شخص کہ فناء کا بل سے مشرف ہو چکا ہے امید ہے کہ وہ گناہ کے باعث رد نہیں ہوگا، لیکن ہم امیدوار ہیں کہ ولی گناہ کبیرہ کا مرتکب نہیں ہوگا کیونکہ اولیاء اللہ غالب طور پر محفوظ ہیں۔

آپ نے جو کوہستان کے سفر کا ارادہ کیا ہے عمدہ و مبارک ہے استخارہ کے بعد متوجہ ہوں اور اگر فقیر نے توفیق پائی تو خط لکھنے سے دریغ نہیں کریگا۔ اور آپ نے یہ جو بلاحت میں ترقی اور محبتِ ذاتیہ سے بہرہ یاب ہونے کے بارے میں لکھا ہے، میرے مخدوم احمد ذاتیہ سے حصہ تو سمجھ میں آتا ہے لیکن بلاحت کا معاملہ بہت نازک ہے، انشاء اللہ تعالیٰ پھر کسی وقت غور کیا جائیگا۔ آپ نے اپنے مبداءِ تعین کی تعین کے بارے میں دریافت کیا تھا غالباً پہلے آپ کی ولایت کا تعین کہ آپ کس پیغمبر کے قدم پر ہیں کیا جا چکا ہے۔ آپ جس پیغمبر کے قدم پر بھی ہیں ہمارے حضرت عالی (مجدد العین ثانی) قدس اللہ سبحانہ بسرہ الاقدس کی تحقیق کے مطابق جو اسم کہ اس پیغمبر علی نبی وعلی سائر الانبیاء والمرسلین الصلوات والتسلیمات کا مبداءِ تعین ہے اس اسم کی جزئی آپ کا مبداءِ تعین ہے، والسلام علی من اتبع الهدی۔

لہ روی احمد بن ابی امامتان رجلا سأل رسول الله صلى الله عليه وسلم ما الإيمان قال إذا سرتك حسنتك وساءتلك سيئتك فانت مؤمن (مشکوٰۃ کتاب الايمان)

مکتوب ۱۶۵

سیادت پناہ میر محمد اسحاق کے نام محبت کے اسرار میں تحریر فرمایا۔

حق سبحانہ فیوض کے دروازوں کو ہمیشہ کھلا رکھے، جو خط آپ نے کمال شوق کے باعث ارسال کیا تھا اس نے سرور و خوش وقت کیا اس شوق کو سعادت کا سرمایہ جانیں، اور اس محبت کو معرفت کی کھڑکی سمجھیں۔ محبت ہی ہے جو کہ ظہور و اظہار کا سبب ہوئی اور پوشیدہ خزانے کو ظہور کے میدان میں لائی اور جس نے غیب الغیب کے پردہ نشینوں کی آرائش کر کے تخت شہود و شہادت پر بٹھایا اور ان کے چہرے سے پردہ ہٹایا اور جس سے عشق و ولولہ محبت کا طریقہ جاری ہوا، حب ازلی ہے جو کہ ان مظاہر میں تجلی فرما ہے اور جس نے ترقی کا راستہ کھول دیا ہے۔ ع

یک نشاہ دو جا ظہور کردہ [ایک نشہ دو جگہ ظہور کئے ہوئے ہے]

محبت کے انوار و اسرار کو کس طرح بیان کیا جاسکتا ہے کہ یہ معاملہ کو بلندی سے پستی میں لائی ہے اور پھر پستی سے بلندی کی طرف لے گئی ہے، جو حال کہ آپ نے دیکھا ہوا ہے حق تعالیٰ حضرت عالی (مجدد الفانی) کے فیوض سے کمال حصہ عطا فرمایا۔

والسلام

مکتوب ۱۶۶

سید نور بکر (بارہم) کے نام ان کے استفسارات کے جواب میں تحریر فرمایا۔

الحمد لله و سلام على عباده الذين اصطفى، جو مکتوب کہ سیادت و نقابت پناہ میر سید نور بکر نے بھیجا تھا پہنچ کر مسرت بخش ہوا جو اشغال باطنہ و مشق رابطہ صبح کی نماز کے بعد اور سوتے وقت آپ کا معمول ہے عمدہ ہے، امید ہے کہ نتیجہ بخش ہوگا۔ اور یہ جو آپ نے لکھا ہے کہ ”خفی کے علاوہ چار لطائف یہ حسب ارشاد توجہ رکھتا ہوں“ میرے مقدم! آپ کو شبہ ہوا ہے فقیر نے ہرگز یہ امر نہیں کیلے اور خفی کو باقی تمام لطائف سے بلا وجہ جدا نہیں کہا ہے، آئندہ پانچوں لطائف پر توجہ کرتے رہیں تاکہ ولایت کے پنچگانہ درکان اور ہلک کے کمال سے بہرہ مند ہو جائیں اور ذکر و عبادت میں جمعیت و صلوات کے پابند نہ ہوں، ذکر کے ناچائے خواہ صلوات سے ہو یا بے صلوات، عبادت جس قدر زیادہ شاق ہوگی امید ہے کہ اس کا ثواب اسی قدر زیادہ ہوگا۔ آپ جو اولاد کے بعد اور سوتے وقت پڑھتے ہیں ان میں سے اکثر

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے الفاظ ہیں، اگرچہ بعض دعاؤں میں تعینِ عدد و تعیینِ وقت میں تفاوت ثابت ہو، آپ پڑھتے رہیں البتہ تین دعائیں ماثورہ نہیں ہیں (ان میں سے) ایک الہی بکرمۃ الحسن الخ، دوم شیخ عبدالقادر الخ، سوم ناد علیاً الخ، پہلی دو دعاؤں کی گنجائش ہے کہ پڑھیں میں منع نہیں کرتا تیسری دعا اہل سنت کے شعار سے نہیں ہے (اس کا پڑھنا اس بات پر موقوف رہے گا کہ اگر آپ اہل سنت کے ثقہ عالموں سے اس دعا کے استعمال میں کوئی معتد نقل دیکھیں تو آپ مختار ہیں۔ ہر فرض کے بعد آیت کریمہ پڑھنے میں اس عمل کی فضیلت میں حدیث شریف میں یہ آیا ہے لَمْ يَمْنَعَهُ مِنْ دُخُولِ الْجَنَّةِ إِلَّا الْمَوْتُ [اس شخص کے دخولِ جنت میں صرف موت حائل ہے] اور نیز حدیث شریف میں آیا ہے: كَانَتْ اللَّهُ يَتَوَلَّى قَبْضَ رُوحِهِ [گویا اللہ تعالیٰ اس کی روح کو قبض کرنا اپنے ذمہ لے لیتا ہے] والسلام

مکتوب ۱۶۷

امان بیگ بدحشی کے نام ان کے حال کی تعبیر و شرح میں تحریر فرمایا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ حامداً و مصلياً، آپ کا مکتوب مرغوب پہنچا کمرست بخش ہوا، ذکر و فکر میں مشغول رہیں اور آخرت کا زاد راہ تیار کریں اور مولائے حقیقی جل شانہ کی خوشنودی میں دل و جان سے کوشش کریں۔ اور یہ جو آپ نے دو بار دیکھا ہے کہ زمین کے ساتوں طبق شق ہو گئے ہیں اور مچھلی کی پیٹھ پر نگاہ جا پہنچی ہے عمدہ ہے اور (یہ حال) نزولِ کامل کی استعداد کی خبر دینے والا ہے جو کہ عروجِ کامل پر مرتب ہے۔ اور آپ تمام صفات کو جو گم پاتے ہیں (یہ) فنا کے اکمل کی تہید ہے اس لئے کہ ممکنات چونکہ اسماء و صفات کے مظاہر ہیں اس لئے ذات سے حصہ نہیں رکھتے اور صفات کا گم ہونا سالک کی ذات کا گم ہونا ہے اس لئے کہ اس کی ذات صفات کے ماسوا اور کوئی چیز نہیں ہے، ایک بزرگ نے کہا ہے: ^{۲۲}ع

گم شدن در گم شدن دین من است (گم شدگی میں گم شدگی میرا دین ہے)

آپ نے لکھا تھا کہ میں نماز اور تلاوت میں اپنے آپ کو بیکار پاتا ہوں بظاہر اس معنی میں ہو گا کہ میں اپنے آپ کو درمیان میں نہیں دیکھتا ہوں یہ دیدِ عمرہ و اعلیٰ ہے اور صفات کے گم پانے کا نتیجہ ہے اس لئے کہ جس وقت تمام صفات ناچیز و گم ہو گئیں تو وہ شخص جو کہ صفات سے متصف تھا بیکار و معطل ہو گیا اور تلاوت وغیرہ کے وقت درمیان میں نہیں رہا۔ والسلام

❖

مکتوب ۱۶۸

حضرت صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ کے برادرزادہ خفایق و معارف آگاہ شیخ عبدالاحد کے نام اس بارے میں تحریر فرمایا کہ مبدی فیاض و فیض کا آنا دائمی ہے اگر کسی نقصان ہو تو وہ اس (مخلوق کی) جانب سے ہے۔

الحمد لله وسلام على عباده الذين اصطفى۔ مکتوب مرغوب پہنچ کر مسرت بخش ہوا۔ آپ عاقبت جمعیت قلبی کے ساتھ رہیں اور اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ طریقے پر قائم رہیں اور دُور افتادہ دوستوں کو دعا میں یاد رکھیں اور دوستوں کو بھی اپنے سے غافل نہ جائیں اور فارغ نہ سمجھیں، رع فراغت از تو میسر نمی شود مارا [ہم کو تجھ سے فراغت میسر نہیں ہوتی]

مبدی فیض کی طرف سے بیکاری نہیں ہے وہ ہمیشہ برسرِ کار ہے، استعدادوں اور قابلیتوں کے تفاوت کے مطابق اگر فیض و بیکاری ہے تو اس کا منبع خود فیض قبول کرنے والا ہے نہ کہ فیض دینے والا، معشوق کا چہرہ اپنے بالمقابل آئینوں میں آئینہ کی صفائی و نورانیت کے مطابق ہی ہر وقت منعکس و نمایاں ہوتا ہے جو آئینہ کہ زنگ آلود ہے وہ صورت کو قبول نہیں کرتا، کمی و نقص آئینہ کی جانب سے ہے نہ کہ صورت کی جانب سے۔ آپ نے اپنی مرکزی سیر کی طرف اشارہ کیا تھا اس کے مطالعہ نے مسرور کیا، حق سبحانہ اس کے کمالات و خصوصیات سے کامل حصہ عطا فرمائے، اِنَّ قَرِيْبًا فَجِيْتُ [بیشک وہ قریب ہے اور قبول کرنے والا ہے] والسلام اولاد و آخراد۔

مکتوب ۱۶۹

محبوبی پسر قاضی چوکی کابلی کے نام ان کے احوال کی شرح میں تحریر فرمایا۔

فیوض کے روانے ہمیشہ کھلے رہیں آپ نے جو خط از راہِ محبت ارسال کیا تھا پہنچ کر مسرت بخش ہوا آپ نے ذکر قلبی کا ملکہ پیدا ہونے کی بابت لکھا تھا کہ اگر تکلف کے ساتھ رہیں، خود کو دیکھنا چاہوں تو نہیں دیکھ سکتا، اس نعمت کا شکر بجالائیں، اس حالت کو دوام آگاہی اور بادداشت بھی کہتے ہیں، جب تک کہ ذکر و حضور تکلف کے ساتھ ہے (تو یہ) یاد کر رہے اور جب ذکر دوام اختیار کر لے اور تکلف سے آزاد ہو جائے تو بادداشت بن جاتا ہے۔

دارم ہمہ جا با ہمہ کس در ہمہ حال رد دل ز نو آرزو در دیدہ خیال
[ہیں ہر جگہ ہر شخص کے ساتھ ہر حال میں، دل میں تیری آرزو اور آنکھ میں تیرا خیال رکھتا ہوں]

آپ کو شش کریں کہ ماسوا کا خیال دل سے اس طرح جاتا رہے کہ اگر سالہا سال قصد و کلفت کیا جائے تو اس نسیان کے باعث جو کہ دل کو ماسوا سے حاصل ہو چکا ہے غیر کا خیال (دل میں) نہ گذرے، یہ حالت فناء قلب سے تعبیر کی جاتی ہے اور ولایت کے طریقوں میں پہلا قدم ہے

ایں کار دولت ست کنوں تا کراد ہند [یہ نصیب کی بات ہے دیکھئے اب کس کو عنایت کرتے ہیں] جو احوال کہ آپ نے دیکھے ہیں روشن اور عالی ہیں اور مناسبت نامہ کی خبر دیتے ہیں حق سبحانہ ترقیات عطا فرمائے، والسلام اولو آخرا۔

مکتوبات

میرزا محمد امین بخاری کے نام اس سوال کے جواب میں تحریر فرمایا جو انہوں نے کیا تھا کہ انبیا علیہم السلام والبرکات انقا رضائیں تو پھر آیہ کریمہ وَاَسْوَفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ کس معنی میں ہے۔

بسم الله الرحمن الرحيم الحمد لله العلي الاعلى وسلام على عباده الذين اصطفى خصوصا على سيدنا الوری صاحب قلب قوسین اودنی وعلی الہ واصحابہ البررة التقی، گرامی نامہ کے صدور منظر ہوا (دعا ہے کہ) سلامتی اور عاقبت کے ساتھ رہیں اور شریعت و سنت کے طریقے پر قائم رہیں اور صورت سے حقیقت میں آئیں اور ظل سے اصل کی طرف مائل ہوں۔ آپ نے لکھا تھا کہ اخلاص و محبت روز بروز ترقی پر ہے، اس پر اللہ سبحانہ کی حمد ہے، امید ہے کہ فحبت کی آگ مشتعل ہو اور شعلہ شوق بلند ہو جائے تاکہ ماسوا سے پوری طرح رہائی دلا دے اور مقصدِ اعلیٰ تک پہنچا دے۔

آپ نے لکھا تھا کہ انبیا علیہم الصلوٰت والبرکات مقام رضائیں تھے تو پھر آیہ کریمہ وَاَسْوَفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ [اور البتہ عنقریب آپ کا رب آپ پر خاص انعام فرمائے گا پس آپ خوش ہو جائیں گے] کس معنی میں ہے۔ میرے مخدوم! رضادو قسم یہ ہے ایک وہ رضا ہے جو عطیہ کے وجود سے پہلے ہے، انبیا علیہم الصلوٰت والبرکات کو آج یہ رضا حاصل ہے، عطیہ و عدم عطیہ اور نعمت و نعمت اس رضائیں برابر ہیں جو کچھ اس (اللہ تعالیٰ کی) طرف سے پہنچا ہے اور تقدیر اتالی اس پر جاری ہوتی ہے وہ (انبیا علیہم السلام) اس پر راہتی ہیں اور ایک رضا عطیہ کے بعد ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قیامت کے روز جب بیستہ اعطیات و انعامات یعنی امت کی شفاعت و مغفرت کا قبول ہونا اور عرش پر جلوس فرمانا وغیرہ حاصل ہوں گے تو پھر علیہ الصلوٰت والسلام فرمائیں گے بہت ہے میں راہتی ہوا۔ امام محمد باقر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے انہوں نے کہا کہ

لے اہل عراق! تم کہتے ہو کہ قرآن مجید میں سب سے زیادہ امید والی آیت لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ سَلِّمْ
 [تم اللہ کی رحمت سے ناامید مت ہو جاؤ اور ہم اہل بیت اس کے قائل ہیں کہ امید دَسَوْفَ يُعْطِيكَ
 رِثَاكَ فَتَرْضَىٰ میں زیادہ ہے کیونکہ حضرت رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم (اس بات سے) راضی نہیں
 ہوں گے کہ آپ کی امت کا کوئی ایک شخص بھی روزخ میں رہے۔ میں کہتا ہوں ہو سکتا ہے کہ عام مخلوق
 کے اعتبار سے زیادہ امید والی آیت پہلی آیت ہو اور اس امت کے اعتبار سے زیادہ امید والی آیت
 دوسری آیت ہو، دونوں رضاؤں میں یہ فرق دو معلوموں کے حال کے فرق کے اعتبار سے دو علموں کے فرق
 کی مانند ہے اس لئے کہ حق سبحانہ تمام اشیاء کو علم ازلی سے جانتا ہے اس کے باوجود فرماتا ہے وَلِيَعْلَمَ اللَّهُ
 مَنْ يَبْذُرُهُ رَوْحًا وَمَنْ يَبْذُرُهُ بِالْغَيْبِ [اور تاکہ اللہ تعالیٰ جان لے کہ کون اس کی اور اس کے رسول کی غیب کے ساتھ مد
 کرتا ہے] (تیر فرماتا ہے) فَلْيَعْلَمَنَّ اللَّهُ الَّذِينَ صَدَقُوا وَلْيَعْلَمَنَّ الْكٰذِبِيْنَ [پس اللہ تعالیٰ آراش کے ذریعہ
 البتہ ان لوگوں کو معلوم کرے گا جو سچے تھے اور البتہ ان لوگوں کو بھی معلوم کرے گا جو جھوٹے تھے] وغیرہ، علم ازلی وجودِ اشیاء سے پہلے اشیاء
 کا علم ہے اور دوسرا علم وجودِ اشیاء کے بعد کا علم ہے اور یہ دونوں علم مختلف ہیں، اس کے باوجود ہم کہتے
 ہیں کہ فترضیٰ کے معنی رضائیں اضافہ ہیں۔ اصل رضا پہلے حاصل تھی اور اب رضائیں اضافہ حاصل ہو جائیگا
 اگر یہ کہا جائے کہ آنسور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم دائمی رضا کے ساتھ متصف ہیں تو پھر امام (محب باقرین)
 کا قول کہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) راضی نہیں ہوں گے کہ ان کی امت کا کوئی ایک شخص بھی روزخ میں
 جائے، کس معنی میں ہے؟ اور رضا و عدم رضا ایک مقام میں کس طرح جمع ہوں گی۔ (جواب) میں کہتا ہوں
 کہ راضی نہ ہوں گے کے معنی یہ ہیں کہ فساد بان و مسرور نہیں ہوں گے، مسرور نہ ہونا جو کہ حزن ہے
 رضا بقضا کے منافی نہیں ہے کہ ایک وقت میں جمع نہ ہوں اس لئے کہ سخت مصائب میں مومن مسرور
 نہیں ہوتا بلکہ منغموم و محزون ہوتا ہے اس کے باوجود رضا بقضا رکھتا ہے، اَلْعَيْنُ تَدْمَعُ وَالْقَلْبُ
 يَجُوزُ وَ اِنَّا بِفِرَاقِكَ يَا اَبْرٰهِيْمَ لَمَحْزُوْنٌ [انکہ روتی ہے اور دل نکلے ہوئے ہے اور اے ابراہیم! بیشک
 ہم تیری جدائی میں نکلے ہیں] نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا قول ہے اور سورۃ طہ میں رضا اسی
 معنی میں ہے لَعَلَّكَ تَرْضَىٰ یعنی شاید کہ تو خوش ہو جائے اور سورۃ الضحیٰ میں بھی اگر رضا کو مسرور
 خوشی کے معنی میں لیا جائے تو اصل سوال رفع ہو جاتا ہے۔ والسلام اولاً و آخراً۔

۱۔ سورت ۳۹ آیت ۵۳ ۲۔ سورت ۲۵ آیت ۲۵ ۳۔ سورت ۲۹ آیت ۳

۴۔ یہ ایک متفق علیہ حدیث کا ٹکڑا ہے جو مشکوٰۃ کتاب الجنائز باب البکا میں مروی ہے۔

مکتوبات ۱۴۱

۲۲۳

حافظ عبداللہ مندی کے نام نصیحت کرنے اور حال کی تعبیر کے بیان میں تحریر فرمایا۔

حمد و صلوة و تبلیغ دعوات کے بعد عرض ہے کہ آپ کے خط نے پہنچ کر مسرور کیا، اللہ سبحانہ کی حمد ہے کہ آپ عافیت سے ہیں اور دوستوں کی یاد سے غافل نہیں ہیں، اوقات کو ذکر و فکر سے آباد رکھیں اور مولائے حقیقی جل شانہ کو راضی کریں اور آخرت کا زاد راہ تیار کریں۔ وہ حال جس میں آپ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کو دیکھا ہے اور شیطان کے شر سے محفوظ رہے ہیں، عمرہ و واصل ہے، دو شیطان گویا آفاقی شیطان اور نفسی شیطان ہیں، جو شیطان کہ زہر خوردہ اور مردہ ہے پھر اس نے روا کھالی ہے اور خون اس کے منہ تاک اور کان سے نکل کر وہ زندہ ہو گیا ہے وہ آفاقی شیطان ہے کہ گناہوں کے زہر سے ابدی موت میں گرفتار ہوا ہے اور چند روزہ دنیاوی زندگی سے زندہ ہوا ہے اور ہو سکتا ہے کہ اس کا یہ مرنا آپ کی نسبت سے ہو کہ آپ اس کے بہکانے سے محفوظ رہیں اور حقیقت میں وہ دنیا کے باقی رہنے تک زندہ ہے اور دوسرا شیطان کہ جس کا انجام مرنا ہے نفسی شیطان ہے جو کہ نفس امارہ ہے تزکیہ کے مختلف مدارج طے کرنے کے بعد اس کا نابود ہونا اور مرنا اس کی فنا کی استعداد کی بشارت ہے کہ **مُوتُوا قَبْلَ أَنْ تَمُوتُوا** [مرنے سے پہلے مر جاؤ] میں اس فنا کی طرف اشارہ ہے اور ولایت خاصہ اس فنا پر موقوف ہے۔ آفاقی شیطان بیرونی دشمن ہے اور نفسی شیطان اندرونی دشمن ہے، بیرونی دشمن اندرونی دشمن کی مدد کے بغیر کام نہیں کر سکتا اور جب اندرونی دشمن یعنی اوصاف ذمیرہ مرجائیں اور نفس تزکیہ حاصل کر لے تو امید ہے کہ بیرونی دشمن کے شر سے نجات حاصل ہو جائے، والسلام

مکتوبات ۱۴۲

سید نعمت اللہ بنگالی کے نام ان کے واردات کی شرح اور حال کی تعبیر میں تحریر فرمایا۔

حمد و صلوة و تبلیغ دعوات کے بعد عرض ہے کہ آپ کے مکتوب نے جو اعلیٰ واردات اور روشن احوال پر مشتمل تھا، ہنجر مسرور کیا ایک حال میں آپ نے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی (قدس سرہ) سے عنایات دیکھی ہیں اور دوسرے حال میں آنسو و علیہ و آلہ الصلوٰۃ والسلام سے عنایات مشاہدہ کی ہیں اور تیسرے حال میں موتیوں اور جان

۲۲۴

(موتے) کی بارش آپ کے سر پر برتی ہے، اس کے بعد آپ نے معلوم کیا ہے کہ یہ بارش آپ ہی سے ہے۔ یہ تینوں حال عمدہ و روشن ہیں۔ اور یہ جو آپ نے دیکھا ہے کہ آنسو و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو انگشتری عطا فرمائی ہے جس میں نگینہ نہیں ہے، شاید کہ انگشتری کمالاتِ ولایتِ محمدی سے کنا یہ ہو اور نگینہ ولایتِ احمدی سے عبارت ہو۔ پھر اسی واقعہ میں آپ نے دیکھا ہے کہ آپ سے نور کا ستون ظاہر ہوا، اس کے بعد یہ ستون دو ٹکڑے ہو کر ہر ایک (ٹکڑا) آدمی کی صورت میں متمثل ہو گیا، اس کے بعد آپ نے دیکھا ہے کہ ان (دونوں ٹکڑوں) کے نور سے ایک دنیا منور ہو جاتی ہے اور اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی آواز آئی کہ ان دونوں (ٹکڑوں) کے انوار تجھ سے ہیں، یہ نورانی ستون آپ کی حقیقت ہے اور یہ دونوں ٹکڑے جو کہ آدمی کی صورت میں متمثل ہو گئے گویا آپ کے لطائفِ عالمِ خلق و لطائفِ عالمِ امر ہیں اور چونکہ ان لطائف میں سے ہر ایک اپنے کمال کو پہنچ گیا اور نورانی ہو گیا ہے اس لئے ایک دنیا ان سے منور ہو گئی، اور یہ ایک نادر بشارت ہے۔ اور یہ جو آپ نے حقیقتاً الحقائق کے ساتھ ملحق ہونے اور مرکز سے حصہ پانے اور سید الرسل علیہم الصلوٰت والتسلیمات کے ساتھ اتحاد حاصل ہونے کی بابت لکھا تھا واضح ہوا اور خوشی کا سبب ہوا، اللہم زدنا لہ اور زیادہ فرما! والسلام علیکم وعلیٰ من لدیکم۔

مکتوبات ۱۷۳

یاد تہذیب میر محمد ابراہیم کے نام کمالاتِ محبت اور ان پر شوق دلانے کے بارے میں تحریر فرمایا۔
حق سبحانہ و تعالیٰ فیوض کے دوزارے ہمیشہ کھلے رکھے، گرامی نامہ نے پیچکر مسرور کیا اور آپ نے ولولہ شوق، و فور محبت اور بقدری و بے چینی کا جو کہ حد سے زیادہ ہے اظہار کیا تھا واضح ہوا، بیشک رع
در عشق چنین بواجبیا باشد [عشق میں ایسی ہی بواجبیاں ہوتی ہیں]
اس قسم کا شوق و محبت طالبین کی آند اور سالکین کی تمنائے جو مقصد کے چہرے پر ہٹاتا ہے اور برسوں کے معاملہ کو ساعتوں میں طے کر دیتا ہے گرفتار ان قبہ عقل اس محبت کی قدر نہیں جانتے اور اس جنون کو عیب ظن سمجھتے ہیں اگر ان پر اس معما کا ایک بال برابر بھی پہنچا جائے تو وہ بھی اس جنون کے دیوانے ہو جائیں اور صد آنسو کے ساتھ قبہ عقل سے کنارہ کش ہو جائیں۔

عقل گردانندہ دل بصد لغش چون خوش است عاقلان دیوانہ گردند از پئے زنجیریا
[اگر عقل جاننی کہ دل اس کی زلف کی تیریں کتا خوش ہے تو عقل مند لوگ پاؤں کی زنجیر کے لئے دیوانے ہو جاتے]

یہ جنون سعادت کا سرمایہ ہے اور قرب و معرفت کا ثمرہ دینے والا ہے، حدیث شریف میں ہے :-
 لَنْ يُؤْمِنَ أَحَدٌ كُمْ حَتَّى يُقَالَ إِنَّهُ مُجْتَنِبٌ [تم میں سے کوئی شخص (کامل) مومن ہو گا نہیں ہو سکتا یہاں تک کہ
 اُسے دیوانہ کہا جائے] آپ نے لکھا تھا کہ آپ رمضان شریف کا مبارک مہینہ سرسبز میں گزاریں، بہتر ہے،
 سات سات استخارے تینوں برابر کریں۔ امید ہے کہ مبارک ہو گا اس قدر ہے کہ جو کچھ کریں حکمت کو
 ملحوظ رکھیں ایسی صورت نہ ہو کہ فتنہ پیدا ہونے کا سبب ہو جائے، اذْعَمِ إِلَى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ
 وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ [آپ اپنے رب کی راہ کی طرف علم کی باتوں اور اچھی نصیحتوں کے ذریعے سے بلائیے]
 فَقُولَا لَهُ قَوْلًا لَيِّنًا لَعَلَّ يَتَذَكَّرَ أَوْ يَخْشَى [پھر آپ دونوں اس سوزی کے ساتھ بات کریں شاید وہ نصیحت
 قبول کرے یا ڈر جائے] والسلام اولاً و آخراً۔

مکتوبات

میر شرف الدین حسین اندھانی تم لاہوری کے نام فقر و استغنا کی فضیلت میں مع جلیل القدر
 حدیث کے ذکر کے تحریر فرمایا۔

اللہ تعالیٰ فیض کے دروازے ہمیشہ کھلے رکھے، آپ کے مکتوبات شریف نے پے در پے پہنچ کر مسرور کیا
 جو خوشگوار نعمت کہ آپ کو حاصل ہے وہ فقر و استغنا ہے، فقر کے بارے میں کیا لکھوں کہ اس کی شان
 میں آیا ہے الْفَقْرُ فَخْرِي [فقر میرا فخر ہے] اور استغنا اللہ تعالیٰ کے اخلاق کے ساتھ مخلوق ہوتا ہے۔
 حدیث شریف میں ہے کہ (حضرت) جبریل (علیہ السلام) میرے پاس آئے اور کہا اے محمد! جب تک آپ
 چاہیں زندہ رہیں پس بیشک (بالآخر) آپ مرنے والے ہیں اور آپ جس سے چاہیں محبت کریں پس بیشک
 آپ اس کو چھوڑنے والے ہیں، اور آپ جو کچھ عمل چاہیں کریں بیشک آپ کو اس کا بدلہ ملے گا، اور جان لیں
 کہ مومن کی بزرگی اس کارات کو عبادت کے ساتھ قیام کرنا ہے اور اس کی عزت لوگوں سے مستغنی ہونے میں ہے۔
 آپ نے اس سے پہلے مجلس کی رونق کی بابت جو لکھا تھا خدا کرے اور زیادہ رونق حاصل ہو
 اور خود پسندی سے ہریت دور رہیں اور نہایت باطن کی حفاظت اور اس کی کیفیت کے زیادہ ہونے میں کوشش
 کرتے رہیں اور دوستوں کے احوال میں اچھی طرح مشغول رہیں اور توجہات قریبیں تاکہ ترقیات کے آثار ظاہر
 ہوں اور اس ناکارہ کو دعائیں یاد رکھیں، والسلام اولاً و آخراً۔

۱۰ حصن جہین میں ہے اکثر و اذکر اللہ حتی یقولوا بحجوتہ رواہ احمد وغیرہ ۲۰ سرورک ایسا ۱۰۰ ۱۰

مکتوبات

سراندازخان کے نام نصیحت اور ان کے احوال کی تعبیر میں تحریر فرمایا۔

۲۲۶

بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد لله رب العالمین والصلوة والسلام علی خیر خلقہ محمد
والہ وصحبہ اجمعین آپ کا گرامی نامہ پہنچ کر مسرت افزا ہوا (دعا ہے کہ) آپ سلامتی اور عافیت کے
ساتھ رہیں اور شریعت و سنت کے طریقے پر قائم رہیں، جدائی کے دن بہت زیادہ ہو گئے، شوق ملاقات کو
کس طرح لکھا جائے، کیا کیا جاسکتا ہے، ہر چیز کا وقت مقرر ہے لکھل آجیل کتاب [ہر کا ایک وقت میں ہے] [۲۲۶/۱]
جس طرح اللہ تعالیٰ رکھے اس پر راضی رہنا چاہئے۔

ہجریکہ بود مراد محبوب از وصل ہزار بار بہتر

[جس جدائی کو محبوب چاہتا ہو وہ وصل سے ہزار گنا بہتر ہے]

بہر حال طاعات و عبادات میں سرگرم اور ذکر و فکر میں مشغول رہیں اور آخرت کی تیاری میں کوشش کرتے
رہیں اور مولائے حقیقی جل شانہ کی رضا طلب کریں اور درو افتادہ دوستوں کو دعائے خیر میں یاد رکھیں۔
جو چیزیں کتاب نے مراقبہ میں دیکھی ہیں وہ سب عمدہ ہیں اور بشارت ہیں۔ فتح مکہ جو آپ نے کی ہے مکہ معظمہ
گو یا قلب انسانی کی طرف اشارہ ہے اس تعلق سے کہ مکہ مرکز اوز زمین کا خلاصہ (جو بہر حال) ہے اور قلب
بھی انسان کا خلاصہ ہے جو کچھ انسان کی کلیت میں ثابت ہے تنہا قلب میں بھی ثابت ہے اسی لئے
بدن کی اصلاح قلب کی اصلاح پر موقوف ہے اور اس (بدن) کا فساد اس (قلب) کے فساد پر موقوف
ہے، فتح مکہ دشمن کے قبضہ سے قلب کے آزاد ہونے کی طرف اشارہ ہے اور کمال مقصد کے حاصل
ہونے کی بشارت ہے اس لئے کہ قلب پہلے درجہ میں نفس کے تسلط اور اس کے بہکانے میں ہے اور جب
حق جل و علا کی عنایت سے قلب نفس کے تسلط سے نکل جاتا ہے اور اس کے بہکانے سے رہائی پالیتا ہے
تو کمال کے راستہ میں دوڑتا اور قرب و معرفت تک جو انسان کا کمال ہے پہنچ جاتا ہے۔ اور یہ جو آپ کے
پیرو مشد کہتے ہیں کہ جو حال کہ تو رکھتا ہے میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل کل قیامت
کے روز گواہی دوں گا، حال کے کامل طور پر حاصل ہونے کی بشارت ہے جو کہ اس روز کی شہادت کے
قابل ہوگا۔ اور یہ جو آپ کے دائیں ہاتھ کی جانب سے مضبوط و بلند سلام دیا گیا ہے اور آپ نے
سلام کا جواب دیا ہے، یہ بھی دونوں جہان کی آفات سے سلامتی کی بشارت ہے۔ اور یہ جو کہتے ہیں کہ

آسمان کو آپ کے لئے پھاڑتے ہیں یہ عروجِ روحی اور آسمان پر اعمال کی ترقی کی بشارت ہے۔
 لے عاشقاں لے عاشقاں ہنگام آن شد در جہاں مرغ دل طیراں کند بالائے ہفتم آسماں
 [لے عاشقو! لے عاشقو! دنیا میں اس بات کا وقت آ گیا ہے کہ میرے دل کا پرندہ ساتویں آسمان کے اوپر پرواز کرے]
 والسلام علیکم وعلیٰ سائر من اتبع الہدی۔

مکتوبات

میر عبدالرشید شاوری کے نام نصیحت اور شیخ طریقت کے طریقے کی حفاظت اور اہل حقوق
 کی خدمت کے بارے میں تحریر فرمایا۔

۲۲۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم اللہ تعالیٰ فیوض کے دروازے ہمیشہ کھلے رکھے (یہاں کے) احوال و
 اطوار ہر طرح حمد و انجلاں کے لائق ہیں، اللہ سبحانہ سے آپ کی عاقبت اور شریعتِ عالیہ و سنتِ منورہ
 مصطفویہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام والتحیۃ کے طریقے پر استقامت کی دعا کی گئی ہے پس بیشک یہی
 سرمایہ کار و مدارِ نجات ہے اور اس کے علاوہ بیفائدہ رنج اٹھانا ہے۔ خواجہ مرحوم (خواجہ محمد صنیف رحمہ اللہ)
 کے طریقہ پستیدہ کو اچھی طرح ملحوظ رکھیں اور ان کی پیروی کو ہاتھ سے نہ دیں اور دوستوں کے ساتھ اچھی طرح
 میل جول رکھیں اور ان (خواجہ مرحوم) کے صاحبزادوں کی خدمت و رضامندی میں جان و دل سرکوشش
 کریں اور دو راقادہ دوستوں کو دعائے خیر سے یاد رکھیں اور مولائے حقیقی جلالتِ عظمت کی طاعت و عبادت
 میں کمر ہمت کو ٹھپت باندھیں اور اس قلیل فرصت میں اس عرشانہ کی خوشنودی حاصل کریں اگر چہ ظاہر مری
 (خواجہ محمد صنیف) ہاتھ سے جاتا رہا ہے لیکن مری حقیقی عز و جل قائم و دائم ہے، فَإِنَّ اللَّهَ سَخَّرَ لَكُمْ الْيَمُونِ
 [پس بیشک اللہ تعالیٰ ہمیشہ زندہ ہے اور کبھی نمرنے والا ہے] حلقہ ذکر کو گرم رکھیں اور خلوت و تنہائی
 کی طرف راغب رہیں اور دن رات میں ایک دو وقت گوشہ نشینی کے لئے مقرر کر لینے چاہئیں اور ذکر و
 فکر کرنے اور لغزشوں اور کوتاہیوں کو یاد کرنے اور توبہ و استغفار کرتے اور اپنے وجود اور دیگر تمام کمالات
 اور اپنے تمام ارادوں کی نفی کرنے کو اس گوشہ نشینی کے وقت میں غنیمت سمجھنا چاہئے اور باقی اوقات
 افادہ و استفادہ میں صرف کرنے چاہئیں، والسلام

مکتوب

خواجہ عبدالسلام کابلی کے نام طریقہ پسندیدہ کی تعلیم اور اس شبہ کے حل میں جو انھوں نے آیہ کریمہ
وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ پُر کیا ہے اور حال کی تعبیر میں تحریر فرمایا۔

اللہ تعالیٰ آپ کو اپنی خوشنودیوں کے حاصل کرنے کی عزت بخشے، آپ نے خواجہ عبدالآخر کے
خط میں اس فقیر سے توبہ اور دل کی طرف توجہ کے طریقہ کی درخواست کی تھی، میرے مخدوم! آپ گذشتہ
لغزشوں اور کوتاہیوں سے نادم ہوں تو یہ نصوح کریں اور تین دفعہ کلمہ استغفار پڑھیں اس کے بعد
قلب صنوبری کی طرف جو کہ قلب کی حقیقت جامعہ کا مقام ہے اور بایں پہلو میں واقع ہے
متوجہ ہو کر لفظ مبارک اللہ کو اس میں گزاریں اور دل کی زبان سے اس کو کہیں اور اس پر ہمیشگی کریں
جس قدر بھی یہ ذکر دل کا نلکہ (صفتِ راسخ) ہوگا اسی قدر حضور مع اللہ اس کی صفت لازمہ ہو جائیگی۔
آپ نے لکھا تھا کہ حق سبحانہ فرماتا ہے وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ (میں نے جنوں اور
انسانوں کو اپنی عبادت ہی کے لئے پیدا کیا ہے) پس چاہئے کہ سب کو اس عمر تک پہنچائیں جو کہ عبادت و معرفت
کے لائق ہے بچپن میں موت دینے کی کیا وجہ ہے؟ میرے مخدوم! قاضی بیضاوی نے اس آیہ کریمہ کو
ظاہر و حقیقت سے مصروف (پھیرا ہوا) قرار دیا ہے اور تمثیل و مبالغہ پر محمول کیا ہے، وہ کہتے ہیں "جب
اللہ تعالیٰ نے ان (جن و انس) کو ایسی صورت پر پیدا فرمایا جو غالب طور پر عبادت کی طرف متوجہ و مستعد
ہو تو مبالغہ کے طور پر عبادت کو ان کی پیدائش کی غرض و غایت ٹھہرایا، اور اگر اس آیت کو اس کے
ظاہر پر محمول کیا جائے حالانکہ دلیل اس کے خلاف ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کے افعال کی علت
اغراض نہیں ہیں تو یہ (یعنی اس آیت کو ظاہر پر محمول کرنا) اللہ تعالیٰ کے اس قول کے منافی ہے وَلَقَدْ
كُذِّبْنَا وَجَاءَنَا بِالْبَحْرِ مَاءً كَثِيرًا مِنَ الْجِنَّ وَالْإِنْسِ (اور ہم نے بہت سے جنوں اور انسانوں کو دوزخ کیلئے پیدا
کیا ہے) اور نیز ہو سکتا ہے کہ لِيَعْبُدُونِ کے معنی لِيَكُونُوا عِبَادًا لِي (تاکہ وہ میرے بند بن جائیں) ہو
پس اس صورت میں کوئی شبہ نہیں رہتا، اور نیز بعض مفسرین نے اللہ تعالیٰ کے اس قول کی
وَلَقَدْ ذَرَأْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيرًا مِنَ الْجِنَّ وَالْإِنْسِ کی دلیل یہ کہا ہے کہ جن انس سے دونوں گروہوں کے مومنین
مراد ہیں نہ کفار جن و انس۔ پس اس صورت میں بھی کوئی اشکال نہیں رہتا۔ اور نیز ہو سکتا ہے کہ
عالمِ آخرت میں اطفال (بچوں) کو بھی معرفت حاصل ہو جائے اور ان کو عقل و شعور دیدیا جائے

جیسا کہ مشرکین (بھی) اس روز میں موجد ہو جائیں گے اور کہیں گے **وَاللّٰهُ رَبُّنَا مَا لَنَا مُشْرِكِينَ** [اللہ تعالیٰ کی قسم جو ہمارا رب ہے ہم تو مشرک نہیں تھے]

اور دو حال جو آپ نے دیکھے ہیں وہ دونوں عمدہ و مبارک ہیں، بظاہر آپ سے دین مبین کی تقویٰ اور کسی سنت کا زندہ کرنا اور کسی بدعت کو مٹانا واقع ہوگا، قبر مبارک پر پڑی ہوئی چیزوں کو صاف کرنا بھی ان کی تعبیر ہو سکتی ہے اور نیز (ان کی تعبیر) بدعت کے شائع ہونے اور دین مبین میں سستی واقع ہونے کے اندیشہ کی وجہ سے کسی درویش کے نکالنے کا سبب ہو۔ والسلام اولاً و آخراً۔

مکتوبات ۱۷۸

ملا پابندہ محمد کابلی کے نام خواجہ مرحوم (خواجہ محمد حنیف) کی تعزیت اور اہل حقوق کی خدمت کی ترغیب دینے کے بارے میں تحریر فرمایا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ حَامِدًا وَمُصَلِّیًّا، آپ کے دو خطوط پائے درپے پیچھے کمرست بخش ہوئے، شوقِ ملاقات اور اس کے وقوع کے مولع جو آپ نے لکھے تھے واضح ہوئے، ہم دوستوں کو بھی مشتاق جانیں، ملاقات وقت پر موقوف ہے لَکُلِّ اَجَلٍ کِتَابٌ [ہر کام کا ایک وقت معین ہے] آپ نے خواجہ مرحوم (خواجہ محمد حنیف) قدس سرہ کی مفارقت کے متعلق جو کچھ لکھا تھا سب درست ہے، اوروں کا ماتم (صرف) زمین کے ایک حصہ میں ہوتا ہے لیکن اہل اللہ کا ماتم زمین و آسمان میں ہوتا ہے اور ظاہر و باطن میں سرایت کر جاتا ہے کیونکہ ان کے فیوض و برکات سے سب محروم ہو جاتے ہیں، اس وحشت اثر خیر کے سننے سے کیا کہوں کہ کس قسم کا رنج و الم پیش آیا، لیکن چونکہ یہ سانحہ محبوب حقیق و فاعل مختار کی تقدیر اور ارادے سے ہوا ہے (اس لئے) صبر و رضا و تسلیم کے سوا اور کوئی چارہ نہیں ہے **اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُونَ** [ہم اللہ تعالیٰ کے ہیں اور اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں]۔

آپ نے چند شعر جو آسمان و زمانہ کی شکایت میں لکھے ہیں اور یہ مصرع الہی اشعار میں سے ہے **فلک با من خستہ بیداد کرد** [آسمان نے مجھ زخمی کے ساتھ ظلم کیا]

یہ بات بہت ہی نامناسب ہے، بیچارہ آسمان اور بے بنیاد زمانہ بھلا کیا حیثیت رکھتے ہیں کہ حوادث ان کی طرف منسوب ہوں جو کچھ بھی ہے حق جل و علا کی تقدیر سے ہے، زمانہ اور آسمان کو اس دانش سجا کے فعل میں کسی قسم کا دخل نہیں ہے، جوہ (تعالیٰ شانہ) کرتا ہے وہ سب عدل ہے کوئی ظلم و باں

گنجائش نہیں رکھتا، اِنَّ اللّٰهَ لَا يُظْلِمُ شَيْئًا ذَرَّةً [بیشک اللہ تعالیٰ ایک ذرہ کی برابر بھی ظلم نہیں کرتا] اس بارگاہ میں ذرہ برابر ظلم و بیداد کا اثبات بھی انتہائی قبیح ہے، اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ مِنْ جَمِيعِ مَا كَرِهَ اللّٰهُ قَوْلًا وَفِعْلًا وَخَاطِرًا [ہر قسم کے اُس قول و فعل و خیال سے جس کو اللہ تعالیٰ ناپسند فرماتا ہے میں اللہ تعالیٰ کی مغفرت چاہتا ہوں] خواجہ مرحوم کی جماعت اور فرزندوں کی خدمت و رعایت اور خانقاہ کی دیکھ بھال میں (کسی قسم کی کوتاہی نہ کریں اور جان و دل سے کوشش کریں اور خواجہ مرحوم کے احسانات کے عوض میں ان کے فرزندوں کی خدمت و دلچسپی کریں) (آیہ کریمہ) قُلْ لَا اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰنِ [آپ کہہ دیجئے کہ میں تم سے اور کچھ نہیں چاہتا بجز رشتہ داری کی محبت کے] پڑھیں اور

دُور افتادہ دوستوں کو دعائے خیر سے یاد رکھیں والسلام والا کرام۔

مکتوب ۱۷۹

شیخ میر محمد موسیٰ کے نام ان کے احوال کی شرح اور ان کے فنائے نفس کی حقیقت بیان میں تحریر فرمایا۔

الحمد لله وسلام على عباده الذين اصطفى، اللہ تعالیٰ فیوض و نسل کے دروازے ہمیشہ کھلے رکھے، آپ نے لکھا تھا کہ فنائے قلب ہو چکی ہے اور فنائے نفس ہو رہی ہے لیکن میں چاہتا ہوں کہ فنا پوری طرح حاصل ہو جائے اور صفات خود سے جدا ہو کر اصل کے ساتھ ملحق ہو جائیں، میرے مخدوم جو کچھ حاصل ہوا ہے نعمت ہے اس کا شکر ادا کریں اور ترقی کے منتظر رہیں اور کلمہ لا کے ذریعے وجود صفات کی خود سے نفی کریں تاکہ یہ ہستی پوری طرح درمیان سے رخصت ہو جائے اور عارم صرف سے مل جائے اور صفات بھی جدا ہو کر اصل کے ساتھ جا لیں اس وقت فنائے نفس ظاہر ہوتی ہے اور نفس اتارگی و انابت سے باہر ہو جانا ہے، فنائے تم کے بعد نفس مطمئنہ ہو جاتا ہے۔ اور یہ جو آپ نے لکھا ہے کہ فنائے نفس ہو رہی ہے الخ "میرے مخدوم ایہ فنائے نفس کی تمہید ہے نہ کہ فنائے نفس، فنائے نفس اس وقت ہوتی ہے جو کہ بیان ہو چکا ہے۔ اور جو آپ نے دوستوں کے احوال کے بارے میں لکھا تھا کہ بعض لطائف کے ذکر میں ہیں اور بعض فنائے قلب تک پہنچ گئے ہیں (اس بات نے مسرور کیا اپنے کام میں سرگرم رہیں اور خلوت کی طرف راغب رہیں اور مولائے حقیقی جل شانہ کی خوشنودیوں کے حاصل کرنے میں کوشش کریں اور قیرو قیامت کا زاد راہ ہم پہنچائیں اور دوستوں کو دعائیں یاد رکھیں، برادران دینی حافظ محمد طاہر ورجب علی سلام پڑھیں۔ والسلام والا کرام۔

مکتوبات ۱۸۰

میر عزیز کے نام طلب واضطراب پر ترغیب دینے کے بارے میں تحریر فرمایا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ حَامِدًا وَمُصَلِّيًا، اللہ تعالیٰ فیوض کے دروازے ہمیشہ کھلے رکھے
گرامی نامہ پہنچ کر مسرت بخش ہوا، سلامتی و کجی کے ساتھ ہیں اور مطلب اعلیٰ تک پہنچنے میں جان و دل
سے کوشش کریں اور پائے طلب سے عاجز نہ ہو کر بیٹھیں، افسردگی و پزیردگی دشمنوں کے نصیب ہو،
ایک بزرگ نے کہا ہے کہ تصوف اضطراب ہے جب سکون آگیا تو تصوف نہ رہا، محب کو محبوب کے بغیر
آرام نہیں ہے اور وہ اس کے ماسوا کے ساتھ انس و الفت اختیار نہیں کرتا اور جمعیت نہیں رکھتا اور
اس کی جمعیت عشق کے تفرقہ میں ہے اور آرام بے آرامی میں ہے۔

جمعیت من آنکہ پریشان تو باشم [میری کجی یہ ہے کہ میں تیرا پریشان رہوں]
آپ نے باطنی شغل میں دائمی طور پر مشغول ہونے اور شریعت کے طریقے پر استقامت کے بارے میں تحریر کیا
تھا خوشی کا باعث ہوا۔ زاد کما اللہ سبحانہ توفیقاً و عجزاً و شوقاً [اللہ سبحانہ آپ کو مزید توفیق اور محبت
شوق عطا فرمائے] والسلام علیکم وعلیٰ سائر من اتبع الہدی۔

مکتوبات ۱۸۱

۲۳۱

خواجہ محمد صدیق بلقب بہ خواجہ ماہ سپر خواجہ عبدالرحمن نقشبندی کے نام ان کے احوال کی شرح اور

فنائے جذبہ جو کہ مقام حیرت ہوا اور فنائے حقیقی کے درمیان فرق کے بارے میں تحریر فرمایا۔

حدود رسالہ تسلیات کے بعد عرض ہے کہ (یہاں کے) احوال ہر طرح حمد کے لائق ہیں اللہ سبحانہ
سے آپ کی سلامتی اور شریعت عالیہ و سنت متورہ مصطفویہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام والتحیۃ کے
طریقہ پر استقامت اور باطنی درجیات پر آپ کی ترقی کے لئے دعا کی گئی ہے، آپ کا گرامی نامہ پہنچ کر مسرت
بخش ہوا چونکہ بلند احوال و کیفیات پر مشتمل تھا اس لئے اس کے مطالعے نے مزید خوشی بخشی، حق سبحانہ
ہمیشہ ترقی میں رکھے اور اس مہم ہستی کو جو کہ ہستی حقیقی کے چہرہ پر ایک پردہ ہے پوری طرح درمیان سے
اٹھارے اور مطلوب حقیقی ایثار کی فراحت کے بغیر تخت ظہور پر جلوہ افروز ہوا اور حضور خود بخود رونما ہو

اس مقام سے سالک کا حصہ استہلاک و اضمحلال اور لاشی و عدم ہو جانا ہے، جب تک اس کا وجود درمیان میں ہے مطلوب کا کوئی پتہ نشان نہیں ہے اور جب مطلوب جلوہ فرماتا ہے طالب بے چارہ صحرائے عدم کا رخ کرتا ہے اور اس کا کوئی نام و نشان نہیں رہتا بندگی کے ساتھ صفتِ خواجگی کے جمع ہونے کی کیا صورت ہوگی۔

آپ نے لکھا تھا کہ اس وقت حال یہ ہے کہ اپنے اندر کسی چیز کو ملاحظہ نہیں کرتا ہوں کہ ہے یا نہیں ہے۔ میرے مخدوم! یہ حال اعلیٰ ہے لیکن کوشش کریں کہ ہستی کا کوئی اثر باقی نہ رہے اور نیستی و عدم صرف مطلق کے ساتھ ملحق ہو جائیں تاکہ حقیقی فنا و نما ہو اور سالک کا عین و اثر نہ رہے (سالک) اس وقت تمام اوصاف و نسبتات کو اپنے آپ سے نفی و سلب کرتا ہے۔ اور آپ نے جو کچھ لکھا ہے وہ گم شدگی اور حیرت و عدمیت کی حالت ہے اور جذبہ کی جانب میں فنا ہے، گم شدہ کیا جانے کہ وہ صاحبِ اوصاف ہے یا نہیں ہے، اور آپ اپنے اندر کسی چیز کو ملاحظہ نہیں کرتے ہیں کہ ہے یا نہیں ہے (سالک) نفی و اثبات اس وقت کرتا ہے جبکہ اپنے آپ سے اور اپنی صفات سے خبر رکھتا ہو۔

حُسن تو چناں کرد مرا ز یروز بر کز زلف و خط و خال تو ام نیست خبر

[تیرے حُسن نے مجھ کو ایسا زریروز کر دیا کہ مجھ کو تیرے زلف و خط و خال کی بھی خبر نہیں ہے]

صاحبِ فنا حقیقی صاحبِ شعور و تمیز ہے اور اشار کے حقائق کو جیسی کہ وہ ہیں جانتا ہے اس لئے کہ اس مقام میں فنا و بقا ایک دوسرے سے ممتاز ہیں عینِ فنا میں باقی اور عینِ بقا میں فانی ہے وہ جانتا ہے کہ اس کی ذات عدم ہے اور اوصافِ کمال اُس کے اندر عاریتی اور مرتبہ و جوب سے مستفاد ہیں بلا تکلف اپنے آپ سے اُن کی نفی کرتا ہے اور اس ذات کا اثبات کرتا ہے جو کہ اثبات کے لائق ہے اور اپنے آپ کو عدم صرف سے ملحق پاتا ہے اور خیر و کمال کی بُو کو محسوس نہیں کرتا اگرچہ وہ بقا سے مشرف ہو جاتا ہے اور ولادتِ ثانیہ کے ساتھ پیدا کر دیا جاتا ہے عَرَفْتُ رَئی بِجَمیعِ الْأَصْنَادِ [میں نے اپنے رب کو متضاد چیزوں کے یکجا جمع کر دینے سے پہچانا] مَن لَمَیْذُتْ لَمَیْذِر [جس نے بالکل نہیں چکھا اس نے ہرگز نہیں جانا] پس غور کر لیجئے بیشک یہ فرق دقیق ہے کم لوگ ہیں جو اس کی طرف ہدایت پائے ہیں پس دونوں حال خلط ملط ہو گئے اور صورت حقیقت کے ساتھ مشتبہ ہو گئی اور حقیقت امر اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔



مکتوبات ۱۸۲

میر نوروز بختیاروشی کے نام اس بات کے بیان میں کہ اصل کو ظل کی مانند چھپوڑ دینا چاہئے تاکہ ذات تک وصول پیر آجائے۔

میر نوروز بختیاروشی

حمد و صلوة و ارسال تسلیمات کے بعد عرض ہے کہ (یہاں کے) حالات ہر طرح حمد کے لائق ہیں امید ہے کہ آن سیادت انتساب (آپ) بھی بعاقبت ہوں گے اور شریعت و سنت کے طریقہ پر قائم و دائم ہوں گے اور صورت سے حقیقت کی طرف آئیں گے اور ظل سے اصل کی طرف اور اصل سے اس کے ماورائے تک پہنچیں گے اگرچہ اصل سے گزر جانا اپنے عدم میں کوشش کرنا ہے جو کہ لا حاصل ہے اور بظاہر محال ہے لیکن محبت ذات کو ذات تعالیٰ کے ساتھ المرث مع من احب [آدمی اس کے ساتھ ہے جس سے وہ محبت کرتا ہے] کے حکم کے مطابق ایک بے کیف معیت ہے اور ذات عزت شائہ ظل و اصل سے ماوراء ہے اس لئے اس محب کو اصول سے گزر جانا چاہئے تاکہ بے کیف معیت حاصل کرے اور اپنے آپ کو اور اپنے اصول کو چھوڑ کر مطلوب کے ساتھ ہم آغوش ہو جائے، مَنْ لَمْ يَدْرِ لَمْ يَدْرِ [جس نے نہیں چکھا اس نے نہیں جانا] اللہ تعالیٰ کی حمد و احسان ہے کہ سعادت آثار میر عمر روضہ منورہ کے فیوض و برکات سے بہرہ مند ہوا اور اس (روضہ منورہ) کے درویشوں اور مجاہدوں کی صحبت میں بکثرت فوائد حاصل کئے ہیں اور بہت زیادہ ترقیات کی ہیں۔ بر خورداران میر عثمان و میر علی کمال کو پہنچیں۔ والسلام اولاً و آخراً۔

مکتوبات ۱۸۳

محمد یحییٰ پسر قاضی چوکی کابلی کے نام ان کے حال کی ستائش اور ایہ کہ میر و فضلنا اھم علی کثیرین من خلقنا تقضیلاً کے متعلق ان کے سوال کے جواب غیر امور کے بارے میں تحریر فرمایا۔

خانیہ

حمد و صلوة و ارسال تسلیمات کے بعد عرض ہے کہ مکتوب شریف نے مشرف کیا۔ آپ نے جمعیت باطن اور عقیدت و اخلاص کے رابطہ کے قوی ہونے اور شوق ملاقات اور اس کے مواقع کے بارے میں تحریر فرمایا تھا واضح ہوا، تمام چیزیں اپنے وقت پر موقوف ہیں لکن آج کل کتاب [ہر کام کا ایک وقت معین ہے] امید ہے کہ آتش شوق مشتعل ہو اور شعلہ محبت بلند ہو جائے تاکہ ماسوائے پوری طرح رہائی دلا دے

۲۳۳

اور مطلبِ اعلیٰ تک پہنچانے۔ آپ نے لکھا تھا کہ ”ذکر نفی و اثبات میں مشغول رہنا ہوں کبھی عجیب معاملہ
 رونما ہوتا ہے نفی کے مقام کو اثبات کے مقام سے ممتاز پانا ہوں، نفی کی جانب میں نیستی و عدم کے سوا
 کچھ نہیں ہے اگر کبھی ہستی صورتوں میں متحلی ہوتی ہے تو میں اس کو ظلال و پرتو سے پانا ہوں اور وہ چیز
 کہ جس پر ہستی کا اطلاق کیا جاسکتا ہے اثبات کی جانب میں دیکھتا ہوں۔“ بیشک مَا لِلذَّرَابِ وَرَبِّ
 الذَّرَابِ [چہ نسبت خاک را با عالم پاک] جو کچھ آفاق و انفس کے آئینوں میں ظاہر ہوتا ہے وہ
 سب ظلال و امثال ہے اور تشبیہ و مثال کے ساتھ تسلی ہے آیہ کریمہ وَنَحْنُ اقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ
 الْوَرِيدِ [اور ہم اس کی شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہیں] شاہدِ حال ہے، جب تک آفاق و انفس سے نہ گزر جائے اور
 اقربت تک نہ پہنچ جائے یہ معیارِ ردہ نہیں کھولتا، جو آفاق و انفس میں ہے حق سبحانہ نے اس کو آیات
 (نشانیوں) و آیہ (معبودوں) میں داخل کیا ہے اور فرمایا ہے سَنُرِيهِمْ آيَاتِنَا فِي الْاَفَاقِ وَفِي اَنْفُسِهِمْ
 حَتَّىٰ يَتَّبِعُوهُمُ الْمَآئَةُ الْحَقِّ [ہم عنقریب ان کو آفاق میں اور ان کے انفس میں اپنی نشانیاں دکھائیں گے
 حتیٰ کہ ان کو واضح ہو جائے گا کہ بیشک وہی حق ہے] آپ کے اس حال اور اسی طرح یہ جو اس کے بعد آپ نے لکھا کہ
 کہ اس زمانے میں خود کو نہایت قرب کی دریافت سے بہت قاصر پانا ہوں آیہ کریمہ وَنَحْنُ اقْرَبُ إِلَيْهِ
 مِنْ حَبْلِ الْوَرِيدِ جس کی تصدیق کرتی ہے اس کے مطالعے نہایت مسرور کیا اور آپ کی فطرت کی
 بلندی کی خبر دی، اللہ تعالیٰ آپ کو ہمیشہ ترقیات میں رکھے۔ آپ نے لکھا تھا کہ آیہ کریمہ وَفَضَّلْنَاكُمْ
 عَلَىٰ كَثِيرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيلاً [اور ہم نے ان کو اپنی بہت سی مخلوقات پر فضیلت دی ہے] (انسان پر)
 غیر انسان کی فضیلت کا فائدہ دیتی ہے۔ میرے مخدوم! اس آیت سے انسان پر غیر انسان کی فضیلت
 لازم نہیں آتی، زیادہ سے زیادہ یہ ہے کہ اس آیت کریمہ سے انسان کی اپنے جمیع ماسوا پر فضیلت لازم
 نہیں آتی، علمائے کہا ہے کہ اس جگہ مستثنیٰ ملائکہ ہیں جنس ملائکہ پر جنس انسان کی فضیلت اگرچہ اس جگہ
 مستفاد نہیں ہے لیکن اگر بعض افراد انسان کو تمام افراد ملائکہ پر فضیلت ہونے لگتا ہے اور بعض
 نے کہا ہے کہ کثیر اس جگہ میں گل کے معنی میں ہے پس شبہ کا کوئی مقام نہیں ہے لیکن یہ توجیہ بعید ہے،
 آپ نے مقطعات و تشابہات قرآنی کے بارے میں پوچھا اور ان کا حل طلب کیا تھا میرے مخدوم! تشابہات
 کے بارے میں زیادہ سلامتی کا طریقہ یہ ہے کہ ہم ان پر ایمان لائیں اور ان کا علم حق تعالیٰ پر چھوڑ دیں (یہ حق سبحانہ کے
 امر میں کہ جن کو اس نے اپنے اخص الخواص بندوں پر ظاہر فرمایا ہے اور درمروا شاؤ کے ساتھ بات کی ہو اور نامحرموں سے
 چھپایا ہو اور جس شخص پر اس معما کا راز ظاہر ہو اس سے اس کے اظہار پر حیات نہیں کی اور ان امر کے لکھنے اور کہنے پر دلیری
 نہیں کی، بیضاوی و مدارک سے ان (امرار) کے حل کی کیا توقع ہو اور اس نامان مسکین سے یہ عقذہ کس طرح کھلے گا (امید ہے کہ)
 معذور رکھیں گے۔ والسلام علی من تبع الہدی۔

مکتوبات ۱۸۴

حاجی بیگم کے نام جو کہ اہل حقوق میں سے ایک ہیں فنا و عدمیت ذاتی کے حاصل کرنے پر ترغیب دینے کے بارے میں تحریر فرمایا۔

حاجی بیگم

اللہ تعالیٰ آپ کی ذات بابرکات کو اپنے الطاف و عنایات میں شامل فرما کر باطنی جذباتِ قویہ کے ساتھ مکرم و ممتاز رکھے، الطاف نامہ گرامی نے جو کہ آپ نے اس مسکین کے نام ارسال کیا تھا مشرف کیا اور وہ مسرت بخش ہوا، آپ سلامت رہیں اور ہمیشہ ترقی میں رہیں مین استوی یوماہ فہو مغبون [جس شخص کے دو دن یکساں گزریں یعنی ترقی نہ کرے] وہ خسارے میں ہے [آپ کو معلوم ہو کہ بندہ اور حق سبحانہ کے درمیان سب سے بڑا حجاب سالک کا وجود ہے جو کہ اناہیت کا منبع اور شرکت کی بنیاد ہے، کلمہ لا کے ساتھ خود سے وجود اور تمام کمالات کی نفی اس حد تک کرنی چاہئے کہ عدمیت ذاتیہ ظاہر ہو جائے اور وجود اور کمالات اپنی اصل کی طرف لوٹ جائیں کیونکہ ہر کمال جو کہ ممکن میں ہے وہ سب اس بارگاہِ قدس سے مستفاد و مستعار ہے جو کچھ اس کا ذاتی ہے وہ عدم ہے اور ممکن نے اس عاریتی دید کے باعث اپنے آپ کو کامل و خیر تصور کر لیا ہے اور شرکت و اناہیت اور ہمہ ساری کا دعویٰ ہم پہنچا یا ہے اور جب عنایت کی پیشقدمی سے اس کی عدمیت ذاتی ظاہر ہوئی ہے اور تمام کمالات صاحب کمالات کی طرف لوٹ جاتے ہیں تو سرشتہ سعادت ہاتھ آتا ہے اور (سالک) شکرِ خفی اور نفس امارہ کی اناہیت سے رہائی پالیتا ہے اور فنا کے حقیقی سے مشرف ہو جاتا ہے اور نفس امارہ مطمئن ہو جاتا ہے، ع

این کار دولت ست کتون تا کراد ہند [بہ نصیب کی بات ہو دیکھے اب کس کو عنایت کرتے ہیں] سے چوں بدانتی کہ ظل کیستی فارغی گر مردی و گریستی [جب تو نے جان لیا کہ تو کس کا ظل (سایہ) ہے تو خواہ تو مردہ ہے یا زندہ (اب) توبہ کر ہے] یہ دور افتادہ امیدوار ہے کہ کبھی کبھی دعا و توجہ سے یاد فرماتے رہیں گے۔ والسلام

مکتوبات ۱۸۵

خواجہ ابان اللہ و خواجہ موہن بریل پوری کے نام مطلب کی بلندی کے بارے میں اور اس بیان میں تحریر فرمایا

کہ تجلیات و ظہوراتِ ظلال سے وابستہ ہیں کامل طور پر وصال کا وعدہ آخرت کیلئے ہے۔

۲۳۵

حمد و صلوة و تبلیغ دعوات کے بعد عرض ہے کہ مکتوب شریف پہنچ کر مسرت بخش ہوا۔ آپ نے ملاقات کے شوق و تمنا کا اظہار کیا تھا، دوستوں کو بھی مشتاق جانیں اور حدیث شریف و انا الیہم لآشد شوقاً [اور میں ان کی طرف البتہ زیادہ شدید شوق رکھتا ہوں] پڑھیں، اس ناپائیدار دنیا میں عاشقِ مسکین کا حصہ ہی شوق و اضطراب و تپش و سوز ہے۔

متاعے کزیں رہ گذر می بریم لب خشک و مژگان ترمی بریم

[جو متاع کہ ہم اس رہ گذر (دنیا) سے لے جانے ہیں وہ خشک ہونٹ اور ترمیلکیں ہیں]

کامل طور پر وصال کا وعدہ آخرت کے لئے ہے آیہ کریمہ مَنْ كَانَ يَرْجُوا لِقَاءَ اللَّهِ فَإِنَّ أَجَلَ اللَّهِ لَآتٍ [جو شخص اللہ تعالیٰ کی ملاقات کی تمنا کرتا ہے تو (جان لے کہ) بلاشبہ اللہ تعالیٰ کی مقرر کی ہوئی ساعت ضرور آنے والی ہے] اس پر دلالت کرتی ہے اور یہ جو بعض صوفیہ عالیہ سے اس دنیا میں شہود و مشاہدہ ثابت کیا جاتا ہے اور (اس کو) تجلیات و ظہورات قرار دیا جاتا ہے وہ سب ظلال سے وابستہ ہے اور شبہ و مثال کے ساتھ تسلی ہے ذاتِ احدیت تعالیٰ کا طالب اس سے تسلی حاصل نہیں کرتا اور پانی سے سراب کی طرف مائل نہیں ہوتا اس دارِ ناپائیدار میں کوشش کی انتہا سجاویات اور پروں کا اٹھنا ہونا ہے نہ یہ کہ وہ مطلوب کو جال میں لے آئیں اور عقاب کو شکار کر لیں۔

عناق شکار کس نشود رام باز چیں کا بجا ہمیشہ باد بدست مست ام را

[عناق کو کوئی شخص شکار نہیں کر سکتا تو اپنا جال اٹھالے کیونکہ یہاں ہمیشہ جال کے ہاتھ میں ہوا ہے (یعنی اس کو کچھ حاصل نہیں ہے) ہاں خواص ان خواص بندوں میں سے بعض ایسے ہیں کہ ان کی دنیا کو آخرت کا حکم دیدیا گیا ہے وہ چیزیں جن کا وعدہ عالمِ آخرت کیلئے ہے اگر ان کیلئے اس دنیا میں ظہور فرمائیں اور ان کو مراتبِ ظلال سے پوری طرح گذار کر ذاتِ بکت تک پہنچادیں اور اس بارگاہِ عالی سے کچھ حصہ دان کو عطا فرمادیں تو گنجائش رکھتا ہے۔

اگر ایں لحظہ ممکن کا ریشب نیست ز بختِ مقبالاں ام ہم عجب نیست

[اگر چہ اس وقت رات کا کام ممکن نہیں ہے لیکن اقبال مندوں کے نصیب سے یہ بھی عجب نہیں ہے]

والسلام علیکم وعلیٰ سائرین لدیم۔ سعادت آثار میاں شیخ محمد (درجہ) کمال تک پہنچیں، آپ کی توفیق کی خبروں کا سننا ہم دوستوں کے لئے مسرت کا سبب ہے اللہم زد [لے اللہ اور زیادہ فرما] اپنے کام میں سرگرم رہیں اور پائے طلب سے عاجز نہ ہو کر بیٹھیں اور ترقی سے رُکے نہ رہیں مَنِ اسْتَوَى يَوْمَآءَ فَمُهْمُومُونَ [جس شخص کے دو دن یکساں گذریں (یعنی ترقی نہ کرے) وہ خسارے میں ہے] امیدوار رہیں اور ہم کو (توجہ) غافل نہ جانیں۔

مکتوبات ۱۸۶

تیموریگ کولابی کے نام حالتِ عدمیت کے دوام کے حصول بہتر غیب دینے اور کوتاہی اعمال کی دید کی تعریف میں تخریر فرمایا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم جو خط کہ ازراہ محبت آپ نے بھیجا تھا اس نے پیچکر خوش وقت کیا۔ آپ نے لکھا تھا کہ میں سکوت (مراقبہ) کے وقت قالب سے کوئی اثر نہیں دیکھتا ہوں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا کچھ دریا میں نہیں ہے جس جہت زدہ رہ جاتا ہوں کہ یہ کیا ہے؟ میرے مخدوم! حیرت کا کوئی مقام نہیں ہے کیونکہ یہ ایک عمدہ حالت ہے جو سالکوں کو پیش آتی ہے لیکن معتبر یہ ہے کہ یہ حالت دوام حاصل کر لے، مراقبہ و غیر مراقبہ اور سکوت و غیر سکوت عدمیت و نیستی کے دیکھنے میں یکساں ہوں اور عدمیت ذاتی رونما ہو جائے اور وجود موم جو کہ (نفس) آثار کی انانیت کا منبع ہے زوال پذیر ہو جائے اور یہ جو آپ نے لکھا ہے کہ اگر طاعت و عبادت کی جاتی ہے تو اس سے استغفار کر کے نظر اس کے فضل و کرم پر رکھتا ہوں۔ اس کے مطالعہ نے مسرور کیا جس قدر قصور کی رید اعمال کے اندر پیدا ہوگی اعمال کی قیمت کو اسی قدر بڑھائے گی اور قابل قبول بنائے گی۔ بزرگوں نے کہا ہے اَعْمَلْ وَاسْتَغْفِرْ [عمل کر اور استغفار کر] عمل سے رُکے نہ رہیں اور اس سے استغفار (بھی) کریں اور نظر محض فضل پر رکھیں بندگی کا طریقہ یہی ہے۔ دیگر جو شخص کس نام ذات کی ذمہ داری سے عہدہ برآ نہ ہو سکے اس کو ذکر لسانی بھی بنا دیں امید ہے کہ دونوں ذکر فائدہ دیں گے نیز آپ نے برادر عزیز حاجی محمد عاشق کے خط میں لکھا تھا کہ چالیس کا عدد پورا ہو گیا ہے۔ میرے مخدوم! یہاں آدھیوں کی بھی اجازت ہے کہ جن کا مجموعہ سو ہو جاتا ہے۔ والسلام

مکتوبات ۱۸۷

ایک ما کہ عورت کی طرف و عظ و بصیحت کے بارے میں تحریر کیا گیا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم حامداً و مصلياً، عمت پناہ و عفت دستگاہ ہمیشہ شفقہ محترمه اس مسکین کی جانب سے سلام عافیت انجام پڑھیں، مکتوب شریف پیچکر مسرت بخش ہوا چونکہ فقرا کی محبت کی خبر دینے والا اور بے مثل مطلوب کی طلب کا پتہ دینے والا تھا (اس لئے) مزید مسرت بخش ہوا،

امید ہے کہ اس محبت کی آگ بلند اور طلب کا شعلہ مشتعل ہوگا تاکہ ماسوا سے بیگانہ اور مطلوب حقیقی سے بیگانہ کر دے، بہر حال صحبت حاصل ہونے تک معمولات طاعات و عبادات کی پابندی اور وقت کو بیکار نہ اٹھانے میں صرف نہ کریں اور لہو و لعب میں مشغول نہ ہوں کہ اس کا نتیجہ حسرت و ندامت کے سوا کچھ نہیں ہے اور شرعی حلت و حرمت میں اچھی طرح احتیاط کریں اور امر و نہی کے مطابق زندگی گزاریں، حق تعالیٰ نے بندہ کو بیکار نہیں پیدا کیا اور اس کی مرضی پر نہیں چھوڑا ہے کہ جو کچھ سمجھے کرے، اس کا ہمیشہ خیال رکھیں کہ مولائے حقیقی نے اس کو اوامر و نواہی کا مکلف بنایا، بندہ اس کے بغیر چارہ نہیں رکھتا کہ اس کے مطابق عمل کرے ورنہ بندہ سرکش شمار ہوگا اور طرح طرح کے عذابوں کا مستحق ہوگا، اللہ تعالیٰ سبحانہ کی حمد ہے کہ آپ کے صاحبزادگان نیک توفیق رکھتے ہیں اور ان کا معاملہ ترقی پر ہے ان کے احوال پر رشک آتا ہے **زَادَهُمُ اللَّهُ تَعَالَى تَوْفِيقًا** اللہ تعالیٰ ان کو مزید توفیق عطا فرمائے [اس فقیر کو دعائے خیر و عاقباتہ توجہ سے غافل نہ جائیں (خدا کرے کہ) نعمت دوام ہمیشہ نصیب رہے۔

مکتوب ۱۸۸

سیادت پناہ شیخ محمد یوسف گردیزی کے نام ان کے خط کے جواب میں جو کہ انہوں نے مجلس کی رونق کے بارے میں لکھا تھا تحریر فرمایا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد لله وسلام علی عبادہ الذین اصطفی، الطاف نامہ گرامی کے صدور سے مشرف ہوا، اللہ سبحانہ کی حمد ہے کہ آپ عاقبت کے ساتھ وطن مالوف پہنچ گئے اور صاحبزادگان و متعلقین کو بخیریت پایا، جو خلعتیں بزرگوں سے عنایت ہوئی ہیں مبارک ہوں۔ دوستوں کے حلقے میں بیٹھنے اور متاثر ہونے اور بعض کے بیہوش ہونے اور سرور کائنات علیہ افضل الصلوات و اکمل التحیات کو دیکھنے کے بارے میں جو آپ نے لکھا تھا واضح ہوا اور خوشی کا باعث ہوا، اللہ تعالیٰ جل شانہ کا شکر بجالائیں اور مزید نعمات کے طالب رہیں، گوشہ نشینی کی طرف بہت زیادہ رغبت فرمائیں اور بکثرت ذکر میں مشغول رہیں، اور آخرت کا زاد راہ تیار کریں **وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّامَتْ لِيَخْبُتْ** [اور یہ شخص کہ یہ دیکھنا چاہے کہ اس نے کل (قیامت) کیلئے آگے کیا بھیجا ہے] اور یہ جو بعض لوگ بغیر اس کے کہ توحید کی جگہ گم پڑتے ہیں اور از خود رفتہ ہو جاتے ہیں اس کا راز ظاہر کہ دیدہ صحبت کی تاثیر ہے، دوستوں سے دعائے سلامتی خاتمہ کی امید کی جاتی ہے، والسلام علیکم وعلیٰ سائر من اتبع الہدیٰ والتزم متابعت المصطفیٰ علیہ وعلیٰ آلہ الصلوات والتسلیمات والبرکات العلیٰ۔

مکتوب ۱۸۹

محب علی ملتانی کے نام اُن کے احوال کی شرح اور خود پسندی و ریاضی کی باریکیوں کی رہائی حاصل کرنے پر ترغیب دینے اور قرآن مجید کی تلاوت کے کچھ کمالات اور ذکر و ذکر کے مذکور میں مجھ کو جانے کے بارے میں تحریر فرمایا۔

۲۳۸
حمد و صلوة و تبلیغ دعوات کے بعد عرض ہے کہ آپ نے جو خط بھیجا تھا اُس نے پہنچ کر مسرور کیا، حق سبحانہ (آپ کو) جمعیت کے ساتھ رکھے اور ترقیات کے دروازے کھول دے۔ اور آپ نے قصور لغزشوں اور گناہوں کی دید اور عجب و ریاضی کی باریکیوں کے ظہور اور اُن پر استغفار و گریہ و تضرع و زاری کے بارے میں لکھا تھا اس کے بعد دوسرے روز آپ نے دیکھا کہ ریاض و عجب (خود پسندی) آپ سے اٹھا دی گئی ہے لیکن چونکہ آدمی شرم محض ہے ابھی اس کی کچھ باریکیاں ہیں کہ آپ اُن پر مطلع نہیں ہوتے ہیں اور اپنے آپ کو مخلوق میں سب سے برا جانتے ہیں۔ میرے مخدوم! اس دید اور اس رہائی پر اللہ تعالیٰ جل شانہ کا شکر بجالائیں، عجب و ریاضی کی باریکیوں سے جو کہ شرکِ خفی ہے رہائی پانا ایک عظیم امر ہے جو کہ فناء اتم پر مترتب ہوتا ہے، صوفیہ عالیہ کا سلوک شرک کی انہی باریکیوں سے رہائی اور اخلاص کی حقیقت حاصل کرنے کے لئے ہے علم و عمل کو کتب شرعیہ میں واضح طور پر بیان کر دیا گیا ہے اور اخلاص صوفیہ عالیہ کی خدمت سے وابستہ علم و عمل اخلاص کے بغیر مقبول نہیں ہیں بے روح بدن کی مانند ہیں۔ اور دوسرے احوال جو کہ آپ نے دیکھے ہیں اور اپنی منزل کو آسمان کے اوپر پایا ہے اور آپ نے پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے کہ آپ کے حال پر توجہ رکھتے ہیں اور دوسرے وقت انہوں نے دستار آپ کو عنایت کی اور فرمایا کہ یہ خلعت ولایت ہے واضح ہوا، سب عمرہ و روشن ہے اپنے کام میں مشغول رہیں۔ آپ نے لکھا تھا کہ قرآن مجید کی تلاوت میں بہت زیادہ لذت حاصل ہوتی ہے۔ کیوں لذت نہ ہو کہ صفت حقیقی بتفسیر نفس جلوہ گر ہے اور صفت سے موصوف تک راستہ کھلا ہوا ہے۔

اندر سخن دوست ہنایا خواہم گشتن تا بر لب او بوسہ زخم چو نشن بخواند

[میں دوست کی بات میں پوشیدہ ہونا چاہتا ہوں تاکہ جب اس کو پڑھے تو میں اس کے لب کو بوسہ دوں]

آپ نے لکھا تھا کہ میں نے عشا کے حلقہ میں اپنے آپ کو بارگاہ رسالت پتہ میں محو پایا اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا منظر دیکھا چنانچہ میں کلمہ طیبہ کے ذکر کے وقت لا الہ الا اللہ انار رسول اللہ کہتا تھا۔

شاید کہ بے اختیار آپ کی زبان سے یہ کلمہ نکلا ہوگا اختیار سے اس قسم کا کلمہ نہیں کہا جاسکتا اگرچہ مغلوب الحال ہو، آپ نے لکھا تھا کہ آپ لطائفِ شتیہ میں ذکر نہیں پاتے ہیں۔ میرے مخدوم اذکر و توجہ و حضور اس وقت تک ہر کہ ذکر کا وجود درمیان میں ہے اور جب ذکر صحرائے عدم کو کوچ کرتا ہے اور تمام منتسبات اصل کی طرف لوٹ جاتے ہیں تو ذکر و حضور بھی اصل سے ملحق ہو جاتے ہیں اور حضور حضور ذاتی میں چلا جاتا ہے اس وقت عارف اپنے اندر ذکر دیکھتا ہے اور نہ حضور اس کے بعد اگر ذکر و حضور ہے تو خود بخود ہے اور اس مقام سے عارف کا حصہ استہلاک و انعدام ہے اور انابت و شکرِ خفی کا زائل ہونا ہے۔

از حضرت ذاتِ بہرہ استہلاک ست [ذاتِ تغالت تقدست حصہ استہلاک ہے] والسلام

مکتوب ۱۹

۲۳۹

دوست محمد بیگی کے نام نصیحت اور بعض کمالاتِ نماز کے بیان میں تحریر فرمایا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ حَامِدًا وَمُصَلِّیًّا، آپ کے دو خطوط نے پے درپے پہنچ کر مسرور کیا، اللہ سبحانہ کی حمد ہے کہ آپ عاقبت سے ہیں اور دوستوں کی یاد سے غافل نہیں ہیں، اور اصلاحِ باطن میں مشغول ہیں کوشش کریں کہ ترقی کی راہ ہمیشہ کھلی رہے، مَن اسْتَوَى یَوْمًا فَهُوَ مَحْبُوبٌ [جس شخص کے دو دن یکساں گزریں (یعنی ترقی نہ کرے) وہ خسارے میں ہے] زندگی کے سانس بہت عزیز و غنیمت ہیں کوشش کریں کہ بیفائدہ امور میں نہ گزر جائیں اور ہم اشیاء میں صرف ہوں۔ چاہئے کہ مراقبہ و ذکرِ لسانی، تلاوت و نماز اور حلقہ ذکر سے خالی نہ رہیں اور ان میں سے جس کسی کا کہ وقت تقاضا کرے اور جو جمعیتِ قلب زیادہ بخشنے اسی میں مشغول رہیں اور زبان سے کلمہ طیبہ کے تکرار پر زیادہ راجح رہیں اور یہ جو ہمارے حضرتِ عالی (مجدد الف ثانی) قدس اللہ سبحانہ بسرہ نے لکھا ہے کہ "بتدری اپنے اوقات کو ذکر کے ساتھ اس طرح معمور رکھے کہ فرائض و سنن مؤکدہ کی ادائیگی کے علاوہ اور کسی چیز میں مشغول نہ ہو، نقلی عبادتوں کو بھی موقوف رکھے یہ درست ہے لیکن آپ اس حکم سے مستثنیٰ ہیں، یہ حکم بتدیوں کے لئے خاص ہے آپ تو امورِ مذکورہ میں سے وقت جس کا متقاضی ہو اور جو زیادہ جمعیت بخشنے اور زیادہ کیف لائے اسی میں مشغول رہیں۔ اور آپ نے دنوں خطوں میں نماز سے تعلق رکھنے والی جو چیزیں لکھی تھیں ان کے مطالعہ نے بہت خوش کیا، خصوصاً یہ جو آپ نے لکھا ہے کہ "نماز پڑھنے میں جمعیت و لذت بہت حاصل ہوتی ہے اور نماز کے علاوہ کسی اور چیز میں مشغول ہونا اچھا نہیں لگتا اور جو حرف کہ نماز میں اپنے مخرج سے نکلے وہ مسرتوں کا اظہار کرتا ہے وہ

اس وقت میں اس خفیہ کو گویا ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جاتا ہے؛ اس بات نے بہت ہی مسرور کیا اور باطنی لذتیں بخشیں کسی نے خوب کہا ہے۔

اندر سخن دوست نہاں خواہم گشتن تا بر لبِ او بوسہ زخم چو نش بخواند

[میں دوست کی بات میں پوشیدہ ہو جانا چاہتا ہوں تاکہ جب وہ اس کو پڑھے تو میں اس کے لب کو بوسہ دوں]

جو حالت کہ نماز ادا کرنے کی حالت میں پیش آتی ہے وہ تمام حالات پر فوقیت رکھتی ہے اور ظہار کی آمیزش کے بغیر اصل کا پتہ دیتی ہے اور مقصد کے چہرے سے پردہ ہٹا دیتی ہے اور گوش و آغوش میں لاتی ہے اور سلام



۲۳۰

مشیخت مآب حافظ عبد الجلیل کے نام ان کے خط کے جواب اور بے مثل مطلوب کی طلب پر

ترغیب دینے کے بارے میں تحریر فرمایا۔

بسم الله الرحمن الرحيم حمداً لله العظيم ومصلياً على رسوله الكريم ما گرامی نامہ کے

صادر ہونے سے مشرف و شادماں ہوا، کیسی نعمت ہے کہ آزاد لوگ گرفتاروں کی یاد کریں اور ظاہری دوری کے باوجود (ہم) ناکارہ لوگوں کا خیال (آپ کے) خاطر شریف میں گزرے، بیشک پہلے سے اسی طرح ہونا آیا ہے اور محبتِ ازلی ظہور و اظہار کا سبب ہوئی ہے اور ذاتی بے نیازی کے باوجود مخلوق کو اپنی بارگاہ میں دعوت دی ہے اور اس بارگاہِ قدس کی طرف رہنمائی کی ہے اور ازراہِ کرم اس راہ کو کھولا ہے افسوس ہے کہ دعوت اور رہنمائی کے باوجود ہم اس بارگاہِ لایزال سے محروم اور دور ہوں اور نفس و خواہش کی قید میں رہیں۔

در جہاں شاہدے وما فارغ در قدرح بجرعہ وما ہشیار

بعد ازین دست من دامن دوست بعد ازین گوش من و حلقہ یار

[جہاں میں ایک معشوق (موجود) ہے اور ہم بے پرواہ ہیں، پیالہ میں کچھ شراب ہے اور ہم ہشیار ہیں، اس کے بعد ہمارا ہاتھ دوست کا دامن پکڑنے کا اور ہمارے کان میں معشوق کی غلامی کا حلقہ پڑا ہوا ہوگا]۔

اس تمام دوری و جدائی کے باوجود (یہ فقیر) دوستوں کی یاد سے غافل اور محبت کے لوازم سے خالی نہیں ہے، یہ مسکین بھی دوستوں سے دعا اور غائبانہ توجہ کی درخواست کرتا ہے، والسلام اولاً و آخراً۔

❖

مکتوب ۱۹۲

سیادت پناہ میر محمد ابراہیم کے نام ان کے خط کے جواب میں جو کہ انہوں نے نمازیں لذت حاصل کرنے کے بارے میں لکھا تھا اور محبت و اخلاص کے بارے میں تحریر کیا تھا۔

حمد و صلوة و ارسال تسلیمات کے بعد عرض ہے کہ آپ نے جو گرامی نامہ از راہ محبت بھیجا تھا موصول ہوا۔ آپ نے اپنے شوق و اضطراب کے بارے میں لکھا تھا، واضح ہوا، حق سبحانہ قادر ہے کہ احسن طریق پر ملاقات بيسر قریبائے چونکہ آپ کی محبت درست ہے امید ہے کہ فیوض و برکات کے اخذ کرتے ہیں یہاں کے موجود دوستوں سے پیچھے نہیں رہیں گے، فقیر نے بھی آپ کے بارے میں ایک بشارت پائی ہے اور آپ کی معیت کو بعض موجود دوستوں کی معیت سے زیادہ دیکھا ہے، ہم امیدوار ہیں کہ اس کے مطابق اثرات مترتب ہوں گے۔ آپ نے لکھا تھا کہ اکثر اوقات اپنے اندر سابقہ کیفیت کے علاوہ ایک کیفیت پاتا ہوں زیادہ گمان یہ ہے کہ اوپر کے مقام سے کچھ حصہ ملا ہوگا۔ بیشک اوپر کے مقام سے کچھ حصہ حاصل ہوا ہے کہ کیفیت مذکورہ جس پر مترتب لیکن یہ، اسی نیچے کے مقام میں ہے بغیر اس کے کہ اوپر کے مقام میں دخول ہوا ہو شاید کہ جو لذت و کیفیت کہ نمازیں حاصل ہوتی ہے الخ“ اسی نئی کیفیت کا اثر ہو۔ آپ نے لکھا تھا کہ بعض اوقات ایسا محسوس ہوتا ہے کہ رکوع و سجدہ کرنے والا کوئی دوسرا شخص ہے“ ہو سکتا ہے کہ یہ مبداً تعین ہو کہ سالک جس کے ساتھ بقا پاتا ہے۔

اعضائے وجود ہمگی دوست گرفت نامے ست زمن برین باقی ہمارا دست

[میرے وجود کے تمام اعضاء دوست نے لئے، میرا صرف نام مجھ پر باقی ہے اور باقی سب وہی ہے] سجدہ سے سزا ٹھانا کس طرح اچھا لگے جبکہ سجدہ کمال قرب کا مقام ہے حدیث الساجد و تسجد علی قد فی اللہ تعالیٰ قلبی تسجد و لیر غیب [سجدہ کرنے والا اللہ تعالیٰ کے دونوں قدوں پر سجدہ کرتا ہے پس بندہ کو سجدہ کرنا چاہئے اور رغبت سے کرنا چاہئے] آپ نے سنی ہوگی۔ آپ نے لکھا تھا کہ اس کا وجود جس وقت کہ تیری (خواجہ محمد معصوم) کی صورت تصور میں لاتا ہوں سب سے زیادہ لذت دیتی ہے اور عجیب کیفیت ہو جاتی ہے اور اپنے اندر عجیب فیض و انوار ملاحظہ کرتا ہوں اور اخلاص اس حد تک ہے کہ اگر اہل زیادہ پر ظاہر ہو جائے تو نزدیک ہے کہ وہ اپنی نا فہمی کے باعث تکفیر کریں“ میرے مخدوم ایسے سب حال کمال درجہ کی باطنی مناسبت اتحاد کی خبر دیتے ہیں امید ہے کہ اس کے مطابق معانی کو جذب کریں گے اور معیت کامل حاصل کریں گے، والسلام اولاً و آخراً۔

مکتوب ۱۹۳

بیادت پناہ میر محمد یعقوب کے نام ذکر و طاعات پر غیب دینے کے بارے میں تحریر فرمایا۔

الحمد لله وسلام على عباده الذين اصطفى، فرزند نور چشم کے مکتوب مرغوب نے پہنچ کر خوشوقت کیا، ذکر و فکر کے پابند اور حق سبحانہ کی خوشنودیوں کے حاصل کرنے میں سرگرم رہیں، جوانی کی قوت کو طاعات و عبادات میں صرف کریں، حدیث شریف شَابِ نَشَأَ فِي عِبَادَةِ اللَّهِ [مجملہ ان کے ایک وہ جوان ہے جس نے اللہ تعالیٰ کی عبادت میں تشوونما پائی ہو] آپ نے سنی ہوگی۔ ہم آپ جیسے جوانوں پر رشک کرتے ہیں، ہمارے ایام جوانی ہوا وہوں میں گزر گئے، اس وقت حسرت و ندامت نقد وقت ہے جوانی واپس نہیں آتی، لا حاصل کی تمنا حاصل ہے، وہی قصہ ہے کہ جو کسی شخص نے کہا تھا لَيْتَ الشَّبَابَ يَعُودُ [کاش کہ جوانی لوٹ آتی] آپ جو ہم سادہ سے پریشان نہ ہوں اپنے کام کے پابند رہیں اور استغفار کثرت سے کرتے رہیں، والسلام اولاداً آخراً۔

مکتوب ۱۹۲

شیخ محمد باقر لاہوری کے نام اس بارے میں تحریر فرمایا کہ مکان کو مناسب مکان کے ساتھ نسبت ہوگی۔

الحمد لله وسلام على عباده الذين اصطفى، آپ کا مکتوب شریف پہنچ کر مسرت بخش ہوا، خلیفہ وقت (بادشاہ) کے متعلق جو کچھ آپ نے لکھا تھا مفصلاً معاً، جو حق سبحانہ تمام کاموں کا انجام بخیر کرے اور خلیفہ وقت کو توفیق و انتقامت بخشے اور ان اکابر کے برکات اور نسبت سے کامل حصہ عطا فرمائے اور مجلس کی رونق اور دوستوں کے احوال کے بارے میں جو کچھ آپ نے لکھا تھا وہ (بھی) تفصیل کے ساتھ واضح ہوا اور خوشنودی و مسرت کا سبب ہوا، حق سبحانہ دوستوں کو ہمیشہ ترقیات میں رکھے اور فیوض کے دروازے کھولے رکھے۔ آپ نے لکھا تھا کہ "جہان آباد" میں جس جگہ میں نے قیام کیا وہ اس قدر بے فیض تھی کہ کیا لکھے، جب میں نے وہاں چند روز نشست و برخاست کی تو اس کے بعد وہ جگہ اس قدر انوار سے گھری ہوئی ظاہر ہوتی ہے کہ جانب نوق میں وہ عرش سے اوپر گزر گئی اور جاتی تخت میں تخت الٹری سے بھی تجاوز کر گئی، گویا اس جگہ نے اس فقیر کے مزاج و زوال کے ساتھ فنا و بقا حاصل کر لی، یہ انکشاف

۲۴۲
لہ یہ ایک طویل حدیث کا ٹکڑا ہے جس میں ایسے سات اشخاص کا ذکر ہے جو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے عرش کے سایہ میں ہوں گے۔

ظاہری محسوسات کی مانند ہے کہ (اس میں) شک کی گنجائش نہیں ہے۔ بیشک ایسا ہوا ہوگا، و
 لِلْأَرْضِ مِنَ كَأْسِ الْكِرَامِ نَصِيبٌ [بزرگوں کے پیالے سے زمین کے لئے (بھی) حصہ ہے] مکان کو صاحب
 مکان کے ساتھ ایک خاص اتصال اور ہمسائیگی کا حق ہوتا ہے اور وہ (مکان) صاحب خانہ کے
 انوار و برکات کا امیدوار ہوتا ہے، یہیں سے بیت اللہ شریف کی بزرگی و عظمت کو قیاس کرنا اور
 اُس کے انوار و برکات کو سمجھنا چاہئے (اگرچہ) مال اللذائب ورب الارباب [چہنبت فلک ابا عالم پاک]
 ہمارے حضرت عالی (مجدد الف ثانی) قدس سرہ بھی اپنے رہائشی مکانوں کے انوار و برکات
 بیان فرمایا کرتے تھے اور ان مقامات کے عجائب و غرائب کا اظہار فرمایا کرتے تھے اور جو ان مکانات
 کے قرب و جوار میں تھے ان کی برکات بھی بیان فرمایا کرتے تھے اور سفروں میں جس منزل اور بستی اور
 شہر میں وہ فروکش ہوتے تھے ان شہروں اور بستیوں کے حقائق ان پر ظاہر ہو جاتے تھے بعض لوگ
 ان حقائق کو مانتے ہیں اور بعض ان حقائق کے منکر ہیں۔ والسلام اولاً و آخراً۔

مکتوب ۱۹۵

مخدوم زادہ عالی جاہ شیخ محمد خلیل اللہ کے نام ان کے احوال کی شرح میں تحریر فرمایا۔
 حمد و صلوة کے بعد فرزند توجہ چشم سے عرض ہے کہ یہاں کے حالات ہر طرح سے ذوالجلال
 (اللہ تعالیٰ) کی حمد کے لائق ہیں، اللہ سبحانہ سے آپ کی عاقبت اور ظاہری و باطنی استقامت اور حقیقی
 و معنوی ترقی درجات کے لئے دعا کی گئی ہے۔ آپ نے جو خط ازراہ محبت بھیجا تھا پہنچا اور بشارت والے
 جو احوال آپ نے لکھے تھے ان کے مطالعہ نے لطف اندوز کیا، حق سبحانہ پوشیدہ معانی کو تختِ ظہور پر
 لائے اور قوت سے فعل تک پہنچا۔ خط لکھنے وقت میں نے آپ کو خلعت سے آراستہ تعینِ جنتی کے
 دروازے پر پایا اور وصول معلوم ہوا داخلہ ابھی تک شخص میں نہیں آیا ہے اور حقیقت احمدی اگر
 ۲۲۳
 نفس حقیقت کعبہ ہے جیسا کہ ہمارے حضرت عالی (مجدد الف ثانی) قدس سرہ کی بعض عبارتوں سے معلوم
 ہوتا ہے تو وہ (آپ کو) حاصل ہے توجہ کی ضرورت نہیں ہے اور اگر تعینِ جنتی ہے تو وہ بھی حاصل ہو رہی
 ہے اور اگر کوئی دوسرا امر ہے تو توجہ کا محتاج ہے امیدوار رہیں۔ اور یہ جو آپ نے دیکھا ہے کہ فقیر
 (خواجہ محمد معصوم) آپ کے حق میں کہتا ہے کہ اس کا ہاتھ میرے ہاتھ کا قائم مقام ہے "مناسبت کاملہ
 کی خبر دیتا ہے اور اتحادِ باطنی کا پتہ دینے والا ہے۔ آپ نے لکھا تھا کہ "اگرچہ حکم بارگاہِ قیومیت کے

باریاب حضرات کے حق میں بے ادبی ہے اے "فقیر اس قسم کی عبارتوں سے جو کہ اس ناکارہ کے بارے میں لکھی جاتی ہیں راضی نہیں ہے، خیر جو ہوا سو ہوا آئندہ ایسا نہ لکھا کریں . . . خط لکھنے کے بعد دوسری دفعہ جو توجہ واقع ہوئی تو معلوم ہوا کہ آپ کو اس حقیقت میں دخول میسر ہو گیا، وَالْعِلْمُ عِنْدَ اللَّهِ مُبْتَحَانًا اور اللہ سبحانہ ہی بہتر جانتا ہے) اگر آپ کی ولایت، ولایت محمدی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام ہے تو یہ دخول و بحق بطور اصالت ہے ورنہ بطور متابعت و فرع ہے، والسلام اولاً و آخراً۔

مکتوبات ۱۹۶

ملا محمد امین حافظ آبادی کے نام بعض کمالات نماز کے بیان میں تحریر فرمایا۔
 حمد و صلوٰۃ و تبلیغ دعوات کے بعد عرض ہے کہ جو خط آپ نے بھیجا تھا اُس نے پتھر خوش وقت کیا، آپ نے لکھا تھا کہ "بعض اوقات فرض نماز کے اندر خصوصاً امامت کی حالت میں ایک کیفیت رونما ہوتی ہے کہ گویا اس تعالیٰ شانہ کی عظمت کے خوف سے جسم گھل جاتا ہے اور سجدے کے وقت میں جی نہیں چاہتا کہ سر سجدہ سے اٹھایا جائے" اس کے مطالعہ نے محظوظا و مسرور کیا، حق سبحانہ اس نماز کے کمالات سے اکمل حصہ عطا فرمائے اور اس کی حقیقت سے پردہ کھول دے۔ نماز مؤمن کی معراج ہے حالت معراجہ کا نمونہ نماز میں ظاہر ہوتا ہے، سجدہ کرنے والا اللہ تعالیٰ کے دونوں قدموں پر سجدہ کرتا ہے پس سجدہ کرنا چاہئے اور خوب رغبت سے کرنا چاہئے، اُس شخص کے لئے خوشخبری ہے جس کو اُس نماز کے آداب و شرائط کے ادا کرنے کی توفیق دی گئی اور اس کے ارباب اور اس کے طویل سجدوں اور اس کے قیام اور اس کی صورتوں سے اس کے حقائق کی طرف عروج سے کچھ حصہ حاصل کیا، والسلام علی من اتبع الهدی۔

مکتوبات ۱۹۷

۲۷۷

حافظ ابواسحق تنہ آئی کے نام خواب کی تعبیر اور قلب و نفس کی حقیقت کے بیان میں تحریر فرمایا۔
 بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ مُحَمَّدٌ اَعْلٰی وَسَلَّمَ عَلٰی عِبَادَةِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی، گرامی نامہ پہنچ کر مسرت بخش ہوا۔ یہ جو حضرت اسحاق علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے خواب میں آپ کو بڑا لگا بھیجا ہے اور انہوں نے آپ کو مکہ (مکرّمہ) طلب کیا ہے اس کے بعد آپ نے چند مرتبہ مکہ معظمہ کو خواب میں دیکھا

عمرہ و مبارک ہے اور حضرت اسحاق علیہ السلام کے ساتھ باطنی نسبت کی خبر دینے والا ہے اور اس خواب کے بعد مکہ مبارکہ کو دیکھنا اس معنی کی تائید کرتا ہے کیونکہ کعبہ معظمہ کو ان حضرت اور ان کے والد بزرگوار اور بھائی علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ ایک خاص خصوصیت ہے۔ دو تین مرتبہ جو آپ نے خود کو برہنہ پایا ہے اور جب آپ نے لباس پہن لیا تب بھی برہنہ پایا، اس کی تعبیر فنا اور تعلقات کا منقطع ہو جانا ہے اور فنائے قلب جو آپ محسوس کرتے ہیں اس دید کو تقویت دینے والی ہے اور کامل انقطاع فنائے نفس اور اس کے اوصاف و اخلاق ذمیمہ اور انانیت و خود سری اور احکام الہی جل شانہ سے سرتابی سے جو کہ اس کی سرشت میں ودیعت ہے باہر نکل جانے پر موقوف ہے، فنائے قلب میں اشیا کے علم حصولی کا زائل ہونا ہے نفس حاضر اس مقام میں ابھی قائم ہے اور اس کا علم حضوری اپنی جگہ پر ہے، اس فنا میں اگرچہ علاقہ آفاق سے ربانی پا چکا ہے اور اپنے غیر کی گرفتاری سے منقطع ہو چکا ہے لیکن نفس کے فتنوں سے پوری طرح خلاصی نہیں پائی ہے اور اس (نفس) کی انانیت سے کلی طور پر نجات نہیں پاسکا ہے، فنائے قلب میں علم حصولی کا زائل ہونا اور علاقہ آفاق سے نکل جانا کافی ہے اس لئے کہ اس کی بیماری ذاتی نہیں ہے عرضی ہے اور اس کا مرض اندرونی نہیں بیرونی ہے، بیرونی تعلقات کا زائل ہونا اس کے تزکیہ و تطہیر میں کافی ہوتا ہے اور آفاق کا نسیان اس کے حق میں فنا بخشنے والا ہے اور فنائے نفس میں علم حضوری جو کہ نفس حاضر سے عبارت ہے اس کا زوال ناگزیر ہے۔ آفاقی تعلقات کا فنا ہونا اس (فنائے نفس) میں کافی نہیں ہوتا اس کا مرض ذاتی ہے جب تک وہ درمیان میں ہے، بلائے جان ہے عرض تو باش اصلا کمال این ست و بس [تو ہرگز نہ رہ (یعنی خود کو مٹانے) کمال ہی و ادب] اس معاملہ کی تفصیل اور اس بات کی تحقیق کہ تکالیف شرعیہ و احکام بشریت کے باقی رہنے کے باوجود نفس حاضر کا زائل ہونا کس معنی میں ہے دوسرے مکتوبات میں مذکور ہے عرض می باش و باش مشکل این ست [رہ بھی اور نہ بھی رہ مشکل یہ ہے] والسلام

مکتوب ۱۹۸

۲۴۵ مرزا محمد صادق لیسر نصیر خاں کے نام فنائے قلب کی علامت اور صفات کے بدل جانے کی حقیقت

اور اس واقعہ کی تعریف میں تحریر فرمایا جو کہ انھوں نے دیکھا تھا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم حمد و صلوٰۃ و ارسال تسلیمات کے بعد عرض ہے کہ مکتوب شریف پہنچ کر مسرت بخش ہوا۔

سلامتی اور عافیت کے ساتھ رہیں اور شریعت و سنت کے طریقے پر قائم رہیں۔ آپ نے لکھا تھا کہ شیخ محمد حسین کے ساتھ صحبت رکھنا اور توجہ لیتا ہوں ان چند روز میں انھوں نے ذکر سلطانی و فنائے قلب کی طرف اشارہ فرمایا ہے کہ (حاصل) ہو گئے ہیں۔ میرے مخدوم! فنائے قلب کی علامت یہ ہے کہ ماسوا کے حق جل و علا کا خیال دل سے مطلق طور پر اس طرح چلا جائے کہ اگر تکلف کے ساتھ (بھی) ماسوا کو یاد کرے تو اس کو ہرگز یاد نہ آئے، یہ حالت ولایت کے طریقوں میں پہلا قدم اور اولین کمال ہے جو کہ دوسرے کمالات کے لئے شرط ہے۔ یہ نعمت جو آپ کو اس تھوڑی سی مدت میں حاصل ہوئی ہے بہت بڑی نعمتوں میں سے ہے اللہ تعالیٰ کا شکر بجالائیں اور ترقیات کے منتظر رہیں۔ آپ نے لکھا تھا کہ "دلغ میں کبھی کبھی حرکت پانا ہوں، کیا فنائے نفس حاصل ہوئی ہے یا نہیں؟" میرے مخدوم! فنائے نفس ایک دوسرا امر ہے (جو کہ) دلغ کی حرکت سے کوئی سروکار نہیں رکھتا، علم حضوری کو جو کہ (اس کی) ذات کے ساتھ تعلق رکھتا ہے علم حصولی کی طرح راستہ میں چھوڑ دینا چاہئے تاکہ فنائے نفس حاصل ہو جائے جیسا کہ علم حصولی کا نائل ہونا فنائے قلب سے تعلق رکھتا ہے۔ اور آپ نے مراقبہ میں اپنے اوپر صفات کا بدل جانا جو لکھا تھا عمدہ ہے، گویا آپ ایک شان سے دوسری شان میں جاتے ہیں۔ آپ نے لکھا تھا کہ "مشغولی (مراقبہ) میں دیکھتا ہوں کہ ایک خوبصورت ضعیفہ ہے جو فقیر (خواجہ محمد معصوم) کے سامنے ظاہر ہوئی اور کہا کہ آنسو وری اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی طینت (گندھی ہوئی مٹی) کا باقی ماندہ حصہ گردن سے اوپر حضرت عالی (مجدد الف ثانی) سے مرجم کو عطا ہوا، کچھ اور جو اس میں سے باقی بچ رہا تھا فقیر (خواجہ محمد معصوم) کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ ابرو سے اوپر اس کو عطا ہوا" میرے مخدوم! حضرت عالی (مجدد الف ثانی قدس سرہ) کی پیدائش کا نبی کریم علیہ علی آلہ الصلوٰۃ والسلام کی بقیہ طینت سے ہونا حضرت عالی (مجدد الف ثانی قدس سرہ) کے اسرار میں سے ایک عظیم ستر ہے سجدہ شکر بجالائیں کہ اس قسم کے اسرار آپ کو حال میں دکھائے گئے ہیں، (یہ) مناسبت کامل کی خبر دیتا ہے اگرچہ دونوں جگہ میں محل پیدائش کے تعین میں فرق واقع ہوا ہے۔ دیگر یہ کہ شیخ عبدالحق ہمارے بہت اچھے دوستوں میں سے ہیں اور صاحب کمالات ہیں اگر آپ ان کے ساتھ صحبت رکھیں اور (ان سے) توجہ لیں تو گنجائش رکھتا اور بہتر ہے والسلام علیکم وعلیٰ سائر من اتبع الہدی۔

مکتوب ۱۹۹

۲۲۶

شیخ عبدالحق بنگالی کے نام طالبین کے لئے سے ڈرتے اور کانپتے رہتے اور اللہ تعالیٰ جل شانہ

کی تدبیر سے غافل تر رہنے اور بعض کمالاتِ محبت کے بارے میں تحریر فرمایا۔

حمد و صلوة و ارسالِ تسلیات کے بعد عرض ہے کہ مکتوب شریف پہنچ کر مسرت بخش ہوا۔ آپ نے لکھا تھا کہ ہم نے اس سے پہلے ایک خطِ جهان آباد سے بھیجا تھا۔ میرے مخدوم! معلوم نہیں کہ وہ خط ہمیں پہنچا بھی یا نہیں، اگر پہنچا ہوگا تو اس کا مضمون ذہن میں نہیں ہے۔ آپ نے لکھا تھا کہ اس سفر میں بہت سے لوگ خاص طور پر قبائل کے اکثر منکر افراد طریقہ عالیہ میں داخل ہوئے ہیں، اللہ سبحانہ کی حمد ہے، ان کے احوال میں اچھی طرح مشغول ہوں اور حلقہ ذکر و مراقبہ کو سرگرم رکھیں اور طالبین کے آنے سے ڈرتے اور کانپتے رہیں اور تدبیر خداوندی جل شانہ و عز و بانہ سے بے خوف نہ ہوں اور ہمیشہ التجا، تضرع اور زاری کرتے رہیں، ایسا نہ ہو کہ مقصدِ اعلیٰ میں خلل واقع ہو جائے اور مخلوق میں مشغول ہوتا (قرب) حق سبحانہ سے روک دے اور طالبین کی کثرت اس شخص کی خشکی (کستی) کا سبب نہ ہو جائے، بہر حال دوستوں سے صحبت بھی رکھیں اور استغفار و تضرع کو بھی نہ چھوڑیں [اعمال و استغفار] عمل کر اور استغفار کریں۔ دن رات میں ایک دو وقت خلوت کے لئے مخصوص کریں اور اس وقت میں بکثرت ذکر کرنے، گناہوں اور لغزشوں کو یاد کرنے اور توبہ و انابت کرنے کو غنیمت جانیں اور (ہم) دُور افتادہ دوستوں کو دعائے خیر سے یاد کریں۔ اپنے میرزا محمد صادق و حسن بیگ کی محبت و اخلاص کے بارے میں لکھا تھا بیشک فیوض و برکات کا اخذ کرنا محبت کے مطابق ہے کہ وہ پوشیدہ معانی کو جذب کرتی اور محب کو محبوب کے رنگ میں رنگ دیتی ہے اور فنا و بقا جو کہ ولایت کے ارکان ہیں محبت کا ثمرہ ہیں اگر محبت نہ ہوتی تو ظہور و اظہار اور وجود و ایجاد کا دروازہ کون کھولتا اور طالبِ محبوب کی طرف رہنمائی کون کرتا۔ والسلام علیکم وعلیٰ سائرین اتبع الہدی۔

مکتوبات

شیخ منصور جان ندری کے نام اُن کے احوال کی شرح میں تحریر فرمایا جو کہ بعض اسرار پر مشتمل ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ حَامِدًا وَمُصَلِّيًا، اللہ تعالیٰ فیوض کے دروازے ہمیشہ کھلے رکھے،
 آپ کا مکتوب شریف جو کہ سرور کائنات علیہ السلام کی صحبت اور اس کا اثر ظاہر ہونے
 کی بشارت اور نیز جس وقت کہ آپ نماز میں ایک جماعت کے امام تھے نماز ادا کرنے کے بعد جب آپ نے
 خاص اپنے لئے دعا کی تو قبولیت کا اثر ظاہر ہونے اور جب آپ نے مقتدیوں کی جماعت کو دعاؤں
 میں شریک کیا تو قبولیت کے آثار ظاہر ہونے اور دیگر کیفیات و احوال پر مشتمل تھا پہنچ کر مسرت بخش ہوا،

اللّٰهُمَّ زِدْ لِيْ اَشْرًا اور زياده فرما) آپ نے لکھا تھا کہ "حقیقۃ الحقائق کے ساتھ الحاق جو آپ نے پایا آیا تعین جی کے ساتھ (الحاق) ہے یا نہیں" جو کچھ سر دست سمجھ میں آتا ہے (وہ یہ ہے کہ) تعین جی کے ساتھ (الحاق) ہے اور اس کے موافق خلعت و زینت بھی مشہور ہوتی ہے۔ آپ نے لکھا تھا کہ اس تعین میں ایک طرح کی محبوبیت محسوس ہوتی ہے۔ کیوں محسوس نہ ہو کہ (یہ) حبیب رب العالمین علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام کی حقیقت ہے جو کہ محبوبوں کے سردار اور مرادوں کے رئیس ہیں، اگر محبوبیت اس تعین میں نہ ہوگی تو کہاں ہوگی۔ غرضیکہ جو شخص اس مقام کے وصول سے مشرف ہو جائے وہ اس معنی سے بہرہ مند ہے خواہ اصالتاً پہنچا ہو یا کسی دوسرے کے طفیل اور ضمنی طور پر پہنچا ہو علی تفاوت الدرجات الفریقین [فریقین میں درجات کے تفاوت کے مطابق] اللہ سبحانہ و تعالیٰ حقائق اشیا اور تمام امور کو بہتر جانتا ہے والسلام علی من اتبع الهدی۔

مکتوب ۳

سیادت پناہ سید ابوالخیر شاہ آبادی کے نام حضرت پیر دستگیر (مجد الف ثانی) رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت کی بعض خصوصیات کے بیان میں تحریر فرمایا۔

حد و صلوة و تبلیغ دعوات کے بعد عرض ہے کہ آپ کے مکتوب شریف نے پنچکر خوش وقت کہا، آپ نے اپنے احوال کے بارے میں یہ جو لکھا ہے کہ "وجود کے بوجھ سے جو کہ اس ناتوان ہستی پر پڑتا ہے اس طرح کا ہو جانا ہوں جیسا کہ کسی کمزور چیونٹی پر بہت بڑے پہاڑ کا بوجھ آ پڑے، فَلَمَّا بَعَثْنَا رَبِّيَّ لِلْجَبَلِ جَعَلَهُ دَكًّا وَخَرَّ مُوسَىٰ صَعِقًا" [پھر جب تجلی فرمائی اس کے رب نے پہاڑ کی طرف دیکھی، اس کو ڈھا کر برابر کر دیا اور موسیٰ بیہوش ہو کر گر پڑے] واضح ہوا، اللّٰهُمَّ زِدْ لِيْ اَشْرًا اس کو اور زياده فرما) امید ہے کہ یہ بار بشارت کے آثار کو پوری طرح اٹھادے گا اور بار خوشگوار لائے گا۔ آپ نے لکھا تھا کہ "حضرت عالی (مجد الف ثانی قدس سرہ) کا کلام مرتبہ ذات بحت سے ہے اور باقی تمام بزرگوں کا کلام مرتبہ صفات یا اطلاق صفات سے ہے" میرے مقدم! حضرت عالی (قدس سرہ) کی نسبت اصحاب کرام کی نسبت ہے اور یہ نسبت ایک آخریت ہے جو کما ولایت کے رنگ میں ظاہر ہوتی ہے، اس نسبت شریفہ کو دوسرے بزرگوں کی نسبت کے ساتھ کیا نسبت ہے، ان نسبتوں نے نفس کی قید سے رہائی نہیں پائی اور اس کے باوجود انہیں سنی ہیں اور یہ نسبت عزیز و آفاق و انفس کے باوجود کی خوبینہ والی ہے اور عذب و سلوک سے باوردار ہے، کہانک لکھا والسلام

مکتوبات ۲۰۲

صلاح آثار صوفی پابندہ محمد کابلی کے نام ان کے احوال کی شرح میں تحریر فرمایا۔
 الحمد للہ و سلام علی عباده الذین اصطفیٰ، آپ کے مکتوب شریف نے پہنچ کر مسرور کیا، حق سبحانہ
 ظاہری و باطنی جمعیت کے ساتھ رکھے اور شریعت و طریقت کے راستے پر استقامت عطا فرمائے، آپ نے
 لکھا تھا کہ میں ان دنوں اپنے آپ کو تعینِ حجتی میں داخل پایا ہوں بلکہ مرکز سے بھی حصہ معلوم ہوتا ہے
 اور تنہا سکوت میں اور دوستوں کے حلقہ میں جب مراقبہ میں ہوتا ہوں تو سب کو نور محمدی علیہ و علیٰ
 آلہ الصلوٰۃ والسلام احاطہ کر لیتا ہے۔ میرے مخدوم ایہ نسبتِ عالیہ عنقائے نادر کا حکم رکھتی ہے اور
 عقل و ہوش اس کے تصور و خیال سے لرزتے ہیں، اللہ تعالیٰ اس معنی کے حصول کو مبارک و مسعود فرمائے،
 اور جماعتِ کثیرہ کی ہدایت کا سبب بنائے اور احاطہ نور سب کو صاحبِ نور تک پہنچائے اِنَّ قَرِیْبًا مِّنْ
 [بیشک وہ قریب اور قبول کرنے والا ہے] جو واقعہ کہ آپ نے دشمن کی شکست کے بارے میں دیکھا ہے اور میرے
 فرزند کے خط میں لکھا ہے مطالعہ کیا اس بارے میں توجہ و دعا کو زیادہ سے زیادہ عمل میں لائیں کہ حق تعالیٰ مسلمانوں
 کو فتنوں سے اپنی حفاظت میں رکھے اور امن و امان میں لائے، والسلام اولاً و آخراً۔

مکتوبات ۲۰۳

میر سید اسرائیل کے نام اس بیان میں کہ حقیقی دیدار کا آخرت میں وعدہ کیا گیا ہے اور دنیاوی
 مشاہدات سب ظلال سے وابستہ ہیں اور نماز کے بعض کمالات کے بیان میں تحریر فرمایا۔
 الحمد للہ و سلام علی عباده الذین اصطفیٰ، اللہ تعالیٰ فیوض کور و ازبے کھلے رکھے، نامہ نامی
 و مکتوب گرامی جو کہ آپ نے اس مسکین کے نام ارسال کیا تھا اس کے ورود سے مشرف ہوا۔ آپ نے ظاہری
 ناگزیر دوری کے رنج و غم کا اظہار کیا تھا، اس جانب سے بھی حدیثِ شوقِ پُر صعبین اور المؤمنین میرا آؤ
 المؤمنین [مؤمن، مؤمن کا آئینہ ہے] کو ملحوظ رکھیں، کیا کیا جائے دنیا جدائی کا مقام ہے ملاقات کا مقام آخرت
 ہے، حق سبحانہ احسن و جود کے ساتھ وہاں یکجا کرے اور اس (ظاہری) جدائی کی تلافی فرمائے اور حق جل و علا
 کی ملاقات بھی آخرت کے ساتھ موعود ہے، مَنْ كَانَ يَرْجُوا لِقَاءَ اللَّهِ فَإِنَّ أَجَلَ اللَّهِ لَآتٍ وَ هُوَ
 السَّمِيعُ الْعَلِيمُ

جو کوئی بھی اللہ تعالیٰ کی ملاقات کا امیدوار ہے تو وہ جان لے کہ بیشک اللہ تعالیٰ سے ملاقات کا وقت (آخرت میں) یقیناً آنے والا ہے اس لئے کہ موت آخرت کے مقدمات میں سے ہے، جن مشاہدات و معانیات سے دنیا میں تسلی حاصل کی جاتی ہے وہ سراب کی مانند ہیں کہ پیاسا ان کو پانی سمجھتا ہے اور عالی ہمت شخص ان پر فریفتہ نہیں ہوتا اور سراب سے سراب نہیں ہوتا اور دنیاوی مشاہدات سب ظلال سے وابستہ ہیں اور خیال کی قید سے آزاد نہیں ہیں، جو کچھ دیکھا اور جانا گیا وہ سب کا سب غیر ہے ہاں نماز چونکہ مومن کی معراج ہے اور کامل نمازی نماز کی ادائیگی کے دوران دنیا سے باہر ہو جانا اور عالم آخرت سے جا ملتا ہے اس لئے اگر نماز کی ادائیگی کے وقت میں اس نعمت کا نمونہ جو کہ آخرت کے ساتھ موعود ہے رونما ہونو گنجائش رکھتا ہے، دنیا آخرت کی کھیتی ہے یہاں کھیتی میں جس قدر بھی اضافہ کیا جائے گا اس کا اجر اتنا ہی بھر پورا اور اکمل ہوگا اور آخرت میں قرب و شہود کے مراتب اسی قدر زیادہ حاصل ہوں گے اور زراعت میں اضافہ یا کیفیت میں ہوتا ہے یا کمیت (مقدار) میں اور جو کہ معتبر ہے وہ کیفیت میں اضافہ ہوتا ہے اس لئے کہ کمیت میں اضافہ تو عوام سے بطور میں آتا ہے اور کیفیت میں اضافہ خواص کے ساتھ ہی مخصوص ہے اس لئے کہ ان کے نفوس فنا و بقا کی نعمت کے ذریعے طمانیت سے جا ملنے اور آمارگی سے رہائی پالیتے ہیں اور اس راہ سے طاعات و عبادات بھی ریا و رقائوق شرک سے بعید اور اخلاص سے قریب اور قبولیت کے بہت ہی نزدیک ہو جاتی ہیں، طریقہ عالیہ کا سلوک حقیقت اخلاص کے بلا تامل و بے تکلف حاصل کرنے کے لئے ہے جو کہ فنا و اطمینان نفس اور حقیقت بندگی کے حصول پر موقوف ہے کہ یہ سب امور رقائوق شرک سے آزادی حاصل کرنے سے وابستہ ہیں تاکہ اسلام حقیقی رونما ہو اور حقیقت نماز اور دیگر تمام طاعات کی حقیقت جلوہ نما ہوتی ہے کہ مطلوب کو جال میں لے آئیں اور عنقا کو شکار کر لیں۔

عناق شکار کس نشو ورام باز ہیں [عناق کو کوئی شکار نہیں کر سکتا تو اپنا جال اٹھالے]

بزرگوں نے کہا ہے کہ فنا و بقا کا علم صحت نیت اور بندگی میں خلوص پر مبنی ہے اور اس کے باسوا مغالطہ و زندقہ ہے، اللہم آرننا حقائق الاشیاء کما ہی و جبتنا عن الاستیغال بالملکاتھی

پھر مزمع من زاغ بصرہ و فاطغی علیہ و علی الہ الصلوٰت و التسلیمات العلی [لے اللہ! ہمیں اس ذات کے طفیل جس کی آنکھ نے کجی نہیں کی اور نہ وہ آنکھ ہوگی علیہ و علی الہ الصلوٰت و التسلیمات العلی کے طفیل اشیا کی حقیقتیں دکھادے جیسی کہ وہ ہیں اور ہم کو لہو و لعب کے کاموں میں مشغول ہونے سے بچا]

والسلام اولاً و آخراً

مکتوب ۲۰۴

شیخ انور نورسائی کے نام ان کے احوال کی تعبیر میں تحریر فرمایا۔

۲۵۰

حق سبحانہ و تعالیٰ کمال کے اعلیٰ مرتبہ تک ترقی عطا فرمائے، جو مکتوب کہ آپ نے بھیجا تھا وہ پہنچ کر فرحت افزا ہوا، اور یہ جو (حال میں) کہا گیا ہے کہ آپ کو قطب العالم سے موسوم کر دیا گیا ہے، کمالاتِ قطبیت کے حصول کی بشارت ہے نہ کہ منصبِ قطبیت کی، اور اسی طرح یہ جو آپ نے دیکھا ہے کہ ایک تخت پر کہ جس پر یہ فقیر (خواجہ محمد معصوم) ہے آپ کو اپنے ہمراہ لے لیا ہے اس کی تعبیر بھی پہلے حال کی تعبیر کی مانند ہے۔ آپ نے لکھا تھا کہ رخصت کے وقت آپ (خواجہ محمد معصوم) نے کہا تھا کہ تمہاری نسبت اعلیٰ ہے اور میں تم کو دیکھتا ہوں کہ تم زر و زیور کے ساتھ آراستہ ہو لیکن آپ نے یہ نہیں بتایا کہ وہ کونسی نسبت ہے جو کہ عالی ہے۔ میرے مخدوم! جو نسبت کہ آپ رکھتے ہیں اور وہ آپ کا نقدِ وقت ہے وہ علو سے موصوف ہے تعین کی ضرورت نہیں رکھتی، آپ نے حقیقتہً الحقائق کے ساتھ مشرف ہونے کے بارے میں لکھا تھا، عمرہ و واضح اور مبارک ہے۔ آپ نے مجلس کی رونق اور صحبت کی تاثیر کے بارے میں جو کچھ لکھا ہے اس پر اللہ جل شانہ کا شکر بجالائیں اور طالبین کے احوال میں خوب اچھی طرح مشغول ہوں اور توجہات دیں لیکن حق جل و علا کی تدبیر سے ڈرنے اور لرزتے رہیں، فَلَا يَأْمَنُ مَكْرًا اللّٰهُ إِلَّا الْقَوْمَ الْخَاسِرُونَ (پس اللہ تعالیٰ کی خفیہ بیک کوئی بے فکر نہیں ہوتا بجز ان کے جن کی شامت ہی آگئی بہرہ والسلام

۲۵۱

مکتوب ۲۰۵

مخدوم زادہ عالی منقبت شیخ عبداللہ کے نام ان امور کے بارے میں تحریر فرمایا جو کہ ولایتِ احمدی و تعینِ حجتی سے تعلق رکھتے ہیں۔

الحمد لله على نعمائه والصلوة والسلام على افضل انبيائه وعلى اله واصحابه وسائر اوليائه، گرامی نامہ جو کہ فقرہ ہائے شوق و شہدائے شورا انگیز پر مشتمل تھا پہنچ کر مسرت بخش ہوا۔ آپ نے اعلیٰ کیفیات و احوال کے بارے میں جو کچھ لکھا تھا واضح ہوا (اس میں) تحریر تھا کہ ولایتِ احمدی تک پہنچنے کے بعد جو کہ ہر امر محبوبیت ہے عارف محبوبیت کے رنگ میں رنگ جانے والا ہوجاتا ہے اگر چہ

انعکاس کے طور پر ہوا اور اپنے آپ کو بھی اس رنگ کے ساتھ رنگا ہوا پاتا ہے اور تیر محبوبیت کے لباس کے ساتھ طلبوس پاتا ہے، اس نکتہ کا حل (تحریر) فرمائی کہ لباس مذکور ولایتِ محمدی میں دخول کے باعث ظاہر ہوا ہے یا یہ جدا ہے اور جو حصہ کہ ولایتِ احمدی کی راہ سے معلوم ہوتا ہے وہ جدا ہے۔

لے سعادت آثار! اگر اس ولایت تک پہنچنے سے پہلے اس لباس کے ساتھ اپنے آپ کو طلبوس پلتے تھے تو جدا ہونے کا احتمال قوی ہوگا اور اگر وصول کے بعد یہ لباس ظاہر ہوا ہے تو ظاہر یہ ہے کہ اس کا باعث یہی ولایت ہے اور جو کچھ ظاہری نظریں آتا ہے وہ بھی یہی ہے کہ دونوں اسی ولایت سے پیدا ہوئے ہیں جو کہ سراسر محبوبیت ہے، جدا ہونا مفہوم نہیں ہوتا اور عموم و خصوص کی نسبت جو آپ نے تعینِ محبتی اور ولایتِ احمدی میں ثابت کی ہے اس سے حقیقتِ احمدی کا تعینِ حقیقی پر تفوق معلوم ہوتا ہے اور یہ غور طلب ہے اس لئے کہ تعینِ محبتی حقائقِ ممکنات کا منتہی ہے اور ممکنات کے حقائق میں سے کوئی حقیقت اس کے اوپر نہیں ہے جیسا کہ حضرت عالی (مجدد الف ثانی قدس سرہ) نے اس کی تصریح فرمائی ہے اور اس تقدیر پر تعینِ محبتی سے ترقی جائز بلکہ واقع ہے اور حالاتِ ممکناتوں (حضرت مجدد) نے اس کو غیر واقع اور محال لکھا ہے کہ وہاں سے قدم اٹھانا اور قدم آگے رکھنا و جوہ میں واقع ہونا اور امکان سے نکلنا ہے جو کہ عقلی و شرعی طور پر محال ہے۔ والسلام

مکتوبات

حاجی محمد شریف خادم کے نام اس بات کے حل میں تحریر فرمایا کہ رضا بقضا طلب دعا کے منافی ہے۔

مہر و سلوٰۃ اور تبلیغ دعوات کے بعد عرض ہے کہ آپ کا خط جو کہ کسرِ نفسی کے الفاظ پر مشتمل تھا پہنچا قرحت افزا ہوا، اچھا واقع ہوا کہ اہل دنیا کی طرف رجوع نہیں کرنا پڑا اور فقرائے طریقت کے طور پر لکھکر گذر گیا اس کے بعد جو کچھ مقدر ہے ظاہر ہو جائے گا۔ آپ نے پوچھا تھا کہ "حدیث ان اللہ یحب معالی الہمیم" [بیشک اللہ تعالیٰ بلند ہمتیوں کو پسند فرماتا ہے] اس بات کی مقتضی ہے کہ امورِ عالیہ کو طلب کیا جائے اور مقامِ رضا و عبودیت تقاضا کرنا ہے کہ انسان کچھ طلب نہ کرے کہ یہ (طلب کرنا) عبودیت و رضا کے منافی ہے۔ میرے مخدوم! یہ سوال مطلق دعا کے بارے میں ہوا، اس لئے کہ دعا اور طلب کرنا رضا و تسلیم کے منافی ایک امر ہے۔ جواب، کوئی منافات نہیں ہے، یہ بات جائز ہے کہ (ایک شخص) موجود پر راضی ہو اور زیادہ کا طالب (بھی) ہو، زیادہ کا طالب کرنا موجود پر راضی نہ ہونا نہیں ہے، قل رب زدنی علماً [آپ کہیں کہ

۲۸۵ لے میرے رب میرے علم کو زیادہ فرما اور وہب لی مُلکاً لا یُنْبَغی لِأَحَدٍ مِّنْ بَعْدِی (اور مجھ کو ایسی باتیں عطا فرما کہ جو میرے بعد کسی اور کو میری نہ ہوں) ان دعاؤں میں طلب زیادتی ہے اور یہ رضا کے منافی نہیں ہیں۔ حق تعالیٰ جل و علا کے دوست اس کی (بھیجی ہوئی) بلا پر راسنی ہیں اس کے باوجود بلا کے ردیہ کی دعا بھی کرتے ہیں، اِنِّیْ مُسْتَنِیُّ الْبَصَرِ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الْمَرْحِمِیْنَ (اے میرے رب!) مجھ کو تکلیف پہنچ رہی ہے اور آپ سب رحم والوں سے زیادہ رحم والے ہیں) (اس دعا میں بھی دفعِ بلا کی درخواست ہے) اگر قسنا پر راسنی ہونا دعا کے منافی ہوتا تو دعا کا امر کیوں ہوتا (جیسا کہ قرآن مجید میں ہے) وَقَالَ رَبِّکُمْ اَدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ (اور تمہارے رب نے کہا کہ مجھ سے دعا کرو میں تمہاری دعا کو قبول کروں گا) پس معلوم ہوا کہ رہنا اور نما کے درمیان منافات ثابت نہیں ہے، آپ نے بشارت کے بارے میں جو کچھ لکھا تھا (اس کا) باب یہاں آتے پر موقوف رکھیں اور (فی الحال) قلم کو معذور رکھیں، والد عاز، والسلام اولاً و آخراً

مکتوبات

۲۸۲ خواجہ ماہ سپر خواجہ عبدالرحمن نقشبندی کے نام قوم (صوفیہ) کے بعض اصطلاحی کلمات کی شرح میں تحریر فرمایا اللہ تعالیٰ (آپ پر) فیوض کے دروازے ہمیشہ کھلے رکھ کر شریعت منورہ و سنت منسطفٰ علیہ و علی آلہ الصلوٰت و البرکات العلیٰ کے طریقہ پر قائم و دائم رکھے۔ گرامی نامہ پہنچ کر مسرت بخش ہوا، آپ نے قوم (صوفیہ) کے بعض اصطلاحی کلمات کی شرح طلب کی تھی، آپ جان لیں کہ جمع اس چیز سے عبارت ہے کہ مخلوق کو حق جل و علا سے جدا دیکھے اور سکر و کجی سے ایک کے احکام دوسرے پر جاری کرے اور اس کو کفر طریقت کہتے ہیں اور اکثر شیطیات و سکریات جو کہ مشائخ سے صادر ہوتی ہیں وہ مقام جمع سے پیدا ہوتی ہیں، اس مقام میں (سالک) ذکر کو سکر کے غلبے کے باعث اقلقہ و وسوسہ جانتا ہے اور نماز کو شرک سمجھتا ہے اور بعد دعویٰ دیکھتا ہے اور کہتا اَنَا الْحَقُّ اَوْ سُبْحٰنِیْ کَا رَاکِ الْاِیْمَانِ ہے۔ جمع الجمع کہ جس کو فرق بعد الجمع بھی کہتے ہیں یہ ہے کہ مخلوق کو حق سبحانہ سے جدا دیکھے اور عدم فرق کی حالت کے بعد جو کہ مقام جمع میں تھی فرق کرنے لگے اور سکر کے بعد صحیح حاصل ہو جائے اور کفر کے بعد اسلام رونما ہو جائے اور ذکر و نماز میں مشغول ہو جائے۔ سیرِ آفاقی مطلوب کو اپنے سے باہر ڈھونڈنا ہے اور سیرِ نفسی اپنے آپ میں آنا اور اپنے دل کے گرد پیرنا ہے۔ بزرگوں نے کہا ہے کہ سیرِ آفاقی بعد در بعد ہے اور سیرِ نفسی قرب در قرب ہے۔ یاقت دپانہ اپنے اندر ہے اپنے سے باہر یاقت نہیں ہے۔

ہچونا بینا مبر سر سوتے دست با تو در زیر گلیم ست ہر چہ ہست

[تواندھ کی طرح ہر طرف ہاتھ نہ لے جا، جو کچھ ہے وہ تیرے ساتھ ہی کبیل کے نیچے ہے]

سیر الی اللہ اسمائے الہی جل و علا میں سے اس اسم تک ہے جو کہ سالک کا مبداء تعین ہے، اس سیر میں دائرہ امکان کا طے ہونا ہے یہاں تک کہ اس اسم تک پہنچتی ہے جو مراتب و حجب سے ہے۔ سیر فی اللہ اُس اسم (مبداء تعین سالک) میں اور اس اسم کے اصول کے ظلال میں ہے پس سیر فی اللہ کے معنی اللہ تعالیٰ کے اسما اور اس کی صفات میں سیر ہے، یہ ہر دو سیر (سیر الی اللہ و سیر فی اللہ) مراتب و حجب میں کمال حاصل ہونے کا ذریعہ ہیں اور یہاں دو سیریں بھی ہیں جو کہ نزول و تکمیل سے تعلق رکھتی ہیں۔ سیر عن اللہ باللہ و سیر فی الاشیاء، تیسری سیر اثنائے نزول میں ہے اور چوتھی سیر نزول کا کمال ہے جو کہ دعوت کا مقام ہے۔ برزخ اس چیز کو کہتے ہیں جو کہ دو چیزوں کے درمیان واسطہ ہو کہ دونوں طرف کا رنگ رکھتا ہو۔ حقیقت محمدی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کو جو کہ مقام وحدت ہے برزخ کبریٰ کہتے ہیں کیونکہ یہ اطلاق ذات اور مرتبہ واحدیت کے تقیدات کے درمیان جو کہ اعیان ثابتہ اور ممکنات کے حقائق ہیں واسطہ ہے اور یہ مرتبہ وحدت اطلاق کا رنگ بھی رکھتا ہے اور تقید کا رنگ بھی، وہ ایسا مطلق ہے جو کہ اطلاق کی قید کے ساتھ مقید ہے اور ایسا مطلق ہے کہ جس کی ضد تقید ہے اور مرتبہ فوق جو کہ مرتبہ لاتعین ہے کا اطلاق ایسا اطلاق ہے جو کہ اطلاق کی قید اور تقید کی ضدیت کے بغیر ہے اور اعیان ثابتہ کو وجود و عدم کے درمیان برزخ کہا جاتا ہے اس لئے کہ یہ وجود کا رنگ بھی رکھتے ہیں کیونکہ وہ علم الہی میں وجود رکھتے ہیں اور عدم کا رنگ بھی رکھتے ہیں کیونکہ وہ خارج میں معدوم ہیں اور بزرگوں نے قبر کو دنیا و آخرت کے درمیان برزخ کہا ہے اور وہ دونوں کے احکام رکھتا ہے مَن مَاتَ فَقَدْ قَامَتْ قِيَامَتُهُ [جو شخص مر گیا تو اس کی قیامت قائم ہوگی] اور (قبر) قیامت کے احکام یعنی عذاب و حساب و ثواب اور اعمال کا منقطع ہونا رکھتی ہے اور دنیا کے احکام یعنی جمعہ کی راتوں اور جمعہ کے دن اور ماہ رمضان میں کفار سے عذاب کا منقطع ہونا بھی رکھتی ہے، ولایت صغریٰ، ولایت کبریٰ اور ولایت علیا، یہ الفاظ ہمارے حضرت عالی (مجدد الف ثانی قدس سرہ) کی خاص اصطلاحات ہیں سے ہیں کہ یہ قوم (صوفیہ) کے کلام میں موجود نہیں ہیں۔ ولایت صغریٰ ولایت اولیا ہے جو کہ اسما و صفات کے ظلال سے تعلق رکھتی ہے۔ ولایت کبریٰ ولایت انبیاء علیہم السلام ہے جو کہ اصل سے متعلق ہے اور ولایت علیا ولایت ملائکہ اعلیٰ ہے جو کہ ان دونوں ولایتوں کے اوپر ہے اور کمالات نبوت وہ کمالات ہیں جو انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی نبوت سے تعلق رکھتے ہیں اور تینوں قسم کی ولایات کے کمالات کے

اوپر میں اور تینوں قسم کی ولایات کے کمالات اور کمالات نبوت کی تفصیل ہمارے حضرت عالی (مجدد الف ثانی) کے مکتوبات شریف جلد اول کے طریقہ کے بیان والے مکتوب میں (درج) ہے وہاں سے طلب فرمائیں۔ میرے مخدوم! ^{۳۶} ایک رسالہ ہے جو کہ اس فقیر نے بعض دوستوں کی التماس پر بعض ان کلمات کی شرح میں لکھا ہے جو کہ ہمارے طریقے میں مشہور و مروج ہیں اس کی نقل بھی گئی ہے آپ مطالعہ کریں، والسلام علیکم وعلیٰ سائر من اتبع الهدی والتزم متابعت المصطفیٰ علیہ وعلیٰ الصلوٰت والتسلیمات والبرکات العلیٰ۔

مکتوب ۲۰۸

شیخ خالد سلطان پوری کے نام رضا بقضا پر ترغیب دینے اور فقر کی فضیلت میں تحریر فرمایا۔
 مکتوب مرغوب پہنچا، آپ نے روزگار کی تنگی کے متعلق جو کچھ لکھا تھا وہ سب واضح ہوا (اور) دلی فکر مندی کا باعث ہوا، اللہ تعالیٰ عالم غیب سے کشادگی عطا کرے اور امداد فرمائے، فقیر نے اس بارک میں دعا کی ہے اور (آئندہ بھی) دعا سے غافل نہیں ہے۔ میرے مخدوم! رزق کا تنگ اور کشادہ کرنا سب اس تعالیٰ شانہ کا ہی فعل ہے کسی کو اس میں دخل نہیں ہے اللہ یبسط الرزق لمن یشاء ویقدر اللہ تعالیٰ ^{۳۹} جس کے لئے چاہتا ہے رزق کو کشادہ کرتا ہے اور تنگ کرتا ہے [مقبول بندہ وہ ہے جو اس (اللہ تعالیٰ شانہ کے ^{۲۵۴} فعل، ارادہ اور تقدیر سے راضی ہو اور ماتھے پر ہل نہ لائے اور کشادہ پیشانی و خوش و خرم رہے، یہ فقر و فاقہ اور معیشت کی تنگی اللہ تعالیٰ اپنے خاص بندوں کو عیانت کرتا ہے کہ پیدائش سے مقصود یہی حضرات ہیں انسان کی سعادت ہے کہ وہ کسی امر میں ان برگزیدہ بندوں کے ساتھ شریک ہو جائے، اگر بندہ اس نعمت کی قدر جانے اور صبر و رضا کا راستہ اختیار کرے تو امید ہے کہ کل قیامت کے روز بھی ان بزرگوں کے انوار برکات میں شریک ہوگا اور ان کے پس خوردہ میں سے حاصل کرے گا، دل تنگ اور اپنی زندگی سے بیزار نہ ہوں، جو زندگی کہ غفلت میں گندے وہ (البتہ) بزرگی کے قابل ہے، دنیا میں عیش و تنعم کے لئے نہیں لایا گیا، عیش کا مقام آگے ہے اللہم ان العیش عیش الاخرۃ (لے اللہ بیشک عیش (در حقیقت) آخرت کا عیش ہے) دنیا میں طاعت و عبادت کے لئے لائے ہیں اور مطلوب حق جل و علا کی معرفت ہے اگر ان مطلوبہ امور میں خلل و نقصان آجائے تو افسوس کا مقام ہے، دنیا و مافیہا اس قابل نہیں کہ اس کے نہ ہونے پر اس فانی زندگی سے تنگ آجائیں اس لئے کہ اس (دنیا) تنگی آخرت کی کشادگی کا سبب ہے۔ والسلام اولاً و آخراً۔

مکتوب ۲۰۹

ملاشاہ مراد قلی پشاور کے نام طالبین کے احوال میں مشغول ہونے پر رغبت دلانے اور تدبیر خداوندی جل شانہ سے ڈرانے کے بارے میں تحریر فرمایا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم حامداً ومصلياً ومسلماً، مکتوب مرغوب پہنچ کر مسرت بخش ہوا، آپ نے طالبین کے اجتماع، مجلس کی رونق، صحبت کی تاثیر اور بعض دوستوں کو فنائے قلب حاصل ہونے کے بارے میں لکھا واضح ہوا اور خوش وقت کیا ہے

آسمان سجدہ کند بہر زینے کہ درو یکد کس یک دو نفس بہر خدا بنشینند
[آسمان اس زمین کے لئے سجدہ کرتا ہے جس میں ایک دو آدمی ایک دو لمحہ خدا کے لئے بیٹھتے ہیں]

دوستوں کے احوال میں اچھی طرح مشغول ہوں اور توجہات دیں، نسبت کے دوام کی نگہداشت پر رغبت دلائیں لیکن طالبین کے آنے سے ڈرتے اور کانپتے رہیں اور تدبیر خداوندی جل شانہ سے بے خوف نہ ہوں ایسا نہ ہو کہ انسان کی خرابی اس ضمن میں چاہی گئی ہو۔ مختصر یہ کہ اس بارے میں ہمیشہ التجا و تضرع کرتے رہیں اور خود پسندی و غرور سے بے خوف نہ رہیں، رَبَّنَا اِنْتَا اِمْنٌ لِّدُنَاكَ رَحْمَةٌ وَهِيَ الْاَمْنُ اَفْرِزْنَا مَشْدَا
[اے رب! ہم کو اپنے پاس رحمت عطا فرما اور ہمارے کام میں ہمارے لئے ہدایت کا سامان جہا قرباناً والسلام علی من اتبع الهدی۔

مکتوب ۲۱۰

صوفی محمد حسین کابلی کے نام ان کے احوال کی شرح میں تحریر فرمایا۔

۲۵۵

بسم اللہ الرحمن الرحیم حمد و صلوة اور تبلیغ دعوات کے بعد عرض ہے کہ مکتوب مرغوب نے پہنچ کر مسرور کیا آپ نے جو روشن احوال لکھے ہیں یعنی سرور کائنات علیہ وعلیٰ آلہ افضل الصلوات واکمل العجات کی زیارت کرنا اور ان (صلی اللہ علیہ وسلم) سے سبز خلعت کا عنایت ہونا اور اسی طرح حضرات جنین رضی اللہ عنہما میں سے ہر ایک سے دوسری دو خلعتوں کا عنایت ہونا اور اپنے آپ کو سرخ لباس والی خوب صورت عورتوں کی صورت میں دیکھنا اور اپنے تمام اعضاء کے جوڑوں پر شاندار زیورات کا دیکھنا اور اسی اثنا میں ایک شیر کا آپ پر حملہ کرتے ہوئے ظاہر ہونا اس کے بعد اس سے رہائی پانا اور دو گانہ شکر ادا کرنا اور اس وقت تمام

قرآن مجید کا پڑھنا سب واضح و ظاہر ہوا ہر ایک عمرہ و اعلیٰ ہے۔ آپ نے لکھا تھا کہ میں جب راستہ میں جاتا ہوں ہر چیز جو کہ آسمان وزمین کے درمیان ہے فقیر کے ہمراہ جاتی ہے اس وقت جس چیز کو کہ مشاہدہ کیا جاتا ہے ہمادوست کی آواز کان میں پہنچتی ہے اور پیش کر دیتی ہے۔ بیشک اس راہِ غیب الغیب میں اس راستہ کا ہر ذرہ اِنِّیْ اَنَا اللّٰهُ [بیشک میں اللہ ہوں] کی نعمہ سرانی کرتا ہے اور اس جنگل کا ہر دیوا اپنے آپ کو پیری کے ناز و انداز میں ظاہر کرتا ہے اور سالک کو اپنی پوجا کی طرف بلاتا ہے اور طالب کی رہتلی کرتا ہے، کوئی ایسا بلند ہمت شخص چاہے جو کہ (حضرت) ابراہیم پیغمبر علی نبیا وعلیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام کی مانند ان کی طرف توجہ نہ کرے اور ان کے حسن موہوم کا فریفتہ نہ ہو اور لا اَحِبُّ الْاٰذِلٰیْنَ [میں غریب ہونے کا سے محبت نہیں کرتا] کہے اور اس ذات کی طرف دوڑے جو کہ طلب کے لائق ہے اور جس کی صفت لم یزل لایزال (لازوال) ہے اور اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْہِیْ اِلَیْہِ [میں نے اپنا منہ اس ذات کی طرف کیا] کا ترانہ گائے۔ اور جس قبرستان میں کہ آپ جاتے ہیں مردے آپ کا دامن پکڑ کر کچھ چیزیں طلب کرتے ہیں انہی عمرہ ہے، جو کچھ آپ سے ہو سکے طلب کے موافق ان کو پیش کر دیا کریں۔ آپ نے لکھا تھا کہ جب میں نماز میں کھڑا ہوتا ہوں اپنے آپ کو تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی صف میں پاتا ہوں اور رکوع و سجود سے جو کچھ ادا کیا جاتا ہے وہ حضرات فقیر کے ساتھ موافقت کرتے ہیں اور نماز کے بعد خلوت میں کچھ چیزیں فقیر سے کہتے ہیں اور کچھ یاد نہیں رہتا میرے مخدوم! (دنیا کی) پیدائش سے مقصود انبیاء علیہم السلام ہیں اور جو نعمت بھی ہے انہی کے لئے آئی ہے، انہی کی سعادت ہے کہ ان بزرگوں کے امور میں سے کسی امر میں شرکت پیدا کریں اور ان کی متابعت کے ذریعہ ان کے پس خوردہ سے کچھ چکیں اَللّٰهُمَّ لَا تُخْرِ مُنَا مِنْ بَرَکَاتِہُمْ وَاَجْعَلْنَا مِنْ مُّتَابِعِیْہِمْ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَنَا اللّٰهُ ہاں ان کی برکات و محرومی نہ فرما اور میں ان کے نقش قدم پر چلنے والوں میں بننا۔

مکتوبات

۲۸۹

نصیران کے نام پر وضاحت کے بارے میں تحریر فرمایا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ حَامِدًا وَمُصَلِّیًّا، اللہ تعالیٰ اپنے الطاف و عنایات میں شامل فرما کر اپنی خوشنودیوں کے حاصل کرنے کے ساتھ ممتاز و مکرم رکھے، گرامی نامہ جو کہ آپ نے صوفی محمد حسین کے ہمراہ بھیجا تھا چونکہ دوستوں کی سلامتی کی خبر دینے والا تھا اس لئے مسرت بخش ہوا صوفی مذکور اس مشفق (آپ) سے بہت خوش و ممنون آئے ہیں (آپ سے) جو خدمت بھی مشاۃً الیہ کے متعلق واقع ہوئی ہے

مناسب ہے فقراء و اہل اللہ کی خدمت برکات کا ثمرہ دینے والی اور دنیا و آخرت کے کاموں میں کشادگی پیدا کرنے والی ہے۔ میرے مخدوم! دنیاوی زندگی بہت تھوڑی ہے اور آخرت کا معاملہ دائمی اور ختم نہ ہونے والا ہے، عقلمند وہ شخص ہے جو کہ اس تھوڑی سی فرصت کو غنیمت جان کر آخرت کا زاہد راہ تیار کرے اور گنتی کے ان چند سانسوں کے ذریعہ ابدی ملک حاصل کرے اور مولائے حقیقی جل شانہ کی خوشنودی حاصل کرے، اوقات کو کثرت ذکر اور فرائض و سنن کی ادائیگی کے ساتھ معمور رکھنا چاہئے اور نہیات شرعیہ یعنی محرمات و مکروہات سے بچنا چاہئے، انسان محکوم بندہ ہے اس کو اس کی مرضی پر نہیں چھوڑا گیا ہے کہ وہ جو کچھ چاہے کرے، وہ ایک مالک کو اپنے اوپر رکھتا ہے اور اس کے بغیر چارہ نہیں رکھتا کہ اُس (اللہ تعالیٰ) کے اوامر و نواہی کے مطابق زندگی بسر کرے ورنہ بندہ سرکش ہوگا اور قسم قسم کی سزاؤں کا مستحق ہوگا۔ لے شفقت آثار احقاق آگاہ عبد الخالق ہمارے بہت اچھے دوستوں میں سے ہیں اور کمالات و احوال عالیہ کے مالک ہیں ان کی صحبت و خدمت کو غنیمت جانیں، کاموں کے بارے میں ان سے دعائیں اور امداد طلب کریں اور ختم خواجگان کرائیں، مشیخت پناہ اخوی اعزبی شیخ محمد صادق کو سلام پہنچائیں، انھوں نے آپ کی شفقتوں کو دیکھ کر وطن اور اس جگہ کے دوستوں کو فراموش کر دیا، کسی نے خوب کہا ہے

وَقَانِيَةٍ مِنْ عَيْبِ عَيْرَانٍ ضَيِّفَةٌ يَلَامُ مَبْنِيَّانِ الْأَجِيَّةَ وَالْوَطِينَ

[اور اس میں اس کے سوا اور کوئی عیب نہیں ہے کہ اس کے ہم ان کو دوستوں اور وطن کو ٹھلا دینے کی ملامت کی جاتی ہے] سلام اولاد و آخرت

مکتوبات ۲۱۲

صلاح آثار صوفی پابندہ محمد کابلی کے نام ان کے خط کے جواب میں جو کہ بلند روشن احوال پر مشتمل تھا

اور نئے نفس و فناء قلب کے درمیان فرق کے بارے میں تحریر فرمایا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم حمد و صلوة و ارسال تسلیات کے بعد عرض ہے کہ آپ کا مکتوب مرغوب پہنچا اللہ سبحانہ کی حمد ہے کہ آپ عافیت کے ساتھ وطن پہنچ گئے اور اوقات کو دلجمعی کے ساتھ گزار رہے ہیں اور دست اجاب جمع ہونے میں اور حلقہ ذکر متعقد ہوتا ہے اور معاملہ ترقی میں ہے۔ آپ نے لکھا تھا کہ اپنے آپ کو ان دنوں میں تعین جنتی میں داخل پایا ہے اللہ مبارک ہے اللہم آرزو احقاق الاشیاء و کما ہی [لے اللہ! ہم کو اشیا کی حقیقتیں دکھا دے جیسی کہ وہ ہیں]۔ آپ نے فقر کی نسبت حافظا مقصود علی کی محبت و اخلاص کے بارے میں لکھا تھا اور نیز لکھا تھا کہ فقیر کا خط امیر خاں کو پہنچا دیا اور کوشش

یہ سب واضح ہوا، جزاۃ اللہ سبحانہ خیر الجزاء [اللہ سبحانہ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے] امید ہے کہ محبت کے باعث محبت کے موافق فیضیاب ہوں گے اور پوشیدہ کیفیات کو اخذ کریں گے۔ آپ نے متاثر الیہ کے احوال کے بارے میں لکھا تھا کہ دل کی بے تعلقی حاصل ہو گئی ہے اور ماسوا کا خیال دل میں نہیں گذرتا، یہ حال بہت اعلیٰ ہے اور فنائے قلب سے تعبیر کیا جانا اور ولایت کے طریقوں میں پہلا قدم ہے، بزرگوں نے کہا ہے کہ جب تک تو (مطلوب کو) نہ پائے رہائی نہیں پاتا، جب دل کو ماسوا سے پوری طرح انقطاع حاصل ہو جائے گا اگر تکلف کے ساتھ وہ ماسوا کو یاد کرے تو اس کو یاد نہ آئے، یہ یافت کی دلیل ہے، کوشش کریں کہ قدم آگے رکھیں اس فتا میں اگرچہ ماسوا کا نسیان حاصل ہے اور حضور بے غیبت موجود ہے لیکن نفس حاضر ابھی تک اپنی جگہ پر ہے اور بھولنے والے کی اتانیت قائم ہے، جان و دل سے کوشش کرنی چاہئے کہ نفس حاضر ترائل ہو جائے اور یہ کوہ الوند کلمہ طیبہ کی کدال سے چڑھے اٹھ جائے اور اتانیت اور جوداوت کہ وہ اپنے مولا سے رکھتا ہے اس کی نفی ہو جائے، یہ حالت فنائے نفس سے تعبیر کی جاتی ہے اور اس راہ میں دوسرا قدم ہے، والسلام علی من اتبع الهدی۔

مکتوبات

خواجہ قاسم پٹنہ گی کے نام ان کے احوال کی شرح اور کمالات کے صل کے ساتھ ملحق ہونے کے بعد عدم کے معنی مطلق کے ساتھ ملحق ہو جانے کے مترادف ایک حقوق کے دوسرے حقوق سے جدا ہونے کے بارے میں تحریر فرمایا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد لله العلی الاعلی والصلوة والسلام علی رسولہ سیدنا الوری صاحب تقاب قوسین اودنی وعلی الموصیۃ البرۃ الثقی، اما بعد، آپ کے گرامی نامے کے بعد دیگرے پے درپے پہنچ کر مست بخش و شوق افزا ہوئے، (دعا ہے کہ) سلامتی اور عافیت کے ساتھ رہیں اور شریعت و طریقت کے راستہ پر قائم رہیں، پس بیشک انتقامت کرامت سے افضل ہے اور یہ سچا ۲۵۸ کا ملکہ ہے اور اس کے علاوہ بیفائدہ رنج اٹھانا ہے۔ آپ نے شوق ملاقات کے بارے میں لکھا تھا اس جانب سے دوسروں کو بھی مشتاق جانیں اور اشد شوق مبداء اور اصل سے تصور کریں، چونکہ محبت کا رابطہ قوی ہے (اس لئے) حدیث المرءۃ مع من احب [آدی اس کے ساتھ ہے جس سے وہ محبت کرتا ہے] کے مطابق باطنی محبت اس کے مطابق موجود ہے اور فیض کا راستہ کھلا ہوا ہے۔ اور یہ جو آپ نے اپنے احوال

بارے میں لکھا ہے کہ نہ وجود کا حکم باقی رہا ہے اور نہ عدم کا اثر (باقی رہا ہے) اس نے خوش وقت کیا ، اس قسم کی فنا کہ وجود اپنے تابع کمالات کے ساتھ اپنی اصل سے ملحق ہو جائے اور عدم جو کہ ان کمالات کا آئینہ تھا وہ بھی اپنی اصل کے ساتھ جو کہ عدم مطلق ہے لاحق ہو جائے فنا کی اقسام میں سب سے اعلیٰ ہے کہ عارف سے نہ عین باقی رہتا ہے نہ اثر، لَا تَبْقَى وَلَا تَذَرُ (نہ وہ باقی رکھے گی اور نہ چھوڑے گی) جو عدم کہ دوسرے اعدام سے جدا ہو گیا تھا وہ اس کے آئینہ میں کمالات کے انعکاس کی وجہ سے تھا اور جب کمالات نے اپنی اصل کی طرف رجوع کیا تو عدم کو دوسرے اعدام سے جدا کرنے والی چیز نہ رہی پس عدم نے بھی عدم مطلق کی طرف رجوع کر لیا۔ اگر کہا جائے کہ اس صورت میں کمالات کے اصل کے ساتھ کحوق اور عدم کے عدم مطلق کے ساتھ کحوق کے درمیان تلازم ہونا چاہئے اور حالانکہ عدم کا کحوق کمالات کے کحوق کے بعد ہے جو کہ بعد میں زمانی ہے اور بہت دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ کمالات کا کحوق ہو جاتا ہے اور کحوق عدم نہیں ہوتا اس کے الگ الگ ہونے کا راز کیا ہے؟ (جواب) ہم کہتے ہیں کہ کمالات کے اصل کے ساتھ کحوق کے بعد کمالات کو عدم کے آئینے کے ساتھ تعلق رہتا ہے اور فنا محقق ہو جاتی ہے اس کے بعد وقت گزرنے پر یہ تعلق بھی جاتا رہتا ہے پس جب تک کہ آئینہ کے ساتھ تعلق باقی ہے عدم کے عدم مطلق کے ساتھ لاحق ہونے کا مانع ہے اس لئے کہ عدم کا ماہ الامتیاز باقی ہے اگرچہ محل طور پر ہے اور تعلق کے زوال کے بعد مانع بالکل زائل ہو جاتا ہے اور بعد نہیں ہے کہ یہ کہا جائے کہ اگر کمالات کا کحوق اس اسم کے ظل کے ساتھ ہے جو کہ سالک کا بعد اربعین ہے تو اصالت و ظلیت کا تعلق ثابت ہے جو کہ عدم کے کحوق کا مانع ہے اور جب سالک ترقی کرے اور اسم کے ظل سے اسم کی اصل کے ساتھ ملحق ہو جائے تو مذکورہ تعلق نہیں رہتا کیونکہ اس کا عین ثابتہ وہی ظل ہے نہ کہ اصل، اس وقت عدم بھی عدم مطلق کی طرف چلا جاتا ہے اور فنا کے کامل حاصل ہو جاتی ہے اَظْفِ الْمَصْبَاحِ فَقَدْ طَلَعَ الصَّبَاحُ [چراغ بجاورد کہ صبح طلوع ہو چکی ہے اور السلام۔

مکتوبات

خواجہ عبدالصمد کابلی کے نام ان کے خط کے جواب میں جو کہ بعض کیفیات اور قصور کی دید پر مشتمل تھا اور بشارت کی طرف اشارہ کے بارے میں تحریر فرمایا۔

۲۵۹ حمد و صلوة و ارسال تسلیات کے بعد عرض ہے کہ گرامی نامہ پہنچ کر مسرت بخش ہوا۔ آپ نے کسری نفسی اور دیدِ قصور کے جو مقدمات لکھے تھے وہ خارج ہوئے، یہ دیدِ قصور ایک بہت بڑی نعمت ہے باطن کے

منور ہوتے کا ذریعہ اور طاعات کے قبول ہونے کا وسیلہ ہے، حق سبحانہ اس دید کے ثمرات عطا فرمائے اور اس کسیر نفسی کو اکسیر بنائے اور جب یہ دید غالب آجاتی ہے تو عارف اپنے دائیں جانب کے کاتب کو معطل و بیکار پاتا ہے وہ کوئی نیکی نہیں پاتا کہ جس کو کاغذ پر لکھے اور یا اسے جانب کے کاتب کو ہمیشہ کام میں مشغول دیکھتا ہے یہ دید فوراً قدم کے ظہور کے باعث ہے اور لایزال (تعالیٰ شانہ) کے کمال و جمال کے مشاہدے سے ہے کہ اس کے بالمقابل تمام نقص و شر نظر میں آجاتا ہے اِذَا تَجَلَّىٰ اللهُ لِيَشْيُ خَصَمَ لَنَا [جب اللہ سبحانہ کسی چیز کے لئے تجلی فرماتا ہے تو وہ چیز اس کے لئے جھک جاتی ہے] اس دید کے ثمرات میں سے ہے۔ یہ جو آپ نے لکھا ہے کہ یہ نسبت تمام لطائف امر و خلق کو احاطہ کر لیتی ہے کہ سالک کا کوئی نام و نشان اور عین و اثر باقی نہیں رہتا اور اس سبحانہ و تعالیٰ کی ذات بحت اور کمالات ذاتیہ کے علاوہ کوئی اور امر مفہوم و معلوم نہیں ہوتا۔ بیشک جب تک اپنے ذاتی شر و نقص پر نگاہی نہ پائے اور صفات کمال اس (تعالیٰ شانہ) سے نہ دیکھے لایزال (تعالیٰ شانہ) کا کمال و جمال پردہ نہیں کھولتا اور اس کی ذات و کمالات ذاتیہ کی طرف راہ نہیں پاتا ہذا [یہ بات یہاں ختم ہوئی] میرے مخدوم! ان سطور کے لکھنے وقت آپ عجیب زینت و خلعت کے ساتھ نظر آئے، معلوم ہوا کہ آپ کو تمام خلعت سے کچھ حصہ (مائل) ہے اور نیز یہ زینت اسی (کی وجہ سے) ہے شاید کہ آپ کی ولایت ولایت ابراہیمی علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام ہے والغیب عند اللہ تعالیٰ (اور غیب کا علم اللہ تعالیٰ ہی کو ہے) والسلام علیکم وعلیٰ سائر من اتبع الہدٰی، واللہ اعلم۔

مکتوب ۲۱۵

میں نے محمد صادق پسر نصیر خاں کے نام نصیحت کے بارے میں تحریر فرمایا۔
 بسم اللہ الرحمن الرحیم حمد و صلوٰۃ و ارسال تسلیات کے بعد عرض ہے کہ آپ کا مکتوب مغرب منکر پرست بخش ہوا۔
 ح ازہرچہ می رود سخن دوست خوشترست [دوست کی جو بات بھی بیان کی جائے پسندیدہ ہے]
 اس گروہ والوں کے پیرو سلوک کے بارے میں سب زیادہ کمال عبارت یہ آئی کریم ہے: مَا عِنْدَكَ كُفْرٌ تَنْقُدُ وَمَا عِنْدَ اللَّهِ يَاقُوت [جو کچھ تمہارے پاس ہے وہ ختم ہونے والا ہے اور جو کچھ اللہ تعالیٰ کے پاس ہے وہ باقی رہنے والا ہے]
 طالب مارتق جب تک منتہات سے خالی نہ ہو جائے اور جو اور تمام کمالات کو جو کما اس تعالیٰ شانہ کے کمالات کا پر تو ہیں اصل کے حوالہ نہ کرے اور اس بارگاہ قدس کے سپرد نہ کرے انوار لایزال کما تہ بقا نہیں پاتا ہے

گر ہر کوئے عشق من کشتہ شوی شکرانہ بدہ کہ خوبہائے تو منم

[اگر تو میرے عشق کے کوچے کے سرے پر بار ڈالا جائے تو شکر ایشاد اگر کہ تیرے خون کا بدلہ میں ہوں]

کوئی ایسا شاہباز ہونا چاہئے جو کہ اس آیت کریمہ کے اسرار کے سمندروں میں غوطہ زنی کرے اور ان دو کلمہ ما کی عمومیت سے جو کہ اس آیت کریمہ میں بہرہ ور ہو جائے۔ دیگر یہ کہ آپ نے اپنی بیماری کے بارے میں لکھا تھا تشویش خاطر کا باعث ہوا، اللہ سبحانہ کی حمد ہے کہ (وہ بیماری) صحت میں تبدیل ہو گئی، جو باقی رہ گئی ہے امید ہے کہ وہ بھی دور ہو جائیگی حق جل و علا کا شکر بجالائیں۔ دیگر یہ کہ آپ شیخ محمد حسین کی صحبت میں اکابر کے طریقے سے آشنا ہوئے اور بہت سے فوائد حاصل کئے اور ترقیات کیں اب آپ مختار ہیں اگر شیخ عبدالخالق کی صحبت میں جو کہ صاحب کمالات ہیں بیٹھیں اور توجہات لیں تو اچھا اور مناسب ہے، سرچشمہ ایک ہی ہے مطاعبات و اذکار کے معمولات میں سرگرم رہیں اور چند روزہ زندگی کو غنیمت جانیں اور آخرت کا زاد راہ تیار کریں اور (ہم) دوستوں کو دعائے خیر سے یاد کریں، والسلام علیکم وعلیٰ سائرین اتبع الہدیٰ۔

مکتوبات ۲۱۶

مخدوم زادہ عالی جاہ شیخ خلیل اللہ کے نام گوشہ نشینی پر ترغیب دینے کے بارے میں تحریر فرمایا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم حمد و صلوة و تبلیغ دعوات کے بعد عرض ہے کہ رہاں کے احوال ہر حال میں حمد و اجمال کے لائق ہیں، امید ہے کہ آن فرزند عزیز (آپ) بھی عافیت سے ہوں گے، طریقہ سنت پر قائم ہوں گے اور قرب کے درجات میں ہمیشہ ترقی کرتے رہیں گے، مشتاقین انتظار کے زیر بار ہیں مہربانی کر کے ان کو (اس بارے) سبکدوش کریں اور چند روزہ عمر گوشہ گناہی اور مزارِ اعلیٰ کی ہمسائیگی میں صرف کریں اور اس بقعہ کی برکات و انوار کے بہرہ مند ہوں اور نور کا اقتباس کریں تاکہ ہمہ تن نور ہو جائیں اللہم اجعلنی نوراً [اے اللہ! مجھ کو نور بنا دے] نور ہی ہے جو کہ اظہار و ظہور کا سبب ہے خلیقت من نور اللہ والمؤمنون من نور [میں اللہ کے نور سے پیدا کیا گیا ہوں اور مؤمنین میرے نور سے پیدا کئے گئے ہیں] نور کی بزرگی کو آیہ کریمہ اللہ نور السموات والارضین [اللہ آسمانوں اور زمین کا نور ہے] اور حدیث نورانی آراہ [وہ (اللہ تعالیٰ) ایک نور ہے گویا کہ میں اس کو دیکھ رہا ہوں] سے معلوم کریں، بقا باللہ کے معاملہ کو جو کہ حدیث شریف من قتلته فانادیتہ [جس کو میں قتل کرتا ہوں تو اس کا خوبہاں خود ہوتا ہوں] سے استفادہ ہے، آیہ کریمہ فاحیینہ وجعلنا لہ نوراً [پس میں اس کو زندہ کرتا ہوں اور اس کے لئے ایک نور بنا دیتا ہوں] میں بیان فرمایا ہے، دوستوں سے دعا کی امید کی جاتی ہے، والسلام اولاً و آخراً۔

مکتوبات

سیادت پناہ سید محمد شریف کے نام اُن کے سوالوں کے جواب میں جو کہ انہوں نے پوچھے تھے تحریر فرمایا۔

حد و صلوة کے بعد شکر ہے کہ سیادت پناہ سید محمد شریف نے چند سوالوں کا جواب اس فقیر سے طلب کیا تھا اپنی سمجھ کے مطابق ان کے جواب میں لکھا جاتا ہے اشرفیہ سے عصمت و توفیق کی دعا کی جاتی ہے۔

سوال اول: بدن جمادات کی صفت رکھتا ہے اور روح لطائف میں سے ہے یہ دونوں الگ الگ ہونے کی صورت میں کسی حالت کی کوئی خبر نہیں رکھتے تھے، متصل ہونے کی حالت میں بولت و الم حاصل کرتے ہیں تو یہ کس طرح ہے؟ جواب: اکثر دروچیروں کے یکجا ہونے کی حالت میں وہ امور ظاہر ہوتے ہیں جو اُن کی انفرادی حالت میں ظاہر نہیں ہوتے۔ سوال دوم: موت کے بعد جب بدن اور روح کو مفارقت انفطاع حاصل ہو گیا تو ثواب قبر و عذاب قبر جو کہ برحق ہے کس طرح ہوگا؟ جواب: قبر میں روح کو بدن کے ساتھ ایک تعلق و اتصال عطا کیا جاتا ہے جو کہ ثواب و عذاب کے ادراک کا سبب ہوتا ہے (وہ تعلق و اتصال) اس قدر نہیں ہوتا کہ جس حرکت کا سبب بن سکے، کیا آپ نہیں دیکھتے کہ خواب میں آدمی لذت اور الم حاصل کرتا ہے اور اس کے ظاہر پر لذت و الم کا کچھ بھی اثر پیدا نہیں ہوتا۔ سوال سوم: سلوک کی ترقیات کی کوئی انتہا ہے یا نہیں؟ جواب: اگر سالک کی سیرا سما و صفات کی تفصیل میں واقع ہوئی ہو تو اس کے حق میں مراتب و وصول کی انتہا نہیں ہے اسی لئے بزرگوں نے کہا ہے کہ وصول کی منازل ابد الابد تک طے نہیں ہوتیں، اور اگر اسما و صفات کے مراتب کا طے کرنا اجمالاً ہو تو وصول کی منازل ختم ہو جاتی ہیں جیسا کہ اس کی تحقیق حضرت عالی (مجدد الف ثانی قدس سرہ) کے مکتوبات میں موجود ہے۔ سوال چہارم: حال اور علم کے درمیان کیا فرق ہے؟ اور ان دونوں میں کونسا بہتر ہے؟ جواب: حال علم سے اشرف ہے، علم حال کی تمہید ہے، علم خواص و عوام کے لئے ہے اور حال اہل وجد و کمال کی خصوصیت ہے اگر علم کے منفصلاً پر عمل نہ ہو تو وہ عالم پر حجت ہے اور اگر علم حال کے ساتھ تبدیل ہو جائے تو حجت ہونے سے نکل جاتا ہے (یعنی حجت نہیں ہوتا) ہذا سمعت عن سیدی و مرشدی رضی اللہ تعالیٰ عنہما میں نے اپنے آقا و مرشد (مجدد الف ثانی) رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اسی طرح سنا ہے۔ سوال پنجم: اہل کمال کے نزدیک گمراہی کیا ہے اور گمراہ کس کو کہتے ہیں؟ شریعت میں گمراہ وہ شخص ہے کہ شرع شریف کے خلاف چلے، لیکن گمراہ طریقت کس کو کہتے ہیں؟ جواب: گمراہ طریقت وہ شخص ہے جو کہ شریعت کے خلاف عمل کرے

اور باطریقت کے خلاف چلے اور پیر کی اطاعت سے باہر ہو جائے۔ سوال ششم: تمام کمالات کے حاصل ہونے اور انسان کے کامل ہوجانے کے بعد اس کی توجہ کس جہت میں ہوتی ہے اور وہ کونسی جانب متوجہ ہوتا ہے؟ جواب: حصول کمالات کے بعد جو کہ عروج سے تعلق رکھتے ہیں کئی طور پر حق جل و علا کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور اگر کمالات عروج طے کر کے نزول کی طرف رخ کر لیتا ہے اور ناقصوں کی تکمیل کے لئے اس کو دوبارہ دیتا میں واپس کر دیا جاتا ہے تو اگر وہ کمالات ولایت کو طے کر کے نزول کرتا ہے تو ظاہر سے وہ مخلوق کی طرف اور باطن سے حق جل و علا کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور اگر وہ کمالات نبوت کی تکمیل کر کے نزول میں آیا ہے تو وہ ظاہر و باطن کے ساتھ مخلوق کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور پوری طرح دعوت کی طرف رخ رکھتا ہے۔ سوال ہفتم: مسئلہ تجدید امثال جو کہ فصوص (الحکم) میں بیان کیا گیا ہے توجہ فرما کر اس کی حقیقت سے پوری طرح مطلع فرمائیں۔ جواب: تجدید امثال کہ بعض صوفیہ جس کے قائل ہیں ہمارے نزدیک ثابت نہیں ہے، یہ معاملہ اگر ہے تو سالک کے شہود میں ہے اور جس نے کہ حقیقت میں کیونکہ اگر یہ معاملہ حقیقی ہو تو لازم آتا ہے کہ گناہ کوئی ایک شخص کرے اور عذاب کسی دوسرے شخص کو دیا جائے اور یہ انصاف کے تقاضے سے بعید ہے اور اس دید کا باعث جو کہ بعض سالکوں کو پیش آتی ہے (حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ) مکتوبات قدسی آیات میں تفصیل کے ساتھ مذکور ہے وہاں سے طلب کریں۔

سوال ہشتم: اس صنعیف کو یاد آیا کہ ایک بزرگ نے فرمایا ہے "گوش بند ہوش بند و چشم بند" دکان کو بند کر ہوش کو بند کر اور آنکھ کو بند کر پس جس شخص نے ان نیتوں کو بند کر لیا تو پھر وہ کس چیز میں مشغول ہو اور پھر اس مشغل سے جو نتیجہ حاصل ہوتا ہے وہ کیا ہے؟ جواب: یہی بند کرنا ذکر و مشغل ہے، بزرگوں نے کہا ہے دل کو دشمن سے باز رکھ دو ست کو طلب کرنے کی حاجت نہیں، اس کا نتیجہ ذکر کا نتیجہ ہے اس کے بعد طالب کی حالت کے موافق جو کچھ پیر اس کی رہنمائی کرے اس میں مشغول رہے۔ سوال نهم: یہ ہے کہ نفس ولایت کیا ہے اور صفت ولایت کونسی ہے؟ جواب: نفس ولایت فنا و بقا اور ٹوٹنا و جڑنا ہے اور صفت ولایت دارالغرور (دیتا) سے دوری اور دارالقرار (آخرت) کی تیاری کرنا ہے، والسلام

مکتوب ۲۱۸

محمد باقر لاہوری کے نام ان کے احوال کی تعریف اور کمالات بخت کے بیان میں تحریر فرمایا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ مُحَمَّدٌ ذِی الْاِنْعَامِ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِهِ سَیِّدِ الْاَلَمٰنِ
 لہ فصوص الحکم حضرت شیخ محمد بن الدین ابن عربی قدس سرہ کی تصنیف ہے۔

وَعَلَىٰ الْاَلْكَرَامِ وَصَحْبِهِ الْعِظَامِ اَلِي يَوْمِ الْقِيَامِ اَمَا بَعْدُ، مکتوب شریف نے پہنچ کر بہت زیادہ فرحت
 بخشی، آپ عافیت و جمعیت کے ساتھ رہیں اور شریعت عالیہ و سنت منورہ کے طریقہ پر قائم رہیں، آپ نے
 اپنی کیفیات و احوال کے بارے میں جو کچھ لکھا ہے بہت اعلیٰ ہے، یہ مشکل ہے کہ عقل محدود اللہ جل شانہ کی
 تاثیر کے بغیر ان دقائق تک پہنچ سکے اور کوئی دوسری ہی آنکھ چاہئے جو کہ ان معانی کا ادراک کرے، اللہ جل شانہ
 کا نور ہی ہے جو ان اسرار کو سمجھ سکتا ہے جس کی طرف حدیث شریف **يُنْظَرُ بِمُورِ اللّٰهِ** [اللہ کے نور سے دیکھنا ہے] ۲۶۳
لَا يَجْمَلُ عَطَايَا الْمَلِكِ اِلَّا مَطَايَا [بادشاہ کے عطیات اس کی سواریاں ہی اٹھاتی ہیں] آپ نے لکھا تھا
 کہ "ان دنوں میں آنسو و علیہ و علی آلہ افضل الصلوات والتسلیمات کی بارگاہ سے ایک خاص نسبت
 اپنے حق میں فائز دیکھتا ہوں اور آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کو اپنا مددگار سمجھتا ہوں" اور نیز حضرت
 مجدد الف ثانی کی عنایات و الطاف جو آپ پاتے ہیں اور مراتب عروج و منازل نزول میں آپ کو جن
 چیزوں کا ادراک ہوتا ہے اور کبھی سُکر کا اور کبھی صحو کا غلبہ ہوتا ہے یہ تمام باتیں واضح ہوئیں اور خوش
 وقت کیا، **اللّٰهُمَّ زِدْ** [اے اللہ! اور زیادہ فرما]۔ محبت کا تعلق اور باطنی رابطہ جس قدر زیادہ قوی ہوگا
 (سالک) فیوض و بركات اسی قدر زیادہ اخذ کرے گا اور درجات عالیہ پر ترقیات کرے گا، کام کا مدار
 محبت پر ہے خاص طور پر ہمارے طریقہ میں کہ ہماری نسبت انعکاسی و انصباغی ہے، مرید محبت کے
 تعلق سے جو کہ وہ پیر کے ساتھ رکھتا ہے مغزوں ہی دنوں بعد اس کے رنگ میں رنگا جاتا ہے اور محبت کی
 کشش کے ذریعہ اس کے باطن سے پوشیدہ معانی اخذ کرتا ہے **اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ** [آدمی اس کے
 ساتھ ہے جس سے وہ محبت کرتا ہے] معیت کچھ بھی حصہ نہیں چھوڑتی کہ محبت صادق کے نہ نصیب ہو،
 جس قدر محبت زیادہ ہوگی اسی قدر معیت زیادہ ہوگی اور جس قدر معیت زیادہ ہوگی صفات کا جذب کرنا
 اسی قدر زیادہ ہوگا، خاص طور پر وہ محبت جو صحبت کے ساتھ جمع ہو کیونکہ صحبت پر بھی اس راستہ
 کے ارکان و شرائط ہیں سے ہے اور چونکہ یہ طریقہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف منسوب
 ہے اور حضرت موصوف محبت و فدائیت میں بی مثال تھے اس لئے ان کو قرآن مجید میں معیت کے ساتھ
يَا دِ الْاَبْنِ وَالذِّئْبِ مَعًا [اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں] فرمایا اسی لئے وہ (حدیث شریف) اللہ تعالیٰ
 نے جو کچھ میرے سینہ میں ڈالا وہ سب میں نے ابو بکر کے سینہ میں ڈال دیا۔ اور ان دو کے بارے میں تیرا
 کیا گمان ہے جن میں کا تیسرا اللہ ہے، کامور دینے اور ثانی الثنین (دو میں کا دوسرا) کے شرف سے
 سرفراز ہونے، اس طریقہ کار کا مدار بھی محبت پر ہے اور یہ محبت ان کے معاملہ کو سب سے
 اعلیٰ مانی۔

ثابت ہے جو کہ انسان کا قلب ہے اور اس کا رحلت کرنا اس کی فنا ہے جس کا اس کو حدیث شریف
 مَوْتُوا قَبْلَ أَنْ تَمُوتُوا (تم اپنے مرنے سے پہلے مرجاؤ) میں حکم دیا گیا ہے اور اس کی نمازِ جنازہ اس کی فنا کو
 کامل کرنے اور اس بقاؤتی رجاتِ ہائل ہونے کے ذریعے اس کے حق میں شفاعت سے عبارت ہے
 اور نمازِ جنازہ سے فارغ ہونے کے بعد جو آپ جامع مسجد میں مسلمانوں کی جماعت میں آئے گویا اس بات کی
 طرف اشارہ ہے کہ لعین (ہمزاد شیطان) کے شر سے چھٹکارا پانے کے بعد با (قلب کی) فنا حاصل ہونے
 کے بعد آپ نے اس بات کی قابلیت پیدا کر لی ہے کہ صالحین بندوں میں جو کہ اسلام حقیقی سے مشرف ہیں
 اور وصال کی جنت میں کہ مسجد سے کنایہ ہے جو کہ اللہ تعالیٰ کا گھر ہے داخل ہو گئے ہیں آیت فَاذْخُلِي
 فِيْ عِبَادِيْ وَادْخُلِيْ جَنَّتِيْ (پس تو میرے بندوں میں داخل ہو جا اور میری جنت میں داخل ہو جا) میں اس کی
 طرف اشارہ ہے میرے مخدوم! سرورِ کائنات و فخرِ موجودات علیہ و علیٰ آلہ افضل الصلوٰت اٰمِلِ التَّجَاتِ
 کو خواب و حال میں دیکھنا اس امر کے ساتھ مشروط ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی شکل میں دیکھا
 جائے جس شکل میں کہ مدینہ منورہ میں مدفون ہیں (بلکہ جس شکل میں بھی دیکھا جائے امید ہے کہ آپ صلی اللہ
 علیہ وسلم شیطان کے تمثیل سے محفوظ ہوں گے لیکن جانا چاہئے کہ احوال اور خواب بشارات ہیں اور استعداد
 کی خبر دینے والے ہیں حصول پر دلالت نہیں کرتے، دل و جان سے کوشش کرنی چاہئے تاکہ معاملہ قوت سے
 فعل میں آجائے اور گوش سے آغوش تک آ پہنچے۔ اور یہ جو حضرت شیخ عبدالقادر قدس سرہ نے فرمایا ہے کہ مشرق
 سے مغرب تک اولیا ماںدہیں سے ان کے سوا کوئی ولی حنفی مذہب (یعنی دینِ حنیف پر) نہیں ہو سکتا ہے کہ
 عبارت کے معنی یہ ہوں کہ آج رجال الغیب ہیں سے ان کے سوا کوئی ولی نہیں ہے اس لئے کہ (آپ کا) مخاطب
 رجال الغیب کا طالب تھا آپ نے اس طلب کے موافق اس کے ساتھ بات کی، والغیب عند اللہ
 عز وجل (اور غیب کا جاننے والا اللہ عز وجل ہے) والسلام اولاً و آخراً۔

مکتوبات

مخدوم زادہ عالی درجات صاحب تکمیل و ارشاد، صاحب وقار و تکمیل شیخ سیف الدین محمد کے نام
 عروجِ قنول کے احکام اور سیڑھی و مرادی کے دقائق کے بیان اور بادشاہ دین نبیہ سلمہ ربیع کے
 کچھ احوال کے بارے میں تحریر فرمایا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ و سلام علی عباده الذین اصطفیٰ، فرزند ارجمند کا مکتوب شریف

پہنچ کر مست اقرار ہوا، آپ نے کیفیات و احوال کے بارے میں جو کچھ لکھا تھا اور اشاریہ راہ میں مزارات منبر کے سے جو شقیں اور ہر بانیاں آپ نے مشاہدہ کیں خاص طور پر ہمارے حضرت خواجہ باقی باشر قدس سرہ کے مزار منبر کے سے معائنہ کیں اور لکھی ہیں وہ سب واضح ہوئیں اور مسرت میں اضافہ کیا۔ آپ نے لکھا تھا کہ اس فقیر کی نسبت نزول کی طرف زیادہ مائل ہے، ہاں آپ کا نزول مکمل ظاہر ہوتا ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق کو ہدایت اور فیض کا پہنچا اس کا اثر ہے اور عروج کے وقت چونکہ رُخ حق جل و علا کی طرف ہے (اور مخلوق سے بیگانگی و بے مناسبتی ہے اس لئے طالبین کے ساتھ بیٹھنا اور توجہ دینا ناگوار اور ناپسندیدہ ہے یہ بات اولیائے عزلت اور غیر مرجوعین میں زیادہ ہے اور مرجوعین و اہل عشرت اولیاء (یعنی جو لوگوں میں ملے جلے رہتے ہیں) میں جو کبھی عروج واقع ہوتا ہے بہت کم ہے کیونکہ غیر مرجوع کو مخلوق کے ساتھ کامل بے مناسبتی ہے اور مرجوع کو جو عروج واقع ہوتا ہے وہ اس قدر نہیں ہے اس لئے کہ اس کا مسکن و مقام مراتب نزول میں ہے، اور یہ جو آپ نے لکھا ہے کہ ان دنوں خاص عروج واقع ہوا اور اپنی راہ وصول کو نہایت بلندی اور زیب زینت میں پایا اور اس کی خوبصورتی و تازگی بیان سے باہر ہے اور یہ مسلک مراد کے ساتھ مخصوص ہے کیونکہ مریدوں کا قدم اس مقام تک نہیں پہنچتا، اس کا مطالعہ باطنی لذتوں کا باعث ہوا، بیشک محبوبوں کو محبت کے حلقوں کے ذریعہ اجتہاد (جذب) کی راہ سے کشاں کشاں لے جاتے ہیں اور مریدین انابت (سلوک) کی راہ سے خود اپنے پاؤں پر چلتے ہیں، خود جانے اور لے جایا جانے میں بہت فرق ہے، اللہ یَجْتَبِئُ إِلَيْهِ مَنْ يَشَاءُ وَيَهْدِي إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ (اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے اپنی طرف سے جس کو چاہے اور راہ دکھاتا ہے اپنی طرف سے جو اس کے طرف رجوع کرے) انابت کی راہ میں چونکہ خود چل کر جانا ہے (اس لئے) ریاضت و مشقت بہت زیادہ ہے اور اجتہاد کی راہ میں چونکہ لے جایا جانے کے طور پر ہوتا ہے (اس لئے) ریاضت و مشقت اس قدر کم نہیں ہوتی اس کی ریاضت احکام شرعیہ کا بجالانا اور سنت منورہ کا اتباع اور ناپسندیدہ بدعت سے بچنا ہے، مرادوں کو لیجاتے ہیں خواہ وہ ریاضت کریں یا نہ کریں اور راستہ میں نہیں چھوڑا جاتا، کسی نے خوب کہا ہے کہ

عشق معشوقاں ہاں مست و سبیر عشق عاشق با دو صد طبل و نفیر
 یک عشق عاشقاں تن زہ کند عشق معشوقاں خوش و قرہ کند

[معشوقوں کا عشق پوشیدہ اور مستور ہے اور عاشقوں کا عشق دھو دھولا اور نفیروں کے ساتھ ہے لیکن عاشقوں کا عشق بدن کو کمان کی طرح کھینچ کر دیکھا کر دیتا ہے اور معشوقوں کا عشق خوش و قرہ کرتا ہے]

ہاں جو مرید کسی مراد کی صحبت میں داخل ہو جائے اور فنا فی الشیخ (کا مقام) حاصل کر لے اور صحبت کے شرائط صحیحہ الامکان بجالائے تو اس کی سیر بھی مرادوں کی سیر کے مانند ہوگی اور وہ اپنے شیخ کی طرح

۲۶۶
 ۱۲
 ۱۳

مشقت و ریاضت کا محتاج نہیں ہوگا وہی محبت شیخ اس کی رہبر ہوگی اور وہ اس کے کمالات سے متصف ہو جائیگا
ع قاص کند بندہ بصلحت عام را [اللہ تعالیٰ عام مصلحت کیلئے کسی بندہ کو قاص کر لیتا ہے]
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کرام (رضی اللہ عنہم) آپ کی صحبت سے آپ کے کمالات کو پہنچ گئے
اور اولیائے امت سے سبقت لے گئے۔

آپ نے بادشاہ دین پناہ سلمہ ربیعہ کے احوال کے بارے میں جو کچھ تحریر کیا تھا یعنی لطافت میں ذکر کا
سرائت کرنا، سلطان الاذکار و رابطہ کا حاصل ہونا، وساوس کا کم ہونا، حق بات کو قبول کرنا، بعض خلاف
شرع امور کا دور ہونا اور لوازم طلب کا ظاہر ہونا، سب واضح ہوا، اللہ جل شانہ کا شکر بجالایا، بادشاہوں
کے طبقہ میں اس قسم کے امور نادر عقا کا حکم رکھتے ہیں، حدیث شریف میں آیا ہے مَنْ أَحْبَبَ سُنَّتِي بَعْدَ
مَا أَمِنْتُ قَلْبًا آخِرَ مَيَّاتَةٍ شَجِيذٍ [جس نے میری سنت کو جو مردہ ہو چکی ہو زندہ کیا تو اس کے لئے سو شہیدوں کا
ثواب ہے] اللَّهُمَّ زِدْهُ تَوْفِيقًا وَطَلْبًا وَشَوْقًا وَتَرَقُّبًا فِي مَرَاتِبِ قُرْبِكَ [اے اللہ! ان کو مزید توفیق و
طلب و شوق اور اپنے مراتب قرب میں ترقی عطا فرما] یہ درویش دعا و توجہ سے جو کہ فقیر کا معمول ہے فارغ
نہیں ہے اور ان (بادشاہ) کی ظاہری و باطنی بجلالی کا طالب ہے، ان کے باطن کو اکابر کی نسبت
سے معمور پانا ہے اور امیدوار ہے کہ وہ عنقریب فنائے قلب سے مشرف ہو جائیں گے جو کہ ولایت کے درجہ
میں سے پہلے درجہ ہے اور اس معنی کو ان کے حق میں قریب الحصول پانا ہے۔ ع

باکریاں کار بادشاہ نیست [اہل سخا پر کوئی کام مشکل نہیں ہے] و السلام اولاً و آخراً۔

مکتوبات ۲۲۱

سلطان وقت (اوزنگ زیب عالمگیر) سلمہ ربیعہ کے نام محبتوں اور باطنی رابطوں کے اظہار میں

اطلا اس بارے میں تحریر فرمایا کہ جب تالیفات کے باعث دل روزانہ توجہ یافت کے باعث ہنستی ہے،

۲۶۵

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ سب سے پہلے جس کا مقدم کیا جائے وہ اللہ سبحانہ کی حمد ہے پھر
نبی کریم اور ان کی آل پر درود و سلام ہے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے
عرض کیا یا رسول اللہ! قیامت کب آئیگی؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تجھ پر (اس سوال سے)
افسوس ہے تو نے اس (قیامت) کے لئے کیا سامان تیار کیا ہے؟ اس نے عرض کیا کہ میں نے اس کے لئے اور تو
کوئی چیز تیار نہیں کی لیکن میں اللہ و اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتا ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا تو (قیامت میں) اس کے ساتھ ہوگا جس سے محبت کرتا ہے۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ میں نے مسلمانوں (صحابہ کرامؓ) کو اسلام لانے کے بعد اس سے زیادہ خوش نہیں پایا جتنا کہ وہ آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کے اس ارشاد سے خوش ہوئے، متفق علیہ نیز حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ صحبت رکھو پس اگر تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ صحبت رکھنے کی استطاعت نہیں رکھتے تو اس شخص کے ساتھ صحبت رکھو جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ صحبت رکھتا ہے یہاں تک کہ وہ تم کو اللہ عزوجل کی طرف پہنچا دے۔ ابا عبدالمکترین دعا گو بیان محمد معصوم تمام مخلوق کے پشت و پناہ اور تمام جہانوں پر اللہ کا سایہ حضرت امیر المؤمنین (اورنگ زیب عالمگیر) اللہ تعالیٰ ان کی دلیل کو روشن بنائے ان کی بارگاہ پر نور کے باریاب حضرات کی خدمت میں عرض کرتا ہے کہ آپ کا مکتوب عالی شان جو کہ کمال عنایت و مہربانی کے ساتھ قلم عنبرین رقم سے لکھا گیا تھا خواجہ محمد شریف بخاری نے عزیز ترین زمانہ میں پہنچایا اور بے سرو سامان فقرہ کو عنایات عالیہ سے نوازا۔ آپ کا مکتوب گرامی ہمیں موصول ہوا وہ ایسا مکتوب ہے کہ جس کی بجارتوں کے چہروں میں جنتِ نعیم کی تروتازگی ہے اس (مکتوب) کے مضمون سے اس (طریقیت کے) راستہ کا شوق و طلب ظاہر تھا اس لئے مقصد تک پہنچنے کی امید حاصل ہوئی کسی بزرگ نے کہا ہے کہ اگر وہ (اللہ تعالیٰ) دینا نہ چاہتا تو طلب نہ دیتا۔ بزرگوں نے کہا ہے کہ جب دل نیافت کے باعث رونما ہے تو روح یافت کے باعث ہنستی ہے، دل کارونا جو کہ شوق و طلب کے درجہ حاصل ہوتا ہے بزرگوں نے اس کو روح کی یافت پر دلیل قرار دیا ہے، اس کی تفصیل یہ ہے کہ عالمِ امر کے پانچوں لطائف آپس میں ہمسایہ و ہم نشین ہونے کا حکم رکھتے ہیں ان میں سے بعض بعض سے زیادہ لطیف ہیں اور جو لطیف کہ زیادہ لطیف ہے وہ عالمِ غیب سے زیادہ نزدیک ہے اور حضرت وہاب عز ثناء سے فیوض اخذ کرنے میں سبقت رکھتا ہے اور جب ان لطائف میں سے کسی لطیف پر کوئی انعام الہی وارد ہوتا ہے تو دوسرا لطیف جو کہ اس کے قریب ہے اس سے واقف ہو کر اس نعمت پر رشک و غبطہ کرتا ہے اور اس کی طلب میں کوشش کرتا ہے اور اگر یہ شوق اس کو لاحق ہو جاتا ہے، اگر ان لطائف میں سے کسی لطیف پر بھی کوئی غیبی کیفیت ظاہر نہیں ہوتی تو تمام لطائف عاقل رہتے ہیں اور طلب کی راہ بند ہو جاتی ہے پس دل کا رونا روح کی یافت پر دلیل ہے اس لئے کہ قلب و روح کو ایک دوسرے کے ساتھ ہمسائیگی اور اتصال کی نسبت ہے اور ایک کی یافت سے دوسرا واقف ہے اور اس نعمت کے تپانے کے باعث رونا اور اس کی طلب میں دوڑتا ہے، اللہ تعالیٰ کی حمد و احسان ہے کہ فقیر زاہد (خواجہ سیف الدین رحمہ اللہ) آپ کی نظر قبولیت میں منظور ہو گیا ہے اور اس کی صحبت کا اثر حاصل ہو گیا ہے اور نیکی کا امر کرنا اور برائی سے روکنا جو کہ فقیر زاہد کی عادت ہے اس پر آپ نے شکر و رضامندی کا اظہار کیا ہے، اس انعام (اظہارِ شکر) پر اللہ تعالیٰ کا شکر بجالایا

اور یہ امر دعا گوئی میں اضافہ کا باعث ہوا کیسی عجیب نعمت ہے کہ بادشاہت کی اس شان و شوکت اور سلطنت کے اس رعب کے باوجود حق بات قبولیت کے کان میں پڑے اور ایک تامل کا قول مؤثر ثابت ہو

قَبِيْرٌ عِبَادِ الَّذِيْنَ يَسْمَعُوْنَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهُ اُولَئِكَ الَّذِيْنَ هَدَى اللهُ سَبِيْلَهُمْ وَ اُولَئِكَ هُمُ اُولُو الْاَلْبَابِ [پس میرے ان بندوں کو بشارت دے دیجئے جو بات کو سنتے ہیں پھر احسن بات کی پیروی کرتے ہیں، یہ وہ لوگ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت دی ہے اور یہی لوگ عقل و دانش والے ہیں] و صلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد و آلہ اجمعین و بارک و سلم۔

مکتوب ۲۲۲

ملا شرف الدین سلطان پوری کے نام سالک کے کسی مقام میں رک جانے کے سہرا اور اس کے علاج کے بیان میں تحریر فرمایا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم حمد و صلوة و تبلیغ دعوات کے بعد عرض ہے کہ (یہاں کے) احوال ہر طرح حمید و الجلال کے لائق ہیں، اللہ تعالیٰ سے آپ کی عاقبت ظاہری و باطنی استقامت کی دعا کی گئی ہے؟ آپ نے لکھا تھا کہ ”خط لکھتے وقت اپنے حال کی طرف متوجہ ہوا تو ایک مقام نمودار ہوا ہر چند چاہا کہ (اس میں) داخل ہو جائے لیکن میسر نہیں ہوا“ میرے مخدوم! چونکہ (وہ مقام) نمودار ہوا ہے اور آپ میں داخل ہونے کی خواہش پیدا ہوئی ہے امید ہے کہ آپ داخل ہو جائیں گے اور اس سے کچھ حصہ حاصل کر لیں گے اگر وہ (اللہ تعالیٰ) دیتا نہ چاہتا تو طلب نہ دیتا۔ آپ نے صلوة اجاب کی رونق اور ان کی ترقیات کے بارے میں لکھا تھا اللہ تعالیٰ جل شانہ کا شکر بجالایا اللہم زدنی [لے اللہ اور زیادہ فرما] سے آسماں سجدہ کند بہر زمینے کہ درو یک و کس یک و نفس بہر خدا بنشیند

[آسمان اس زمین کے لئے سجدہ کرتا ہے کہ جس میں ایک رو آدمی ایک درو لمحہ خدا کے لئے بیٹھتے ہیں]

آپ نے ایک عزیز کے رک جانے کے بارے میں لکھا تھا کہ جس کی توجہ کے واسطے سے لوگوں میں عظیم تاثیر ظاہر ہوتی تھیں۔ میرے مخدوم! رک جانے کا سبب یا الغرض کا صاد ہونا اور گناہ کا ارتکاب ہے اس کا علاج توبہ و انابت اور پیر کی توجہ ہے یا (اس کا سبب) طلب و شوق کا جاتا رہنا ہے اس کا علاج بھی پیر کی توجہات ہیں کہ ان کی برکت سے شوق و طلب بھی میسر ہو جاتا ہے اور ترقیات بھی حاصل ہو جاتی ہیں، یا (اس کا سبب) فوق کی طرف استعداد کی مناسبت کا نہ ہونا ہے اس کا علاج بھی پیر کے ساتھ صحبت اور کامل محبت کا ہونا ہے

تاکہ فوق سے کچھ حصہ پائے (نیز) پیر کی توجہ مہربانی کا ہونا ہے تاکہ اس کی برکت سے اپنی استعداد سے اوپر جائے اور محبت کی کشش سے پیر کے پوشیدہ معانی حاصل کرے یہ سیر قسری (کشاں کشاں لیجانا) ہے نہ کہ طبعی، یا (اس کا سبب) اعتقاد میں خلل (واقع) ہونا ہے اور اس کا کوئی علاج نہیں ہے وہی عقیدہ کی کمزوری جو کہ ایک طاقتور ناسور ہے اس کی سیر راہ ہے جن تک کامل اعتقاد اور فنا فی الشیخ حاصل نہ کرے (اس وقت تک) ترقی صورت پذیر نہیں ہوتی اور وہ شخص دائمی رکاوٹ میں گرفتار رہتا ہے، فقیر نے اس تحریر کے وقت اس عزیز کی رہائی کے بارے میں توجہ کی اس کی رہائی معلوم ہوئی امید ہے کہ پھر رکاوٹ میں گرفتار نہیں ہوگا اور اسکا اظہار آخر

۲۶۹

مکتوب ۲۲۳

مشیت مآب محمد یوسف گردیزی کے نام ان کے احوال کی تعبیر اور حلقہ ذکر اور طالبین کے ساتھ محبت رکھنے پر ترغیب دینے کے بارے میں تحریر فرمایا۔

بسم الله الرحمن الرحيم الحمد لله وسلام على عباده الذين اصطفى، اگر اسی نامہ جو آپ نے ملا عبد اللطیف کے ہمراہ ارسال کیا تھا پہنچ کر مسرت بخش ہوا اور یہ جو آپ نے حال میں دیکھا ہے کہ اس فقیر نے میاں جیو کلاں قدس سرہ کو اٹھا کر آپ کے سر پر رکھ دیا ہے آپ ان حضرت موصوف کو اپنے سر پر اٹھا کر لیجاتے ہیں اور آپ کو ایک عجیب کیفیت و حالت پیش آتی ہے اور ایک ایسی لذت حاصل ہوتی ہے جو تحریر میں نہیں آسکتی میرے مخدوم ابظاہر فیوض و برکات ان حضرت (موصوف) سے آپ کو پہنچ رہے ہیں اور ایک نسبت آ رہی ہے لیکن جس شخص نے ان کو اٹھا کر آپ کے سر پر رکھا ہے حقیقت میں وہ نسبت اس شخص کی ہے پس سمجھ لیجئے کہ بیشک یہ بات بہت زیادہ نفع دینے والی ہے اور دوسرا حال جس میں آپ نے دیکھا ہے کہ حضرت خواجہ بزرگ (نقشبند تجاری قدس سرہ) اور فقیر (خواجہ محمد معصوم قدس سرہ) نے آپ کو تلوار اور ڈھال دی ہے اور آپ اس ڈھال پر تکیہ لگائے بیٹھے ہوئے ہیں، تلوار اور ڈھال دشمن سے حفاظت اور اس کے شر سے پناہ ہے اور تکیہ لگانا اس پر اعتماد کرنا ہے، اور بہت سے ہاتھی علم و نقارہ، نفیری و شہنائی کے ساتھ آپ کے آگے آگے جاتے ہیں اور بہت سے لوگ جمع ہیں اور سب آپ کے منتظر ہیں، آپ کی بلندی شان و سوارگی اور آپ کے مرجع خلافت ہونے کی طرف اشارہ ہے لیکن خواب استعداد کی خبر دینے والا ہوتا ہے، حق سبحانہ، قوت سے فعل میں لائے اور گوش سے آغوش تک پہنچائے اِنَّ قَرِيْبٌ مُّجِيْبٌ [بیشک وہ قریب اور قبول کرنے والا ہے] حلقہ

لہ غالباً میاں جیو کلاں سے حضرت خواجہ محمد سعید قازن الرحمہ مراد ہیں۔ واللہ اعلم

ذکر کو قائم رکھیں اور اہل طریقہ کو مشغول رکھیں، سُستی و کوتاہی دشمنوں کو نصیب ہو، اہل ذکر و طالبانِ صادق کے ساتھ صحبت رکھیں، اُن کے غیر کے ساتھ بلا ضرورت مشغول نہ ہوں۔

باعاشقانِ نشین و ہمہ عاشقی گزریں باہر کہ نیست عاشقِ با او مشوقِ قرین

[عاشقوں کے ساتھ بیٹھا اور کامل عاشقی اختیار کر، جو شخص کہ عاشق نہیں ہو اس کے قریب مت جا]

قریب الہی بخشنے والے اعمال میں مشغول ہوں اور ترقیات کے طالب رہیں، مَن اَسْتَوَى يَوْمَآءَ فَهُوَ مَعْبُودٌ [جس شخص کے دُعا کیساں گندیں (یعنی ترقی نہ کرے) وہ خلوے میں ہے] اور (م) دُعا اور اَقادِم دوستوں کو دُعا کے خیر سے یاد کریں (السلام والا کرام)

۲۴۰

مکتوب ۲۲۲

محبت علی ملتانى کے نام اُن کے عمدہ احوال کی شرح میں تحریر فرمایا۔

اللہ تعالیٰ (آپ کو) کمال و اکمال کے مراتب تک ترقیات عطا فرمائے، آپ نے جو مکتوب ازراہِ محبت بھیجا تھا اور (اس میں) بلند احوال تحریر کئے تھے اس نے پہنچ کر خوش وقت کیا، فناؤں بقاؤں کے اپنے اپنے مختلف احکام کے ساتھ پہنچنے آئے اور واردم ہونے اور تَخَلُّقُوا بِأَخْلَاقِ اللّٰهِ تَعَالٰی [اخلاقِ الہی کے ساتھ متحقق ہو جاؤ] کے معنی کے کامل طور پر ظاہر ہونے کے بارے میں جو آپ نے لکھا واضح ہوا اَللّٰهُمَّ ذَلِكُمْ لَكَ اِنَّهُ اس کو اور زیادہ فرما۔ یہ جو آپ نے لکھا ہے کہ اس کے بعد ایک کیفیت ظاہر ہوئی کہ اپنی ماہیت کو شعور والی نہانہ کے ارکان کی ماہیت پایا اور مذکورہ ارکان اور شعور کو اپنی ماہیت کے ارکان محسوس کیا یہ دید اور سیاق بہت ہی غالب ہے۔ اس کے مطالعہ نے بہت ہی مسرور کیا، امید ہے کہ یہ فنا و بقا جو کہ نماز کے ارکان کے ساتھ حاصل ہوتی ہے اس کی حقیقت تک وصول کا وسیلہ ہو جائے اور صورت کے ساتھ متصف ہونا حقیقت کی ہم آغوشی تک پہنچا دے، نماز ایک دلربا معشوق ہے جو عالمِ غیب الغیب میں ایک ایسی حقیقت رکھتی ہے جو کہ تمام حقائق سے اوپر ہے، حدیث شریف (قدسی) قِفْ يَا مُحَمَّدٍ (عليه الصلوة والسلام) فَإِنَّ اللّٰهَ يُصَلِّيُ [اے محمد! (عليه الصلوة والسلام) تمہارا پس پیشک اللہ تعالیٰ نماز میں ہے] اس حقیقت کی طرف ایک اشارہ ہے۔

چکد چکد تر از دمِ گراں گیسو چنگانند در صبح از گریبانم گراں ہمہ در کنار آید
[اگر وہ گیسو میرے پیچ میں آجائیں تو میرے ہاتھ سے ترشک چکنے لگے، اگر وہ محبوب میری آغوش میں آجائے تو میرے گریبان سے طلوع ہو جائے] والسلام والا کرام۔

مکتوب ۲۲۵

سیادت پناہ میر محمد ابراہیم ولد شیخ میر کے نام ان کے حال کی شرح میں تحریر فرمایا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم گرامی نامہ پہنچ کر مسرت بخش ہوا۔ آپ نے شوقی ملاقات کے بارے میں لکھا تھا، اس جانب سے بھی دوستوں کو متشاق جانیں اور حدیث شریف **وَأَنَا إِلَيْهِمْ لِأَشَدَّ شَوْقًا وَنَهْمًا** [اور میں ان کی طرف البتہ ان سے زیادہ شدید شوق رکھتا ہوں] پڑھیں۔ آپ نے لکھا تھا کہ ”کبھی ایسا پاتا ہوں کہ ایک نور سینہ میں بہت روشن ہے اور کبھی اس نور کو اپنے تمام اعضا میں پاتا ہوں ایسا تصور ہوتا ہے کہ گویا تمام وجود نور محض ہے الخ“ بیشک ہر فیض و نور جو کہ عالم غیب سے انسان پر وارد ہوتا ہے پہلے سینہ پر آتا ہے جو کہ علم و دانش کا محل ہے اور لطائف عالم امر کا مقام ہے جو کہ عالم قدس کے زیادہ قریب ہیں اگرچہ کمالات نبوت حاصل ہونے کے بعد قرب کی نعمت عالم خلق کا حصہ ہوتی ہے اور عالم امر اس کے تابع ہوتا ہے لیکن یہ قرب کمال حاصل کرنے کے بعد ہے اور عالم امر کا قرب پیدائشی اور فطری ہے اور بقدر سینہ وارد ہونے کے بعد تمام اعضا تک پہنچ جاتا ہے اور تمام وجود کو نور بنا دیتا ہے اس کے باوجود میں کہتا ہوں کہ مصنوعہ قلبیہ عالم خلق سے ہے اور اس کا مقام سینہ ہے پس سینہ عالم امر کے ساتھ مخصوص نہیں ہوا جب یہ آیت کریمہ **أَوْ مَن كَانَ مِيتًا فَآخِيتُهُ وَجَعَلْنَا لَكَ نُورًا مِّمَشِي** **يَه فِي النَّاسِ الْآيَةَ** [یہ ایسا نہیں ہے کہ جو شخص مردہ تھا پھر ہم نے اس کو زندہ کر دیا اور اس کے لئے ہم نے نور بنا دیا جس کے ساتھ وہ لوگوں میں چلتا ہے] نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ”نور جب سینہ میں داخل ہو جاتا ہے تو وہ (سینہ) کھل جاتا ہے پس کہا گیا کہ یا رسول اللہ کیا اس کی کوئی علامت ہے؟ تو آنحضرت علیہ وآلہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا **دَارُ الْعُرْوَةِ دِينًا** سے دُور ہے اور **دَارُ الْقَرَارِ** آخرت کی تیاری کرنے ہے۔ اس حدیث میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ نور پہلے سینہ پر وارد ہوتا ہے۔ آپ نے اپنی اعمال و افعال و اقوال و نیات کے نقص کی دیکھ کر اپنے آپ کو خراب و اتر پاتا یا تحریر کیا تھا، عمرہ ہے یہ نقص کی دیکھ کر اعمال کی قیمت کو بڑھاتی ہے اور قبولیت کے نزدیک کرتی ہے کیا کیا جاسکتا ہے ممکن بیچارہ کا حصہ قصور و نقص ہے اور وہ اتر و خراب تر ہے، عدم سے کیا چیز ہو سکے گی کمالات سب کے سب اہل کمال کی طرف لڑتے ہیں **كُلُّ شَيْءٍ يَرْجِعُ إِلَىٰ أَصْلِهِ** [ہر چیز اپنی اصل کی طرف لوٹی ہے] **اللَّهُ هُمَا رِنَا حَقَائِقَ الْأَشْيَاءِ** لکھا ہے [اے اللہ! ہمیں اشیاء کے حقائق دکھا دے جیسی کہ وہ ہیں]۔ آپ نے لکھا تھا کہ ایک شخص سخت

۲۷۱

بیمار تھا علاج معالجے کا اگر نہیں ہوتے تھے ایک روز اس کی جانب توجہ کی گئی اور اپنے آپ کو درمیان میں ہٹا کر اس بیماری کی طرف متوجہ ہوا، توجہ کے بعد اس مریض میں کچھ تخفیف پائی گئی اور اس کی بیماری کا کچھ حصہ میں نے لپے اندر پایا پھر توجہ اس جانب کی گئی تو بیماری فقیر سے بھی جاتی رہی، واضح ہوا، آپ کے اعتقاد کے موافق آپ کو دکھایا گیا ہے، اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِي يٰ بِي (میں اپنے بندے کے گمان کے قریب ہوں) آپ نے فرزند ی ابوالقاسم کے بارے میں جو کچھ لکھا ہے واضح ہوا، اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے، والسلام والاکرام

مکتوب ۲۲۶

سیادت پناہ میر محمد اسحاق ولد شیخ میر کے نام بشارت کے بارے میں تحریر فرمایا۔

بسم الله الرحمن الرحيم الحمد لله والشكر والمنة والصلوة والسلام على جيب محمد والهو
التحية، مکتوب مرغوب نے پہنچ کر خوش وقت کیا اللہ تعالیٰ عافیت واستقامت کے ساتھ رکھے اور مراتب قرب
میں ترقیات عطا فرمائے، جو بشارت کہ رخصت کے وقت میں نے آپ سے بیان کی تھی وہ اب بھی ملاحظہ ہوتی ہے
(یہ فقیر) وہ معنی آپ میں مطالعہ کرتا ہے اور آپ کو اُن اتوار و اسرار کا مورد پاتا ہے بلکہ پہلے سے زیادہ محسوس کرتا
ہے اور اس مقام میں ترقی معلوم ہوتی ہے لیکن اوپر کے مقام میں دخول واضح نہیں ہوتا اور فقیر اس بارے میں
بے توجہ نہیں ہے امید وار رہیں۔ آپ کے سوالات کے جوابات کو میاں حضرت نے فقیر کے مشورہ سے لکھا ہے
آپ مطالعہ کریں گے اور فقیر کا ضعف دور نہیں ہوا اور بہت سے خطوط لکھے تھے اس بنا پر خود نہیں لکھ سکتا تھا،
گوشہ نشینی کی طرف راغب رہیں اور اوقات کو اہم کاموں میں صرف کریں اور موت و قیامت کی یاد سے غافل
رہیں جَاءَتْ الرَّاحِفَةُ تَتَّبِعُهَا الرَّادِفَةُ جَاءَتْ الْمَوْتُ يَحْدُوهُ الْفِتْرَةُ (ہلا رینے والی چیز صومہ اسرافیل کی پہلی پھونک) آگئی
جس کے بعد ایک پھیپھے آنے والی چیز (دوسری پھونک) آجائیگی موت پوری طرح آگئی) دستوں سے سلامتی خاتمہ کی دعا کی
امید کی جاتی ہے۔ والسلام علیکم وعلیٰ سائرین اتبع الہدی والترم متابعة المصطفیٰ علی آلہ الصلوٰۃ والبرکات اعلیٰ۔

مکتوب ۲۲۷

سلطان وقت (اورنگ زیب عالمگیر) مدظلہ العالی کے نام ان معارف کی بیان میں تحریر فرمایا جو فاسم تعلق رکھتے ہیں۔
بسم الله الرحمن الرحيم الحمد لله الذي نور قلوب العارفين بذكره وانطق السنتهم بشكره و

عَمْرٍو جَوَارِحُهُمْ بِخُدْمَتِهِمْ وَسَقَاهُمْ مِنْهُ شَرَابًا مَعْرِفَتِيًّا وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ
وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَى
آلِهِ وَأَصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ بِحُجْمِ الْهُدَى صَلَوَاتِهِ وَسَلَامَاتِهِ بِأَيِّدِ الْأَسْبَابِ تَعْرِيفِيٍّ اس اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں
جس نے عارفوں کے قلوب کو اپنے ذکر کے ساتھ متور کیا اور ان کی زبانوں کو اپنے شکر کے ساتھ گویا کیا، اور ان کے
اعضا کو اپنی خدمت کے ساتھ آباد کیا اور ان کو اپنی محبت کے ساتھ اپنی معرفت کی شراب سے سیراب کیا اور میں گواہی دیتا ہوں کہ
بیشک اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ بیشک
محمد اس کے بندہ و رسول ہیں ان پر اور ان کی آل پر اور ان کے اصحاب پر جو کہ ہدایت کے ستارے ہیں ہمیشہ
اللہ تعالیٰ کا صلوة و سلام ہو [اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے کُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ] اللہ تعالیٰ کی
ذات کے سوا ہر چیز فنا ہوتے والی ہے [اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ لبید (شاعر کا
نام) نے کیا اچھا کہا ہے :
ع

۲۸
۲۸

أَلَا كُلُّ شَيْءٍ مَا خَلَا اللَّهَ بَاطِلٌ [آگاہ ہو جاؤ کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ ہر چیز باطل ہے]

حق جل و علا کے ماسوا ہر چیز فانی اور لاشیٰ محض ہے ایک باطل ہے جو حق تملہ ہے اور ایک عدم ہے جو
وجود جیسا ہے اس (ماسوائے حق) کی ذات عدم ہے جو کہ ہر شر و نقص کا ٹھکانا ہے، اس (ماسوا) میں صفات
کمال کا وجود اور اس کے توابع مرتبہ و جوب سے مستفاد و مستعار ہیں اور اس تعالیٰ شانہ کے کمالات کا
پرتو ہیں پس خیر و کمال سب کا سب اس بارگاہ قدس کی طرف لوٹنے والا ہے اور شر و نقص تمام کا تمام
ممكن کی طرف رجوع کرنے والا ہے، آیہ کریمہ مَا أَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللَّهِ وَمَا أَصَابَكَ مِنْ
سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَفْسِكَ [جو بھی بھلائی تجھے پہنچتی ہے وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور جو برائی تجھے پہنچتی ہے

۲۸
۲۹

وہ تیری ذات سے ہے] اس معنی کی مؤید ہے۔ ممکن نے کمال نادانی کے باعث اپنی ذات کو فراموش کر دیا ہے
اور اپنے ذاتی شر و نقص سے آنکھ بند کر کے اپنے عاریتی کمالات کو خیر و کمال خیال کیا ہے اور بھلائی کا سدا
جانا ہے اور طویل بنیاد اس بے بنیاد خیال پر رکھی ہے اور اسی وجہ سے اپنے مولا جل شانہ کے ساتھ ہمسر
کا دعویٰ پیدا کیا ہے اور نفس امارہ کی رعوت و انانیت میں سے پیدا ہوئی ہے۔ عجب معاملہ ہے کہ اصل
جو کمال و جمال سے آراستہ ہے پر وہ میں ہے اور نظر سے پوشیدہ ہے، اور ظل جو کہ نقص و شرارت کا منبع
ہر تہمت کے ساتھ اپنے آپ کو اصل کے عنوان سے ظاہر کیا ہے اور ناظرین پر جلوہ گر ہوا ہے۔
پہری ہفتہ رخ و دیو در کرشمہ و ناز بسوخت عقل ز حیرت کہ اس چیلوا لبحیبت
[پری نے اپنا چہرہ چھپایا اور دیو کرشمہ و ناز میں مصروف، حیرت سے عقل جل گئی کہ یہ کتنی عجیب بات ہے]

۲۷۳

اور جب سالک (اللہ تعالیٰ کی) عنایت کی پیشقدمی سے اپنی عدیبت ذاتی پر اطلاع پاتا ہے اور اپنی صفات کمال کو اس (حق تعالیٰ) کے کمالات کا پرتو یقین کرتا ہے اور ان کمالات کو پوری طرح اصل کے حوالہ کر دیتا ہے اور اپنے آپ کو جو کہ ان کمالات (ربانی) کا آئینہ تھا محض خالی پاتا ہے اور عدم صرف دیکھتا ہے تو فناے حقیقی سے مشرف ہو جاتا ہے اور نفس امارہ کی انابت سے رہائی پالیتا ہے اور نفس امارہ بتدریج مطمئن بن جاتا ہے اس وقت نعمت اس کے حق میں پوری ہو جاتی ہے، مولانا روم قدس سرہ فرماتے ہیں سے

چوں بدراستی کہ ظل کیستی فارغی گر مردی و گر زیستی

[جب تو نے جان لیا کہ تو کس کا سایہ ہے تو پھر خواہ مردہ ہو یا زندہ ہو ٹوبے فکر ہے]

اس کے بعد عرض ہے کہ آپ کے مکتوب عالی شان نے سعیدترین زمانہ میں پرتو نزول ڈال کر (م) بے سرو سامان فقرا کو قسم قسم کی مسرت و شرف سے نوازا ہے

از آندش چو گل شکفتم دامن دامن بہار رفقم

[میں اس کے آنے سے پھول کی مانند کھل گیا، میں نے اپنے سارے دامن میں بہار کو سمیٹ لیا]

اور اس (مکتوب گرامی) کی رنگین و دلکش نظم کی فصاحت اور اس کے معانی و نکات کی بلاغت کا کیا بیان کیا جا سکتا ہے

عَفَى كُلِّ لَفْظٍ مِّنْهُ رَوْضٌ مِّنَ الْمَنَىٰ وَفِي كُلِّ سَطْرِ مِّنْهُ عِجْدٌ مِّنَ الدَّرَمِ

[پس اس کے ہر لفظ میں آرزوؤں کا ایک بلغ مضمر ہے، اور اس کی ہر ایک سطر میں موتیوں کا ایک ہار پوشیدہ ہے]

باطنی سبق کی کیفیت کو فقیر زادہ (خواجہ سیف الدین قدس سرہ) کے خط میں پہلے لکھ چکا ہوں نظر عالی سے گذرا ہوگا۔ آپ نے اس شکستہ سے غائبانہ توجہ کی مدد طلب فرمائی ہے، اگرچہ قدیمی دعا گوئی کے باعث پہلے بھی (یہ فقیر) اکثر آنجناب کے لئے دعا و توجہ میں مشغول رہا ہے (لیکن اس وقت بھی جبکہ اس قسم کی

مہربانیاں اور خصوصیات پیش آتی ہیں اس سلسلہ عالیہ کے مقررہ طریقہ کے مطابق باطن کی ترقی اور

اس کی کیفیت کی زیادتی اور ظاہری استقامت و نصرت میں خود پوری توجہ کے ساتھ پابند ہے اور کسی

طرح بھی کوتاہی پر ماضی نہیں ہے۔ آپ نے جہانداری (حکومت) کے یار گراں بار اور حسن خاتمہ کے بائے

میں کچھ اظہار کیا تھا، چونکہ اس (اللہ تعالیٰ سبحانہ) نے اپنے کرم سے اس بارے میں خوف عنایت فرمایا ہے

(اس لئے) بہت سی امیدیں حاصل ہوئیں، یہ خوف دشوار کاموں کو آسان کر دیتا ہے، حدیث شریف میں

آیا ہے: لَا يَجْتَمِعُ خَوْقَانِ خَوْفُ الدُّنْيَا وَخَوْفُ الْآخِرَةِ [دو خوف یعنی خوف دنیا اور خوف آخرت کسی

ایک شخص میں جمع نہیں ہوتے] — فقیر زادہ (خواجہ سیف الدین قدس سرہ) کی ادائیگی خدایات اور لوازم

خیر خواہی چونکہ آپ کی نظر عالی میں منظور ہوئی ہیں (اس لئے یہ بات) اس کے لئے سعادت کا موجب

اور امتیاز کا باعث ہوتی ہے، اور حق بات یہ ہے کہ فقیر زادہ جو کہ ظاہری و باطنی کمالات کا حامل ہے اور گوشہ نشینی اور میل جول نہ رکھنے کا عادی ہے چند آدمیوں سے بھی میل جول کا شوق نہیں رکھتا لیکن محض خیر خواہی نے اس کو اس بات پر (یعنی آپ کے پاس آنے پر) آمادہ کیا ہے۔ آپ نے براوردینی کے بارے میں کہ وہ بھی ظاہری و باطنی کمالات سے آراستہ ہے کرم فرمایا تھا، پہلے بھی مشارالہ کے ساتھ صحبت کا حق ادا ہوتا تھا اب بھی حکیم عالی کے بموجب زیادہ سے زیادہ کوشش کرے گا، حقیقی مرنی وہ (اللہ جل شانہ) ہے وہ خودی طلب کا درد بھی دیتا ہے اور خودی اپنی طلب میں دوڑاتا ہے اور خودی راہ وصل کھولتا ہے۔

از ما و شما بہانہ برساختہ اندر [ہمیں اور تمہیں تو بہانہ بنایا گیا ہے]

(خدا کرے) سلطنت کا سورج اور عدل و انصاف کا ستارہ (ہمیشہ) چمکتا رہے۔

مکتوب ۲۲۸

دوست محمد بیگ نام نماز کے فضائل اور اس بارے میں تحریر فرمایا کہ جو لذت فرض نماز کے ادا کرنے میں پیش آتی ہے اصل دعا ہے کہ خزقیات کے دروازے کھلے رہیں آپ کے دو خطوط نے بے درپے پہنچ کر خوش وقت کیا۔ آپ نے نماز میں دلجمعی، ذکر اور دستوں کے حلقہ میں سرگرمی کے بارے میں جو کچھ لکھا تھا بہت بڑی نعمت ہے اس کا شکر بجالائیں اور اس کی جمعیت کے زیادہ ہونے میں کوشش کریں میرے مخدوم اجولت کہ نماز میں خاص طور پر فرض نماز میں پیش آتی ہے نیت کے اصل ہونے کا پتہ دینے والی اور کام کے انجام پانے کی خبر دینے والی ہے۔ آپ نے لکھا تھا کہ جو نوافل فرائض کی تکمیل کی نیت سے ادا کئے جاتے ہیں وہی لذت بخشتے ہیں اس کے بعد ہر چیز چاہتا ہوں یہ نیت نوافل میں حاصل نہیں ہوتی اور اگر تکلف کے ساتھ نیت کو حاضر کرتا ہوں تو بے لذتی کے ساتھ انجام پاتی ہے؟ آپ جان لیں کہ کام کا مدار فرائض پر ہے اگرچہ نوافل میں وہ نیت بسر نہیں ہوتی کوئی فکر نہ کریں اور نیت فرائض اور ان کی لذت کی تکمیل میں کوشش کریں، والسلام اولاً و آخراً

مکتوب ۲۲۹

خواجہ کلان خواجہ مزاری نقشبندی پیر خواجہ عیوض مزاری بخاری کے نام اس بارے میں کہ ظل جو کچھ لکھا ہے اصل رکھتا ہے لیکن کمال نادانی کے باعث اس سے زانی اصل کو فراموش کر دیا اور ان کے حال کی شرح

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الْعَلِیِّ الْاَعْلٰی وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی نَبِیِّهِ وَجِیْبِہِ
 الْمُصْطَفٰی عَلٰی الْاَوْلِیَّہِ الْبَرِّہِ التَّقٰی، اما بعد آنجناب کی جانب سے دو گرامی ناموں نے اس
 درویشِ دلریش کے پاس پہنچ کر مشرف کیا، (دعا ہے کہ) سلامتی و عافیت کے ساتھ رہیں اور شریعتِ عالیہ
 و سنتِ منورہ کے طریقہ پر قائم رہیں اور ظل سے اصل کی طرف آئیں اور لفظ سے معنی کی طرف مائل ہوں،
 اور کسی نے خوب کہا ہے کہ

تو نے زو جودِ خویش فانی رفتہ ز حروف در معانی

[ایک قوم اپنے وجود سے فانی ہے وہ حروف سے معانی کے اندر چلی گئی ہے]

ولایت کا حاصل ہونا اس اسم تک جو کہ سالک کا مبداء تعین ہے وصول سے وابستہ ہے اور اس اسم
 میں فنا ہونا ہے، اور سالک اس اسم کا ظل ہے اور ظل خیر و کمال اور حسن و جمال سے جو کچھ رکھتا ہے وہ
 سب اصل کا پرتو ہے اپنے اندر خود کسی چیز میں استقلال نہیں رکھتا لیکن ظل نے کمال نادانی کے باعث
 اپنی اصل کو فراموش کر دیا ہے اور خود کے ساتھ گرفتار ہو گیا ہے اور کمال و جمال جو کہ اصل سے ہیں اپنے
 آپ سے جان کر خود کو کامل اور نیکیوں کا مبداء تصور کیا ہے اور غرور و اتانیت پیدا کر کے اس راہ سے اپنے
 مولا کے ساتھ ہمسری و شرکت تلاش کی ہے کہ

پری ہفت رخ دیو در کرشمہ و تاز بسوخت عقل ز حیرت کہ این چہ بوالعجب است

[پری نے اپنا چہرہ چھپایا اور دیو کرشمہ و تاز میں مصروف ہے، حیرت سے عقل جل گئی کہ یہ کتنی عجیب بات ہے]
 اور حجب عنایتِ الہی، پیش قدمی کرتی ہے اور اصل کا کمال و جمال ظاہر ہو جاتا ہے اور ان انعکاسی کمالات
 کو پوری طرح اصل کے سپرد کر دیتا ہے اور اپنی ذاتی عدمیت پر دانا و دبنا ہو جاتا ہے اور اپنے آپ کو فانی و
 لاشعے پاتا ہے اس وقت سرشتِ سعادت ہاتھ آتا ہے اور نفسِ امارہ کی شرارت سے نجات کی امید پاتا ہے
 مولائے روم قدس سرہ نے کہا ہے کہ

چوں بدانتی کہ غلی کیستی قار غی گر مردی و گر نہستی

[جب تو نے جان لیا کہ تو کس کا سایہ ہے تو پھر خواہ مرده ہو یا زندہ ہو تو بے فکر ہے]

اللہ تعالیٰ ہم جیسے ناکاروں کو آپ شاہبازوں کے طفیل جو کہ بندگان کے جالشین ہیں اور روضہ مقدسہ کی
 ہمتی سے سعادت مند ہیں ان معالی کے ساتھ کچھ ایمان عطا فرمائے اور اس چشمہ سے کوئی گھونٹا رحمت
 فرمائے اور لیتھیں اس مقام کے (اور برکات سے ہمیشہ چشم براہ ہے اور اس جگہ فیوض و اسرار و امیڈار ہے)

سہ ندیں دیارِ بدارِ زندہ ام کہ گناہے نسیمِ عاطفہ زان دیار سے آید

[یہ اس دیار میں اس لئے زندہ ہوں کہ کبھی کسی مہربانی کی نسیم اس دیار سے آجاتی ہے]

جو طویل حال آپ نے لکھا ہے عمرہ ہے اور باطنی مناسبتوں کی خبر دینے والا ہے اور مقطعات قرآنی کے سوال کا خیال دل میں گزرنے کا بھی اس کی خبر دینے والا ہے اور حلوئے ترکا دو پیازہ کے ساتھ ایک طشت میں جمع ہونا گویا آپ کی خاص نسبت کی طرف اشارہ ہے جو کہ خاتم الانبیاء علیہ السلام والبرکات کے انوار سے ماخوذ ہے اور خواجہ ہاشم علیہ الرحمہ نے اس کی طرف اشارہ کیا ہے جہاں انہوں نے کہا ہے

بشیرنی نمک زیا تیا ید چہ اعجازات کاین لب می نماید

[باوجودیکہ شیرینی کے ساتھ نمک اچھا نہیں لگتا (مگر) یہ کیا معجزہ ہے جو یہ لب دکھاتا ہے]

اور آپ کو جو یہ نعمت دی گئی ہے ایک نادر بشارت ہے۔ جانتا چاہئے کہ ہمارے بزرگوں نے احوال اور خواہشوں زیادہ اعتبار نہیں رکھا ہے، معتبر وہی ہے جو کہ بیداری میں ظاہر ہو، خواب (البتہ) استعداد کی خبر دینے والا ہے، دل و جان سے کوشش کرنی چاہئے تاکہ معاملہ قوت سے فعل میں آجائے اور کوشش سے آغوش میں آئیے، والسلام اولاً و آخراً

مکتوب ۲۳

حاجی حبیب اللہ حصاری کے نام ان کے احوال اور خواہشوں کی تعبیر اور ان کے دوستوں کے احوال کی شرح اور اس کے مناسب امور کے بیان میں تحریر فرمایا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ علی نعمائہ والصلوة والسلام علی افضل انبیاءہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسانئ احبابہ اما بعد، آپ کے گرامی نامے پڑھے پیچھے مسرت بخش ہوئے، آپ نے اپنے خوابوں، احوال، کیفیات اور اپنے دوستوں کے احوال اور شوق و آرزو مندی کے اظہار اور کسر نفس کی تمہید اور قصور کی دیدار دونوں کندھوں کے درمیان شملہ چھوڑنے اور رکوع میں دونوں ٹخنوں کو ملانے وغیرہ کے بارے میں فقہی روایتوں کے استفسار کے متعلق جو کچھ لکھا تھا سب واضح ہوا اور مسرت پر مسرت بخشی۔ آپ نے جو یہ لکھا ہے کہ ایک روز دل میں خیال آیا کہ مخلوق کی ناس تمام گفتگو اور دوستوں کی سست روی کے باوجود

تیرا کیا حال ہوگا، الہام (غیبی آواز) کان میں پہنچا فسیک فیکہم اللہ الی الخواتیہ [پس ان کے لئے اللہ تبارک و تعالیٰ کا فیہما] (اس حال نے) بہت مسرور کیا اور امیدوار بنایا، یہ کلمہ مبارکہ خیرات و برکات کا جامع اور دعوات و قربات کی خوشخبری دینے والا ہے۔ اور جو آپ نے دیکھا ہے کہ آپ سخت پر بیٹھے ہیں اور آپ کی بادشاہی کی تجویز کی گئی ہے اور اس معنی پر اتفاق کیا گیا ہے اور سب لوگوں نے آپ کی طرف رخ کر لیا ہے اور تعظیم کرتے ہیں اور بارگاہ رتبے میں اور آپ تعجب کرتے ہیں کہ یہ معاملہ کس طرح سچا ہو سکتا ہے حالانکہ میرا معاملہ ان دنوں میں ناامیدی

تک پہنچ گیا ہے اور میں اپنے آپ کو لاشے محض پاتا ہوں۔ میرے مخدوم! کوئی تعجب کا مقام نہیں ہے، یہ ناامیدی اور بلا لاشے ہونا باطنی سلطنت کے لئے مفید ہے جس قدر زیادہ معدوم و لاشے ہوگا کمالات اور غلامی سے آزادی اور اخلاق کے ساتھ متعلق ہونا کہ جن میں سے ملکیت بھی ہے (یہ امور) اسی قدر زیادہ ہوں اور جس قدر زیادہ یاوس ہوگا ظلال سے اسی قدر زیادہ آزاد ہوگا، اور بادشاہ کی بیٹی کا جو آپ سے عقد کیا گیا ہے ہو سکتا ہے کہ وہ آپ کا مبداء تعین ہو اس کے ساتھ عقد کرنا اس کے ساتھ متحقق ہونا اور اس کے ساتھ قنابقا حاصل ہونا ہے اور چونکہ وہ مبداء تعین شانِ کلی جو کہ پیغمبر (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا مبداء تعین ہے کی جزئیات میں سے ایک جزئی ہے کیونکہ آپ آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کے قدم پر ہیں اس لئے اس (آپ کے مبداء تعین) کو دستِ بیٹی (ظاہر کیا گیا ہے کیونکہ یہ جزئی اس کلی سے ظاہر اور پیدا ہوتی ہے اور وہ شانِ کلی جزئیات پر بلا واسطہ اور بواسطہ خود بادشاہ کا حکم رکھتی ہے۔ دوسرے حال میں یہ جو آپ نے لکھا کہ تم خود برہنہ ہو گئے ہو اور مجھ کو بھی برہنہ کر کے آغوش میں لے لیا ہے اور اپنے بدن اور چہرے کو مجھ پر مل رہا ہے اور اکتھے خواب کے لباس میں سو کر ہم آپس میں پوشیدہ راز کہتے ہیں الخ۔ بہت خوب ہے اور مناسبیت نامہ کی خبر دینے والا ہے اور پوشیدہ اسرار سے حصہ پانے کا پتہ دینے والا ہے۔ جو حال کہ آپ کے بھائی نے دیکھا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو آغوش میں کھینچ لیا ہے اور حضرت عالی (مجدد الف ثانی) قدرنا اللہ لبسہ آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ایک جانب اور فقیر و مری جانب ہے اور فقیر زادے اور فقیر کے تمام دوست سب ہمراہ ہیں الخ (اس حال نے مسرور کیا، امید ہے کہ وہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی برکات سے کامل حصہ پائے گا، اشارت الیہ کے حوالے کے مطالعہ نے بھی مسرت بخشی، اور اسی طرح ملا فتح اللہ کے حوالے جو کہ آپ نے لکھے تھے نیک و اعلیٰ ہیں اور دوسرے دوستوں کے حوالے بھی خوب ہیں، حق سبحانہ و تعالیٰ روز بروز ترقیات عطا فرمائے۔ میرے مخدوم! یہ جو ہمارے حضرت عالی (مجدد الف ثانی) قدس سرہ نے فرمایا ہے کہ شرکِ خفی کے ذائقے سے رہائی پانا دشوار ہے اور سب کا کلمہ اثبات جو کہ وہ نفی و اثبات کے ضمن میں کہتے ہیں ان کی ذات کی طرف عود کرنا ہے اور اس بارگاہِ قدس کے لائق نہیں ہوتا، یعنی کلمہ لا الہ الا اللہ سے اپنی الوہیت کا اثبات کرتے ہیں اور ان کا الا اللہ بھی انہی کی طرف لوٹتا ہے۔ کہ اس بارگاہِ عالی کی طرف، اور انہوں نے اپنے آپ کو اس حکم سے مستثنیٰ قرار دیا ہے۔ اور نیز جو کچھ اس فقیر پر رحم مگر معظمہ میں ظاہر ہوا فقیر نے لکھا تھا اور نیز ظاہر کیا تھا کہ جس وقت سے کہ عجیب معارف دیکھے ہیں خوف و رجا کے درمیان ہے اور ترساں و لرزاں ہے، نہیں جانتا کہ کون سے گروہ سے ہے؟ لے سعادت آثار! یہ ڈر اور لرزنا برحق ہے یہ ایک ایسا درد ہے جو لا علاج ہے اور ایک

ایسی بیماری ہے جو دو قبول نہیں کرتی ہے

لَقَدْ عَصَتْ جَبَّةُ الْهَوَى كَبِدِي فَلَا طَيْبَ لَهَا وَلَا سَاقِي

[محبت کے سانپ نے میرے جگر کو دس لیا ہے پس اس (سانپ کے کاٹنے) کے لئے نہ کوئی طیب ہے اور نہ کوئی جگر چھو سکتا ہے والا]

ہم صبح وصل جو یاں من و شام ناامیدی کہ سیاہ بخت ہجر شب من سحر ندارد

[تمام لوگ وصل کی صبح کو ڈھونڈتے ہیں لیکن میں ہوں اور شام ناامیدی کیونکہ میں ہجر کا مارا ہوا سیاہ بخت ہوں (اس لئے)

میری لات صبح نہیں رکھتی]۔ ایک ایسا شاہباز ہونا چاہیے جو کہ حضرت خلیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مانند تمام

ماسوائے منہ مور کر لا اِحْبُ الْاَفْلَاقِ [میں غروب ہونے والوں سے محبت نہیں کرتا] کا ترانہ گانا ہو اور شرک کے

دقائق سے رہائی پالے اور بیزار ہو جائے اور توجہ کا قبلہ احدیت ذات تعالیٰ کو بنا کر زبان در افتاں پر دیئے

اِنِّي وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضَ حَنِيفًا وَمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ [میں نے سب

یکسو ہو کر اپنا منہ اس ذات کی طرف کر لیا جس نے آسمانوں اور زمین کو بنایا اور میں شرک کرنے والوں میں سے نہیں ہوں]۔ اکثر

لوگ اس معنی کے کامل طور پر حاصل ہونے کے مدعی ہیں لیکن جو شخص کہ اس معاملہ کی حقیقت تک پہنچ جائے

اور شرک کے دقائق سے رہائی حاصل کر لے نادر عفا کا حکم رکھتا ہے۔ دیگر آپ اپنے آئے کے بارے میں دوبارہ

لکھتے ہیں، میرے مخدوم! اس جگہ کو خالی چھوڑنا مقبول نظر نہیں آتا بہر حال اگر شوق غالب آجائے تو سات

دن تک استخارہ کریں، قلب کے قبول کر لینے کے بعد اس جانب متوجہ ہوں، استخارہ کے بعد بلا فتح اندر کو

اپنی جگہ پر مقرر کریں، والسلام علی من اتبع الهدی۔

مکتوبات ۲۳۱

میرزا الطیف بخاری کے نام اس بارے میں کہ سلطان زکریا خراعات میں سے تین ہیروزوں کے

ہونا آیا ہے اور کس نفسی کے مقدمات اور قصور کی دید کے بیان میں تحریر فرمایا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَوَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادَةِ الدِّیْنِ اصْطَفٰی خُصُوْصًا عَلٰی سَیِّدِ

الوْرِیِّ بَدْرِ الدِّیْنِ صَاحِبِ قَابِ قَوْسِیْنِ اَوْ اَدْنٰی وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ اَلْہُدٰی، آپ کے گرامی نیک

پے درپے پیچھے مسرت کا باعث ہوئے، اللہ تعالیٰ (آپ کو) سلامت رکھے اور شریعت عالیہ و سنت مشورہ کے

طریقہ پر قائم رکھے اور ترقیات کے دروازے کھلے رکھے [اللہ قَرِیْبٌ مُّجِیْبٌ] بیشک وہ قریب ہے اور قبول کرنے

والا ہے]۔ آپ نے لکھا تھا کہ: بزرگوں کی زیارت کے وقت صبح طلوع ہونے کی جانب (مشرق) سے کوئی چیز آکر

احاطہ کر لیتی ہے اور کیفیت و حضوری حاصل ہو جاتی ہے لیکن (یہ فقیر نہیں جانتا کہ کیا چیز ہے) "میرے مخدوم! یہ اس نسبت کے انوار و برکات ہیں جو کہ بزرگوں سے آپ کو پہنچ رہی ہے شکر بجالائیں اور قبول کریں اور ہلٹ مینٹ مینٹ (کیا اور بھی ہے) کا ترانہ گاتے رہیں۔ جو دو روز دراز حال کہ آپ نے دیکھا اور لکھا ہے کہ ایک چہار بلغ ہے سجا ہوا الخ اور خواب سے بیدار ہونے کے بعد آپ نے خود کو فیض میں غرق پایا، عمدہ و روشن ہے حق سبحانہ حال سے وقوع میں لائے اور گوش سے آغوش تک پہنچائے۔ آپ نے لکھا تھا کہ "ایک روز حضرت عالی (محمد الف ثانی) کے حقائق و معارف کا ذکر ہو رہا تھا سلطان ذکر کے بارے میں بات چلی تو صدر مجلس نے سوال کیا کہ اب تک اس نام کے ساتھ کوئی ذکر سنا نہیں گیا ہے اور کتابوں میں بھی نظر سے نہیں گذرا، کیا یہ بات اولیائے سابقین کی ہے یا ان کی کوئی حالت ہے؟" میرے مخدوم سلطان ذکر ہمارے طریقے میں مشہور و معروف اور عام ہے اور ہم اس کو اپنے پیروں سے سننے آئے ہیں ہماری اختراع نہیں ہے جو کچھ بھی ہے بزرگوں کی طرف سے ہے، رقطب عالم حضرت شیخ عبدالقدوس (کنگڑی قدس سرہ) جو کہ حضرت خواجہ احرار قدس سرہ کے قریبی زمانے میں ہندوستان کے اکابر مشائخ میں سے گذرے ہیں، آخر عمر میں ان پر استغراق و بجزوردی غالب آگئی تھی چنانچہ اکثر اوقات استغراق میں رہتے تھے نماز کے اوقات میں ان کو بلند آواز سے بیدار کیا جاتا تھا، لوگوں نے ان سے اس کا راز دریافت کیا تو

انہوں نے فرمایا کہ میں نے دل کو ذکر سے بہت گویا ہے اس لئے سلطان ذکر ہر وقت غالب رہتا ہے اور ^{۲۴۹} مجھ کو اپنے آپ سے بچو کر دیتا ہے۔ آپ نے لکھا تھا کہ "اگر آپ کے دوستوں اور خلقاء میں سے دش آدمی اس ملک (علاقہ بخارا) میں رہیں تو گتجائش ہے اس لئے کہ اس علاقے کی وسعت بہت ہے طالبان حق کی خبر گیری آپ کے سپرد کی گئی ہے (اس لئے) ضروری ہے کہ آپ ربیع مسکون کی خبر گیری کریں۔" میرے مخدوم! یہ مسکین اپنے آپ کو کسی شمار میں نہیں لانا اور فانی و لاشی سمجھتا ہے اور اسی بنا پر کسی امر میں مشغول نہیں ہو سکتا اور اپنے آپ کو ولایۃ حقیقی جلت عظمۃ کا شریک نہیں بنا سکتا۔

من ایچیم و کم زریچ ہم بسیارے و ذریچ و کم از ریچ نیا بیکارے

[من ایچ ہوں اور (بلکہ) ریچ سے بھی بہت کم ہوں اور ریچ سے اور ریچ سے بھی کم ہوں اس سے کوئی کام نہیں بنا) مرنے حقیقی وہی تعالیٰ شانہ ہے ربیع مسکون اور اس کے علاوہ (باقی تمام کائنات بھی) سب اس عزت پرانہ

کے زیر تصرف ہیں۔

از ما و شما بہانہ برساختہ اند (ہمیں اور تمہیں تو بہانہ بنایا گیا ہے)

اللہ تعالیٰ جس شخص کو چاہتا ہے کہ اپنے کسی دوست سے فیضیاب کر دے اور درجہ کمال تک پہنچا دے

تو اس شخص کو اس (بزرگ) کی صحبت میں پہنچا دیتا ہے یا اس (بزرگ) کو اس شخص (طالب) کے پاس پہنچا دیتا ہے، ہاں اگر وہ کسی چیز کے لئے نامور ہو جائے تو دوسری بات ہے اس وقت امر کی موافقت ناگزیر ہے، مخضر یہ کہ ہم جیسے ناکارہ فرقت زدوں کو جدائی کا غم اور گناہ کا ماتم کرنا اور شریعت کی مراعات کے ساتھ گوشہ نامراد کا اختیار کرنا سب چیزوں سے زیادہ ضروری و لازمی ہے، مخلوق کے اہم امور کو اس (تعالیٰ شانہ) کے سپرد کر کے کرمیت کو اس تعالیٰ شانہ کی خوشنودیوں کے حاصل کرنے میں چست باندھ لینا چاہئے، **وَ اذْکُرْ اِسْمَ رَبِّکَ وَ تَبْتَئِلْ اِلَیْهِ تَبْتِئِلًا** (اور اپنے رب کے نام کو یاد کرو اور اس کی طرف پوری طرح سے یکسو ہو جاؤ) اس ضمن میں جو شخص کہ مناسبت رکھتا ہو گا وہ فیض حاصل کرے گا ورنہ نہیں، والسلام اولاً و آخراً۔

مکتوب ۲۳۲

مخدوم زادہ عالی مرتبہ شیخ سیف الملتہ والدین کے تخریر کردہ احوال کی شرح (کے ضمن) میں بعض اسرار کے بیان میں تخریر فرمایا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم حمد و صلوة و ارسال تسلیمات کے بعد عرض ہے کہ مکتوب مرغوب نے جو کہ کیفیات عالیہ و احوال منورہ پر مشتمل تھا خوش وقت کیا اور دل کی خوشی اور جان کی راحت کا سبب ہوا۔ آپ نے لکھا تھا کہ نسبت مجہولیت اور اس کے متعلقہ اسرار کے باوجود تکمیل و ارشاد کی جانب روز بروز ترقی پر ہے، روز بروز ترقی پر کیوں نہ ہو کہ محبوبوں میں سب سے افضل سرور دین و دنیا علیہ و علی آلہ فصل الصلوات اکمل التجات ہیں اور ارشاد و تکمیل کا پہلو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) میں سب سے زیادہ ہے۔ آپ نے لکھا تھا کہ بعض اوقات مباح امور میں مشغولیت کے ساتھ نزول واقع ہوتا ہے اور جب تک ان امور کے ساتھ مہارا نہ پکڑے تکمیل کا معاملہ خراب ہو جاتا ہے، بیشک اجازات اور مباحات کا ارتکاب بشریت کی جانب کو جو کہ تکمیل کی معاون ہے تقویت دیتا ہے اور عزیمت و مستحب کا ارتکاب ملکیت کی جانب کی پرورش کرتا ہے، جو کہ ارشاد سے تعلق نہیں رکھتی و لکل و جمیعہ اور ہر ایک کے لئے ایک سمت ہے اولیائے غیر مرجوعین ننگی جانب کی تکمیل میں کوشش کرتے ہیں اور بشریت و دعوت کے کمالات سے کچھ حصہ نہیں رکھتے اور اولیائے مرجوعین دونوں جانب کی تکمیل کرتے ہیں اور انھوں نے ملکیت بشریت کے ساتھ جمع کیا ہے یہاں باقی جملہ احوال کے ارادے کے ساتھ قائم ہیں۔

لَا تَفِیْ فِی الْوِصَالِ عُبْدٌ نَفْسِیْ وَ فِی الْهَجْرَانِ مَوْتِیْ لِلْمَوَالِیْ
[اس لئے کہ میں وصل میں اپنے نفس کا ادنیٰ غلام ہوں اور ہجر میں غلاموں کا غلام ہوں]

ہجرے کہ بود مراد محبوب از وصل ہزار بار خوشتر

[جو ہجر کہ محبوب کا نشا ہو وہ وصل سے ہزار گنا اچھا ہے]

حدیث شریف کا مضمون ہے کہ بیشک اللہ تعالیٰ جس طرح اس بات کو پسند فرماتا ہے کہ عزیمت پر توازا جائے اسی طرح وہ اس کو پسند کرتا ہے کہ رخصت پر بھی توازا جائے۔ جانا چاہئے کہ جس مباح کام کے ساتھ اچھی نیت ملی ہوئی ہو وہ مستحبات میں داخل ہو جاتا ہے اور رخصت عزیمت ہو جاتی ہے تو **تَوَمَّرَ الْعُلَمَاءُ عِبَادَةَ** [علماء کا سونا عبادت ہے] آپ نے نشا ہوگا، خاص طور پر وہ مباح کام جو اس تعالیٰ شانہ کے امر سے واقع ہوتا ہے وہ فرائض و واجبات میں داخل ہو جاتا ہے چنانچہ یہی معنی تفصیل کے ساتھ حضرت عالی (مجدد القہر ثانی قدس سرہ) کے مکتوبات جلد ثانی سے واضح اور ظاہر ہے۔ آپ نے لکھا تھا کہ مجالس سلطانی میں ایسے عجیب و غریب اسرار جلوہ گر ہوتے ہیں جن کو پوشیدہ رکھنا ضروری ہے، ان محفلوں میں داخل ہوتے ہی خاص عروج و نزول کے ساتھ ممتاز کر دیا جاتا ہے۔ بیشک اہل کمال ہر بقعہ سے اس بقعہ کے مناسب فیوض و اسرار اخذ کرتے ہیں اور ہر زمین سے اس زمین کے مناسب کمال حاصل کرتے ہیں، کسی زمین کو معاملات فنا کے ساتھ مناسبت ہوتی ہے اور کسی زمین کو کمالات بقول کے ساتھ موافقت ہوتی ہے کوئی قطعہ ایسا ہے جو عروج سے مناسبت رکھتا ہے اور کوئی قطعہ نزول سے، حرم مکہ کے کمالات و معاملات جدا ہیں اور حرم مدینہ کے فیوض و معاملات جدا۔

ع ہر خوش پسرے را حرکات دگرست [ہر اچھے بیٹے کی حرکتیں دوسری ہیں۔]

آپ نے بندگان حضرت (بادشاہ) کے احوال کے بارے میں لکھا تھا کہ وہ احوال ان کے لطیفہ اخفی کی وسعت اور اس کے ساتھ ان کی مناسبت کمالہ کی خبر دیتے ہیں اس کے مطالعہ سے بہت خوشی ہوتی لطیفہ اخفی سب اعلیٰ لطیفہ ہے اور اس کی ولایت سب ولایتوں کے اوپر ہے، اس لطیفہ کو سرور کائنات فخر موجودا علیہ علی آلہ الصلوٰۃ والتسلیمات البرکات کے ساتھ ایک خاص خصوصیت ہے، فقیر بھی ان کی قدر سے مناسبت لطیفہ اخفی کے ساتھ پاتا ہے **والغیب عند اللہ** [اور غیب کا علم اللہ ہی کو ہے]



ملاشاہ مراد پشاہی کے نام فیضیہ طالبین پر توجہات قائم رکھنے کی ترغیب بارے میں تحریر فرمایا۔
بسم اللہ الرحمن الرحیم صلوٰۃ و تسلیم دعاؤں کے بعد عرض ہے کہ (آپ کا) مکتوب مرغوب پہنچ کر
مست بخش ہوا، آپ عافیت سے رہیں اور شریعت عالیہ و سنت منورہ کے طریقہ پر قائم رہیں اور ظل سے

اصل کی طرف آئیں اور کم سے مسمیٰ کی طرف مائل ہوں اور اپنے کام میں سرگرم رہیں اور باطن کی تعمیر میں دل و جان سے کوشش کریں تاکہ ترقی کا راستہ کھل جائے۔ اور آپ نے اپنے دوستوں کی محنت کے بارے میں لکھا تھا، اللہ جل شانہ کا شکر بجالائیں اور توجہات ان کے حال پر مبذول کریں اور ان کی ترقیات میں کوشش کریں۔

آسماں سجدہ کندہ پر زینے کہ درو یکدو کس یکدو نفس بہر خدا بنشیند

[آسماں اس زمین کے لئے سجدہ کرتا ہے کہ جس میں ایک دو آدمی ایک دو لمحہ خدا کے لئے بیٹھے ہیں]

لیکن اپنے کمال (کے حصول) میں بہت زیادہ کوشش کریں اور گوشہ نشینی کی طرف زیادہ راغب رہیں کیونکہ دوسروں کی تکمیل اپنے کمال کی فرع ہے، والسلام اولاً و آخراً۔

مکتوبات ۲۳

خواجہ محمد وفا حساری کے نام حوادث کو اللہ تعالیٰ کے ارادہ کی طرف لوٹانے اور حال کی تعبیر کے بارے میں تحریر فرمایا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم حمد و صلوة و تبلیغ دعوات کے بعد عرض ہے کہ آپ کا مکتوب مرغوب موصول ہوا، آپ نے پریشانیوں اور حوادثِ روزگار کے بارے میں جو کچھ لکھا تھا واضح ہوا میرے مخدوم کا سب امور کو منجانب اللہ سمجھنا چاہئے اور کام کی کشادگی کو بھی اسی سبب کی طرف سے تلاش کرنا چاہئے

وَلَنْ يَمَسَّكَ اللَّهُ بِضُرِّ قَدَاكَ كَأَشْفَ لَكَ إِلَّا هُوَ [اور اگر اللہ تعالیٰ تجھ کو کوئی تکلیف پہنچائے تو اس کے سوا اور کوئی اس تکلیف کو دور کرنے والا نہیں ہے]۔ آپ نے سابقہ خط میں دو حال لکھے تھے، ایک حال میں اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو اور دوسرے میں حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوات والتسلیمات (دیکھا تھا) بہت روشن و اعلیٰ ہے اس نے مسرور کیا اور امیدوار بنایا، دوسرے حال سے آپ کی مناسبت حضرت روح اللہ علی نبینا وعلیہ الصلوة والسلام کے ساتھ معلوم ہوتی ہے، حق سبحانہ و تعالیٰ آپ کو ان کے برکات و انوار سے بہرہ مند کرے، والسلام

میرے مخدوم! آپ نے اپنے خط میں فقیر کے نام کو حق جل و علا کے نام کے اوپر لکھا ہے یہ بات اچھی واقع نہیں ہوئی تو یہ آپ کو یہ آئندہ ایسا نہیں ہونا چاہئے، بظاہر آپ سے سہواً واقع ہوا ہوگا بہر حال توبہ و انابت ضروری ہے۔ (آپ کے لئے) ترقیات کے دروازے کھلے رہیں۔

مکتوب ۲۳۵

۲۸۲

ملاقات اسم پسر صوفی مغربی کے نام ان کے حال کی شرح میں تحریر فرمایا۔
 آپ نے جو خط ازراہ محبت ارسال کیا تھا اس نے پہنچ کر خوش وقت کیا، آپ نے عناصر رابعہ
 خاص طور پر عنصر خاک کے تصفیہ کے بارے میں لکھا تھا اس کے مطالعہ نے بہت محظوظ کیا، (یہ ایک
 بہت ہی عجیب حالت ہے اور اسی طرح جو حالت نماز میں پیش آتی ہے عمدہ ہے اور حالت معراج کا اثر ہے
 جو کہ خاص خاص بندوں کو پیش آتی ہے۔ آپ نے لکھا تھا کہ (یہ فقیر) شروع میں حق جل و علا کی محبت کو
 اس قدر مشاہدہ کرتا تھا کہ بیان سے باہر تھا اب اپنے اندر اس (جل شانہ) کی محبت کو مشاہدہ کرتا ہے اور
 نہ عدم محبت کو، بیشک محبت اور عدم محبت نسبتوں اور اعتبارات میں سے ہے جب تک معاملہ صفات و
 اعتبارات میں ہے محبت کی گنجائش ہے اور جب معاملہ صفات و اعتبارات سے اوپر چلا جاتا ہے تو محبت
 اور اس کا عدم ساقط ہو جاتا ہے اور تمام نسبتوں کی مانند محبت بھی راہ میں رہ جاتی ہے، والسلام

مکتوب ۲۳۶

میر عثمان کو لابی کے نام ان کے اس سوال کے حل میں تحریر فرمایا کہ ابتدا میں ظاہر (بھی)
 باطن کی مانند مشغول ہے اس کے بعد رفتہ رفتہ پہلے والی سرگرمی ظاہر میں نہیں رہتی۔
 بسم اللہ الرحمن الرحیم حمد و صلوة اور ارسال تسلیات کے بعد عرض ہے کہ مکتوب شریف
 جو آپ نے اس مسکین کے نام ارسال کیا تھا پہنچ کر مست بخش ہوا (دعا ہے کہ آپ سلامتی اور عافیت
 کے ساتھ رہیں اور شریعت و طریقت کے راستہ پر قائم رہیں اور ظل سے اصل کی طرف آئیں اور لفظ
 سے معنی کی طرف مائل ہوں۔ آپ نے لکھا تھا کہ اس سے پہلے جب میں سکوت (مراقبہ) میں بیٹھتا
 تھا تمام لطائف میں عجیب کیفیت و جمعیت حاصل ہوتی تھی اگر جذباً ہو جاتے تھے جو کہ بخود کر دیتے
 تھے اور رات اور دن ظاہر کام میں مشغول رہتا تھا اور اب جبکہ نسبتیں بے کیف ہو گئی ہیں اور دل کو دنیا
 و آخرت سے کمال درجہ کی بے تعلقی پیدا ہو چکی ہے تو ظاہر کام میں بے پروائی کرتا ہے اور سُستی دکھاتا ہے
 (اس کا سبب کیا ہے؟ آپ جان لیں کہ ابتدا میں ظاہر و باطن آپس میں ملے ہوئے ہیں اور باطن کے

انوار و برکات سے ظاہر سیراب اور پیرہ مند ہے اس بنا پر ظاہر بھی باطن کی طرح حضوری کے ساتھ ہے اور سرگرم ہے، جب باطن ظاہر سے جدائی اختیار کر لیتا ہے اور اس کا تعلق اس سے منقطع ہو جاتا ہے اور معاملہ ابتداء سے توسط میں آجاتا ہے تو باطن کی حضوری و آگاہی ظاہر میں بہت کم مرایت کرتی ہے اس لئے ظاہر اگر بے پروائی دکھائے اور سستی ظاہر کرے تو گنجائش رکھتا ہے کیونکہ اس کی حرارت و سرگرمی عارضی تھی نہ کہ ذاتی۔ آپ نے لکھا تھا کہ فی الحال جب میں سکوت میں بیٹھتا ہوں تو اپنے آپ کو گم پاتا ہوں اور بعض تجلیات و انوار حاصل ہوتے ہیں، عمدہ ہے، ایک بزرگ فرماتے ہیں:

گم شدن در گم شدن دین منست [گم شدگی میں گم شدگی میرا دین ہے] ایک اور بزرگ فرماتے ہیں: آشتی عدلاً لا اعود ابداً [میں ایسا عدم چاہتا ہوں کہ کبھی بھی نہ لوٹوں] امید ہے کہ یہ گم شدگی اور عدمیت احاطہ کر لے اور مراقبہ اور غیر مراقبہ یکساں ہو جائے۔ والسلام

مکتوب ۲۳۷

امان بیگ کے نام اس بارے میں کہ ظاہری پریشانیوں کی وجہ سے اس بارگاہ مقدس سے محجوب نہیں ہونا چاہئے اور اس حال کی تعبیر میں تحریر فرمایا جا چکے ہیں نے دیکھا تھا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم حمد و صلوة و ارسال تسلیات کے بعد عرض ہے کہ مکتوب شریف نے پہنچ کر خوش وقت کیا۔ آپ نے کمبختی دنیا کی پریشانیوں اور قرضوں کی کثرت اور اہل خانہ کی بدسلوکی کے بارے میں شکایت بیان کی تھی ان سب کو حق تعالیٰ و تقدس کی جانب سے سمجھا چاہئے اور ان امور کے پیش آنے کے باعث اس سبب سے محجوب نہیں رہنا چاہئے بلکہ اس تعلق کے ذریعے ظاہری پریشانیوں کو باطنی جمعیت کا سبب بنا لیا جائے۔

در دل ما غم دنیا غم معشوق شود بارہ گر خام بود بخت کند شیشہ ما

اپارے دل میں دنیا کا غم معشوق کا غم بن جاتا ہے، اگر تڑپ کچی ہو تو ہمارا شیشہ (صراحی) اس کو بخت کر دیتا ہے [

ایک راستہ چلنے والے (سالک) نے ایک راستہ جاتے والے (مہربان) سے دریافت کیا کہ میں و ساوس کے ہجوم سے

پریشان ہوں انھوں نے کہا کہ آیا کریم (اللائیہ) بکل شیء یحیط [یاد رکھو کہ وہ (اللہ تعالیٰ) ہر چیز کو احاطہ میں

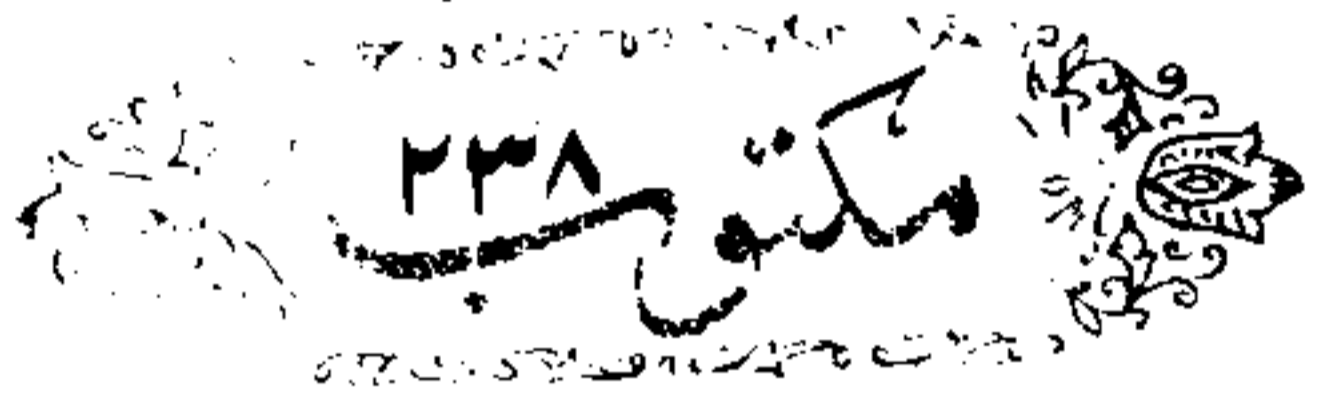
لے ہوئے ہے] کے بموجب جبکہ معلوم ہے کہ بموجب احاطہ کے ہوئے اور شامل ہے تو سورسہ کو وصل کے اسباب

میں سے شمار کرنا چاہئے نہ کہ جدائی کے اسباب میں سے، اور ہمیشہ مشاہدہ کے دروازے کھلے رکھنے چاہئیں اور

غفلت کے سوراخ بند کر دینے چاہئیں، اور یہ جواب اگرچہ توحید و اتحاد کے قاعدہ پر ہے لیکن ظہور اصالت کا

تعلق کہیں نہیں گیا ہے اور ظل سے اصل کی طرف شاہراہ ہے، اور یہ جو آپ نے خواب میں دیکھا ہے کہ فقیر (خواجہ محمد معصوم قدس سرہ) کے سامنے شطرنج کی بساط پھیلا کر رکھی گئی ہے اور فقیر آپ سے کہتا ہے کہ تمام لوگ جو حاضر ہیں ہمارے ساتھ شطرنج کھیل چکے ہیں اب تمہاری باری ہے اور ہمارے ساتھ کھیلو اور تم نے کھیلنا شروع کر دیا کہ تمہاری آنکھ کھل گئی۔ میرے مخدوم ایسا شطرنج اور اس سے کھیلنا گویا حق جل و علا کی راہ میں وجود بشریت کی بازی لگانے سے عبارت ہے یعنی دوسرے لوگ تو اپنی جان کی بازی لگا چکے ہیں اب تمہاری باری ہے اور یہ بازی لگانے سے مراد بشری تعلقات سے آزاد ہونا اور اس کی صفات سے فنا حاصل ہونا ہے۔

پارسامارا مقام گرفت اللہ راست گفت اوبدیہر دو جہاں را من بیک جو با ختم
[پارسانے مجھ کو جوئے باز کہا بخدا اس نے ٹھیک کہا اس نے دیکھا میں نے دو جہاں کی ایک جو کے ساتھ بازی لگا دی]



۱۳۱

شیخ محمد باقر لاہوری کے نام ان کے احوال کی شرح میں تحریر فرمایا تھا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم حمد و صلوة و ارسال تسلیمات کے بعد عرض ہے کہ (یہاں) کے احوال بہ حال میں حمد کے لائق ہیں، اللہ سبحانہ سے آپ کی عافیت اور ظاہری و باطنی استقامت کے لئے دعا کی گئی ہے فقیر کی بیماری ایک ہی حالت پر ہے بظاہر افاقہ نہیں ہے، غرضیکہ لوگ اس بیماری میں اٹھا کر باہر لجانے میں اور جمعہ کی نماز میں بھی حاضر کر دیتے ہیں اس کو افاقہ کہا جائے گا یا نہیں۔

لَيْتَكَ تَحْلُوًا وَ الْحَيَوَةُ حَمِيْرًا
لَيْتَكَ تَرْضَىٰ وَ الْاِنَامُ غِيْصَابٌ
لَيْتَ الَّذِي بَيْنِي وَ بَيْنَكَ عَامِرٌ
وَ بَيْنِي وَ بَيْنَ الْعَالَمِيْنَ خَرَابٌ

[کاش کہ تو شیریں ہو جائے اور اگرچہ زندگی تلخ ہو، کاش کہ تو راضی ہو جائے اور اگرچہ مخلوق ناراض ہو، کاش کہ میرے اذیتورے درمیان کی چیز آباد ہو اور میرے اور جہانوں کے درمیان کی چیز ویران ہو۔]

آپ کے گرامی ناموں نے بے دریغ پیچ کر محظوظ کیا، آپ نے لکھا تھا کہ کبھی کبھی مقامِ رضا کی دوسری قسم یعنی اس طرف کی رضا بلا خواہش پر توڑا جاتی ہے اور فقیر نے بھی اس کیفیت کے زیادہ ہونے میں کچھ امداد (توجہ) کی ہے حق سبحانہ کامل طور پر نصیب فرمائے۔ جانتا چاہئے کہ یہ رضا دوسری رضا پر مقدم ہے جو کہ بندہ کی رضا ہے اس لئے کہ تقدم اس طرف سے ہے پس اس صورت میں اگر رضا کی قسم تو

قسم اول لکھیں تو زیادہ مناسب ہوگا۔ جو ستارہ کہ (آپ کی) پیشانی میں مشاہدہ ہوتا ہے چونکہ پیشانی بزرگتی و نیک بختی کے ظہور کا مقام ہے (اس لئے) ہو سکتا ہے کہ ایمان کا نور پیشانی میں ستارہ (کی شکل) میں منتقل ہو اسو، اور چونکہ سینہ علوم و اسرار کا مقام ہے پس دو ستارے جو سینہ کے دائیں اور بائیں جانب مشاہدہ ہوئے ہیں ان سے سینہ کے علوم و اسرار کے انوار کے احاطہ کرنے کی طرف اشارہ ہو، آپ نے ماہ مبارک رمضان و عشرہ اعتکاف و ختم قرآن مجید کی راتوں کی برکات مشاہدہ کرنے اور اپنے آپ اور قرب و حوالہ کے لوگوں کے لئے اور کبھی امام اور تمام صف اول کے لئے انوار اور خلعتیں مشاہدہ کرنے اور بارگاہِ قدس کی اپنے بارے میں خوشنودی معلوم کرنے اور اس شخص (آپ) سے ماہ مبارک کی رضامندی اور سابقہ گناہوں کی مغفرت معام کرنے اور نشاہبات و مقطعات کے اسرار سے مناسبت حاصل کرنے اور (ماہ رمضان کی) آخری رات کو حسرت کے ساتھ رخصت کرنے کے بارے میں جو آپ نے لکھا تھا وہ سب واضح ہوا اور اس نے مسرور کیا اور ماہ شوال میں جو عظیم مکاشفہ رونما ہوا اور بار بار یہ خطاب بے جہت آپ نے سنا کہ واضح طور پر آپ سے خطاب کیا شاید کہ یہ کلام بنو نطوں سے ہوا ہو و کان فاضل اللہ علیک عظیماً، (اور ترجمہ پر اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا فضل) اس کی کیفیت سے پڑھنے سے ایسی لذتیں حاصل ہوئیں کہ کیا لکھے استعمال ال داء و شکر ا و قلیل صرت عبادت الی اللہ وادہ [لئے آل داء و شکرانہ کے طور پر عمل کرو اور میرے بندوں میں سے بہت کم شکر گزار ہیں] اپنے دوستوں کے احوال اور ان میں سے بعض کی ترقیات اور مجلس کی رونق کے بارے میں جو کچھ آپ نے لکھا ہے واضح ہوا اللہم

اللہ انتم اور زیادہ عطا فرما۔

آسماں سجدہ کند بہر زینے کہ درو یکدو کس یکدو نفس بہر خدا بنشینند

[آسمان اس زمین سے لئے سجدہ کرتا ہے کہ میں ایک دو آدمی ایک دو لمحہ خدا کے لئے بیٹھے ہیں] والسلام اولاد و آزار

مکتوب ۲۳۹

شیخ ابوالمنذر ہانپوری کے نام ان کے خط کے جواب اور روضہ منورہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے اسرار و انوار کے بیان اور حضرت موصوف کے دوستوں کے مختصر احوال و مقامات کے ذکر اور اپنے مخصوص مجال پر مطلع کرنے کے بارے میں تحریر فرمایا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم حمد و صلوة و ارسال تسلیمات کے بعد عرض ہے کہ گرامی نامہ نے پہنچا خوش وقت کیا، اللہ سبحانہ کی حمد ہے کہ آپ و اہل بیت کے ساتھ (اپنے) وطن مالوف پہنچ گئے اور اوقات جمعیت کے ساتھ

گذر رہے ہیں اور دوست محنت کر رہے ہیں اور طرح طرح کی واردات و کیفیات ظاہر ہوتی ہیں اور بعض دقیق مسائل کا ایک مدت سے آپ اُن کے حل کی خواہش رکھتے تھے اس سفر میں حل ہوئے، لیکن آپ نے اُن کی تفصیل نہیں لکھی اور واردات و کیفیات کی تشریح نہیں کی، بہر حال آپ ہمیشہ ترقیات میں رہیں اور ظاہری و باطنی جمعیت و استقامت کے ساتھ منصف ہو جائیں۔

آپ نے ملاقات اور حضرت محمد الف ثانی قدس سرہ کے (روضہ منورہ کی زیارت کے شوق کا اظہار کیا ہے، فقیر کو بھی مشتاق جانیں اور روضہ منبرکہ کے انوار و اسرار سے ہمیشہ مستفیض و منور رہیں، بہر رویش دل ریش اس بقتہ مبارکہ کے برکات و فیوض کو کیا بیان کر سکتا ہے کہ ہم جیسے کم فہموں کے فہم و خیال سے باہر ہے لے از خیال ما بروں در تو خیال کے بعد [لے و ذات جو ہار خیال سے باہر زلالہ ہے تجھ میں خیال کا پہنچانا] ولایت کا سچ ہے جو کہ ہندوستان کی سر زمین میں سرسبز ہو گیا ہے اور زمزم و کوثر کے پانی سے پرورش پایا ہوا، اس لئے ہند اور ولایت کے لئے (باعث) رشک ہو گیا ہے اور اس کے ثمرات و نتائج حریفین شریفین کے ثمرات و نتائج بن گئے ہیں اور اس کے مجاورین و ملازمین ان برکات سے بہرہ مند ہیں اور ان ثمرات کے حاجت مند ہیں۔

ع ۳ ھَنِيبًا اِلَّا رِبَابِ النَّعِيْمِ نَعِيْمًا [نعمت والوں کو ان کی نعمتیں مبارک ہوں]

ایک مدت ہو گئی ہے کہ فقیر جسمانی کمزوری میں مبتلا ہے اور اہم کام سے عاجز ہو گیا ہے اس کے باوجود اہل طلب کو اطراف و جوانب سے مور و بلخ کی مانند (کثیر تعداد میں) یہاں لایا جا رہا ہے بقدر طاقت ان کے احوال میں مشغول ہونا ہے اور مریدوں میں عظیم اثرات پیدا ہو رہے ہیں اور اُن کے شوق کا شعلہ اور آگ بھڑک رہی اور بلند ہو رہی ہے اور تعلقات سے رہائی اور اسول سے آزادی پہلے ہی قدم میں حاصل کر لیتے ہیں، سستی و دنیاوی گرفتاری اس بے حاصل کے حصہ میں آئی ہے اور جلالی و دوری کا قعر اس (ناخبر) کے نام پر نکلا ہے۔

۵ ہجرے کہ بود مراد محبوب از وصل ہزار بار خوشتر

[جو ہجر کہ محبوب کا نشا ہو وہ وصل سے ہزار درجہ اچھا ہے]

یہ سچر مجمع کثیر کے وصل کا سبب ہے اور یہ دوری و دوروں کے قرب و حضوری کا باعث ہے اور سستی و دنیاوی گرفتاری بہت سی مخلوق کے شوق اور آزادی کا وسیلہ ہے قِصَمَنْ قِصَمٍ [سمجھا جس سمجھا] والسلام اولاد آخر۔

۲۲

محمد میرک بیگ بدخشی گرز بردار کے نام حافظ محمد صادق کابلی کے احوال کے بیان میں تحریر فرمایا۔

حمد و صلوة و ارسال تسلیمات کے بعد عرض ہے کہ (یہاں) احوال ہر حال میں حمد کے لائق ہیں، اللہ سبحانہ سے آپ کی سلامتی اور ظاہری و باطنی استقامت مطلوب ہے، آپ کو معلوم ہو کہ خفائق و معارف آگاہ برادر عزیز محمد صادق اس جانب کے (ہمارے) خاص الخاص اصحاب و مخلص ترین اجاب میں سے ہیں اور ولادت معنوی کے درجہ سے ہمارے فرزندوں میں داخل ہے آپ کی درخواست پر ان کو اس علاقہ کی طرف روانہ کیا گیا ہے امید ہے کہ رفقا و اجاب آن موصوف کی صحبت سے مستفید و مستفیض ہونگے، والسلام علیکم و علیٰ سائر من اتبع الہدیٰ۔

مکتوبات ۲۲۱

حافظ محمد صادق کابلی کے نام ان کے خط کے جواب میں اور اس بارے میں تحریر فرمایا کہ لوگوں کی مقررہ تعداد کو بیعت کرنے کی محدود اجازت خلافت میں داخل نہیں ہے۔

الحمد لله وسلام علی عباده الذین اصطفیٰ، اللہ تعالیٰ ترقیات کے دروازے ہمیشہ کھلے رکھے، گرامی نامہ جو آپ نے اس مسکین کے نام ارسال کیا تھا اس کے مطالعہ سے مسرور و شاداں ہوا آپ نے اوقات کو قرآن مجید کی تلاوت کے ساتھ معمور رکھنے کے بارے میں لکھا تھا، اللہ عزوجل انہیں اور زیادہ فرمایا آپ نے کلمہ طیبہ کے تکرار کے بارے میں نہیں لکھا اس سے بھی بے پرہیزہ رہیں اور دوستوں کے ساتھ بھی صحبت رکھیں اور توجہات کو ان سے دریغ نہ کریں اور (یہاں) آنے میں جلدی نہ کریں اور جہاں بھی ہوں دوستوں کو دعائیں یاد رکھیں۔ آپ نے اہل سپاہ کی اجازت کے بارے میں لکھا تھا کہ لوگ چہ بیگوئیاں کرتے ہیں۔ میرے مخدوم! جو کچھ آپ نے ان لوگوں کے جواب میں کہا ہے بات وہی ہے ہمارے بزرگ جن بندوں کی صحبت میں (لوگوں کی) ہدایت دیکھتے ہیں انہوں نے ان کو اس قسم کی اجازت جو معدود اشخاص کے ساتھ مقید ہو دی ہے کیونکہ اس طریقہ عالیہ میں ایک دوسرے کے ساتھ فنا کی شرط کے ساتھ صحبت رکھنا گوشہ نشینی سے بہتر ہے، چند لوگوں کا ایک جگہ مشغول ہو کر بیٹھنا انہما مشغول ہونے سے اولیٰ ہے کیونکہ اکٹھا بیٹھنے میں ایک دوسرے کا فیض آپس میں ایک دوسرے پر منعکس ہوتا ہے اور یہ خلافت میں داخل نہیں ہے اس لئے کہ اس (خلافت) کے لئے شرائط ہیں اور اس قسم کی اجازت بھی شریعت پر استقامت اور مشلخ (پیروں) کی صحبت پر سختی کے ساتھ مشروط ہے، والسلام

مکتوب ۲۲۲

مخدومزادہ عالی مرتبہ شیخ سیف الدین سلمہ اللہ و ابقاہ کے نام سلطان وقت (اورنگ زیب عالمگیر) سلمہ ربیہ کے احوال کی شرح میں مع ان کے مناسب بعض معارف کے بیان کے تحریر فرمایا۔

حد و صلوة و ارسال تسلیمات کے بعد (یہ فقیر) عرض کرتا ہے کہ آپ کے مکتوب مرغوب نے پہنچ کر خوشوقت کیا آپ نے بادشاہ دین پناہ (اورنگ زیب عالمگیر رحمہ اللہ) کے احوال کے بارے میں جو کچھ لکھا تھا واضح ہوا طبقہ سلاطین میں اس قسم کے امور کا ظاہر ہونا عجیب زمانہ میں سے ہے اللہم زد [اے اللہ! اور زیادہ فرما] سالک جب اپنی صفات کو حق جل شانہ کی صفات کا پرتو پاتا ہے تو یہ تجلی صفات ہوتی ہے اور اس تجلی کا کمال یہ ہے کہ ان صفات کو اصل کے ساتھ ملحق پائے اور اپنے آپ کو جو کہ ان کمالات کا آئینہ تھا بالکل خالی پائے اور عدم محض دیکھے، اس وقت نہ کوئی ذکر رہتا ہے نہ کوئی توجہ اور نہ ہی کوئی حضور رہتا ہے کیونکہ کمالات کے اصل کے ساتھ لاحق ہو جانے کے بعد یہ امور بھی اس بارگاہ مقدس کی طرف لوٹ جاتے ہیں اس کے بعد اگر ذکر پر تو خود بخود ہے اور اگر توجہ و حضور ہے تو وہ بھی خود بخود ہے، عارت اس وقت صحرائے عدم کی طرف کوچ کر چکا ہوتا ہے اور تمام تعلقات سے خالی ہو چکا ہوتا ہے اس حالت کو فناے نفس سے تعبیر کیا جاتا ہے، کسی نے خوب کہا ہے کہ

معتشوق اگرچہ گشت ہم خانہ ما ویران تر از اول ست ویرانہ ما

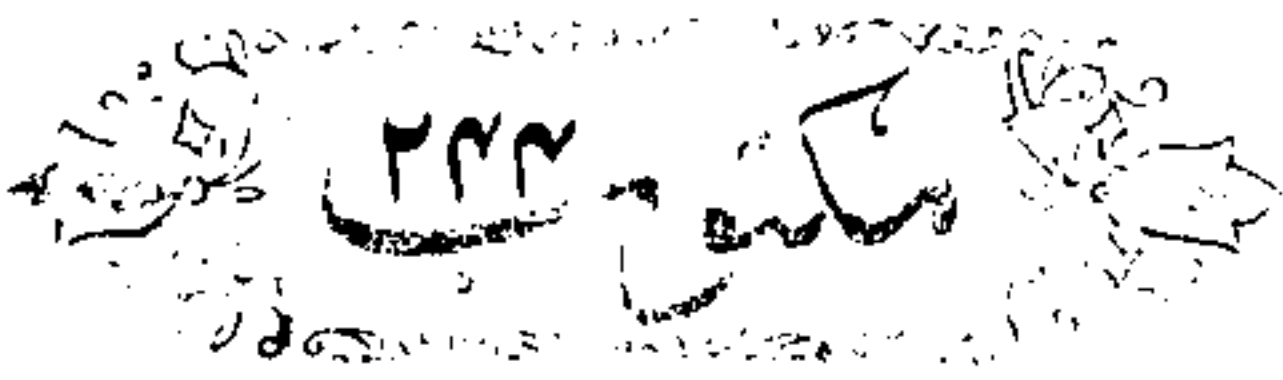
[اگرچہ معشوق ہمارا، سخاں ہو گیا ہے لیکن ہمارا دیرانہ پہلے سے بھی زیادہ ویران ہے] آپ نے لکھا تھا کہ "انہوں (بادشاہ) نے اپنے مبداء تعین کو صفت علم پایا ہے اور فرماتے ہیں کہ اس صفت مبارک کے ساتھ بہت زیادہ مناسبت پائی جاتی (یہ فقیر) اس کے مطالعہ سے بہت محظوظ ہوا قریب تھا کہ رقص کرنے لگے، حق سبحانہ اس صفت عالیہ کی برکات سے کامل حصہ عطا فرمائے اِنَّهُ قَرِيبٌ مُّجِيبٌ وَالسَّلَامُ

مکتوب ۲۲۳

میر محمد مزادہ با استحقاق شیخ سیف الدین سلمہ اللہ و ابقاہ کے نام تحریر فرمایا۔

اس فرزند گرامی (آپ) کا گرامی نامہ پہنچ کر مسرت افزا ہوا، محبت الفقرا کا مکارہاں کے خط کا جواب جو کہ ضروری قواعد و نصاب پر مشتمل ہے لکھا کر بھیجا گیا ہے، حق تعالیٰ تاثیر بخشنے سے

نصیحت گوش کن جانان کلازجان دست زواند جوانان سعادت مند پند پیر دانا را
[اے محبوب! نصیحت سن لے کیونکہ سعادت مند جوان عقلمند ہو رہے کی نصیحت کو جان سے زیادہ عزیز رکھتے ہیں] والسلام



تخت اور خاں کے نام کلمہ مَا عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ وَمَا عِنْدَ اللَّهِ بَاقٍ کے بعض اسرار کے بیان میں تحریر فرمایا۔
حادثاً ومصلياً، اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے الطاف و عنایات میں شامل فرما کر باطنی قوی جذبات
کے ساتھ مکرم و ممتاز رکھے، اُس مشفق (آپ) کی حق طلبی کی توفیق و حسن تربیت اور فقراء بارگاہ الہی کی
خدمت و رعایت، بے اختیار اس بات پر آمادہ کرتی ہے کہ ان امور کی زیادتی کے لئے دعائے غائبانہ میں مشغول رہے
اور آپ کے ظاہری و باطنی درجات کی ترقی کے لئے غائبانہ توجہ کرتا ہے۔

از ہر چہ میرود سخن دوست خوشترست [درست کی جو بات بھی بیان کی جائے پسندیدہ ہے] اہل اللہ کے سیر و سلوک میں سب سے کامل عبارت، یہ آیت کریمہ ہے مَا عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ وَمَا عِنْدَ اللَّهِ بَاقٍ
[جو کچھ تمہارے پاس ہے وہ ختم ہونے والا ہے اور جو کچھ اللہ تعالیٰ کے پاس ہے وہ باقی رہنے والا ہے] طالب صادق
جب تک تعلقات سے منقطع نہ ہو جائے اور وجود اور باقی تمام کمالات کو جو کہ اس تعالیٰ شانہ کے کمالات کا پرتو ہیں

۹۶ اس کے حوالہ نہ کرے اور اس بارگاہ قدس کے سپرد نہ کرے انوار الایزال کے ساتھ بقا نہیں پاتا ہے

گر بر سر کوئے عشق ماکشتم شوی شکرانہ بدہ کہ خوں بہائے تو منم

[اگر تو میرے عشق کے کوچے کے سرے پر مار ڈالا جائے تو شکرانہ ادا کر کے تیرے خون کا بدلہ میں ہوں]
ایک ایسا شاہباز چاہے جو اس آیت کریمہ کے اسرار کے سمندروں میں غوطہ خوری کرے اور دو کلمہ مَا کے
عموم سے جو کہ اس آیت کریمہ میں واقع ہیں پہرہ ور ہو جائے۔ اے شفقت تاہ ایشیخ محمد باقر جو کہ ہمارے
فرزند کی جگہ ہے اور ظاہری و باطنی کمالات سے آراستہ ہے اس نے آپ کی شفقتوں کی شکر گزاری کو
دوبارہ لکھا ہے (ہم) فقرا کی مسرت کا سبب ہوا اور مزید دعا گوئی کا باعث ہوا۔ درویشان بارگاہ الہی
کی خدمت و رعایت ترقی دارین کا وسیلہ اور مشکلات کے حل کا ذریعہ ہے (دعا ہے) دونوں جہان کی
نعمت کامل طور پر حاصل ہو۔

مکتوبات ۲۲۵

مخدوم زادہ عالی درج صاحب کمالات اصلیہ، اصل اسرار و معانی عالیہ حضرت خواجہ محمد نقشبند کے نام، ان مخدوم زادہ کے بعض احوال و اذواق کے جواب میں جو کہ انھوں نے زبان قلم سے آجخاب (خواجہ محمد معصوم قدس سرہ) کی خدمت میں عرض کئے تھے مع ان اسرار عالیہ کے حصول کی بشارت کے تحریر فرمایا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد لله وسلام علی عباده الذین اصطفیٰ، جو آپ نے کینیات عالیہ اور مواجید منورہ اور شمول غنیات و انعامات اپنے بارے میں محسوس کئے ہیں اور اسرارِ خلقت کے ساتھ سرفرازی حاصل کرنے اور القاب عالیہ کے ساتھ ملقب ہونے اور عجیب و غریب کرشمہ و ناز کے مشاہدہ کرنے اور نزول بے کیف کا الہام کئے جانے، اس کے بعد اس نزول کا احساس ہوتے اور ایسے امور میں کہ کسی آنکھ نے دیکھا ہو اور نہ کسی کان نے سنا ہو ان کے پیش آنے کے بارے میں لکھا تھا وہ سب واضح ہوا اور باطنی لذات کا باعث ہوا، ان اسرار کے بلند مرتبہ ہونے کا کیا بیان کرے کہ ادراک عقل و تصور خیال کے احاطہ سے باہر ہیں۔ مَنْ لَمْ يَذُقْ لَمْ يَدْرِ [جس نے نہیں چکھا اس نے نہیں جانا] فقیر آپ کے بارے میں ان چیزوں کے نزدیک ہونا معلوم کرتا ہے وَالْغَيْبُ عِنْدَ اللَّهِ تَعَالَى [اور غیب کا علم، اللہ تعالیٰ کے پاس ہے] جو کچھ آپ نے لکھا ہے مختصر طور پر لکھا ہے، بظاہر تفصیل کو زبانی کہنے پر وقوف رکھا ہے، بیشک اس قسم کے امور لکھنے میں درست نہیں آتے بلکہ بیان کرنے میں بھی نہیں آتے، وہی قصہ ہے جو کہ آپ نے لکھا ہے وَيَضِيقُ صَدْرِي وَلَا يَنْطَلِقُ لِسَانِي [اور میرا سینہ تنگ ہو جاتا ہے اور میری زبان نہیں کھلتی] ریگر یہ کہ فقیر آپ کے مرض کے بارے میں دعا و توجہ سے غافل نہیں ہوا اور آپ کی تفریاد چاہتا بلکہ دیکھتا ہے۔ والسلام

مکتوبات ۲۲۶

نیز اذ طریقہ پر مستقیم مخدوم زادہ حضرت خواجہ محمد نقشبند کے بعض اسرار کی تصدیق میں تحریر فرمایا جن کو پوشیدہ رکھنا ضروری ہے جو کہ انھوں نے زبان قلم سے عرض کئے تھے۔

الحمد لله وسلام علی عباده الذین اصطفیٰ، ریغیر کیا لکھے کہ آپ کا رقعہ شریفہ جو کہ عجیب و غریب الہامات اور نادر القاب اور عالی خطابات اور روشن تعظیبات و تکریمات کہ جن کے ساتھ آپ ممتاز

اور سر بلند ہوئے ہیں پر مشتمل تھا اس کے مطالعہ سے بہت زیادہ مسرور و محظوظ رہا ہوا، اور آپ نے اس پر اظہارِ محبت جن کا پوشیدہ رخصنا ضروری ہے، اور ان کے ساتھ متحقق ہونے کے بارے میں جو کچھ مختصر طور پر لکھا تھا اور اس شہر مبارک کے انوار و برکات کے حوالہ کا مشاہدہ کرنے اور آسمانوں اور زمینوں کے دروازے کھلنے و جانے کرنے کے بارے میں (تعمیر کیا تھا) وہ سب واضح ہوا (یہ) ایسے امور ہیں کہ عقل و فکر کی آنکھ ان کے ادراک میں خیرہ اور عاجز ہے، انوار الہی اور نائیدات لائنا ہی کے بغیر ان کا پتہ نہیں لگایا جاسکتا، اس فقیر کی تصدیق کی ضرورت نہیں رکھتے، اس کے باوجود تصدیق در تصدیق ہے جو حال کہ آپ نے دیکھا ہے اور اس کی تعبیر طلب کی ہے وہ تعبیر کا محتاج نہیں ہے باطنی مناسبت کے کمال کی خبر دیتا ہے جو اس مقام تک پہنچ گیا ہے کہ اتحاد پیدا کر لیا ہے اور معاملات میں شرکت پیدا ہو گئی ہے اور ناکیدی غرض سے محض خواب پر کفایت نہیں کی (بلکہ) اس معنی کا اہم فرمایا

۲۹۰

مکتوبہ ۲۲۷

نیر محمد مزادہ برگزیدہ صاحب مقامات عالیہ حضرت خواجہ نقشبند سلمہ اللہ و ابقامہ کے نام حصول صحت کی بشارت کے بارے میں تحریر فرمایا۔

حمد و صلوٰۃ کے بعد عرض ہے کہ آپ پر ترقیات کے دروازے ہمیشہ کھلے رہیں جو حال کہ آپ نے اپنی باطنی ترقیات کے بارے میں دیکھا ہے مبارک ہو، ہم اس کے سننے کے مشتاق ہیں، فقیر دعا و توجہ سے غافل نہیں ہے اور آپ کی باطنی ترقی اور ظاہری استقامت کے لئے دعا کرتا ہے اور بعض اوقات میں آپ کی صحت شفا یابی مشاہدہ ہوتی ہے اور اس معنی پر اطمینان حاصل ہوتا ہے والغیب عند اللہ سبحانہ [اور غیب کا علم ہائے سچا ہی کے پاس ہے] اپنی فاطر جمع رکھیں اور صحت کو یقینی تصور کریں العافیۃ بالعیافۃ [انجام کار عافیت ہے]۔

مکتوبہ ۲۲۸

راہِ طریقت پر مستقیم مخدوم زادہ شیخ عبدالاحد کے نام بعض اسرار اور معاملات سے مناسبت حاصل ہونے کی بشارت کے بارے میں تحریر فرمایا۔

حمد و صلوٰۃ کے بعد عرض ہے کہ رقعہ تریفہ پہنچا، اس کے دلکش مضامین و نشین ہوئے اور اس کے رنگین اشعار نے مسرور و خوشوقت کیا، اس تحریر کے دوران صباحت کے مقام سے آپ کی کچھ مناسبت محسوس کی

بلکہ اس سے کچھ حصہ پانا معلوم کیا اور اس عجیب و غریب مقام کے بعض لوازم آپ کے اندر مشاہدہ کئے اور نیز مقطعات قرآنی کے ساتھ کچھ مناسبت مقہوم ہوتی ہے اگرچہ نہیں جانتا کہ یہ مناسبت کس ذریعہ سے ہوگی اس لئے کہ مقطعات معاملات سے کتایہ ہیں جس شخص کو معاملہ حاصل ہے مناسبت و نصیب جو کچھ کہا جائے اس کے حق میں صادق ہے ورنہ مناسبت کس طرح ہوگی اس میں حیران ہوں اور سننے میں نہیں آیا کہ معاملات میں کس چیز سے عبارت ہیں تاکہ اس کا اثبات نفی کی جائے اور طالبین کو کسی امر کی یقین کے اشتراط و عدم اشتراط کے بارے میں کوئی حکم نہیں کر سکتا۔ اپنے بارے میں اور نہ کسی دوسرے کے بارے میں، یقین کے ساتھ نہیں جانتا کہ اس فقیر کا اس امر میں مشغول ہونا پسندیدہ ہے یا ناپسندیدہ، اور اس عرشانہ کی بدلت میں یہ صرف اور مخلوق کے پیچھے وقت کا صرف کرنا جو کہ سب چیزوں سے زیادہ عزیز ہے کیسا ہے، اس وجہ سے جگر کباب دیدہ پر آب ہے۔ آپ نے لکھا تھا کہ میں اپنے آپ کو خواص میں سے نہیں جانتا کیونکہ خواص کو قرب عظیم ہوتا ہے الخ۔ یہ فقیر آپ کو خواص میں سے شمار کرتا ہے اور آپ کے قرب کو زیادہ سے زیادہ سمجھتا ہے آگے آپ جو کچھ چاہیں لکھیں۔ والسلام اولاً و آخراً۔

مکتوب ۲۴۹

شیخ محمد باقر لاہوری کے نام اُن کے عربیہ کے جواب میں تحریر فرمایا۔

حائداً و مصلیاً و مسلماً، انا بعد ریہ فقیر عرض کرتا ہے کہ مکتوب شریف موصول ہو کر فرحت افزا ہوا، جو کیفیت کہ عشا کی نماز میں رونما ہوئی تھی یعنی اس جانب سے خواہش کا مشاہدہ اور اپنے اندر اس کے آثار کا ظہور اور نیز وتر کی نماز میں سینہ سے متعدد بار اس آواز کا سننا کہ ”ہم تجھے چاہتے ہیں“ دیدہ بانیں واضح ہوئیں اللہم (لے اللہ! اور زیادہ فرما) اس پر اور اللہ سبحانہ کی تمام نعمتوں پر اس کا شکر ہے، والسلام علیکم وعلیٰ سائرین اتبع الہدی۔

مکتوب ۲۵۰

حاجی شیخ محمد فضل اللہ کے نام اُن کے اس عربیہ کے جواب میں تحریر فرمایا جو اُن کے اور اُن کے

دوستوں کے احوال پر مشتمل تھا۔

حرد و صلوة اور رسالہ تسلیمات کے بعد عرض ہے کہ آپ کا مکتوب مرغوب جو روشن احوال اور اجاب کی

پسندیدہ کیفیات پر مشتمل تھا موصول ہو کر مسرت بخش ہوا، حق سبحانہ ہمیشہ ترقیات عطا فرماتے ہوئے
 سابقین کے کمالات سے بہرہ ور فرمائے اور یارانِ طریقت بھی ترقی کرتے رہیں، ان کی طرف توجہات سے
 دریغ نہ کریں اور انھیں اپنے کمالات کے آئینے سمجھیں اور ان کی ترقیوں پر شکر بجالائیں۔ آپ نے جو یہ
 لکھا ہے کہ ”میں ماہِ رمضان میں مسجد میں معتکف تھا میں نے حال میں دیکھا کہ گویا جمعہ کی شب ہے اور
 ایک نور چمکا ہے جو دن سے بھی زیادہ روشن ہو گیا، اور میں (اُس کو) شبِ قدر سمجھ رہا ہوں۔“ (۲۵) عمدہ اور
 مبارک ہے، اور شبِ قدر شبِ وصال سے تعبیر کی جاتی ہے، اس کی برکات اس سے زیادہ کیا ہوں گی کہ
 آپ اس شب میں سرورِ دین و دنیا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت سے مشرف ہوئے ہیں اور آپ نے آنحضرت
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت اور رسالت کی شہادت دی ہے۔ اور یہ جو آپ نے خود کو رسالت کے
 عنوان سے دیکھا اور انبیاء علیہم السلام کے شمار میں پایا ہے، یہ حال رسالت و نبوت کے کمالات کی بشارات
 دینے والا ہے نہ کہ منصب رسالت و نبوت کی کیونکہ وہ تو ختم ہو چکا ہے۔ واللہ اعلم



ان مکتوبات شریفہ کے جامع فقیر حقیر حاجی محمد عاشور بخاری احمدی معصومی نقشبندی کے نام
 توجہ کے طریقہ اور نصیحت کے بارے میں تحریر فرمایا۔

الحمد لله وسلام على عباده الذين اصطفى: برادر عزیز محمد عاشور سلام عاقبت انجام
 پڑھیں۔ آپ نے جو خط ازراہِ محبت بھیجا تھا اُس نے موصول ہو کر خوشوقت کیا۔ آپ نے اجاب کے اجتماع
 کے بارے میں لکھا تھا حق سبحانہ دوستوں کو جمعیت کے ساتھ رکھے اور (اُن پر) ترقی کی راہ کشادہ فرمائے۔
 آپ نے لکھا تھا کہ تو نے توجہ کا طریقہ مجھ سے بیان نہیں کیا۔ میرے مخدوم! توجہ ایک واضح امر ہے اس کے
 بیان کی حاجت نہیں، جس طرح آپ اپنے دل کی جانب متوجہ ہوتے ہیں اسی طرح طالب کے دل کی جانب
 توجہ کرنی چاہئے، اجاب کے حلقہ میں بیٹھیں، خود کو درمیان میں نہ دیکھیں اور پندگوں کے باطن کی طرف
 متوجہ رہیں، اوقات کو آباد رکھنے اور بشریت کے وجود کی نفعی کرنے میں دل و جان سے کوشش کریں اور
 دوستوں کو دعا میں یاد کرتے رہیں۔ والسلام اولاً و آخراً۔

مکتوب ۲۵۲

شیخ عمر حضرمی کے نام بشارت کے طور پر نصیحت و دعا کے بارے میں تحریر فرمایا۔

الحمد لله وسلام على عباده الذين اصطفى، اللہ عزوجل آپ کو اپنے آپ سے اور ان تمام چیزوں سے فدا کرے (توجہ ہٹا دے) جو آپ کی طرف منسوب ہیں اور اپنے ساتھ اور اپنے اسماء و صفات کے کمالات کے ساتھ باقی رکھے، اور یہ عظیم دولت صرف سنت کے اتباع، بدعت سے اجتناب، شیخ کی محبت پر پختگی اور فنا فی الشیخ کے بغیر حاصل نہیں ہوتی، اللہ سبحانہ سید البشر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے طویل جو ۲۹۳ کج بینی سے پاک ہیں آپ کو یہ معانی (انعامات) ذوق و شوق اور ایمان و احتساب (کارِ ثواب) کے طور پر عطا فرمائے۔

مکتوب ۲۵۳

مخدوم زادہ عالی درجہ جامع کمالات صوری و معنوی، بہترین قلم محمد اشرف کے نام مفید نکتہ

نصائح کے بارے میں اور مشرب محمد بی بی علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ میں بشارت عالیہ کے بارے میں تحریر فرمایا۔

الحمد لله وسلام على عباده الذين اصطفى۔ فرزند ارشد نور چشمی کے محبت اسلوب مکتوب مزوٹ

پہنچ کر خوشوقت کیا اور اس کا مضمون واضح ہوا، اپنے احوال لکھتے رہیں اور اوقات کو طاعات اور مراقبات کے وظائف سے آباد رکھیں اور دال (دلالت کرنے والا) حقیقی مدلول (جس پر دلالت کی جائے) اور ظلال سے اصل کی طرف متوجہ ہوں اور علم سے حیرت کی طرف اور گفتگو سے خاموشی کی طرف اور پوست سے مغز کی طرف اور لفظ سے معنی کی طرف مائل ہوں، کسی نے خوب کہا ہے سے

قوے زو جود خویش قانی رفتہ ز حروف در معانی

[ایک قوم اپنے وجود سے قانی (بے خبر) ہے نہ حروف سے معانی میں چلی گئی ہے]

اگرچہ مطلوب حقیقی جمل لفظ و معنی ماوراء اور پوست مغز کے باہر ہے (اسی طرح) اصل بھی اس دولت (مطلوب حقیقی) سے ظل

اصل و فرع از سرائے روز بہی ہر دو مانند وجیب و کیسہ تہی

[اصل و فرع بارگاہ قدس سے دونوں عاجز رہ گئے اور دان کی جیب و تھیلی خالی ہے]

لیکن جب کوئی شخص اس بلند نسبت والوں سے فی الجملہ محبت اور عقیدت درست کر لیتا ہے امید ہے کہ

اس کی طرح ارادہ کرے

اس کے اندازہ کے مطابق اس کے لئے اس معنی کے جمال کا نقاب کھول دیں گے اور اس سرچشمہ سے کوئی گھونٹ عطا فرمائیں گے۔ آپ نے جو یہ لکھا تھا کہ خود کو محمدی المشرّب پانا ہوں یہ مبارک ہے، اے سعادت آثار فقیر بھی اس معنی کو آپ کے اندر محسوس کرتا ہے۔ **إِنَّ رَبِّيَ وَأَسِعُ الْمَغْفِرَةَ** [بیشک آپ پروردگار وسیع مغفرت والا ہے]

مکتوبات ۲۵۴

راہِ طریقت پر مستقیم مخدوم زادہ عارف باشندہ شیخ صبغۃ اللہ کے نام طالبین کی ترویج کی ترقی دینے اور برادرانِ طریقت کی رضامندی کے بارے میں تحریر فرمایا۔

میرے توفیق آثار فرزند خدا کرے آپ کی بزرگی و استقامت کو دوام حاصل ہو اور دل جمعی کے ساتھ رہیں۔ اللہ سبحانہ کی حمد ہے کہ برادرِ محمد صلیب آپ سے بہت خوش ہیں اور برادرانِ طریقت کی رضامندی اللہ سبحانہ کی عظیم نعمتوں میں سے ہے، حدیث شریف میں آیا ہے **مَنْ لَمْ يَشْكُرِ النَّاسَ لَمْ يَشْكُرِ اللَّهَ** [جس نے لوگوں کا شکر ادا نہیں کیا اس نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا نہیں کیا] یقین ہے کہ آئندہ بھی انھیں خوش رکھنے کی کوشش کرتے رہیں گے۔ دیگر یہ کہ چونکہ اہل طلبِ مستورات کی ایک جماعت بھی آپ سے وابستہ ہے اس لئے بہر حال اپنے آپ کو دلجمعی کے ساتھ رکھتے ہوئے اس جماعت کے لئے بھی دلجمعی کا سبب بنیں اور احوال لکھتے رہیں، اللہ سبحانہ توفیق مرحمت فرمانے والا ہے۔

مکتوبات ۲۵۵

(مکتوب الیہ کا نام درج نہیں ہے)

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على سيد المرسلين محمد وآله واصحابه اجمعين [تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے اور حضرت محمد پر صلوة و سلام ہو جو تمام رسولوں کے سردار ہیں اور آپ کے تمام آل اور اصحاب پر بھی]۔ آپ کی ظاہری اور باطنی ترقیوں اور صوری و معنوی بلندیوں کے بارے میں بخششوں کے عطا کرنے والے (اللہ) جل برہانہ کی بارگاہ سے دعا کی جاتی رہتی ہے۔ (خدا کرے) آپ کے جدا جدا رسول اکرم علیہ و آلہ الصلوٰت والتسلیٰمات والبرکات کے طفیل (یہ دعا) قبول ہو۔

ازہرچہ میرود سخن دوست خوشتر است [دوست کی جو بات بھی میان دل جلتے پسندیدہ ہے]

آدمی جب تک اس (اللہ تعالیٰ شانہ) کے ماسوا میں گرفتار ہے اور اس کے سینہ کی وسعت ماسوا کے نقوش سے منقش ہے باطن کے مرض میں مبتلا ہے اور اس (اللہ تعالیٰ شانہ) کے قرب سے دور اور محروم ہے، اس قلیل فرصت میں اس مرض کے ازالہ کی فکر کرنا اہم ترین کام ہے اور اس تھوڑی سی مہلت میں اس معنوی بیماری کے دفع کرنے کی تدبیر کرنا عظیم ترین مقصد ہے، بزرگوں نے اس مرض کے ازالہ کو ذکر کثیر کے ساتھ وابستہ کیا ہے اور ماسوا کی آلودگی سے باطن کی طہارت کو اس (اللہ تعالیٰ شانہ) کی یاد پر مؤثر رکھا ہے (قرآن مجید میں ہے) **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذْكُرُوا اللَّهَ ذِكْرًا كَثِيرًا وَسَبِّحُوا بِحَمْدِهِ صَبْرًا** [لے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کو بہت یاد کرو اور صبح و شام اس کی پاکی بیان کرو]۔ ذکر کثیر اس وقت متحقق ہوتا ہے جبکہ اس کے بعد غفلت نہ ہو جو اس راہ میں مہلک زہر اور باطن کے مرض کو بڑھانے والی ہے۔

ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی توجہ کرنے والا اپنی ساری عمر اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ رہے پھر ایک لمحہ کے لئے اس سے روگردانی کرے تو جو چیز اس سے کھوئی گئی وہ اس سے زیادہ ہوگی جو اس نے پائی اور اس ذکر کا کمال یہ ہے کہ مذکور کے سوا جو کچھ بھی ہے وسعتِ سینہ سے رخصت ہو جائے اور رحلت کر جائے اور تمام خواہشات سے پاک و صاف ہو جائے، نہ دنیا کی خوشی سے خوش ہو، نہ اس کے غم سے غمگین، یہاں تک کہ اگر یہ تکلف بھی ماسوی کا خیال کرے تو اس نسیان کے باعث جو باطن کو ماسوی سے حاصل ہو چکا ہے وہ بیسر نہ ہو، اور اس طرح کے نسیان کے بغیر اس (اللہ تعالیٰ شانہ) کی یاد، ماسوی کی یاد کے ساتھ ہی ہوتی ہے اور جس چیز میں بھی غیر کی شرکت ہے وہ اس (اللہ تعالیٰ شانہ) کی بارگاہِ قدس کے شایانِ شان نہیں ہے۔ **الَّا لِلَّهِ الدِّينُ الْخَالِصُ** [آگاہ رہو کہ اللہ تعالیٰ ہی کے لئے دینِ خالص ہے] اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، **وَإِذْ كُرِّرْنَا إِذْ أَنْسَيْتَ** [اور اپنے پروردگار کو یاد کر جب بھول جاتے]۔ یعنی (جب) اللہ تعالیٰ کے سوا اور بھول جاتے۔ اس حالت کو فنا سے تعبیر کیا جاتا ہے اور اس راہ میں (یہ) پہلا قدم ہے، اس جگہ سیرالی اللہ ختم ہو جاتی ہے اس کے بعد سیر فی اللہ اور اس (اللہ تعالیٰ شانہ) کے اسمانی اور صفاتی کمالات میں سیر کا آغاز ہوتا ہے، اس سیر کو "سیر معشوق در عاشق" (عاشق میں معشوق کی سیر) بھی کہتے ہیں کیونکہ اس مقام میں عاشق سیر سے سیراب ہو چکا ہوتا ہے۔

آئینہ صورت از سفر دور است کاں پذیرائے صورت از نور است

[عاشق، آئینہ کی طرح سفر سے دور ہے (یعنی سفر کا محتاج نہیں ہے) کیونکہ وہ (آئینہ خود اپنے) نور کی وجہ سے صورت کو قبول کرتا ہے]۔

اور اس سیر کا کمال عالمِ آخرت سے وابستہ ہے، اس عالمِ فانی کے معاملات اُس عالمِ آخرت کے معاملات کے ساتھ ایک نمونہ سے زیادہ نسبت نہیں رکھتے وہ محیطِ سمندر کے بالمقابل شبنم کا حکم رکھتے ہیں، اس لئے عالی ہمت اشخاص کی نظر عالمِ آخرت پر ہوتی ہے اور وہ اس عالمِ فانی کے کمالات سے فریب زدہ اور سیراب نہیں ہوتے، اسی لئے (حدیث شریف میں) آن سرورِ انس و جان (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے حال کی خبر دی گئی ہے کہ کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دائم الحزن متواصل الفکر [رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حزن دائم اور فکرِ پیہم میں رہتے تھے]۔ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ان تمام کمالات کے باوجود جو آپ کو حاصل تھے (دنیا سے) خوش نہ تھے اور آپ اس دنیا سے منہ موڑ کر اللہ العزیز الرفیق الاعلیٰ [لئے اللہ! جو بزرگتر ساتھی ہے] کہتے ہوئے آخرت کی طرف رحلت فرماتے، اور ظاہر ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ آخرت میں یہ حزن دُور ہو جائے گا کیونکہ وہ مقام حزن کا مقام نہیں، حزن کا مقام تو دنیا ہے، آیہ کریمہ وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ [اور یقیناً آپ کا پروردگار آپ کو عنقریب (اسی نعمت) عطا فرمائے گا کہ آپ خوش ہو جائیں گے] سے اس مفہوم کی تائید ہوتی ہے۔ جس معاملہ کا آخرت میں وغرہ کیا گیا ہے اس کی ابتدا موت سے ہوتی ہے۔ الموت بصر یوصل الحبيب الی الحبيب [موت ایک پہل ہے جو حبيب کو حبيب سے ملاتا ہے]۔ آیت کریمہ مَنْ كَانَ يَرْجُوا لِقَاءَ اللَّهِ فَإِنَّ أَجَلَ اللَّهِ لَآتٍ [جو شخص اللہ تعالیٰ کی ملاقات کا امیدوار ہے تو اللہ تعالیٰ کی مقرر کی ہوئی ساعت یقیناً آنے والی ہے] اس معنی کی طرف ایک اشارہ ہے اور اس معاملہ کا ایک رمز ہے۔ اگر کسی شخص کو نماز میں جو کہ مومن کی معراج ہے اور دنیا سے ٹوٹنے اور آخرت کے ساتھ مل جانے کا ذریعہ ہے یہ کیفیت حاصل ہو جائے تو اس کی گنجائش ہے اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ بندہ اور خدائے بزرگ و برتر کے درمیان جو حجاب حائل ہے وہ نماز کی حالت میں اٹھ جاتا ہے۔ اور (حدیث شریف) ارحنی یا بلال [اے بلال! نماز کے لئے اذان دیکر مجھے راحت دو] اور قُرْآنًا عَجَبِيًّا فِي الصَّلَاةِ [میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے] میں بھی اسی طرف اشارہ ہے۔

مختصر یہ کہ رضا اور خوشی کا مقام آخرت ہے اور درد و محرومی کا مقام دنیا ہے، اس مقام (دنیا) کا بہترین سامان درد و اندوہ ہے اور اس دسترخوان کی سب سے اچھی نعمت سوز و گداز ہے، یہاں کا آرام بے آرامی میں اور یہاں کا سوز سوز میں ہے، یہاں وصل طلب کرنا کوزہ میں دریا کو تلاش کرنا اور آفتاب کو پانی کے طشت میں دیکھنا ہے۔ اُس دنیا (آخرت) کے لئے اس دنیا کی حیثیت کھیتی سے زیادہ نہیں ہے کھیتی جس قدر زیادہ کی جائیگی پھلوں کی توقع اسی قدر بے اندازہ ہوگی۔ یہ دنیا دارِ عمل ہے دارِ اجر آگے ہے، عمل کے وقت میں اجر طلب کرنا لا حاصل ہے مگر یہ کہ اللہ سبحانہ کسی شخص کی دنیا کو بچی

آخرت کے حکم میں کر دے تو جائز ہے کہ اس پر اس اجر کا ترشح ہو جائے جو اس کے لئے اس دنیا میں تیار کیا گیا ہے اور اس کے آخرت کے اجر میں بھی کوئی کمی نہ ہو جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خلیل علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں فرمایا ہے وَآتَيْنَاهُ أَجْرَهُ فِي الدُّنْيَا وَإِنَّهُ فِي الْآخِرَةِ لَمِنَ الصَّالِحِينَ [اور ہم نے اسے] اس کا اجر اسے دنیا میں دیدیا تھا اور بیشک وہ آخرت میں نیکو کاروں میں سے ہے]۔

اگر ایں لحظہ ممکن کا ریشہ نیست ز سجت مقبالاں این ہم عجیب نیست

[اگر چہ رات کا کام اس وقت ممکن نہیں (لیکن) اقبال مندوں کے نصیب سے یہ بھی عجیب نہیں ہے] —
ذَلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ (یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے وہ جسے چاہتا ہے دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ بڑے فضل والا ہے)

لے فقرا پناہ! برادر عزیز، معارف آگاہ محمد ہاشم جو اس زمانہ کے غنیمت لوگوں میں سے ہیں اور بچپن ہی سے اللہ والوں کی خدمت اور تربیت میں بڑے ہوئے ہیں اور جن کے اوقات طاعات میں صرف ہوئے ہیں اور جو اسباب معیشت کی قلت اور اہل کنبہ کی کثرت کی وجہ سے مسلسل پریشان روزگار رہتے ہیں، چونکہ اس قسم کے لوگوں کے ان احوال سے آپ کو مطلع کرنا جو فقرا کے مرئی اور مہربان ہیں ضروریات میں سے تھا، اس لئے جرات کر کے (یہ فقیر گستاخی کر رہا ہے کہ اگر سرکار سے اس کے متعلقین کی اتنی امداد ہو جائے کہ جس سے ان کی ضروری گذر اوقات کا انتظام ہو سکے تو یہ دنیا اور آخرت کی ترقیات کا موجب یہ کتنی اچھی نعمت ہے کہ کوئی درویش روٹی آپ کی کھائے اور اس سے حاصل شدہ قوت کو خداوند جل سلطانہ کی طاعات و عبادات میں صرف کرے۔ والسلام اولاً و آخراً۔

سب الخیر

مکتوبات معصومیہ سیرہ دفتر کارڈوز ترجمہ ادارہ فُجْدِیْہ کی جانب سے ناظرین کی خدمت میں پیش کیا جا چکا ہے اب صاحب مکتوبات معصومیہ حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ

کی سوانح حیات موسوم بہ

انوارِ معصومہ

مولفہ حضرت مولانا سید زوار حسین شاہ صاحب مدظلہ العالی

عقرباد ادارہ بڑا سے شائع ہونے والی ہے جس کے پڑھنے سے آپ کو اندازہ ہوگا کہ حضرت موصوف کس قدر بلند پایہ عظیم المرتبت شخصیت کے حامل اور انسانِ کامل تھے اور آپ نے تبلیغِ دین و ترویجِ شریعت کے لئے کس قدر کوششیں فرمائیں اور بہت سے حقائق و معارف کی توضیح و تشریح فرمائی۔ آپ ہی نے امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کے تجدیدی کارناموں کو زندہ و باقی رکھنے کا فریضہ انجام دیا اور آپ ہی تعلیماتِ مجددی کے اصل شارح ہیں اور آپ کے زمانے سے بعد حاضر تک کے علماءِ حق بالواسطہ یا بلا واسطہ آپ ہی سے مستفید ہیں۔ نیز کتاب "حضرت مجدد الف ثانی" اگر حضرت مجدد کے اسلاف و اجداد کے حالات پیش کرتی ہے تو زیرِ نظر کتاب حضرت مجدد الف ثانی کی اولاد در اولاد کے حالات سامنے لاتی ہے، اس طرح دراصل یہ کتاب حضرت مجدد الف ثانی کے تذکرہ کا ہی تکرار ہے۔ کتاب بڑا کی خصوصیات کا کچھ اندازہ درج ذیل فہرست سے ہو سکتا ہے:-

حضرت عروۃ الوثقی کی حیات مبارکہ، سفر نامہ حج (یعنی یواقیت الحرمین کا اردو ترجمہ) اور ادومعمولات نیز ازکا معصومیہ کا اردو ترجمہ، کشف و کرات، بعض اجاب کے خواب امران کی تعبیر، اجاب کے مکاشفات اور ان کے جوابات بعض اہم سوالات اور ان کے جوابات تعلیمات۔ اولاد امجاد۔ خواجہ محمد نقشبند ثانی، خواجہ محمد سیف الدین، خواجہ محمد زبیر، خلفائے عظام، شاہانِ مغلیہ پر ایک نظر، مکتوب الہیم، شجرہ۔ نیز مجددی حضرات کے شاہانِ مغلیہ کے ساتھ روابط، ہندوستان کے بعض فرقوں کے حالات اور بہت سے تاریخی واقعات کا بھی ضمناً تذکرہ آگیا ہے۔ یہ کتاب روضنا یقومیہ رکن دوم موسوم چہارم اور بہت سی متعلقہ کتب سے استفادہ پر مبنی ہے، انشا اللہ تعالیٰ بہت جلد آپ کی خدمت میں پیش کی جائیگی۔

مكتبة
الملك
عبد العزيز
بدرع
الرياض